شمارہ مسلسل

معروف

اردو انوار سہیلی

نام تاریخی

ضیائے حکمت

مع تصویرات

مطبع گلزار محمدی میرٹھ میں منشی محمد خلیل کے اہتمام سے چھپی

ہشتم مرتبہ قیمت فی جلد ۱۰ ر

سبب تالیف کتاب

سبب تالیف اِس کتاب لاجواب کا یہہ ہے کہ انوار سہیلی مین ہر بحث کے ایسے مضمون اور حکمت
کی وہ باتین کوٹ کر بھری گئی ہین جنسے انسان کی عقل کا بہت تیز اور صاف روشنی پاتا ہے
اور نور حکمت کا اسکو سا دمک دکھلاتا ہے کہ برائی کی ظلمت اسکے جلوہ سے یکلخت منجاتی ہے
مگر جونکہ اب فارسی کا رواج کم ہوجانے سے زبان اسکی سخت اور عبارت ایسی پیچیدہ خیال کیجاتی ہے
کہ اوسسے ہر ایک کو معنی کا سمجھنا دوبھر پڑ گیا اسی لئے اوسکے درس تدریس کا رواج کم
رہا ہے اسکے سوا بعض اہل زبان نے جو اردو مین اسکا ترجمہ کیا ہے وہ بھی اتفاقات سے
تحت لفظی رکھا ہے جسکے باعث عام کو مطلب کا سمجھنا دشوار ہو گیا ہے قطع نظر اسکے
ذوق - مومن - غالب - آزردہ جو اردو کے متاخرین اور مسلّم اوستادون مین سے
گذرے ہین اونکے وقت مین اردو سے معلّائے دہلی نے منجھکر فصاحت مین کمال درجہ کی ترقی
پائی ہے اسواسطے اہل مذاق کے نزدیک میر امّن دہلوی کے چار درویش کی زبان جسکو
لوگ بکثرت صرف زباندانی کے لحاظ سے پڑھتے ہین اکثر جگہہ متروک سمجھی گئی ہے اِس نظر سے پیچمدان
عمر علیخان تخلص وحشی رئیس ابن نواب محمد اسد علیخان صاحب بہادر مرحوم والئی ریاست
محمد گدہ باسودہ شاگرد جناب غفران مآب حکیم مومن خان دہلوی نے اردو کی سلیس زبان
اور محاورہ مین اس کتاب کا ترجمہ کیا اور پہلے نام انوار سہیلی کی رعایت سے ستارہ ہند عرفیت کے
لحاظ سے اردو انوار سہیلی اور قاعدہ جمل کے حساب سے ضیائے حکمت رکھا کہ صفائی زبان
کے سبب خاص سے عام اور اہل علم سے ان پڑھ تک سب اسکے مضامین نصیحت آمیز حکمت خیز کو
سمجھکر فائدہ کامل حاصل کرین اور بامحاورہ روزمرہ ہونے کے باعث جو لوگ اردو زبان سیکھنے
اور امتحان دینے کا شوق رکھتے ہون اپنے دلی مطلب پر آسانی کے ساتھ کامیاب ہون ایک نتیجہ
رو کاج کمشنر صادق آئی ہم جاو اوہم خرما کی اصطلاح مطابقت کہانے تعلیم عام دیسی زبان کی کہ عہد
نائب ملکہ لوئس وکٹوریہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان کی ترقی بڑھے امداد پائے اور
مجھ سے گمنام کو نام اسی ذریعہ سے صفحہ روزگار پر یادگار رہجائے رباعی ممکن نہین یہہ جو کہ

فانی باقی ÷ پیری نہ لڑکپن نہ جوانی باقی ÷ رہتو ینگے نہ ہم رئیس باقی ہرگز ÷ رہویگی فقط ایک کہانی باقی

شروع مطلب

نقل ہے کہ مملکت چین مین ایک بادشاہ تھا فرخ فال نام۔ اور اوسکا ایک وزیر تھا خجستہ رائے ایک دن بادشاہ اور وزیر پہاڑون کی طرف شکار کھیلنے گئے جب بادشاہ شکار سے فرصت پائی تو گرمی کی شدت بدرجہ غایت معلوم ہوئی بادشاہ سلامت نے وزیر کی صلاح سے پہاڑ کے کنارے ایک چشمہ پر آرام فرمایا وہان ایک درخت ایسا نظر آیا جسپر محال کا چھتہ لگا ہوا تھا چونکہ شاہ نے ناز و نعمت مین پرورش پانے کے سبب گیہون کا درخت کبھی آنکھہ کھولکر نہ دیکھا تھا اسلئے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ جہان پناہ یہ جانور ہین نیشدار کم آزار فائدہ پہنچانے والے خلقت کے یعنی شہد انہین سے نکلتا ہے جسکو ایک زمانہ استعمال مین لاتا ہے انکے بادشاہ کا نام یعسوب ہے محال کی تمام مکھیان اسکی فرمانبردار رہتی ہین بہو لونکہ شوا کبھی گندگی پر نہین بیٹھتین بلکہ یہانتک نفرت ہے اگر دربان بدبو دریافت کرکے بادشاہ کو اطلاع دیتا ہے تو فوراً بادشاہ کے حکم کے بموجب اوسکے دو ٹکڑے کئے جاتے ہین جمشید بادشاہ نے انہین بے زبان جانورون سے طریق تخت نشینی اور چوکی پہرہ کا سیکھا ہے فرخ فال نے اس حال کے دیکھنے اور سننے سے بہت متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ جانور باوجود نیش رکھنے کے آپسمین ایذا کیون نہین پہنچاتے اور خلاف اسکے انسان کس لئے درپے آزار اور دکھہ دینے ایک دوسرے کے رہتا ہے وزیر نے عرض کی کہ یہ جانور ایک طبیعت پر واقع ہوتے ہین اور آدمیون کی طبیعتین مختلف ہین اسی لئے ہر شخص کا مشرب جدا ہے مذہب علیحدہ ہے بادشاہ نے فرمایا اختلاف طبائع مین یہ مصلحت ہے کہ تنہائی اختیار کرے اور صحبت سے بھاگے جیسے حکیمون نے خلقت سے نفرت کرکے کنج غار اختیار کیا ہے وزیر نے جواب دیا کہ بزرگون نے صحبت کو خلوت پر فضیلت دی ہے جب آدمی کو رفیق شفیق ملجاتا ہے تو خلوت اوسکو پسند نہین ہوتی کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے قدرت الہی نے ہر آدمی کو دوسرے کا محتاج رکھا ہے اسواسطے انسان کو مدنی بالطبع کہتے ہین یعنی حالت اجتماع اور تمدن سے مراد مددگار دنیا ہے۔ پس بقائے شخصی اور نوعی بغیر مدد دوسرون کے غیر ممکن ہے۔

مثلاً کپڑا اور کھانا آدمی کو ضروری ہے اور یہ بغیر کھیتی کرنے کے حاصل نہیں ہوتا اور کھیتی کے لئے
ہل کا ہونا چاہئے ہل کے واسطے بڑھئی اور لوہار درکار ہے اسیطرح اسباب غیر متناسبہ کو قیاس کرنا چاہئے
کہ اگر ایک آدمی اپنی تمام عمر صرف کرے تب ممکن ہے کہ ایک ہی کام کا انجام دیسکے چہ جائیکہ امور غیر
متناہی پس اسکے لئے اجتماع کا ہونا ضروری ہے اور یہ خلاف خلوت کے ہے بادشاہ نے فرمایا
کہ اے وزیر جو کچھ تو نے بیان کیا حکمت کا خلاصہ ہے لیکن جب آدمی دوسرے کا محتاج ہوا تو بباعث
اختلاف مشرب کے باہم نزاع ہوگی اور اسوجہ سے کہ بعض جسم و زور میں قوی ہیں بعض مال میں زیادہ ہیں
تو جو غالب آئیں گے انکو اس امر کا داعیہ ہوگا کہ مغلوبوں اور زیردستوں کو اپنا خادم بنائیں
اور حریص ضعیفوں کو اسباب کی طمع ہوگی کہ یہ مال کسی حیلہ و مکر سے اپنے قبضہ میں لائیں اور آخر یہ
صورتیں فساد اور لڑائی کا سبب ہونگی وزیر نے عرض کی کہ اسکے دفع کرنیکے لئے تدبیر سیاست
مدن مقرر ہوئی ہے تاکہ ایک دوسرے کا حق نہ چھینے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے کیونکہ مدار
تدبیر سیاست کا عدالت کے قاعدہ پہ ہے اور اسی کا نام انصاف ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہاں سے
اور کس طرح سے معلوم ہوا۔ وزیر نے بیان کیا کہ اسکا مقرر کرنیوالا اللہ کیطرف سے خلق کیجانب شخص
کامل مکمل ہے جسکو حکیم ناموس اکبر اور علماء دین رسول و نبی کہتے ہیں اور اسکی امر و نواہی سے
دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا انتظام ہوتا ہے بعد انتقال اس شخص کے ایسے حاکم کا ہونا ضرور ہے کہ جو
امر و نہی پیغمبر کی جس سے شریعت مراد ہے حفاظت کرے فرخ فال نے یہ سنکر وزیر سے دریافت
کیا کہ حاکم کو کیا کیا صفتیں چاہئیں اور ضبط ملک کا کسطرح ہو خجستہ رائے نے جواب دیا کہ قاعدہ مناسب
جانتا ہو عدالت کی باریکیوں پر نظر رکھتا ہو۔ ارکان سلطنت کی طبیعتوں کی کیفیت سے واقف ہو
کہ کسکو کتنی لیاقت ہے اور کون قابل سرفرازی اور ممتازی کے ہے اسلئے کہ خیر خواہ آدمی بہت
کم ہوتے ہیں جو اپنے مالک کے دین و دنیا کی بھلائی چاہیں کیونکہ طمع اور حرص ہر شخص کے
دامنگیر ہے اسواسطے وہ اپنی بھلائی دوسروں کی برائی چاہتا ہے اور اپنی منفعت حاصل کرنے کو
سیکڑوں طرح کے حیلے اور جال بناتا ہے۔ اگر بادشاہ کے مزاج میں احتیاط نہ ہوگی اور کامل تحقیقات
نہ کریگا تو یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں ملک کے اندر خرابیاں اور مضرتیں پیدا ہو جائیں گی
جس بادشاہ نے کہ سچ کو جھوٹ سے جدا کر لیا اور اپنے کاروبار کا مدار عقل اور حکمت پر رکھا ملک اسکا

آباد اور رعیت شاد رہے گی جس طرح رائے دابشلیم ہندی نے حکیم بیدپا کی نصیحتوں کو اپنا دستور العمل بنایا تھا جسکے سبب وہ جیتے جی عادل اور نیک نام مشہور ہوا اور بعد مرنے کے ابتک ذکر خیر اوسکا باقی ہے فرخ فال بولا اے وزیر مدت سے مجھے اس قصہ کے سننے کا شوق ہے اسلئے میری بڑی تمنا ہے کہ تو جلد اسکو بیان کرے جسکے نتائج سے مجکو فائدہ پہنچے اور تو حق نمک سے ادا ہو ۔ف

آغاز داستان

خجستہ رائے نے بیان کیا کہ مملکت ہندوستان میں رائے دابشلیم ایک بڑا بادشاہ تھا باوجود جاہ و جلال کے ہر روز خود بہ نفس نفیس عدالت کے مقدمات کا فیصلہ کرتا اور ہر معاملہ میں غور اور خوض کے ساتھ حق کو باطل سے جدا کر دیتا اور ہمیشہ فرصت کیوقت حکمت کی باتیں سنکر اونپر عمل کرتا رہتا ایکدن فضیلت اور بزرگی سخاوت و بخشش کی سنکر خزانہ کا دروازہ غریب اور محتاج لوگوں پر کہولا اور حقدار دن امیدوار ون ارباب احتیاج کو اونکے خواہش کیموافق خیرات دی اوسی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت فرماتے ہین کہ آج تو نے جو راہ خدا مین خزانہ اپنا خالی کیا تو خداوند تعالی تجھسے بہت خوش ہوا صبح ہی مشرق کی طرف جا اوسکے عوض مین وہان تجھکو بیقیاس خزانہ ملیگا جب آنکھ کھلی تو بادشاہ اس خواب سے نہایت بشاش ہوا اور صبح ہی اسطرف کو چلا تہوڑی دور جاکر دیکھا کہ غار کے دروازے پر ایک بزرگ منتظر ہین پاس پہنچتے ہی بادشاہ سے کہنے لگے کہ تشریف لائیے اور امانت لیجائیے ہرچند کہ یہ حقیر تحفہ قابل قبول نہین لیکن مال ہوروثی ہے منظور فرمائیے بموجب اسکے کہ مصرعہ بے عیب ہے تو غیب سے ہو تیرے حوالے ۔ بادشاہ نے خوشی سے قبول فرمایا اور بموافق نشاندہی اوس بزرگ کے کہدوایا بہت خزانہ پایا اور اوسمین سے ایک مرصع صندوق برآمد ہوا جب اوسکو کہولا تو ایک پارچہ حریر پر بخط سریانی یہ لکھا ہوا نکلا کہ مین ہوشنگ بادشاہ ہوان مجکو بموجب الہام الہی کے معلوم ہوا تھا کہ یہ خزانہ دابشلیم کو ملیگا اسلئے یہ چودہ وصیتین لکھکر اسمین رکھدین کہ وقت لینے خزانہ کے رائے اسکا مطالعہ کرے اور خوب سمجھ لے کہ روپیہ پیسہ پر فریفتہ ہونا عقلمندون کا کام نہین یہ دنیا نہ کسی کی ہوئی ہے نہ ہوگی نہ کسی کے ساتھ رہی نہ رہے گی لمولفہ بسبب آرائش و زیب و تجمل جلتے جی کے ہین مگر نہ بعد مرن خاک اوڑتی ہے مزارون مین بس چاہیئے کہ

ان وصایا کو اپنا دستور العمل کرے تاکہ اسکے قصر دولت کی بنو نہ ہٹے اور سلطنت کی جڑ مضبوط رہے وہ چودہ وصیتیں یہ ہیں اوّل جس شخص کو بڑے عہدہ پر مامور کرے اپنا مصاحب بنائے کسی کی برائی اوسکے حق میں نہ سنے کیونکہ لوگون کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو بادشاہ کا مقرب دیکھتے ہین حسرت سے خیر خواہی کے پردہ مین اوسکے زوال دولت کی کوشش کرتے ہین تاکہ طبیعت بادشاہ کی اوس سے پہر جائے اور وہ نظرون سے گر جائے اور یہ عہدہ ہمارے ہاتھ آئے دوم چغل کو اپنی محفل مین نہ آنے دے بلکہ جسمین چغلی کی عادت دیکھے اوسکے ایسے دانت کہٹے کرے کہ پہر چغلی پر اوسکا منہہ نہ کہلے سوم امیرون افسرون اور ارکان ریاست سے یکجہتی و اتفاق کا طریقہ جاری رکھے کہ اونکی دوستی سے مشکل کام آسانی بنجاتے ہین اور بہوٹ سے بنے کام بگڑجاتے ہین چہارم دشمن کی چاپلوسی پر کبہی خیال نہ کرے اور فریب نہ کھائے کیونکہ دشمن ہرگز دوست نہ ہوگا پنجم جو مراد ہاتھ لگے اوسکو غفلت سے ضایع نہ کرے کہ پہر تدارک اوسکا محال ہے ششم کسی کام مین جلدی نہ کرے ہفتم اگر دشمنون کا چارون طرف سے ہجوم دیکھے تو گہبرا کر ہرگز سمند تدبیر کی باگ ہاتہہ سے نہ چہوڑے ایک جانب کہ جسمین اپنا مضر ہو طرح دوستی کی نرمی اور ملائمت کے ساتھ ڈالکر اپنا مطلب برار کرے ہشتم کینہ کشون سے بچے اونکی چکنی چپڑی باتون پر نہ پہسل جائے نہم تہوڑے قصورون پر نوکرون چاکرون غلامون کو سخت سزا نہ دے بلکہ درگذر کرے دہم کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچائے یازدہم جو کام کہ موافق اپنے حال کے نہ ہو یعنی بساط سے باہر ہو اوسکو ہرگز نہ کرے جیسے کوا چلا تہا ہنس کی چال وہ اپنی بہی بہول گیا۔ دوازدہم حلم اور بردباری کو اختیار کرے چہچہورے پن کے پاس نہ پہٹکے سیزدہم نوکر امانت معتمد رکہے راشی و خائن کو اپنی بارگاہ سے دور کرے ورنہ سینکڑون حق تلفیان ہونگی اور ہزارون بیگناہ مارے جائینگے جنکا وبال حاکم کے سر ہوگا چہاردہم زمانے کے اوکہیڑ پچہاڑ اور صدمون سے ملول نہ ہو دانا لوگ سینکڑون تکلیفین سہکر بہی اپنے ارادہ پر مستقل مزاج رہتے ہین نادان اور کوڑہ مغز ہمیشہ آرام کے جویا ہوتے ہین — غرض ہر ایک کے لئے امثیلہ خدا داستان ہین اگر بادشاہ کو اونکی تفصیل دریافت کرنی منظور ہو تو سندگلہیپ کو جائے وہان

ساری کیفیت معلوم ہو جاوے گی ۔ بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ خزانہ سے مراد بھی وہ پایا نہیں اسکے شکریہ میں جسقدر خزانہ موجود تھا خیرات کرکے ثواب اسکا ہوشنگ بادشاہ کی روح کو بخشا اور خود سنگدیپ کا قصد کیا تاکہ اوسکی تفصیل دریافت کرکے دستور العمل بنائے وزیروں نے یہ سنکر عرض کی کہ اس سفر میں اگرچہ احتمال فائدہ کا ہے مگر سفر صورت سقر کی رکھتا ہے پس راحت کو محنت سے بدلنا اور نقد سے قرض بدل لینا کام عقلمندوں کا نہیں ہے جو لوگ خانہ نشینی کی قدر نہ جانکر سفر کی ذلت اختیار کرتے ہیں اون کا حال اُس کبوتر کے مانند ہوتا ہے جسنے بیٹھے بٹھائے گھونسلا چھوڑکر سفر اختیار کیا تھا بادشاہ نے یہ تقریر سنکر دریافت کیا کہ قصہ اوس کا کیونکر ہے وزیر نے عرض کی ۔

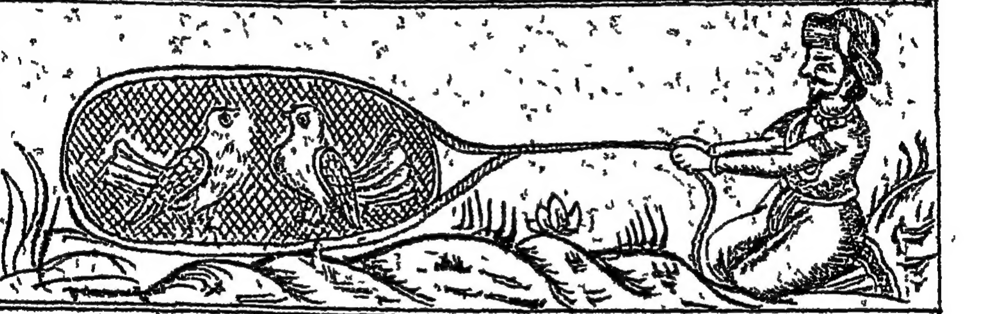

حکایت دو کبوتر ایک گھونسلے میں رہتے تھے جنمیں سے ایک کا نام نوازندہ اور دوسرے کا بازندہ تھا ایک روز بازندہ کے سر میں سمایا کہ سفر کیجیے اور اپنے رفیق نوازندہ سے رخصت چاہی نوازندہ نے منع کیا کہ سفر میں بڑے بڑے صدمے پہنچتے ہیں اور تو نے خبر سے ابھی تکلیف سفر کی نہیں اوٹھائی نہ مسافرت کے صدمے جھیلے اسلئے تجھکو سفر نہ کرنا چاہیے ۔ مگر بازندہ کو شوق سفر از بس تھا کب کسی کی سنتا تھا بولا آپنے ٹھیک اگرچہ سفر میں رنج ہے مگر سیر و شکار اور تماشے کی کیفیت سفر کی مصیبت اور اذیت کو بہلا دیتی ہے پھر رفتہ رفتہ طبیعت کو سختی اور نرمی کی عادت پڑ جاتی ہے نوازندہ نے جواب دیا کہ یہ کیفیت سفر کی دوستوں کے ہمراہ ہے نہ تنہا اکیلا رونا اور ہنسنا دونوں اچھے نہیں اور دنیا میں کوئی تکلیف دوستوں کی جدائی سے بڑھکر نہیں ہوتی خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ گوشہ اور توشہ دونوں موجود ہیں اسی پر قناعت کرنی بہتر ہے سفر کا نام بھی لینا اچھا نہیں بازندہ نے کہا کہ دوستوں کی کیا عالم میں کمی ہے

بلکہ نئی صحبت مین ایک تازہ لذت حاصل ہوتی ہے امیدوار ہون کہ اس طول کلام سے معاف
رکھئے میری گستاخی سے دل صاف رکھئے ۔ ناصحا خوش رو بہر خدا ایک تنہ کر؛ یہ جنون
عشق کے انداز جانے کے نہین؛ نوازندہ نے کہا کہ ہمارا کام سمجھانا تھا آگے تجکو اختیار ہے غرض
اس بحث کے بعد بازندہ نوازندہ سے رخصت ہوکر اوڑا اور شام کے قریب ایک سبزہ زار
مین بسیرا کیا ۔ اتفاقاً سر شام ہی اولے پڑے کہ ناگاہ سخت ہوا کا چلنا بادل کا گرجنا
بجلی کا چمکنا اولون گرنا شروع ہوا بازندہ یہ حال دیکھکر بقولیکہ سنگ آمد و سخت آمد ۔
کبھی پتون کے نیچے چھپتا تھا کبھی ڈالیون اور ٹہنیون کی آڑ لیتا تھا ۔ اسی طرح جون تون
بہزار دشواری و خواری رات کاٹی خدا خدا کر کے صبح ہوئی بجردم پہر اوڑا لیکن اس فکر مین
کہ اولٹا گھر کو جاؤن یا دو چار دن ادہر اودہر کی ہوا کہاؤن اسی کشمکش و پیچ مین تھا کہ ایک
شاہین نے آدبایا تب تو بیچارہ گہبرایا کہ اجل سر پر آپہونچی کیا کیجئے ناچار اپنے دل مین عہد
کیا کہ اگر اب کے اسکے پنجے سے بچون تو پہر عمر بہر سفر کا نام نہ لون اتفاقاً اسکی نیک نیتی سے
ایک عقاب نے شاہین پر حملہ کیا دونون باہم دست و گریبان ہوئے بازندہ نے فرصت
کو غنیمت جانکر ایک پتھر کی آڑ مین پناہ لی رات بہر خوف و ہراس مین بسر کی جب دن نکلا
اوڑا اور چوکنا دائین بائین آگے پیچھے دیکھتا چلا کہ راستہ مین ایک کبوتر ملا جسکے آگے دانے
غلہ کے پڑے تھے جو بازندہ کئی دن کا بہوکا تھا بغیر احتیاط کے لازمہ دانائی کا ہے دانہ چگنے
لگا ہنوز نگلنے نہ پایا تھا کہ اپنے آپ کو جال مین پہنسا ہوا دیکھا غصہ ہوکر کہنے لگا کہ اے بدبخت
باوجود ہمجنس ہونیکے تو نے مجکو اس جال کے حال سے آگاہ نہ کیا ورنہ مین کیون اس بلا مین
پڑتا کبوتر بولا او نادان خاموش قضا ہے کیا چارہ اب کچھ یہ بحث فائدہ نہین دیتی بازندہ
نے کہا کہ خیر ۔ از دوست سود گر رسد و گر زیان رسد ۔ نیکوست ہرچہ از طرف دوستان
رسد؛ ہوا سو ہوا اب کوئی حیلہ ایسا بتلا جس سے خلاصی ہو کبوتر نے کہا تو نہایت احمق ہے
اتنا نہین جانتا کہ اگر مجکو حیلہ آتا تو اپنے آپ کو کیون اس بلا مین پہنسا رہنے دیتا تیرا حال تو
بالکل اوس بوڑہے بچہ کے مطابق ہے کہ جب وہ تہک گیا تو اونٹنی سے کہنے لگا کہ اے مان
ٹھہر جا ذرا مین سستالون اونٹنی بولی کہ اے اندھے مہار میری دوسرے کے ہاتھ مین ہے

اگر میرا کچھہ اختیار ہوتا تو اپنے آپ کو اس مشقت مین کیون پھنساتی یہ سنکر باز ندہ نے نا امید ہوکر تڑپنا شروع کیا چونکہ اسکی زندگی کا رشتہ مضبوط تھا اسلئے جال کا ڈورا ٹوٹ گیا جس سے باز ندہ رہائی پاکر اوڑا اور سیدھا وطن کی طرف رخ کیا جب اوڑتے اوڑتے تھک گیا تو سستانیکو ایک کھیت کی دیوار پر بیٹھا حسب معمول وہان رکھوالا کھیت کی حفاظت کے لئے گوپھیا پھرا رہا تھا اسکی طرف بھی اوسنے گلہ پھینکا اوسکے صدمہ سے یہ زخمی ہوکر سوکھے کوئین مین جو زیر دیوار تھا سرنگون گر پڑا اور کمزوری کے سبب ایک رات دن وہین پیاسا پڑا رہا جب طاقت آئی تو دوسرے روز نکلکر گرتا پڑتا نیچے نیچے اوڑتا گھونسلے مین پہنچا۔ نوازندہ نے اوسکو صحیح وسلامت دیکھکر شکر کا سجدہ کیا اور دوست کی سلامتی کو غنیمت جانکر صورت حال سفر کی پوچھی باز ندہ نے کہا الحمد للہ کہ جیتے ہین اگرچہ سنا کرتے تھے کہ سفر مین بڑے بڑے تجربے حاصل ہوتے ہین مگر ہمنے اسپے تجربہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ جبتک دم مین دم ہے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھین گے آئندہ بھولے سے بھی سفر کا نام نہ لین گے حاصل اس حکایت کا یہ ہے کہ بادشاہ سلامت قصد سفر دور و دراز کا نہ کرین بیٹھے بٹھائے سر پر اس قدر بار مشقت نہ لین دابشلیم نے فرمایا کہ سفر کی برائیان ظاہر کرنی اوسکے فائدون کو چھپانا خلاف عقل ہے اسمین شک نہین کہ سفر مین مشقتین بہت ہین لیکن اسکی منفعت بھی ہزارون ہین سفر مین طرح طرح کے روز نئے تجربے ہوتے ہین جنمین سے شہرون کی سیر عجائبات کا مشاہدہ صنعات الہی کا معاینہ بزرگون کی صحبت انواع واقسام کی طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اگر باز شکاری چیل کوے کے گھونسلے مین اور سفر نہ اختیار کرتا تو بادشاہون کی تربیت کے قابل کیون ہوتا وزیر نے عرض کی کہ قبلہ عالم اس حال سے ہمکو اطلاع نہین کیفیت اسکی کسطرح ہے بادشاہ نے فرمایا

حکایت

ایک باز کا بچہ اپنے گھونسلے سے پہاڑ کی چوٹی پر تھا گر پڑا اتفاقاً کوئی چیل کہ اپنے خورش کی تلاش مین پھرتی تھی اوسکو چوہا سمجھکر لے گئی اور اوسکے پنجے اور چونچ سے ہمجنس جانکر اپنے بچون کے ساتھ پرورش کرنے لگی جب وہ بڑا ہوا اپنی وضع اور ہیئت کے خلاف اون کی شکل پاکر حیران رہتا تھا ایک دن چیل نے اوس سے پوچھا کہ برخوردار اکثر اوقات مین تمکو رنجیدہ پاتی ہون اسکا سبب کیا ہے باز نے کہا اپنے اور اس ہیئت کی وجہ مین مجکو جو حیرت

سے کچھہ نہین کہلتا ہے اے ناصح اور اسی کا سبب ہے کہ آپ مین دن رات حیران ہون
ہوا ہے کیا کیجیے اور جو کچھہ جانتا بھی ہون تو زبان بیان کی رخصت نہین دیتی مصرعہ زبان
رخصت نہین دیتی بیان احوال کیا کیجیے مصلحت اسی مین ہے کہ سفر کی اجازت ملجائے تا کہ
دس پانچ دن سیر و تماشے سے جی بہل جائے چیل نے کہا اے فرزند جگر بند سفر کا نام نہ لے نادان
اس بلا مین پہنسا ہے سفر سے غرض تلاش معاش ہوتی ہے اور جب تجہکو اسباب معیشت بخوبی
حاصل ہے تو پہر سفر کرنا فضول ہے باز بولا کہ اے امان جان یہ پیالا نوالا میرے حال کے قابل نہین
چیل نے کہا کہ یہ مقام قناعت ہے اور تیری تقریر سے حرص ٹپکتی ہے اور حریص **بقول عرب**
حریص ہمیشہ محروم و نا امید رہتا ہے اسلئے مین ڈرتا ہون کہ مبادا تیرا حال مانند اوس حریص
بلی کے ہو جو بادشاہی دسترخوان پر کود کر تیرون کا نشانا ہوئی باز نے پوچھا کہ یہ حال کسطرح ہے
چیل نے بیان کیا

حکایت ایک غریب بڑھیا کے پاس کوئی ضعیف بلی اوسکے ٹکڑون سے دن کاٹتی تھی ایک
روز بمشکل گہر کی چہت پر جو چڑہی تو کیا دیکہتی ہے کہ ایک بلی جوان موٹی تازی اتراتی پہرتی
ہے بڑھیا کی بلی نے کہا کہ بوا تجہکو یہ مٹاپا اور قوت کیونکر حاصل ہوئی اوسنے جواب دیا
کہ آپا جان بندی روز بادشاہی دسترخوان پر جاتی ہے اور جالاکی اسلئے قورمہ قلیہ
شیرمال وغیرہ نفیس نفیس کہانے چٹ کرتی ہے اور دوسرے وقت کی اوڑا بہی لاتی ہے
یہ سنکر بوڑہیا کی بلی کو رغبت شاہی دسترخوان پر جانے کی ہوئی چوٹی بلی سے کہا کہ بہن حق
ہمسایہ ماں کا جایا مشہور ہے تجکو یہ لازم نہین کہ آپ کہانے اور مجھے اس نعمت سے محروم
رکھے موٹی بلی بولی کہ بوا مین ایسی بخیل نہین مجھے تم سے کیا دریغ ہے کل تم میرے ساتھ چلنا

غرض دوسرے دن بڑھیا کی بلی گرتی پڑتی دوسری کے ہمراہ بادشاہی دسترخوان پر پہنچی یہان ایک دن پہلے اسکی بدقسمتی سے یہ بندوبست ہوگیا تھا کہ بلیون کے شوروغل کے باعث بادشاہی دسترخوان پر بلیون کے مارنے کے لئے تیرانداز مقرر ہوگئے تھے اور حکم تہا کہ جس بلی کو دیکھو مارڈالو جب ضعیف بلی نے شاہی دسترخوان پر دو پاس ہونگہ جست کی تو محافظون نے تیر سے اوسکو مارڈالا یہ مثال اسلئے بیان ہوئی کہ گوشہ آشیانہ کو غنیمت جان اور روکھا سوکھا لقمہ جو ملتا ہے اسی پر قناعت کر زیادہ طلبی مین نہ پہنس ایسا نہ ہو کہ یہ بہی جاوے اور وہ بہی ہاتھہ نہ آوے کیونکہ کوئی کام بغیر اوسکے اسباب جمع ہونے کے نہین بنتا اور خیالی پلاؤ پکانا ہے اوسکا نتیجہ برا ہے باز نے کہا کہ جو کچھہ آپنے فرمایا الا زبسکہ مہربانی اور شفقت مادری کا یہی ہے لیکن بزرگی بغیر بخت بلند کے حاصل نہین ہوتی اور اوسکے اسباب منقار تیز اور پنجہ خونریز کافی ہین شاید آپ نے حکایت شمشیرزن کی نہین سنی کہ وہ قوت بازو سے بادشاہ ہوا چیل نے کہا کس طرح باز نے بیان کیا

حکایت پہلے زمانہ مین ایک درویش تہا نہایت تنگدست پروردگار نے اوسکو ایک لڑکا عنایت کیا جسکی برکت سے فقیر مرفع الحال ہوگیا اور اوسکی تربیت مین کوشش کرتا رہتا تھا مگر لڑکا بجز فنون سپاہگری کے اور کچھہ نہ سیکہتا تہا جب بڑا ہوا درویش نے اوسکی شادی کی تجویز کی لڑکے نے اس حال پر اطلاع پاکر کہا کہ آپ فکر نہ کرین مینے خود بہو تجویز کرلی ہے اور سامان شادی بہم پہنچا لیا ہے درویش نے دریافت کیا کہ دولہن کہان ہے اور کیا اسباب تونے جمع کیا مجکو آجتک اوسکی خبر بہی نہین لڑکا یہ سنکر گہر کے اندر گیا اور تلوار آبدار لاکر سامنے رکھدی اور عرض کی کہ عروس ملک کو اپنے عقد مین لاؤنگا اسباب کتخدائی کا تلوار اور خنجر سے بہتر نہین جوکہ ہمت اوس جوان کی بلند تھی چند روز مین بزور شمشیر ایک ملک پر اپنا قبضہ کرلیا باز نے کہا کہ یہ مثل اسواسطے برمحل لایا کہ اسباب دولت حاصل کرنے کا میرے پاس بہی موجود ہے اور امید قوی ہے کہ اوس سے مین اپنے مطلب پر کامیاب ہون جب چیل نے دیکہا کہ یہ جانے پر اصرار کرتا ہے ناچار اوسکو رخصت کیا۔ غرض باز چیل سے رخصت ہوکر اوڑا اور پہلے ہی پرواز مین اوسنے ایک کبک کو مارا اور اوسکا لذیذ گوشت کہا کر رازق مطلق کا شکر ادا کیا کہ اے پروردگار تونے پست ہمتون اور دنی طبیعتون کی صحبت سے مجکو بچایا۔ اسی طرح اوس

جنگل میں شکار کھیلا کرتا تھا ایک دن اوس بادشاہ کا بطور سیر و شکار وہان گزر ہوا اور کسی جانور پر اپنے پلے ہوئے باز کو چھوڑا کہیں جنگلی باز کی بھی نظر اس جانور پر جا پڑی فوراً جھپٹکر پلے ہوے باز کے روبرو سے جانور کو پکڑ کر لے گیا بادشاہ نے اوسکی بلند پروازی سے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس باز کو پکڑنا چاہیئے بازدارون نے حکمت عملی سے اوسکو گرفتار کرکے بادشاہ کے نذر کیا تھوڑی مدت میں قابلیت ذاتی کے سبب اس باز کو بادشاہ اپنے ہاتھ پر بٹھانے لگا یہ حکایت بیان کرکے بادشاہ نے نتیجہ نکالا کہ سفر میں ایسے فائدہ ہین جب یہ تقریر دابشلیم کی پوری ہوئی تو دوسرے وزیر نے عرض کی کہ جہان پناہ نے جو سفر کے فائدے بیان کئے اونمین کچھہ شک و شبہ نہین لیکن ہم جان نثارون کی عرض یہ ہے کہ بھلائی اور آرام تمام عالم کا آپ کی سلامتی ہین ہے پس ایسی ذات بابرکات کو سفر ہین ڈالنا حکمت سے دور ہے دابشلیم نے کہا کہ تکلیف گوارا کرنا مردون کا کام ہے جبتک بادشاہ اذیت نہین سہتے رفاہ رعیت نہین ہوتی غریب اور مسکین چین سے نہین رہتے بغیر کوشش کے مطلب حاصل نہین ہوتا اگر وہ چیتا جسکا باپ اوسکو یتیم اور خردسال چھوڑکر مرگیا تھا کوشش نہ کرتا تو کیونکر اپنے مطلب پر کامیاب ہوتا وزیر نے پوچھا کہ اوسکی کیفیت کیونکر ہے دابشلیم نے فرمایا۔

حکایت حوالئے بصرہ میں ایک جزیرہ ہے **فرح افزا** نام اوسکے جنگل کا حاکم ایک پلنگ تھا جسکے رعب سے گیابن گیابچ ڈالتی تھی تمام درندے ڈرتے تھے ایک مدت تک وہان کا وہ حاکم رہا جب قضاء الٰہی سے مرگیا تو چارون طرف سے درندون نے ہجوم لاکر ایک شیر کو بادشاہ بنایا پلنگ کا بچہ کہ نہایت کم سن تھا تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ گیا چندے اسیطرح سرگردان رہا جنگل کے اور جانورون سے مدد چاہی سب نے انکار کردیا اور اوس کو صلاح دی کہ تو شیر کی اطاعت کر اسکے سوا اور کچھہ چارہ نہین بچہ پلنگ نے چار و ناچار اسے منظور کیا یعنی شیر کی اطاعت کی طرف رجوع لایا نیک عقیدت اور حسن خدمت سے روز بروز ترقی پاتا گیا یہانتک کہ انجام کار بادشاہ کا مقرب بنا۔ اتفاقات سے عین موسم گرما میں کہ چیل انڈا چھوڑتی تھی شیر کو ایک ضروری مہم پیش آئی اور خود جانا مناسب نہ سمجھا اسواسطے ششش مین پڑا کہ کسکو وہان بھیجون چیتے کے بچے نے شیر کے اس

فکر و تردد کو دریافت کر کے مہم کا ذمہ لیا وہ خوش کی کچھہ جمعیت ساتھہ لیکر رخصت ہوا اور دو پہر مین اوس کام کو انجام دیکر واپس آیا ہمراہیون نے عرض کی کہ عنایت الہی سے مہم ختم ہوئی اور آپ کی کوشش بہی بادشاہ پر کہل گئی اس گرمی مین کہ شدت کی پڑتی ہے تہوڑا سا توقف کیجئے ٹہنڈے وقت روانہ ہو جئے بچہ پلنگ دہنے ہنسکر جواب دیا کہ مینے بادشاہ کی قربت تن آسانی اور آلکسی سے نہین حاصل کی بلکہ یہ کوشش اور سعی کا نتیجہ ہے خوب یاد رکہو کہ گنج بے رنج کبہی ہاتہہ آتا اور نوش بے نیش نہین ملتا مخبرون نے شیر کو اس واقعہ پر مطلع کیا اوسنے کہا کہ آفرین صد آفرین واقعی سردار کو ایسا ہی چاہئے کہ مشقتون اور بلائون سے نہ ڈرے رنج اور اذیتون مین سینہ سپر رہے انجام کار شیر نے چیتے کے بچے کو خوش ہوکر اپنا ولیعہد کیا غرض اس مثل سے یہ ہے کہ بغیر سعی کے مراد نہین ملتی اور بے جستجو کے مطلب نہین حاصل ہوتا۔ پس اس سفر سے طلب علم و عقل مقصود ہے اور آنے جانے کی تکلیف کہ وہمی اور خیالی ہے ترک عزیمت نہ کرونگا یہ کہکر سامان سفر کا طیار کیا اور ایک معتمد کو اپنی جگہہ مقرر کر کے سراندیپ کو روانہ ہوا بعد طے منزلون کے تہوڑی مدت مین سراندیپ پہنچا دو چار دن شہر مین قیام کر کے ہمراہ ایک دو مصاحبون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوا ناگاہ ایک دروازہ نظر آیا پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ مسکن حکیم بیدپائے برہمن کا ہے جسنے خلقت کی صحبت ترک کر کے گوشہ عزلت اختیار کیا ہے وہ با آداب تسلیم اجازت لیکر اندر گیا برہمن نے بڑی عزت سے بٹہایا اور سبب سفر کا پوچہا بادشاہ نے قصہ خواب و وصایائے ہوشنگ اور رجوع لانا سراندیپ کی طرف بیان کیا برہمن نے کہا آفرین ہے تیری ہمت پر کہ رعیت کے آرام کیواسطے اپنی جان پر اسقدر تکلیف گوارا کی اور سختی سفر کی اوٹہائی اب جو کچھہ تو دریافت کریگا مفصل بتاؤن گا۔

پہلا باب چغلخور آدمیون کے قول سے پرہیز کرنے مین

بادشاہ نے کہا کہ خلاصہ پہلی وصیت کا یہ ہے کہ جسکو بادشاہ کی قربت حاصل ہوتی ہے لوگ اوسکی تہذیب مین رہتے ہین اور خلاف واقع باتین خیرخواہی کے پردے مین

بادشاہ کے ذہن نشین کرتے ہین اس لئے بادشاہ کو چاہئے کہ جبتک سخن بے غرض معلوم نہ کرلے اور خوب غور و پرداخت نہ فرمائے تب تک یقین نہ لائے امیدوار ہون کہ اسکے حسب حال کوئی مثال بیان فرمائے کہ سخن غرض امیز سے دوستی دشمنی کے ساتھ کیونکر بدل گئی ہے اسپر برہمن نے ایک قصہ شیر اور بیل کا بیان کیا **حکایت** ایک تاجر گرم و سرد چشیدہ روزگار دیدہ نشیب و فراز زمانہ سے واقف کامل لین دین کے معاملون اور نفع و نقصان مین تجربہ حاصل تین بیٹے رکھتا تھا تینون جوانی کے نشہ مین چور شباب کے خمار مین مخمور ہو کر کاہلی اور بیکاری مین دن کاٹنے لگے اور باپ کا مال فضول خرچیون مین اوڑانا شروع کیا ایک دن باپ نے شفقت کی راہ سے اونکو سمجہایا کہ جان پدر اگرچہ تمکو اس مال کی قدر نہین کیونکہ تم نے اسکو نہین کمایا مگر یاد رکھو کہ بہتری ہر حال کی مال سے ہے اور بہلائی دنیا و آخرت کی اسی سے حاصل ہوتی ہے آدمی ان تینون مراتب مین سے ایک کا ضرور ہی طالب ہوتا ہے **اول** کھانا پینا پہننا سب پر مقدم ہے **دوم** بڑے درجے اور مرتبے کا حاصل کرنا **سوم** رضامندی پروردگار یہ سب باتین مال سے حاصل ہوتی ہین انسان بے زر پر طے جس سے کچہہ نہین ہوسکتا **بقولیکہ** از دست بستہ چہ خیزد یا شکستہ چہ سیر اور مال بغیر کسی پیشہ کے ملنا محال شاذ و نادر اگر کسی کو بے محنت مل بہی گیا تو وہ قدر نہ جانکر جلد برباد کر دیتا ہے اس لئے تمکو یہی مناسب ہے کہ پیشہ سوداگری کا جو فن آبائی ہے نہ چہوڑو **مصرع** میراث پدر خواہی علم پدر آموز بڑے لڑکے نے باپ سے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ پیشہ اختیار کرنا توکل کے خلاف ہے جو کچہہ ہمارے مقسوم مین ہے بے محنت ملتا ہے اور ملے گا **بیت** انچہ نصیب است بہم میرسد ور نہ ستانی بستم میرسد یا یہ محنت بیکار ہے پیشہ کرین یا نہ کرین جو ہماری روزی ہے بے غل و غش ملے گی چنانچہ داستان اون دونون شہزادون کی جنمین سے ایک نے بامید خزانہ باپ کی بادشاہت برباد کی اور دوسرے نے گنج بے رنج پایا مصداق ہمارے حال کے ہے باپ نے پوچہا کس طرح لڑکے نے کہا **حکایت** حلب کے بادشاہ کے دو لڑکے تھے عنفوان جوانی مین ہمت کے پست کہیل کود لین

رات دن مست رہتے بادشاہ نے انکا یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر دوراندیشی سے ایک
درویش خدا پرست کے مکان مین جس سے بادشاہ کو حسن عقیدت تھی کچھہ زروجواہر زمین مین
خفیہ دفن کرادیا اور فقیر سے کہدیا کہ اگر دنیا و دولت انسے منہہ موڑے تو مناسب جان کر تم ا
دفینہ پر اطلاع دینا شاید اوس وقت ہوشیار ہوکر زر کی قدر پہچانین اور فضول خرچی سے باز آئین
اسکے سوا بادشاہ نے شہزادون کے دہوکا دینے کے لئے محلسرا مین بھی کنوان کہدوایا
اور ظاہر کیا کہ اسمین خزانہ دفن کرتا ہون اور بیٹون سے فرمایا کہ جب تمپر کوئی وقت پڑے
اور نہایت احتیاج خرچ کی ہو تو اس خزانہ کو کہو لکر اپنی حاجت روائی کرنا چند روز بعد
بادشاہ اور درویش نے قضارا انتقال کیا دونون بہائی بادشاہت کے حق پر لڑنے جھگڑ
لگے انجام کار بڑا بہائی غالب آیا اوسنے ملک اور خزانہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا چہوٹے بہائی نے
فقیری اختیار کرکے اسی درویش کے مکان رہنا شروع کیا جسکو بادشاہ نے خزانہ کا افسر کیا تہا
اتفاقاً چہوٹا شہزادہ فقیری کے عالم مین کچھہ زمین واسطے درستی مکان کے کہودنے لگا کہ دفعتاً
خزانہ شاہی نکل آیا اوسنے سجدہ شکر کا ادا کیا اور کچھہ زر نقد نکالکر بتدریج خرچ کرنے لگا توکل کو ہاتھہ سے
نہ دیا جب کچھہ دن بڑے شہزادہ کو تخت پر بیٹھے گزرے تو عیاشی اور آرام کیطرف اسکی طبیعت مائل
ہوئی رعیت اور لشکر سے بے پرواہ ہوکر جو کچھہ ملا اوڑا دیا اسکی استغنائی سے ملک مین ابتری پڑ گئی
دوسرے بادشاہ نے یہ حال سنکر چڑہائی کی اوسوقت نئے بادشاہ کو وہ خزانہ نکالنا پڑا جسکو اسکے
باپ نے کنوئین مین دفن کیا تہا مگر جب خزانہ وہان سے برآمد نہ ہوا تو نئے بادشاہ نے مایوس
ہوکر غنیم سے صف آرائی کی بدقسمتی سے پہلے ہی لڑائی مین دونون بادشاہ مارے گئے
طرفین کے وزیرون نے آپس کی صلاح سے ملک مین امن رکہنے کے لئے مناسب جان کر چہوٹے
شہزادہ کو جو فقیری بہیس مین متوکلانہ رہتا تہا تخت پر بٹھلا دیا۔ حاصل اس حکایت کا یہ ہے
کہ چہوٹے شہزادہ کے ہاتھہ سے اگرچہ ابتدا مین تخت آبائی جاتا رہا تہا مگر توکل کی برکت سے
آخر کار غنیم کا تخت بہی ملگیا باپ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا لیکن یہ عالم اسباب ہے بغیر سبب کے
کچھہ نہین ملتا اور فوائد پیشہ کے توکل کی نسبت زیادہ ہین متوکل اپنی ہی ذات کو پہنچا سکتا
ہے اور پیشہ والے کا فائدہ سب پر شامل ہے مگر تو نے حال اوس شخص کا نہین سنا کہ توکل

کے سبب جسپر عتاب ہوا بیٹے نے دریافت کیا کس طرح باپ نے کہا **حکایت** ایک
درویش اپنے باز کو دیکہا کہ وہ گوشت کا ٹکڑا لغیر بال و پر کے کوے کو جو بمنزلہ گوشت کے
لوتہڑے کے تہا لیجا کر کہلاتا ہے فقیر نے خدا کی قدرت کا یہ تماشہ دیکہکر نتیجہ نکالا کہ جب رزاق
مطلق روزی بے منت پہنچاتا ہے تو پہر روزی کے لیئے سرگردان پہرنا بے فائدہ ہے
چنانچہ درویش یہ سوچکر کنج قناعت مین بیٹھ گیا جب تین رات دن اسکو بے آب و دانہ گزر
گئے تو اوسوقت کے نبی کو حکم ہوا کہ گوشہ نشین فقیر کو ہدایت کر کہ تیرے ہاتھ پانو
عالم اسباب کے سبب مین کٹ گئے جیسے بے دست و پا کے اوپر قناعت کا تصور
کر لینا بڑی بیوقوفی مین داخل ہے ہاتھ پانون جستجو کی طرف اشارہ کرتے ہین پس
کوے کا خیال کرنا اور باز کا حال نہ دیکہنا دانائی سے بعید ہے تیرے حق مین بہتر یہ ہے کہ
بجائے اورون سے فائدہ اوٹہانیکے تجہسے دوسرے فائدہ اوٹہائین حاصل اس حکایت
کا یہ ہے کہ سبب کو ہاتھ سے اور اسپر توکل کرنے کو نہ چہوڑے **مصرعہ** برتوکل زانوی
اشتر ببند **دوسرے** لڑکے نے کہا کہ اگر ہم سوداگری کرین اور اس سے ہمکو سرمایہ حاصل ہو
تو پہر اوسکو کیا کرنا چاہیئے سوداگر بولا کہ مال کا جمع کر لینا آسان ہے مگر اوسکو نگاہ رکہنا اور
اس سے فائدہ اوٹہانا اور بڑہانا مشکل ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ جسکو مال حاصل ہو
دو کام کرے **اوّل** اوسکی حفاظت کرے کہ تلف نہو جائے کیونکہ زر کے دوست اور زردار
کے دشمن بہت ہین **دوسرے** اصل مال کو خرچ مین نہ لائے اوسکی منفعت مین سے
نصف خرچ کرے آدہا سرمایہ بڑہائے جسکا خرچ جمع سے زیادہ ہوگا آخرکار وہ خرابی مین پڑیگا
جسطرح ایک چوہے کا حال ہوا اوسنے پوچہا کیونکر **حکایت** باپ نے کہا کہ ایک کسان نے
دوراندیشی سے کچہہ غلہ جمع کیا تہا **تعولیکہ** داشتہ آید بکار۔ یعنی ضرورت کیوقت کام آئے
اوسکے ہمسایہ مین ایک چوہا رہتا تہا جسنے دیوار مین سوراخ کر کے غلہ نکالنا شروع کیا یہانتک
کہ چند روز مین اوس چوہے نے دانہ دانہ کر کے ایک بڑا انبار غلہ کا فراہم کر لیا جب محلہ کے چوہون نے
اوسکے ہان صورت فراخی کی دیکہی اطاعت کرنی اختیار کی رات دن خوشامد اور چاپلوسی ہی
اوسکو خوش رکہنے لگے۔ چوہے کا بہی غرور و تکبر بڑہ گیا اور چہوٹے پن سے لاف گزاف مارنے

اور دون کی لینے لگا۔ جب اس حال سے کسان کو اطلاع ہوئی کہ غلہ ترٹ گیا تو یہ سمجھکر مثنے کہ بعد از جنگ یاد آید۔ سر کلہ خود باید زد۔ اسکا رنج و افسوس بیفائدہ ہے باقی غلا اوٹھا کر دوسرے مکان مین رکھا۔ اس بندوبست سے چند روز مین چوہا مفلس ہوگیا اور جو بے جوا وسکے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے اور دانت کاٹی روٹی کہاتے تھے سب الگ ہوگئے وہ چوہا چسنے بیزار غ دیکہتے تھے غم کے مارے دیوار سے سر ٹپک پٹکسا کر مرگیا نتیجہ اس حکایت کا یہ ہے کہ انسان آمد کے موافق خرچ کرے چادر سے زیادہ پانون نہ پہیلائے جسوقت یہ حکایت تمام ہوئی تیسرے بیٹے نے دریافت کیا کہ جب مال سے فائدہ ہو تو اوسکو کیونکر خرچ کرے باپ نے کہا کہ اسمین دو باتون کی رعایت ملحوظ رکہنی ضرور ہے ایک یہ کہ فضول خرچی نہ کرے دوسرے بخل سے بچے مثلاً ایک بڑے حوض مین کئی جگہ سے پانی جمع ہوا اور خرچ نہ کیا گیا تو اوسکی دیوارون سے خود بخود رسنے پڑکر پانی بے اندازہ نکل جائیگا اور زیادہ خرچ کیا جائیگا تو اوس سے بہی حوض خالی ہو جائیگا۔ جب لڑکون نے باپ کی نصیحت سنی سوداگری کرنی منظور کی بڑے لڑکے نے سفر دور کا اختیار کیا اور سامان مناسب اوس ملک کا دو بیلون پر جنمین سے ایک کا نام شترابہ تہا دوسرے کا سندابہ لادکر روانہ ہوا۔ اتفاقاً شترابہ راستہ مین کیچڑ کے اندر پہنس گیا سوداگر نے بڑی کوشش سے اوسکو نکالا اور ہر چند اوسکو ہانکا مگر چونکہ وہ منزلین طے کرنے کے سبب تہک گیا تہا ایک قدم بہی نہ چل سکا ناچار سوداگر اوسکو وہین چہوڑکر چلا گیا اور باپ کو اوسکے مرنے کی اطلاع کر گیا۔ کچہہ مدت کے بعد شترابہ کو اوس صحرائے سبزہ زار مین چرکر طاقت اور توانائی آگئی پہلے سے زیادہ تندرست چاق و چست ہو ڈکرنے لگا اور اوسی مرغزار مین ایک شیر اوس جنگل کے جانورون کا بادشاہ رہتا تہا غرور سے کسی کو خیال مین نہ لاتا تہا اور اپنے آپ کو نہایت زیرک سمجہکر لقب لیس ہیچو ما دیگرے نیست کو صلاح و مشورت نہ لیتا تہا جب اوس نے شترابہ کی آواز سنی دہل گیا دل مین وسواس جی مین ہراس پیدا ہوا کہ کوئی بہاری خنیم آیا اس خیال سے کہ رعایا کی نظرون مین حقیر نہ ہو جاون حقیقت حال کسی سے نہ بیان کی حکمت عملی سے چلنا پہرنا سیر و شکار ترک کردیا

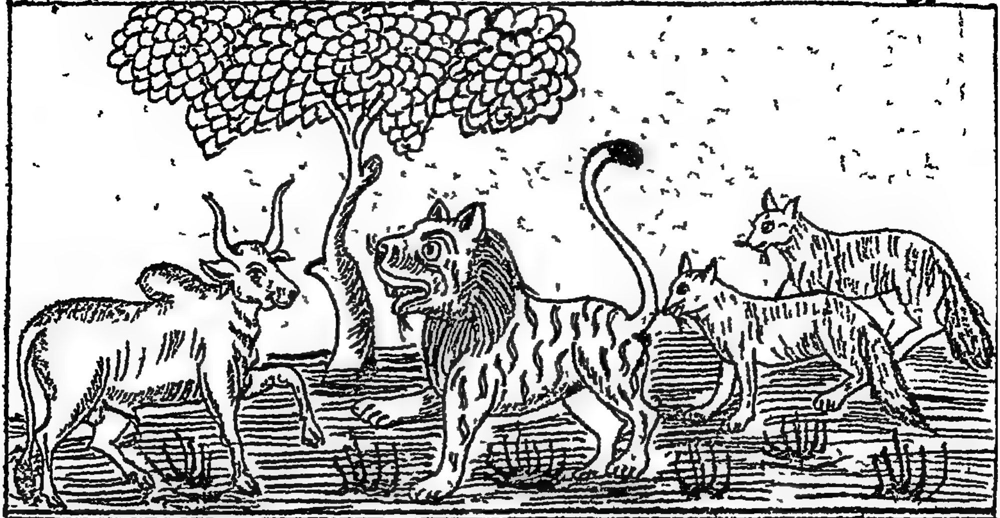

شیر بادشاہ کی رعایا مین دو گیدڑ نہایت ہوشیار تیزفہمی مین مشہور نزدیکیا دو دو ستھے
ایک کا نام کلیلہ دوسرے کا دمنہ تہا ایک روز دمنہ نے براہ تیزفہمی سبب خوف
شیر کا دریافت کرکے کلیلہ سے پوچہا کہ شیر کے معاملہ مین تو کیا کہتا ہے کیون اس نے
یکبارگی چلنا پہرنا چہوڑکر گوشہ نشینی اختیار کی کلیلہ نے کہا تجہے اِس سے کیا کام ۔
حلوا خوردن را روئے باید ۔ ہم اوسکی بارگاہ سے روزی پاتے ہین اور اوسکے
سایۂ دولت مین آرام سے بسر لیجاتے ہین ہم اون لوگون مین نہین ہین کہ بادشاہ
کی مصاحبت حاصل کرین یا ہمارا قول و فعل اعتبار کے قابل ہو کیونکہ جو اپنے رتبے
کے خلاف کام کرتا ہے اوسکو وہ ثمرہ ملتا ہے جو بندر کو ملا دمنہ نے کہا اوسکا قصہ
کس طرح ہے کلیلہ نے جواب دیا حکایت ایک بڑہئی آرے سے لکڑی چیر رہا تھا اور
بموجب اپنے دستور کے اوسکے شگاف مین پچر لکڑی کی ٹہوکتا جاتا تہا ایک بندر بہی
اوس آرا کشی کو دیکہہ رہا تہا چونکہ انسان کے کامون کی نقل اوتارنی اس جنس کی
عادت مین داخل ہے جب بڑہئی کہانا کہانے گیا وہ بندر اوس لکڑی پر آبیٹہا کہ اوسکے
انثیین شگاف مین لٹکتے رہ گئے اور بندر نے جون ہی پچر کو نکالا دونون تختے آپسمین
مل گئے بندر انثیین کے پہنسنے اور تکلیف ہونے سے چلا کر کہتا تہا کہ میرا کام میوہ کہانا
تہا نہ آرہ چلاتا تھا ۔ اِس عرصہ مین بڑہئی نے آکر ڈنڈون سے اوسکا کام تمام کیا ۔

غرض اس مثل سے یہ ہے کہ آدمی اندازہ سے زیادہ قدم نہ رکھے دمنہ نے کہا کہ بزرگی عقل و ادب سے حاصل ہوتی ہے حسب اور نسب پر موقوف نہیں جو محنت گوارا نہ کرے گا بڑے رتبہ پر نہ پہنچیگا کیا تو نے اون دونوں ہمراہیوں کی داستان نہیں سُنی کہ جنمیں سے ایک نے تکلیف اوٹھانے سے بادشاہت پائی دوسرے نے تن آسانی سے پریشانی اوٹھائی کلیلہ نے یہ قصہ کیونکر ہے دمنہ بولا حکایت ہے کہ دو یار تھے ایک موسوم سالم دوسرے کا نام غانم جب دونوں سفر کرتے ہوئے پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو وہان ایک چشمہ دیکہا جسکے کنارے سنگ مرمر کے ایک تختہ پر یہ لکھا تھا کہ اے مسافر تو جو یہان آیا ہے اگر اپنی مراد حاصل کرنی چاہے تو اس چشمہ مین کہ بمنزلہ دریا کے ہے بے دہڑک کود پڑ اور دوسرے کنارے پر پہنچکر پہاڑ کی جڑ مین نیچے ایک شیر کا پتہر تراشا ہوا رکہا ہے اوسکو اوٹھا کر ایک دم مین پہاڑ پر چڑہ جا اور کسی بلا سے نڈر انشاء اللہ اپنے مطلب پر کامیاب ہوگا غانم نے یہہ پڑھکر سالم سے کہا آو قسمت آزمائی کرین سالم نے جواب دیا کہ نوشتہ پر جسکی نہ کچھہ حقیقت نہ اوسکے لکھنے والے کی کیفیت معلوم طرف وہمی فائدہ اور خیالی منفعت پر اعتبار کرکے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنا عقل و شعور سے دور جہل سے نزدیک ہے غانم بولا بہائی عالی حوصلہ اور بلند ہمت لوگ خطرون اور مصیبتون سے نہین ڈرتے اور جب تک بڑا رتبہ حاصل نہ کر لیتے تب تک چین سے نہین بیٹھتے پس مین بہی اونہین لوگون کی اس دشوار کام سے منہ نہ موڑونگا سالم نے کہا کہ میرے نزدیک کسی نے تمسخر سے یہ فقرہ لکھدیا ہے عجب نہین کہ اس چشمے مین کوئی بہنور ہو کہ اوس سے تو نجات نہ پا سکے اور بالفرض نجات بہی پائی تو شیر اسقدر سنگین ہو کہ جسکو تو نہ اوٹھا سکے اور مانا کہ اوسکو اوٹھا بہی لیا تو ایک دم کی دوڑ مین پہاڑ پر نہ پہونچ سکے اور قبول کیا کہ یہ سب کام ظہور مین آئے لیکن نتیجہ اوسکا معلوم نہین کیا ہوگا اسلئے مین تیرا شریک حال نہین ہوتا اور تجھکو بہی منع کرتا ہون جبکہ سالم تو اپنی پست ہمتی سے ڈرکر رخصت ہوا اور غانم تن بتقدیر بسم اللہ کہکر چشمے مین کود پڑا اور تیرکر کنارے سے شیر کو اوٹھا ایک حملہ مین پہاڑ پر جا پہنچا۔ شیر نے وہان پہنچتے ہی ایک ایسی مہیب آواز دی کہ اوسکو سنکر پہاڑ کے قریب کے شہر کی مخلوق دوڑی آئی اور غانم کو

اعزاز و اکرام کے ساتھ لیجا کر تخت سلطنت پر بٹھلایا خانم نے حقیقت حال دریافت کی لوگون نے بیان کیا پہلے زمانے مین حکیمون نے اس چشمے پر ایک طلسم بنایا ہے اور دستور رکھا ہے کہ جب حاکم اس شہر کا مرجاتا ہے تو دوسرا شخص اوس چشمے پر موجود ہوتا ہے اور شیر کو اوٹھا کر پہاڑ پر لاتا ہی اوسوقت شیر معمول کے موافق دہاڑتا ہے یہان کے لوگ حسب قاعدہ جیسا آپ نے ملاحظہ کیا جاکر اوسکو لاتے ہین اور تخت سلطنت پر بٹھلاتے ہین خانم کو یقین ہوا کہ محنت ہی باعث دولت تھی دمنہ نے کہا کہ یہ مثال اسلئے لایا ہون تاکہ تجھکو معلوم ہو کہ عالی ہمت اور محنت کش آدمی انجام کار مراد کو پہنچتے ہین غرض جسطرح ہوسکے گا مین ہی محنت سے قربت شیر کی حاصل کرونگا کلیلہ نے پوچھا کہ تم نے شیر کے ندیم ہونے کی کیا تدبیر سوچی ہے دمنہ بولا کہ تردد کے وقت اعلیٰ شخص ادنیٰ پر خیال نہین کرتا صرف اپنی کشود کار دیکھتا ہے بقولیکہ صاحب الغرض مجنونًا اسی طرح شیر آج کل کمال حیرانی اور پریشانی مین ہے جب مین شیر کے حضور ایسی گفتگو کرونگا جس مین بو دل سوزی اور اسکے مطلب برآری کی نکلتی ہوگی تو ضرور ہے کہ وہ مجھکو اپنی مصاحبت سے ممتاز فرمائیگا اور یہ وسیلہ میری ترقی وجہ کے لئے کافی ہے کلیلہ نے کہا کہ مانا بالفرض تجکو قربت شیر کی حاصل ہوئی مگر اوسکے نباہ کی صورت کیونکہ ہوگی تو نے کبھی بادشاہون کی خدمت نہین کی نہ اوسکے آداب کے طریقہ سے واقف ہے اس لئے یقین ہے کہ تو چند روز مین تو شیر کی نظرون سے گرجائیگا پھر عمر بھر پچھتائے گا دمنہ نے جواب دیا کہ عقلمند آدمی جو کام کرتا ہے اوسکو خوب سوچ سمجھکر بطرز مناسب انجام دیتا ہے اور کام کو کام خود سکھلا لیتا ہے علاوہ برین جب کوئی اعلیٰ مرتبے پر پہنچتا ہے تقدیر ہی مددگار ہوجاتی ہے جس طرح بڑھئی پایہ سلطنت کو پہنچا اور جب اوسکے انتظام کی شہرت نزدیک و دور پھیلی تب ایک قدیم خاندانی بادشاہ نے اوس سے بذریعہ نامہ دریافت کیا کہ تمہارا کام تجارتی تھا امور جہانداری کہان سے سیکھے بڑھئی نے جواب مین لکھا

کہ جس نے مجکو ادنی درجے سے اعلی مرتبے شاہی پر پہنچایا اوسی نے مجسکو انتظام ملک بھی سکھلایا اس کے جواب مین کلیلہ نے کہا کہ تا تو بڑا عقلمند ہے لیکن بادشاہ ہر عقلمند کو بھی مقرب نہین کرتے بلکہ جو لوگ قدیم سے اونکے ہان اس مرتبے کو پہنچتے رہے ہین اور لیاقت رکھتے ہین وہی صاحب اہل منصب پر مامور ہوتے ہین اور تجکو کسی طرح شیر سے سابقہ موروثی نہین ہے کیونکر اپنے مطلب پر کامیاب ہوگا دمنہ نے جواب دیا کہ جو اشخاص بادشاہون کی قربت حاصل کرتے ہین اون کا رتبہ رفتہ رفتہ بڑہتا ہے اور جسطرح وہ سختیان اوٹھاکر اس رتبہ پر پہنچتے ہین مین بھی اسی طرح محنت و مشقت کرنے پر مستعد ہون اور مین جانتا ہون کہ یہ پانچ باتین بادشاہون کے نوکرون مین ہونی چاہئین - اول غصہ کو ترک کرکے بردباری اختیار کرنی دوم ہوا و ہوس کو دور کرنا سوم حرص اور لالچ سے بچنا چہارم ہر کام مین آراستگی رکھنی اور دست اندازی نہ کرنی پنجم کسی حادثہ کے وقت گھبرا نجانا مستقل مزاج رہنا سو فضل الہی سے یہ پانچون باتین مجھہ مین موجود ہین کلیلہ نے کہا کہ اگر تجکو بادشاہ کی ملازمت مل ہی گئی تو قربت شاہی کیونکر حاصل کرے گا دمنہ نے جواب دیا کہ پانچ باتین اختیار ایک سچے دل سے خدمت شاہی سے ۰ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہر کہ خود را دید او محروم شد ٭ دوسرے اوسکی اطاعت کے سوا کوئی کام نہ کرونگا بلکہ خلاف رائے سلطان رائے جستن ٭ بخون خویش باید دست شستن ٭ تیسرے شاہی کام کاج مین خوب کوشش کرونگا چوتھے جس کام مین بھلائی دیکھون گا اوس کے فائدے بادشاہ کے ذہن نشین کرونگا جس سے اوس کام کی طرف رغبت ہو پانچوین جس کام مین برائی نظر آنے لگی اوسکے نقصان اس شائستگی کے ساتھہ بیان کرونگا کہ بادشاہ اوس سے خواہ نخواہ باز رہے گا - جب بادشاہ میری یہ باتین دیکھے گا خود بخود اپنا مصاحب بنالے گا بموجب مثل ہنرمندی کا کام پیارا ہوتا ہے جام

پیارا نہین ہوتا کلیلہ نے کہا کہ مینے تجکو ہر طرح سمجہایا مگر تو اپنے ارادہ سے باز نہین آتا خوب سمجہ لے کہ یہ مہم سخت مشکل ہے اِس کوچے مین قدم رکہنے سے سر قلم ہوتا ہے ؎ کوچۂ یار مین مینے لشکین پانون رکہا تہا کہ سر یاد آیا۔ حکیمون کا مقولہ ہے کہ ان تین کامون کو عقلمند کم کرتے ہین صحبت بادشاہون کی تریاق کے بہروسہ پر زہر کہانا۔ عورتون سے دل کا بہید کہنا۔ اور بادشاہون کی مثال پہاڑ سے دی گئی ہے وہان جواہرات کی کانین بہت ہین مگر شیر اور درندون کا گہر ہے علاوہ بہرین بلندی پر چڑہنا دشوار اور پہر اوسپر قیام کرنا مشکل تر اور بادشاہون کی صحبت کو دانشمندون نے دریا کی سوداگری سے نسبت دی ہے گو اوس مین فائدے بیشمار ہین مگر ہلاکت کا بہی خوف ساتہہ ہی لگا ہوا ہے ؎ بدریا در منافع بیشمار است۔ اگر خواہی سلامت بر کنار است دمنہ نے کہا کہ مین بہی جانتا ہون کہ بادشاہون کی مثال جلتی اگ سے دی گئی ہے جسقدر نزدیکی ہوگی اوسی قدر جلنے کا خوف زیادہ ہوگا لیکن جو شخص وہ اعلےٰ درجہ کو نہین پہنچتا اور اوس کام کو وہی کرتا ہے جسکی ہمت بلند اور بخت ارجمند ہوتا ہے ؎ رستم سے کہو گردن تجبہ تیغ تلے دہر دے۔ پیادے یہ ہمین ہین اک سر کارے دہر مر دے۔ اسمین شک نہین کہ شاہی ملازمت دریا کے سفر اور دشمن کی لڑائی سے کم نہین مگر مین بہی پست ہمت نہین ہون پہر کیون بادشاہی نوکری سے اندیشہ کرون کلیلہ نے جب دیکہا کہ کسی طرح میری نصایح اوس کے دل پر اثر نہین کرتین اور پتہر پر جونک نہین لگتی چکنے گہڑے پر بوند پڑتے ہی پہسل جاتی ہے ناچار کہا کہ مین تیرا شریک نہین اس ارادہ مین مخالف ہون اور تو جو نہین مانتا تو جا خدا کو سونپا۔ دمنہ سنتے ہی کلیلہ سے رخصت ہوکر شیر کے پاس پہنچا آداب شاہی بجا لایا۔ شیر نے اشارہ سے دریافت فرمایا مقربین نے عرض کی کہ فلان کا بیٹا ہے جسکا باپ ایک مدت تک حضور کے اولشم خوارون مین رہا ہے۔ شیر نے اوس کو پاس بلایا اور حال پوچہا

دمنہ نے کہا کہ تہوڑے دنون اگرچہ بگردش طالع حضوری سے دوری رہی مگر الحمدللہ کہ اب بخت بیدار نے مدد کرکے باپ کی جگہہ پہنچا اور امید وار ہون کہ کوئی خدمت مجھے سپرد ہو تاکہ عقل کی رہبری سے انجام اوس کا موافق خواہش بادشاہی کے کرون اور اپنی مراد کو پہنچون شیر نے فرمایا کہ یہ تیرا خیال خام ہے ملکی مہمات مین بڑے امیرون اور وزیرون کو دخل مشکل سے ملتا ہے چہ جائے کہ تجھہ جیسے ادنے کو۔ دمنہ نے عرض کی کہ ہرچند بڑی مہمون کے انصرام کیواسطے بڑے امیرون کا ہونا ضرور ہے مگر بعض کامون کے انجام کے واسطے ہمسے ضعیفون کا ہونا درکار ہے۔ سوئی سے جو کام نکلتے ہین وہ نیزہ سے ہرگز نہین نکل سکتے اور چاقو جن کامون کو انجام دیسکتا ہے تلوار سے اونکا بننا مشکل خدمت گارون کی رسائی جن کامون مین ہوتی ہے وزیرون اور امیرون کی وہان پر جلتے ہین۔ گہاس پہونس کے تنکے جو راہ مین پڑے رہتے ہین وہ بھی بیکار نہین کبھی دانتون کی خلال اور کان کی کن سلائی کے کام آجاتے ہین شیر نے جب دمنہ کی تقریر سُنی تو اوسکی لسانی اور چرب زبانی پر لوٹ پوٹ ہوگیا کہنے لگا کہ عقل ہزار پردے مین بھی نہین چھپتی اور عقلمند آدمی کسی طرح پوشیدہ نہین رہ سکتا بقول شخصے نہین چھپتی ہے عقل و مشک ہرگز۔ جب دمنہ نے جان لیا کہ میری باتون سے شیر کے دل مین خوب اثر پیدا ہوگیا تب نہایت عجز کے ساتھ نصیحت کرنی شروع کی کہ سلطنت کے ملازمون کو ضرور ہے کہ اہم امور کو ایک جلسہ مین پیش کیا کرین اور حاضرین جلسہ اوس پر اپنی اپنی رائے دیا کرین بادشاہ سلامت اونکے فہم کی رسائی کے موافق انکا درجہ بڑھایا کرین اور آپ بھی ملکی نتیجون سے فائدہ اوٹھائین شیر نے دریافت کیا کہ بڑے درجون اور عہدون کی قابلیت کون رکھتے ہین دمنہ نے عرض کی کہ عاقل اور ہنرمند بادشاہ کو مناسب ہے کہ اس بارے مین نسب اور قدامت پر لحاظ نہ فرمائے باوجودیکہ چوہا ہمسایگی کے سبب یگانہ گنا جاتا ہے سر بیلے

فائدہ کے اس سے جو مضرت پہنچتی ہے اس لئے لوگ اوسکے مارنے کی فکر مین رہتے ہین اور باز کہ جنگلی اور وحشی ہونیکے باعث محض بیگانہ ہے لیکن اس سے فائدہ پہنچنے کے خیال سے آدمی اوسکی ہمیشہ پرورش کرتے ہین بے ہنر اور بے وقوف لوگ جس کام پر مقرر ہون گے وہی کام بگڑے گا جس سے ایک خلل عظیم ریاست کو پہنچے گا رعیت کی بربادی حکومت کی خرابی ہوگی اسلئے لازم ہے کہ اس بارے مین آشنا و بیگانہ کا خیال نہ رکھے ہوشیاری اور کار گزاری کو دیکھے۔ دمنہ جب نصیحت کر چکا شیر نے اوسکو اپنا مصاحب بنایا اور مدام اوسکی نصیحت آمیز باتین سنا کرتا تھا یہان تک کہ دمنہ اسی ذریعہ سے رفتہ رفتہ شیر کا مدار المہام اور معتمد الیہ سلطنت ہو گیا جب اسنے شیر کے مزاج مین اچھی طرح دخل پالیا تب ایک روز خلوت مین لیجا کر موافق مزاج پاکر عرض کی کہ مدت سے حضور نے سیر و شکار چھوڑ کر ایک ہی جگہہ قیام اختیار کیا ہے اس کی وجہ معلوم نہین اگر اس راز سے یہ جان نثار آگاہ ہوجائے تو اپنے مقدور تک کوشش کرے شیر نے یہ سنکر احتیاطاً اس حال کو دمنہ سے چھپانا چاہا مگر اتنے مین شنزابہ جوڈکارا تو شیر بیک بیک چونک پڑا مجبور شیر کو کہتے ہی بنی کہ سبب میرے ہراس کا یہ آواز مہیب ہے اور مجھے یقین ہے کہ ڈیل ڈول اسکا مانند اسکی آواز کے ہوگا بس اگر یہی حال ہے تو میرا رہنا محال ہے جی ہے تو جہان ہے دمنہ نے عرض کی کہ آواز پر جسم کا خیال کرنا عقل سے دور ہے ظاہر پر باطن کا قیاس نہین ہوسکتا نرسل ہر چند موٹا ہوتا ہے مگر پتلی لکڑی کے صدمہ سے ٹوٹ جاتا ہے کلنگ کہ جثہ مین قوی ہے پر باز کا شکار ہے لومڑی نے بڑے جثہ کا خیال کیا اپنا مطلب بھی ہاتھہ سے کھو دیا شیر نے پوچھا کہ یہ نقل کیونکر ہے دمنہ نے کہا حکایت

ایک لومڑی شکار کی تلاش مین پھرتی تھی ایک مرغ کو دیکھا کہ کچھہ چگ رہا ہے چاہتی تھی کہ اوسے پکڑے یکا یک آواز ڈھول کی اوسکے کان مین آئی جسکو کسی نے ایک درخت کی

ٹہنی مین لٹکا رکہا تھا اور ہوا سے درخت کے اوپر آواز سہانی اوس مین سے نکلتی تھی لومڑی نے جو خیال کیا تو اوس کا حبث بہ نسبت مرغ کے بڑا معلوم ہوا اوسکو چہوڑکر طمع نے اوسکو بمشکل درخت پر چڑہایا جسوقت اوسکو پہاڑا تھو لیکہ دور کے ڈہول سہا وپنے بجز چمڑے لکڑی کے کچہہ نپایا اور مرغ بھی بہاگ گیا لومڑی کو افسوس کے سوا کچہہ ہاتھ نہ آیا یہ مثال اسواسطے بیان کی کہ حضور بھی آواز پر خیال نہ کرین اور پہر نے چلنے کو نہ چہوڑین اگر اجازت ہو تو مین جاکر حال کماحقہ دریافت کرون شیر نے کہا اچھا دمنہ بموجب حکم کے چلا جب شیر کی نظر سے غائب ہوا تو شیر افسوس کرنے لگا کہ بے تامل اور بغیر سوچے یہہ کام مین نے کیا۔ بزرگون نے کہا ہے کہ ان دس گروہ سے اپنا بہید نہ کہے۔

اوّل اوس سے جسنے قید کی سزا پائی ہو اور مدت تک اوس صدمہ مین رہا ہو۔ **دوسرے** اوس سے کہ مال اور آبرو اوسکی بادشاہ کی نوکری مین گئی ہو اور پہر نوبت افلاس کی پہنچی ہو **تیسرے** اوس سے کہ اپنے عہدہ اور کام سے موقوف ہوگیا ہو اور امید اوسکی نہ رکہتا ہو **چوتھے** اوس سے کہ طبیعت مین اوسکی فتنہ اور شرارت ہو **پانچوین** اوس گنہگار سے کہ اوس کے شریکون پر رعایت ہوئی ہو اور اوسپر سختی **چھٹے** وہ گنہگار کہ اوسپر بنسبت شریکون کی زیادہ آزار پہنچا ہو **ساتوین** اوس سے کہ خدمت خوب کی ہو اور فائدہ کچہہ نہ ملا ہو **آٹھوین** وہ کہ دشمن اوسکا اوسپر سبقت لیگیا اور مقرب بادشاہ ہوگیا ہو **نوین** اوس سے کہ بادشاہ کی برائی مین جسکی بہلائی ہے **دسوین** وہ جسنے بادشاہ کی درگاہ مین قبولیت نپائی ہو اور بادشاہ کی دشمنی مین اپنا فائدہ سمجہا ہو اصل یہ ہے کہ جبتک کسی کی دیانت داری امانت داری اہلیت بارہا نہ آزمائی ہو تبتک اوس سے دل کا بہید نہ کہے پس دمنہ کو بغیر سوچے دشمن کے پاس بہیجا دوراندیشی سے دور تہا اس لئے کہ وہ بھی مدتون اس درگاہ سے بے نصیب رہا مبادا کچہہ دشمن سے

ملک فتنہ پیدا کرے اسی شش و پنج مین تہا کہ دمنہ واپس آیا بادشاہ نے کہا کہو دمنہ کیا
خبر ہے عرض کی کہ جسکی آواز آپ سنتے ہین وہ ایک بیل ہے شیر نے کہا کہ تو نے انداز
اوسکی قوت کا بھی دریافت کیا دمنہ نے کہا کہ کچھہ غرور اور شکوہ اوسکے بجز پیٹ بہرنے
کے نہ دیکھی شیر نے کہا کہ عالی مرتبہ جبتک کسیکو اپنی برابری کا نہین دیکھتے اپنا عظم و شان نہین
بتاتے دمنہ نے کہا کہ مینے حقیقت حال اور کیفیت اسکی خوب دریافت کرلی اگر اجازت
ہو اوسکو حضور کیخدمت مین حاضر کرون شیر نے کہا بہت خوب دمنہ بموجب
اجازت کے شترابہ کے پاس گیا اور کہا کہ تیرا آنا یہان کس طرح سے ہوا اور
کس کے حکم سے تو نے بود و باش اختیار کی شترابہ نے اپنی سرگزشت اوّل سے آخر
تک بیان کی دمنہ نے کہا کہ شیر نے مجکو جو بادشاہ اس جنگل کا ہے تیرے پاس
بہیجا ہے اگر اوسکی اطاعت منظور ہے تو میرے ساتھ چل کہ تیرا گناہ ہو
قصور معاف کیا جائیگا ورنہ کئے کی سزا کو پہنچے شترابہ نے جب شیر کا نام
سنا ڈر کے مارے کانپ اوٹھا اور کہا مین ہون اپنے وسیلہ سے شیر
کیخدمت مین لے چل لیکن کسی طرح کی مجھے ایذا نہ پہنچے دمنہ نے عہد و پیمان
کیا اور پہلے جاکر شیر کو شترابہ کے آنیکی خبر دی کہ اس عرصہ مین شترابہ بھی
پہنچکر آداب بجالایا شیر نے پوچھا یہان کب سے آیا ہے شترابہ نے سب قصہ
بیان کیا شیر نے کہا کہ اب یہین قیام کر اور ہمارے زیر سایہ آرام و چین سے رہا کر
بیل نے خدمت اور اطاعت شیر کی منظور کی اور دن پر دن اپنی حسن خدمتی
سے شیر کے دل مین اثر کرتا گیا شیر نے جس چیز مین اوسکو آزمایا کامل
پایا یہانتک کہ مرتبہ اوسکا سب اہلکارون سے بڑہا کہ درجہ وزارت کو پہنچا دمنہ نے
جب دیکہا کہ روز بروز قدر اور منزلت شترابہ کی بڑہتی جاتی ہے اور سوائے اوسکے کوئی کام سلطنت کا
نہین ہوتا اور مجکو شیر منہہ نہین لگاتا تب حسد سے جل بہن کر کباب ہو گیا سونا چہوٹ گیا بیچینی سے
راتدن قرار نہ تہا آخر نہ رہ سکا کلیلہ سے جاکر کہا کہ کیا کہون کچہہ کہہ نہین سکتا اور بے کہے رہ بھی
نہین سکتا میری ہی بیوقوفی ہے یہ دن دکھایا کہ شیر کی مینے بہت اطاعت کی اور شترابہ کو اوسکی خدمت مین

حاضر کیا جسکے بدلے امید ترقی کی تھی مگر ترقی معکوس ہوگئی کہ اپنے رتبہ اور درجہ
سے گر گیا کلیلہ نے کہا کہ تو نے اپنے پانون مین آپ کلہاڑی ماری اس مین
کسی کو کیا دخل اب تجھے وہ پیش آئے گا جو زاہد کو پیش آیا تہا دمنہ نے کہا
کس طرح کلیلہ بولا حکایت ایک درویش کو بادشاہ نے قیمتی
خلعت عطا فرمایا کسی چور نے اوسکو تاکا لیکن قابو نہ ملتا تہا آخر کار
وہ درویش کا مرید ہوا اور فرصت پاکر چرا لے گیا جب درویش کو اس حال
کی خبر ہوئی اوسکی تلاش کے لئے شہر کی طرف چلا راستہ مین دو جانور لڑتے
ہوئے نظر آئے کہ حملہ آور زخمون کے مارے خون اون کی آنکہون سے جاری
تھا اور ایک لومڑی اونکے خون کو زمین پر سے چاٹتی تہی یکایک اون مین سے
ایک جانور کا پانو لومڑی پر پڑ گیا جس کے صدمہ سے وہ لومڑی فوراً مر گئی درویش
کو اس واقعہ سے ایک قسم کی نصیحت حاصل ہوئی رات کے وقت شہر مین
پہنچا دروازہ شہر پناہ کا بند پایا حیران تہا کہ الہی کہان جاکر شب باش ہون
کہ یکایک ایک بیسوا عورت نے درویش دل ریش کو پہچان کر اپنے
مکان پر بلوایا درویش نے غنیمت جان کر ایک کونے مین آرام کیا اتفاقاً بیسوا
کی ایک چہوکری کسی جوان پر عاشق تھی یہانتک کہ لینے کے بدلے اولٹا اپنے پاس
سے اوسکو دیا کرتی تھی اس لئے بیسوا فہمایش سے تنگ آکر اوس جوان کے مارنیکی
سوچ اور فکر مین رہا کرتی تھی پس جس رات کو شاہ صاحب تشریف لائے
بیسوا نے جوان کو شراب سے مدہوش کر دیا اور جب اسے غافل پایا تہوڑا سا
زہر ہلاہل ایک نلی مین رکہکر چاہتی تھی کہ جوان کی ناک مین پہونک دے
کہ اتنے مین اوسکو چہینک آگئی جس کے صدمے سے زہر اوس عورت بدکار کے حلق میں
اوتر گیا اور وہ فی الفور مر گئی درویش یہ حال دیکھکر وہان سے چل دیا صبح کو ایک
نفشگر کہ آپکے مریدون مین سے تہا راستہ مین ملا حضرت کو اپنے گہر لے گیا اور آپ کسی کام کو
چلا گیا اسکی عورت کی بھی کسی شخص سے دل لگی تھی مکان خالی پاکر ایک نائن کو ہاتھ اوسکے دو

اوسکو بلوایا کفش گر جب واپس اپنے گہر آیا تو اوس جوان کو دروازہ پر دیکہا کچہہ تو شبہہ اوّل ہی تہا اس پر زیادہ شک پڑ گیا گہر مین آتے ہی عورت کو خوب مارا اور ایک ستون سے باندہ دیا خود سو رہا درویش یہ تماشا دیکہہ رہا تہا اتنے مین نائن نے آکر عورت سے کہا جوان تیری انتظار مین کہڑا ہے اوس عورت نے نائن کو بلا اس بلا کر سب حال بیان کیا کہ مجہے اگر رہا کر دے تو مین ابہی اوسکو رخصت کر کے واپس آؤن نائن نے اس بات کو منظور کیا اوسکو چہوڑ دیا اور آپ ستون سے بندہ گئی اس عرصہ مین کفشگر کی آنکہہ کہلی عورت کو آواز دی نائن بخوف افشائے راز نہ بولی کفش گر ہر چند پکارا کیا یہ خاموش کہڑی رہی ؎ یان لب پہ لاکہ لاکہ سخن اضطراب مین وان ایک خامشی مری سب کے جواب مین ناچار کفش گر نے غصہ سے اوٹہ کر اپنی عورت کے دہوکے مین نائن کی ناک کاٹ ڈالی اوس نکٹی نے مارے ڈر کے چون تک نہ کی تہوڑی دیر بعد جب کفشگر کی عورت آئی یہ حال دیکہکر بہت گہبرائی بعد ہزار عذر خواہی اوسے رہا کیا اور آپ بدستور سابق ستون سے بندہ گئی اور بمصداق اسکے کہ انّ کیدکن عظیم ترباجرتر کو عمل مین لاکر نہایت عاجزی کے ساتہہ درگاہ قاضی الحاجات مین یہ مناجات کرنی شروع کی خداوند فریادرس تو خوب جانتا ہے کہ ناحق میرے اوپر ناک کاٹنے کا ظلم ہوا جس مین منہہ دکہانے کے قابل نہ رہی اگر تیرے ہان انصاف ہے تو مجکو بدستور ناک عطا کر ورنہ موت دے کہ اس بیحیائی کے جینے سے مرنا بہتر ہے کفشگر نے اوٹہ کر کہا کہ او مکارہ خدا بدکردارونکی دعا قبول نہین کرتا یہ سنکر دفعتاً عورت نے آواز دی کہ خدا کا شکر او ظالم اوٹہ اور اوس کی قدرت کا تماشا دیکہہ کفشگر نے جو دیکہا تو ناک ثابت پائی قدمون پر گر پڑا اور بہت سا عذر کیا کہ تو پاک دامن بی بی ہے اب کبہی قصور مجہسے نہ ہوگا معاف کر اودہر جب نائن گہر پہنچی تو اس سوچ مین گئی کہ صبح کیا منہہ دکہاونگی اور خاوند کیا کہے گا۔ اتفاقاً علی الصباح نائی اوٹہا عورت سے کہا جلد پیٹی اوٹہا دے نائن نے چالاکی

اُسترہ نکال دیا نائی نے غصہ مین پھر اُسترہ پھینک دیا اور کہا کہ مین پیٹی مانگتا ہون تو اُسترہ دیتی ہے اوس اُسترہ کا پھینکنا تھا کہ نائن نے شور مچایا کہ ارے لوگو دوڑیو ناک کٹی نائی حیران ہوا جب ہمسایہ کے آدمی دوڑتے آئے تو کیا دیکھا کہ نائن کی ناک کٹی ہوئی اور لہو لہان ہو رہی ہے سب حجام کو پکڑ کر حاکم کے روبرو لے گئے قدرت خدا کہ شاہ صاحب بھی حاکم کے پاس پہلی واقفیت کے سبب بیٹھے تھے بموجب اقبال حجام کے مجرم کی بھی ناک کاٹ ڈالنے کا حکم ملا یہ سنتے ہی شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے حاکم عادل سوچ کر حکم دے اس لئے کہ چور نے چوری نہین کی نہ لومڑی کو زخمی جانور نے مارا نہ نائی نے اپنی عورت کی ناک کاٹی یہ سب میرے اعمال کی شامت ہے حاکم نے کہا کہ اسکی تفصیل بیان کیجئے درویش نے سب حال اول سے آخر تک کہہ سنایا اور فرمایا اگر مجھے شوق مرید کرنے کا نہ ہوتا خلعت چوری نہ جاتا اور اگر لومڑی کو حرص نہ ہوتی تو جانوروں کے صدمے سے نہ ماری جاتی اور جو عورت بدکار اس جوان کے مارنے کا قصد نہ کرتی وآپ ماریجاتی اگر نائن اس بدکام مین مدد نہ کرتی اوس کی ناک نہ کٹتی حاکم نے یہ حال دریافت کرکے ہر ایک کو موافق اوس کے قصور کے سزا دی حقیقت مین جو برائی کرے اوسکو نیکی کی امید نہ رکھنی چاہیئے

شعر ہر آنکہ تخم بدی کشت چشم نیکی داشت ❊ دماغ بیہودہ پخت خیال باطل بست

پھر کلیلہ نے کہا کہ یہ حکایت اسواسطے بیان کی تاکہ تو جان لے کہ جس بلا مین تو آپ مبتلا ہو خود اس مصیبت کا باقی ہے اور میری ایک نصیحت نہ سنی دمنہ نے کہا کہ واقعی سبب اسکا مین ہی ہوا ہون لیکن اب اسکی کچھ تدبیر کیجائے کلیلہ نے کہا کہ مجھے اول سے اس کام مین انکار ہے اب بھی کچھ دخل نہین دیتا جو تجھے بہتر معلوم ہو وہ کر دمنہ نے کہا کہ میرے خیال مین یہ آتا ہے کہ کسی حیلہ و فریب سے شترابہ کو اوسکے عہدہ سے معزول کرکے

نکلوا دون اور اس باب مین جسقدر کوشش کرونگا حق بجانب ہی ہے اسلئے
کہ عقلمندون نے کہا ہے کہ ان پانچ کامون مین جسقدر سعی کیجاوے بجا ہے
اوّل گئے ہوئے رتبے کو حاصل کرنے مین دوسرے پرہیز کرنے مین اوس
نقصان کے جسکا تجربہ ہوچکا ہو تیسرے اپنی منفعت کی حفاظت مین
چوتھے اپنے حال کو آفت سے بچانے مین پانچوین آیندہ فائدہ کی امید
اور نقصان کے دفعیہ مین - پس مین یہ کوشش کرونگا کہ اپنے رتبہ کو پہنچون
اور شترابہ سے بدلہ لون مین کسیطرح اوس چڑیا سے کم نہین ہون جسنے عوض اپنا
باشہ سے لیا تھا کلیلہ نے کہا کہ وہ کسطرح ہے دمنہ بولا حکایت ایک
باشہ کا دستور تھا کہ جب چڑیا بچہ نکالتی اور وہ پرورش پاکر قریب اوڑنیکے ہوتا
یہ کہا لیتا ایکدن چڑیا نے شکایت اسکی سمندر سے کی سمندر کو اس کے
حال پر رحم آیا اور کہا تو مجھے باشہ کے گھونسلے کا پتا بتادے چڑیا نے نشان
بخوبی بتلادیا ایک دن سمندر نے باشے کے گھونسلے مین جاکے آگ لگادی
وہ جل بھنکر خاک ہوگیا غرض اس سے یہ ہے کہ جو کوئی ضعیف اپنے دشمن کے
رفع کرنے مین گو وہ کتنا ہی قوی کیون نہو کوشش کرتا ہی فتح پاتا ہے کلیلہ نے کہا کہ شترابہ
کو بادشاہ نے مقرب کیا ہے اور اوسکی محبت شیر کے دل مین جم گئی اوسکا مزاج پھیرنا
بڑی مشکل ہے بادشاہ جب کسی کی پرورش کرتے ہین جبتک کوئی بڑا سبب اور صریح قصور
نہین دیکھتے اوسکو عہدہ سے نہین گراتے دمنہ نے کہا اس سے زیادہ اور کونسا سبب ہوگا
کہ اوسکی پرورش کی وجہ سے خیر خواہون سلطنت کو خفت اور ذلت ہوئی یہانتک کہ خدمت
بادشاہی سے کنارہ کیا اور منفعت جو اون کی صحبت اور نصیحت سے
متصور تھی بالکل موقوف ہوگئی اور یہ امر سبب فتنہ اور فساد سلطنت کا ہے
حکیمون نے کہا ہے کہ ہر ایک کو ان چھ باتون سے کہ سبب فساد ملک ہین
پرہیز چاہیئے اوّل خیر خواہون کی ناامیدی اور عقلمندون و تجربہ کارون کی خواری

دوسرے بے موجب لڑائی مین پڑنا تیسرے عورتون اور شکار مین مشغول رہنا اور انتظام سلطنت کی طرف توجہ نہ کرنا شراب اور کہیل کود مین اوقات کا ٹہنا چوتھے وبا اور قحط اور خشک سالی کی کثرت پانچوین غصہ بہت کرنا اور سزا اور سیاست حد سے زیادہ کرنی چھٹے جہالت سے صلح کی جگہہ لڑنا اور لڑائی کے مقام مین صلح کرنا سختی کی جگہہ نرمی کرنی اور ملائمت کے مقام مین تیزی سے پیش آنا کلیلہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ تونے کینہ پر کمر مضبوط باندہی ہے جبتک بدلا نہ لیگا شترابہ کا پیچہا نہ چہوڑیگا لیکن یاد رکھ کہ ایذا رسانی اچہی نہین اور بدی کا پہل بدہے اور جو ذرا اس دار مکافات مین آنکہہ کہول کر دیکہے تو سینکڑون تجربے ایسے ملجائینگے کہ جس سے آنکہہ عبرت کی کہل جائے جیساکہ بادشاہ داد گرآخر کو متنبہ ہوگیا دمنہ نے کہا کس طرح کلیلہ نے جواب دیا حکایت ایک بادشاہ تہا نہایت ظالم رعیت کو اوسکے ظلم سے بڑی تکلیف پہنچتی اس لئے رات دن وہ اوس کی برائی چاہتے تھے بادشاہ ایک دن شکار کہیلتا پہرتا تہا کیا دیکہتا ہے کہ ایک کتا لومڑی پر دوڑا اور اوسکے پانون کو زخمی کیا لومڑی گر پڑکر ایک درہ مین گہس گئی کتا وہان سے واپس آیا ایک پیدل آدمی نے اوس کے پتہر مارا کتے کا پانون ٹوٹ گیا پیدل آدمی سو قدم آگے نہ بڑہا تہا کہ گہوڑے نے اوسکے لات ماری پیدل کا پانون ٹوٹ گیا گہوڑا تہوڑی دور نہ چلا تہا کہ ایک سوراخ مین اوسکا پانون دہنس گیا جسکے صدمہ سے گہوڑا گر پڑا اور پانون ٹوٹ گیا بادشاہ کو ان پانون سے تنبیہ حاصل ہوئی اور ظلم سے توبہ کی انصاف پر یہانتک کمر باندہی کہ بادشاہ داد گر مشہور ہوا اور یہ اس واسطے بیان کیا کہ تو بہی اس برائی کو چہوڑدے ورنہ تیرے حق مین برا ہوگا دمنہ نے کہا کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین کلیلہ نے کہا مظلوم کیا کہ تجہکو ایذا پہنچی لیکن شترابہ کی قوت تیری قوت سے بڑہکر ہے یار اور مددگار

اوسکے بہ نسبت تیری زیادہ ہین دمنہ نے کہا کہ جو عقل اور تدبیر سے کام نکلتے ہین وہ زور اور طاقت سے نہین حاصل ہوتے چنانچہ ایک ضعیف کوے نے ایک بڑے اژدہے کو حیلہ سے مارا

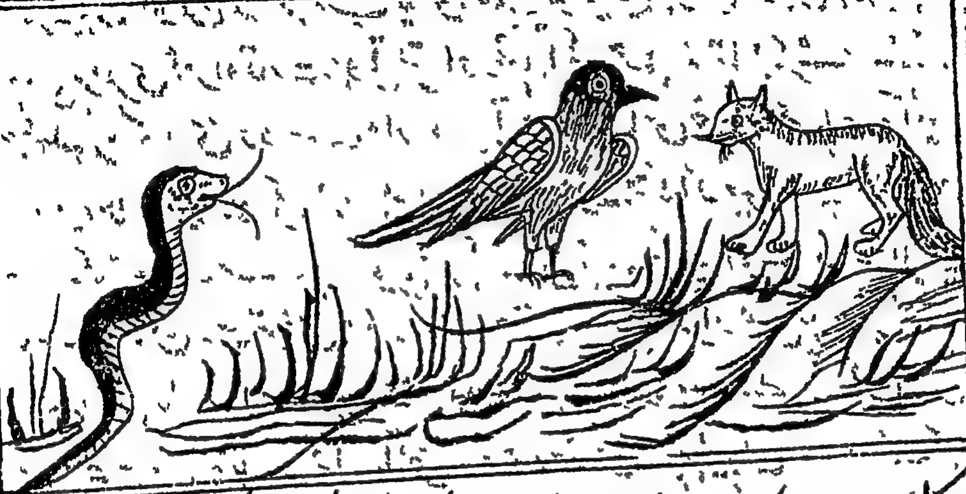

حکایت ایک اژدہا کوے کے بچے کو ہمیشہ کھا جایا کرتا تھا ایک دن کوے نے اوسکی شکایت ایک گیدڑ سے کہ اوسکا دوست تھا کی کہ اب طاقت ایسے صدمے اوٹھانے کی نرہی اور اسکا ظلم حد سے زیادہ گزر گیا اب میرا یہ ارادہ ہے کہ جب وہ خواب غفلت مین ہو اس کی دونون آنکھین چونچ سے پھوڑ ڈالون اور اسکا شر اس تدبیر سے دفع کرون۔ گیدڑ نے کہا کہ یہ تدبیر مناسب نہین عاقل لوگ قصد ہلاکت دشمن کا اس طرح کرتے ہین جسمین اپنی جان کا خطرہ نہو ورنہ تجھپر وہ آفت پہنچے گی جو ماہی خوار پر پہنچی تھی کوے نے کہا کس طرح گیدڑ بولا **حکایت** ایک ماہی خوار چشمہ کے کنارے رہتا تہا اور مچھلیون کے شکار سے گزر کرتا تہا بقدر حاجت کے پکڑ لیتا اور جب وہ نہایت بڈھا ہوا اور قوت شکار کرنے کی نرہی تب اوسنے یہ خیال کیا کہ ایک روز کنارے چشمہ کے غمگین صورت بنا کر بیٹھا ایک کیکڑہ نے اوسکو اس صورت سے دیکھکر

پوچھا ماہی خوار نے کہا کہ آج دو صیاد باتین کرتے جاتے تھے کہ اس چشمہ
مین بہت مچھلیان ہین اون کو جال سے پکڑ کرتے چلین دوسرے نے
کہا اول اس چشمہ کو گھیر لین پھر تدبیر اونکے پکڑنے کی کرینگے مین اس بات کو
سنکر رنجیدہ ہون کہ اگر سب پکڑی گئین تو میری بڑی خرابی ہوگی کیونکہ
انہین پر میری گزراوقات ہوتی تھی اور تمہارا کچھ خرچ نہ تھا کیکڑے نے یہ
خبر مچھلیون کو دی وہ سب واویلا کرتی ہوئین ماہی خوار کے پاس آئین
اور اس بلا سے نجات کی تدبیر پوچھی ماہی خوار نے کہا کہ مین نے خود یہ کلام
صیاد کے منھ سے سنا ہے اسمین میرا کچھ بس نہین لیکن ایک حیلہ خیال مین
آتا ہے کہ یہان سے تھوڑی دور ایک اور چشمہ ہے اگر اوسمین چل رہو تو سب
کی جان بچ جائے اونھون نے جواب دیا کہ ہم بغیر تیری مدد کے وہان نہین
پہنچ سکتے غرض یہ بات قرار پاگئی کہ ماہی خوار چند مچھلیون کو اوٹھا کر
اوس چشمہ مین لیجایا کرے چنانچہ ماہی خوار نے اس حکمت سے مچھلیان
کھانی شروع کرین جب ایک مدت اسیطرح گذری خرچنگ کو بھی شوق چشمہ
دیکھنے کا ہوا ماہی خوار کے شانہ پر بیٹھکر چلا دور سے جو اوسنے انبار مچھلیونکی
ہڈیون کا دیکھا تو فریب ماہی خوار کا اوسپر کھل گیا اور اس بات پر عمل کیا
کہ جب دشمن تیرے مارنے کا قصد رکھتا ہے تو تو بھی اوس کی ہلاکت مین
کوشش کر وہ دو حال سے خالی نہ ہوگی اگر مار بھی لیا تو قیامت تک
بہادرون مین مشہور ہوا اور جو مارا گیا ہے عزتی کی بدنامی سے
بچا پس خرچنگ نے جلدی سے اوسکے گلے کو گھونٹا جو کہ ماہی خوار بہت
بڈھا تھا اس تھوڑے ہی صدمے سے مرگیا یہ مثل اسواسطے بیان کی
کہ بہتسے آدمی اپنے مکر سے ہلاک ہوئے ہین سنیے اسے کوے ایک اچھی
تدبیر بتلاتا ہون کہ تو اوڑکر شہر سے قیمتی زیور جسطرح مین اسطرح دبالا کہ
کہ لوگون کی نظرون سے غایب ہو ضرور ہے کہ آدمی اوسکی تلاش مین

تیرا پیچھا چھوڑ دینگے اور تو سانپ کے بل کے قریب پہنچکر رقم کو اوسمین ڈال دینا جب لوگ سانپ کو دیکھینگے اول اوسے مار ڈالینگے پھر رقم کو اوٹھا لینگے کوے نے بموجب اوسکے کہنے کے ایک عورت کی انگوٹھی ہیرے کی جو کوٹھے پر نہاتی تھی اوٹھالی اور اوسی طرح سانپ کے بل میں ڈالدی جو لوگ اوسکے پیچھے آئے تھے اونہون نے سانپ کو دیکھکر مار ڈالا اس مثل کا فائدہ یہ ہے کہ جو کام حیلہ سے نکلتا ہے وہ قوت سے ممکن نہین کلیلہ نے کہا کہ بیل کو قوت اور عقل اور تدبیر سب حاصل ہے ایسے سے مکر نہین چل سکتا اسلئے تو جو تدبیر کریگا وہ اوسکا دفعیہ کر دیگا مبادا کہ اولٹا تجھے کسی بلا مین نہ پھنسا دے جیسا کہ خرگوش نے لومڑی کا قصد کیا تھا اور آپ گرفتار ہو گیا دمنہ نے پوچھا کس طرح کلیلہ نے کہا

حکایت ایک بھیڑیے نے سوتے ہوے خرگوش کو جا دبایا خرگوش بیچارے کی جب آنکھ کھلی تب آپکو موت کے پنجہ مین پھنسا ہوا پایا مارے ڈر کے سوکھ گیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ خوب جانتا ہون لیکن حضور کی اشتہا فرو کرنے کے قابل نہین ہون اگر اس عاصی کی

کہ ایک نوالے سے زیادہ نہین جان بخشی ہو تو ایک لومڑی کو کہ نہایت
تیار ہے شکار کرا دون آپ اوسکو تناول کریں ورنہ بندہ خود موجود ہے
بھیڑیے کو یہ رائے پسند آئی ہمراہ اوسکے چلا وہان سے قریب تر ایک
لومڑی رہتی تھی خرگوش کو جس سے دشمنی قدیم از حد تھی نزدیک اوسکے جاکر
کہا کہ شہرت آپ کی گوشہ نشینی اور زہد و تقوی کی سنکر ایک بزرگ آپکی
ملاقات کو آئے ہین اگر فرصت ہو تو ابھی حاضر ہون ورنہ جب اجازت ہو
لومڑی نے اس تقریر سے بو فریب کی پاکر اور جواب ترکی بترکی پر عمل کرکے
کہا زہے سعادت کہ ایسے بزرگ میرے غریب خانہ مین تشریف لائین لیکن
ذرا توقف کرو کہ مکان کو جھاڑ بہار کر فرش و فروش سے آراستہ کر رکھون
خرگوش نے یہ حال آکر بھیڑیے سے کہا وہ خوش ہو گیا یہان لومڑ نے پہلے ہی
دور اندیشی سے راہ مین ایک گڑھا کھود رکھا تھا جسکو از سر نو خس پوش کر لیا
اور دوسرے در سے آواز دی خرگوش اور بھیڑیا اس اندھیرے درہ مین
اوترے یہان تک کہ یکایک اوس گڑھے مین دونون گر پڑے بھیڑیے نے
خرگوش کا مکر جانکر اوسکو مار ڈالا یہ مثل اسواسطے بیان کی تاکہ تجھکو معلوم
ہو جائے کہ عقلمند آدمی کے سامنے فریب نہین چل سکتا دمنہ نے کہا کہ سچ ہے
لیکن بیل خود مغرور ہے اور ابھی تک میری دشمنی سے غافل ہے دوستی
کے پردے مین دشمنی کی خوب گھات بن آتی ہے جیسا کہ خرگوش کے مکر نے
شیر کو باوجود اوسکی دانائی کے ہلاکت مین ڈالا کلیلہ نے کہ وہ کسطرح ہے
دمنہ بولا **حکایت** ایک جنگل کے جانورون نے شیر سے عرض کی
کہ ہم آپ کے روزمرہ کے شکار سے بہت تنگ آگئے ہین اور یقین ہے کہ
آپکو بھی ہر روز کی دوا دوش کی تکلیف ہوتی ہو گی اگر ایک جانور پر آپ
قناعت فرمائین تو ہم ہر روز حاضر کر دیا کرین اس مین دو طرفہ آرام کی
صورت ہے شیر نے اس بات کو منظور کیا اور مدت تک یہی طور جاری کر

ایک دن نوبت ایک خرگوش کی آئی اوسنے جانے مین اس قدر توقف کیا کہ شیر کے کہانے کا وقت گذر گیا اس کے بعد خرگوش آہستہ آہستہ شیر کے روبرو گیا سلام کیا شیر بھوکھ کے غصہ مین بہرا ہوا تھا پوچھا دیر کیون ہوئی خرگوش نے کہا کہ جانورون نے موافق معمول کے ایک خرگوش اور میرے ہمراہ کر کے حضور کی خدمت مین بہیجا تھا ہم دونون آتے تھے راستہ مین ایک شیر بڑا زبردست ملا اور اوس نے اوس خرگوش کو پکڑ لیا ہرچند ہمنے اوس سے کہا کہ یہہ ناشتہ بادشاہی ہے اوسنے ایک نہ سنی اور کہا کہ یہ میری شکارگاہ ہے یہان کسی کا دخل نہین اور حضور کی نسبت کچھہ برا بہلا بھی کہا کہ بیان نہین کر سکتا شیر کو بہوک کے غلبہ مین یہ بات کمال ناگوار گذری خرگوش سے کہا کہ اوسکو بتا سکتا ہے تاکہ اوس سے اپنا بدلہ لون خرگوش نے عرض کی کہ مین بتا سکتا ہون یہ کہکر اوٹھا اور شیر کو کوئین پر لیگیا اور کہا کہ وہ شیر اس مین ہے مجھے اوس سے ڈر لگتا ہے اگر آپ مجھے بغل مین لیکر دیکہین تو دشمن نظر آجائیگا شیر نے ویسا ہی کیا یعنی جہانکا تو اپنا عکس اس طرح دکھلائی دیا کہ دوسرا شیر بھی خرگوش کو بغل مین دبائے کہڑا ہے شیر نے یہ صورت دیکہکر خرگوش کو چہوڑ دیا آپ غصہ کے مارے کوئین مین کود پڑا اور دو چار غوطہ کھا کر مر گیا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ دشمن ہرچند زبردست ہو لیکن غفلت مین مار کھا جاتا ہے کلیلہ نے کہا ممکن نہین کہ شترابہ کی ہلاکت مین شیر کو رنج نہ ہو اور مضرت نہ پہونچے ہرگز ایسا کام نہ کرنا چاہئے کوئی عقلمند اپنی آسایش اور آرام کیواسطے مالک کی تکلیف گوارا نہین کرتا جب یہ تقریر تمام ہوئی دمنہ اپنے مقام کو گیا اور دو چار روز کا وقفہ دیکر خلوت کے وقت شیر کی خدمت مین غمگین صورت بنائے ہوئے پہنچا شیر نے کہا بہت دنون سے تجھے نہین دیکہا خیر ہے دمنہ نے عرض کی کہ نیت بادشاہ کی

خیر ہے جسے اللہ چاہے تو خیر ہی ہوگی شیر گھبرایا اور پوچھا کہ کیا کوئی نئی واردات گزری دمنہ نے کہا ہاں شیر نے فرمایا بیان کر دمنہ نے عرض کی کہ اسکے بیان کرنے کو خلوت چاہیے شیر نے کہا ابھی وقت فرصت کا ہے ملکی کاموں میں دیر کرنے سے ہزاروں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں دمنہ نے جواب دیا کہ بادشاہ کا فرمانا حق ہے لیکن جن مکروہ باتوں کے سننے سے خود کراہت معلوم ہو اونکے بیان کرنے میں احتیاط چاہئے خصوص بادشاہوں کی خدمت میں شیر نے کہا کہ احتیاط اوسجگہ ہوتی ہے کہ سننے والے کو کہنے والے کا حال نہ معلوم ہو اور نہ اوسکی عقل پر اعتماد اور شبہہ جانتا ہو کہ وہ از روے نصیحت کہتا ہے یا مکر و فریب سے بیان کرتا ہے اور مجکو تیرا ہر طرح اعتبار ہے دمنہ نے کہا کہ مجھے بادشاہ کی عقل پر بھروسا ہے اور یہی سبب میری جرات کا ہوا لیکن حضور جانتے ہیں کہ کوئی بات آجتک بجز خیر خواہی اور نمک حلالی کے میں نے نہیں کی شیر نے کہا کہ مجھے تجھپر بھروسا ہے جو کچھ تجھے معلوم ہے بلا اندیشہ بیان کر حکیموں نے کہا ہے کہ جو شخص بادشاہ سے چھپائے اور طبیب سے بیماری ظاہر نہ کرے اور اپنا بھید اپنے دوستوں سے نہ کہے وہ خائن ہے دمنہ نے جب دیکھا کہ میری تقریر شیر کے دل میں اثر کر گئی کہنے لگا کہ اس کمبخت شترابہ کو کیا سوجھی کہ امرائے لشکر سے وہ مشورے اور نمک حرامی کی باتیں کرتا ہے جو فساد اور سلطنت کی برہمی کا باعث ہوں غرض لوگوں کے دلوں میں خلل اور ذہنوں میں فساد پاتا ہوں حیران ہوں کہ بادشاہ نے اوس کافر نعمت کے حق میں بجز نیکی کے کوئی برائی نہیں کی شیر بولا کہ دمنہ بات سمجھ کر کہہ یہ کیا تقریر کرتا ہے تجھے کس طرح معلوم ہوا دمنہ نے کہا میں نے بذات خود اسباب کو تلاش کیا ہے اور اس کے قطع نظر اوس کا مرتبہ بڑھا کر بادشاہ نے اپنا

ہی شیر بنا لیا اسباب کو وزرا آپ ہی دل مین سوچین شیر نے کہا اسکی تدبیر کیا کیجائے دمنہ نے عرض کی کہ جو بات حضور کے خیال مین آئیگی سمجہا ہے برائے ناقص کو وہان کیا دخل لیکن اسقدر جانتا ہون کہ اسکام مین جتنی جلدی ہوا سیقدر بہتر ہے اور نہین تو پہر تدارک اسکا مشکل ہوگا

سر چشمہ باید گرفتن بہ بیل * چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

حکما نے لکہا ہے کہ آدمی تین قسم کے ہوتے ہین **اوّل** عاقل **دوسرے** نیم عاقل **تیسرے** نادان عاقل وہ ہے کہ جو کام کرے اول اوسکا اونچ نیچ سمجہہ لے اور نیم عاقل وہ ہے کہ پہلے تو بلا مین پہنس جائے پہر عقل کی مدد سے بچاؤ کی صورت پیدا کر لے۔ نادان وہ ہے کہ بلا مین پہنس جائے اور پہر اگر کوئی صورت نکاس کی نہ پیدا کر سکے چنانچہ بمناسبت اسکے حکایت تین مچہلیون کی ہے شیر نے پوچہا کس طرح ہے دمنہ نے کہا

حکایت ایک چشمہ مین تین مچہلیان رہتی تہین ایک دن دو ماہی گیر آ نکلے اور آپس مین کہنے لگے کہ جال لا کر اونکو پکڑین مچہلیون کو جب حال معلوم ہوا تو ایک مچہلی جو عاقل تہی اوسیوقت دوسرے چشمہ مین گئی اوسکا سوت اس سے ملا ہوا تہا جلدی اتنے عرصہ مین ماہی گیرون نے جال لا کر چارو نطرف لگا دیے پر وہ پہلے ہی کہسک گئی تہی دوسرے نیم عاقل تہی اسے اندیشہ ہو گیا جب دوسری مچہلی نے کہ نیم عاقل تہی اپنے آپ کو جال مین پہنسا دیکہا تو اپنی غفلت پر بہت نادم ہو کر کمال ہوشیاری سے اپنے آپ کو مردہ بنایا اور پانی پر تیرنے لگی ماہی گیرون نے اوسکو ماہی بیجان سمجہہ کر پہینکدیا اور تیسری مچہلی کہ نادان تہی پہنس گئی اور یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ بادشاہ اس کام مین بہت جلدی کرے ایسا نہو کہ دیر کے لگانے مین کوئی فتنہ پیدا ہو بقول کسی کے **مصرعہ** که در تاخیر آفتہاست طاقت راز پایان دارد بی شیر نے کہا یقین نہین پڑتا کہ شترابہ میرے احسان کو بہول جائے اور اوسکے بدلے نمک حرامی پر کمر باندہے

دمنہ نے جواب دیا کہ حضور جو فرماتے ہین یہ نتیجہ عالی ہمتی اور بلند بینی کا
ہے لیکن کمینہ لوگون کو بڑہانا اور انکے ساتھ نیکی کرنی گویا اون کو
اور بدی پر آمادہ کرنا ہے س نیکی کرنی بدون سے ایسی ہے ؎ جیسے
نیکون کے حق مین کچھ بدی ؎ عقلمندون نے کہا ہے کہ کمینون کو خوف
اور امید مین رکھے اسواسطے کہ جب اونکے دل مین ڈر پیدا ہوتا ہے اور
اور امید موقوف ہوجاتی ہے تو خواہ مخواہ فساد کی باتین سوچنے لگتے ہین
اور جسوقت خوف بالکل زایل ہوجاتا ہے تو کفران نعمت پر اتراتے ہین
آقا کے زوال نعمت مین کوشش کرتے ہین شیر نے کہا کہ ایسے لوگون کا
برتاؤ کس طرح کرنا چاہئے دمنہ بولا کہ ان لوگون کو خوف و رجا مین رکھے
نہ اسقدر ناامید کرے کہ اطاعت چھوڑکر دشمنون سے ملجائین اور نہ
اسقدر بڑہائے کہ اپنے آپ کو بہول کر خیال حکومت کا دل مین لائین شیر
نے کہا مین شترابہ کو اسقدر بداصل نہین جانتا تھا کہ ایسی نمک حرامی کا
خیال اوسکے سر مین سمائیگا اسی لئے مین ہمیشہ اوسکے ساتھ بھلائی سے
پیش آتا رہا دمنہ نے کہا کہ بادشاہ نے کبھی اوسکو اس معاملہ مین آزمایا
نہین کج طبیعتون سے راستی غیر ممکن س نیش عقرب نہ از پئے کین است ؎
مقتضائے طبیعتش اینست ؎ مگر بادشاہ نے حکایت کچھوے اور بچھو کی
نہین سنی شیر نے پوچھا کسطرح دمنہ نے کہا **حکایت** ایک کچھوے
اور بچھو کی گہری دوستی تھی ناگاہ دونون کو سفر درپیش ہوا اتفاقا
راستہ مین ایک ندی ملی کچھوے نے بچھو کو پیٹھ پر چڑھاکر ندی پار
اوترنا چاہا جب منجدھار مین پہنچے بچھو نے ڈنک مارا کچھوا پکارا کہ اسے
بھائی کیا نیکی کا یہی بدلہ ہے بچھو نے جواب دیا کہ ڈنک مارنا میری عادت
ہے کچھہ عداوت نہین خواہ دشمن کی پیٹھ ہو یا دوست کا سینہ کہو لقد
نیش عقرب مقتضائے طبع ہے ؎ سینہ دشمن ہو یا پہلو سے دوست ؎

اسواسطے حضور کو شترابہ کے معاملہ مین ضرور اندیشہ چاہئے اور جو خیرخواہون
کی بات کو گو وہ کیسی ہی سخت ہو نمانیگا آخر کو افسوس اوس بیمار کے
مانند ندامت حاصل ہوگی جو طبیب کے کہنے پر عمل نہ کرکے جان کو گنواتا
ہے خصوصاً بادشاہون کو چاہئے کہ ہرکام کا انجام سوچ لین اور جس
بادشاہ نے ملکی کامون مین بے پروائی کی اور فرصت کے وقت کو
ضایع کردیا جب کوئی حادثہ پیش آیا تو آپ ضرور اپنی بدنامی امیرون
کے سر رکھیگا مگر حقیقت مین اوس سے کم حوصلہ کوئی بادشاہ نہین
لمولفہ جس کام مین کرنا تجھے لازم ہے برادر؛ کسواسطے کرتا ہے
وہ غیرون کے حوالے شیر نے کہا اگرچہ کلام تیرا سخت ہے اور
گفتگو بے ادبانہ لیکن جو از روے نصیحت اور دولت خواہی کے
تو کہتا ہے اسلئے سننا اوسکا لازم ہے تو یہ خوب جان لے کہ گو شترابہ
دشمن ہے مگر پھر ہمارا کہنا چاہئے وہ کیا کرسکتا ہے علاوہ اوسکے
مین نے اوسکو اس مرتبہ پر پہنچایا اور خاص و عام کے روبرو اوسکی نمک
حلالی اور اخلاص مندی کی تعریف کی اب اگر اوسکے ساتھ دوسری
طرح پرتون تو لوگون کے روبرو میرے قول و فعل کا اعتبار نرہیگا
اور سب کی آنکھون مین میری سبکی اور بیقدری ہوگی دمنہ نے
کہا کہ بادشاہ ہرگز اس گھمنڈ مین نہین آتے کہ وہ میرا مغلوب ہے یہ مانا
کہ وہ اکیلا بادشاہ کے مقابلہ کا نہین لیکن مددگار اوسکے بہت ہین اور
جس دوست سے کہ آثار دشمنی کے ظاہر ہون فوراً اوسکا تدارک
کرنا چاہئے دانت کہ آدمی کے مصاحب قدیم ہین جب وہ بھی تکلیف
دینے لگتے ہین اوکھاڑ دئے جاتے ہین اور کوئی برا بھی نہین کہتا شیر نے
کہا کہ جوانمردی اس بات کو نہین چاہتی کہ اوسکو کسیطرح ایذا دون اس سے تو بہتر ہے کہ اوسکو اسحال کی
اطلاع دیکر اپنے ملک سے نکالدون جہان اوسکا جی چاہے چلا جائے دمنہ نے دیکھا یہ سوچکر کہ اگر شترابہ کو یہ حال معلوم ہوا

تو وہ آپہی صفائی ہر طرح کرلے گا اور میرا فریب جھل جائیگا غرض کی کہ بادشاہ سلامت بات جبتک منہہ سے نہین نکلتی اوسکا تدارک ہو سکتا ہے اگر یہ بات شترابہ کو معلوم ہو گئی جرات کرکے مبادا کوئی فساد برپا کرے اسلئے مناسب ہے کہ تدارک اسکا بھی پوشیدہ ہو شیر نے کہا کہ ایک وہم و گمان پر اپنے قدیم مصاحبون کو ضایع کرنا اپنے ہاتھہ پانون مین کلہاڑی مارنی کمال بیوقوفی ہے دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کی عقل اور فراست سے زیادہ کوئی گواہ نہین جب وہ مکار آوے حضور اوسکی حرکات و سکنات سے بددیانتی اور فریب دریافت کرین صاف آثار دشمنی کے اوس کی صورت سے ظاہر ہونگے اگر اوسکے مزاج مین شرارت اور مکر ہوگا چہرہ کنا چھلکتا آئے گا صورت بگڑی ہوئی مزاج بدلا ہوا ہوگا شیر نے کہا خوب سمجہایا بے شک ان باتون سے یقین کامل ہوجاسے گا جب دمنہ کو خوب یقین ہو گیا کہ شترابہ کی طرف سے شیر کی طبیعت بالکل بگڑ گئی تب دوسرا جوڑ یہ چلا کہ شترابہ کو بہکایا اور اوس سے بھی ایسی ہی چال چلوائی کہ شیر کی بدظنی کا سبب ہو یعنی شیر سے کہا کہ اگر مصلحت کا اور موقع ہو تو مین جاکر شترابہ کا حال دریافت کرون اور حضور کو اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ کردون شیر نے کہا جاو دمنہ شیر سے رخصت ہوکر مصیبت زدون کی صورت بنائے ہوئے شترابہ کے پاس آیا سلام کیا شترابہ نے خیر و عافیت پوچھی اور کہا کہان تھے مدت سے ملاقات نہین ہوئی دمنہ نے کہا گوشہ گیری کے باعث ملاقات ظاہری سے محروم رہا لیکن باطن مین ہمیشہ دعائے دولت کیا کرتا ہون شترابہ نے دریافت کیا کہ سبب گوشہ نشینی کا کیا ہے دمنہ نے کہا کہ جسکو مالک کی طرف سے راتدن کہٹکا لگا رہے اور بغیر خوف کے ایکدم نہ گزرے اور ہر وقت جان پر بنی رہے وہ گوشہ نشینی اختیار نہ کرے تو کیا کرے شترابہ نے کہا اسکی تفصیل کس طرح سے

بیان کرد منہ نے کہا چھہ چیزین بغیر چھہ چیزون کے ممکن نہین **اوّل** یہ کہ
کوئی مال جمع کرے اور اوسکو غرور و مستی نہ حاصل ہو **دوم**
جسکو ہوا و ہوس ہو محنت مین نہ پہنسے **سیوم** عورتون سے صحبت
رکھے اور رسوا نہ ہو **چہارم** کمینون سے محبت اور میل جول کرے اور خوار نہو
پنجم بادشاہون کی نوکری کرے اور آفتمین نہ پہنسے شترابہ نے کہا
تیری بیٹی ہوئی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھے شیر کی طرف سے کچھہ رنج پہنچا ہے
دمنہ نے کہا کہ مجھے اپنی کچھہ فکر و پروا نہین بلکہ تیری طرف سے کہ تو نے مجھسے
عہد کیا تھا اوسکو وفا کرتا ہون اور میری طاقت اسقدر ہے کہ تجھے
نیک و بد کی اطلاع کر دون شترابہ یہ سنکر کانپ گیا اور کہا جلد اسکی
حقیقت سے خبردار کر دمنہ نے کہا کہ ایک معتمد سے مین نے تحقیق سنا
ہے کہ شیر یہ کہتا تھا کہ اب شترابہ خوب تیار ہے اور اوسکی اس سرکار مین
چندان ضرورت بھی نہین ہے ہونا نہ ہونا برابر ہے یا وہ چیخانے کے خرچ مین لایا
جائے یہ سنکر تجھے اطلاع دی اب اپنے بچاؤ کی صورت پیدا کر شترابہ نے
کہا کہ مجھے یقین نہین ہوتا کہ باوجود خیرخواہی کے شیر مجھسے برائی کرے دمنہ
نے کہا کہ جو لازمہ دوستی اور حق آشنائی کا تھا ادا کیا آئندہ اختیار باقی ہے

لمولفہ جو شرط ابلاغ کی تھی یہ مینے سنائی تم کو تم اوسکو سنلو چلو جو اپنے
تمہین ہے بہتر ہے ورنہ ہے اختیار باقی شترابہ نے کہا کہ مین تجھکو
جھوٹا نہین جانتا اور تو میری بھلائی کی کہتا ہے لیکن یہ اندیشہ ہے کہ کسی
نے تیرے آزردہ کرنے کو کہ تو میرا دوست ہے یہ فقرا اوڑایا ہو دمنہ
نے کہا کہ مینے آپ بھی اوسکو تحقیق کر لیا ہے شترابہ نے کہا کہ شیر کو بسبب
کثرت کام کے اسقدر فرصت نہین کہ جداگانہ مقدمہ کی تہ کو پہونچے اور اوسکے
مزاج مین بدگمانی بھی نہین اپنی نیک نیتی کے سبب سے ہر شخص کی بات سچ
جانتا ہے کیا تعجب کہ کمینون نے جو شیر کے منھہ چڑھے ہین اپنے ہم جنسوان کی

خیانتین ثابت کرکے شیر کے دل مین جگہ کی ہو اور براہ چاپلوسی میری طرف سے بھی کچھہ لگا دیا ہو جو اس بدگمانی کا سبب ہوا ہو اور یہ ایسے ہی دہوکے کی بات ہے جیسا کہ بطنے دہوکا کہا یا دمنہ نے کہا کہ وہ کسطرح ہے شترابہ بولا **حکایت** ایک بطنے پانی پر چاندکی روشنی کو مچھلی جانکر پکڑنا چاہا مگر کچھہ ہاتھہ نہ آیا کئی مرتبہ ایسا ہی کیا آخر تہک کر سمجھا کہ وہ دہوکا ہے دوسری رات کو جب مچھلی دیکھی وہ ہی دہوکا جانکر نہ پکڑا اور کہنے لگا کہ آزمودہ را آزمودن خطاست حاصل اس تجربہ کا یہ ہے کہ وہی حال میرا اور شیر کا ہوا دمنہ نے کہا کہ تو کس سوچ مین ہے بادشاہون کی یہی عادت ہوتی ہے کہ جس پر مہربانی کی نظر ہوئی بے سبب ایک آن مین رنگ دیا اور جس سے ذرا طبیعت پھرتی ہے پھر مفت ہزاری کیون نہ ہو خاک مین ملا دیتے ہین شترابہ نے کہا کہ اگر رنج بلا کا سبب ہے تو اوسکا تدارک ہو نہین سکتا اور ظاہر مین مجھسے کوئی قصور نہین ہو بجز نصیحت اور خیر خواہی کی باتون کے اوس کی رضامندی اور نارضامندی کا البتہ خیال نہین کیا مگر اس مین بھی رعایت ادب رکھی ہے اگر یہی نصیحت موجب دشمنی کا ہے تو مجبوری کا مقام ہے اہل تجربہ نے سچ کہا ہے کہ سلطنت کا غرور اور مال کی مستی اس پر لاتی ہے کہ خیر خواہون سے نفرت اور خوشامدیون سے مصاحبت ہو اسیواسطے عالمون نے کہا ہے کہ مگر کے ساتھ پانی مین رہنا اور سانپ کے ہمراہ زمین پر گزران کرنی بادشاہون کی نوکری سے بہتر ہے سو برس کی مہربانی ایک ساعت کی سزا کی برابر نہین مباحثہ مار اور مرغ کا اسی کے حسب حال ہے دمنہ نے پوچھا کس طرح شترابہ نے بیان کیا

حکایت ایک باز نی مرغ سے پوچھا کہ تو بیوفا ہے کہ آدمی تجھے کس محبت سے پالتا ہی اور رات دن تیرے دانے پانی کے فکر مین رہتا ہے اور جب تجھے پکڑنا چاہتا ہی تو بھاگا پھرتا ہے اور ہاتھ نہین آتا اور مجھے دیکھ کہ پیدایش میری جنگل کی ہی فقط دو تین دن تک کھاتا ہون اُنسے گو کیسا ہی دور ہو جاؤن پر ایک آواز مین آجاتا ہون مُرغ نے جواب دیا کہ تو نے کبھی ایک باز کو بھی سیخ پر کباب ہوتے نہ دیکھا ہوگا اور مین نے ہزارون مرغ کباب ہوتے دیکھے ہین اگر اسطرح تو بھی دیکھتا تو انسان کی صورت سے بیزار ہو کر کوہ قاف مین سکونت اختیار کرتا یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ جو لوگ بادشاہون کی قربت چاہتے ہین اُنہون نے کبھی صدمہ سیاست اور سزا کا نہین اوٹھایا دمنہ نے کہا کہ یہ بات نہین بلکہ شیر اپنی اصلی حالت پر ہی۔ اور اوسکے کچھ مزاج کو غرور سلطنت نی تیرے طرف سے نہین پھرا کہ تیرے ہنرون اور فضیلتون کو وہ بالکل بھول جائے شنزبہ نے کہا کہ شاید میرے ہنر اس مصیبت کی سبب ہوئے ہون **بقول لیکہ** ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ؛ جیسے درخت میوہ دار ہمیشہ پتھرونکا صدمہ اوٹھاتا ہی اور بلبل ہزار داستان خوش آوازی کے سبب پنجرا دیکھتی ہی طاؤس کے نقش و نگار اسکی جان کھوتے ہین۔ قاقم و سنجاب کے بال تیرے اسکی جان کے وبال ہوتے ہین **لمولفہ** ہنر ہوے ہین یہان میری جان کی دشمن۔ وبال جان ہوے جسطرح سے پر طاؤس اگر یہ عیب نہ ہوتا تو جناب **وحشی** مین ؛ تو ہوتا خاک کیجا سر پہ افسر کاؤس ؛ ظاہر ہی کہ بیوقوف اور بی ہنر اور جاہل لوگ عقلمندون اور ہنر والون سے زیادہ ہین اور ہمیشہ آپس مین دشمنی قدیم ہی ہنرمندونکے کام کو اکثر بٹا لگاتی ہین اور انکی بھلائی کو برائی کی صورت مین چھپاتی ہین اسکو اپنے واسطے بھلائی کا جانتے ہین اور رات دن اسیفکر مین رہتے ہین **بقول لیکہ** ہنرمندان ہر بند و بی ہنران جای ایشان گیرند یعنی ہنرمند لوگ سدا ذلیل و خوار

بین تاکہ ہماری خوب جمکے دمنہ نے کہا اگر بدانشون نی ارادہ تیری خرابیکا کر لیا تو اخر کیا ہو
شترابہ نے کہا کہ اگر تقدیر الہی آپکے موافق نہین تو کچھہ نہین کر سکتا ورنہ کسی حیلہ و تدبیر سے
دفع کرنا اسکا ممکن نہین دمنہ نے کہا کہ عاقل کو چاہیے کہ عقل کو ہاتھہ سے نہ دے اور تدبیر کو نہ چھوڑے جسنے سوچ سمجھکر کام کیا
ضرور مطلب حاصل ہوگا شترابہ نے کہا کہ عقل اوسوقت کام آتی ہے جب
تقدیر موافق ہوتی ہے مگر تو نے قصہ ایک زمیندار اور بلبل کا نہین سنا
دمنہ نے کہا کس طرح ہے شترابہ بولا **حکایت** کسی زمیندار نے اپنی
سیر کرنے کے لئے ایک چمن بنایا تھا جہان اوسکی دل لگی تھی ہمیشہ پہولون کی
سیر اور جانورون کے چہچہے سے جی بہلایا کرتا تہا ایک روز اوس نے
جال مین ایک بلبل کو پکڑا اور پنجرے مین بند کر کے چمن مین رکھا بلبل نے
کہا مجھے تو نے کس لئے پنجرے مین قید کیا ہے اگر میری خوش آوازی کے
سبب سے یہ قید ہے تو میرا گہونسلا خود باغ مین رکہا ہے اور جو کوئی اور
باعث ہے تو مجھے اوس سے آگاہ کر زمیندار نے کہا کہ تیرے اوچھلنے کودنے
اور چونچ پنجون کے صدمون سے اوراق گل منتشر ہوتے تھے اور مین اونکے
صدمہ سہتا تھا اسلئے مینے تجکو گرفتار کیا بلبل نے کہا غور تو کر مجھے تو نے
اسقدر گناہ پر کہ ایک گل کو پریشان کیا ہے قید کیا اور تو نے تو میرے
دل کو ستایا تیرا کیا حال ہوگا زمیندار کے دل مین اس بات نے کمال اثر کیا
اور اوسکو فورا چھوڑ دیا بلبل نے اوسکی شکرگزاری مین کہا کہ اس درخت
کی جڑ مین ایک آفتابہ اشرفیون کا بہرا ہوا ہے نکال لے یہ بدلا تیرے احسان
کا ہے زمیندار نے کہود کر اوسکو نکال لیا اور کہا تعجب ہے کہ آفتابہ زیر
خاک تو نے دیکھا اور زمین کے اوپر کا جال نظر نہ آیا بلبل نے کہا کہ جب
تقدیر خواستہ خدا آگے روبرو نہ آنکہہ مین روشنی رہتی ہے نہ عقل فائدہ
دیتی ہے نتیجہ اس بحث کا یہ ہے کہ حکم الہی سے کسیکو مجال سرتابی کی نہین
دمنہ نے کہا کہ اے شترابہ یہ حال جو مذکور ہوا اِس مین سے کوئی بھی بات نہین

بلکہ اوسکے مزاج مین خود بیوفائی ہے اور مین نے اکثر آزمایا ہے کہ ابتدا اچھی مگر انتہا خراب شترابہ نے جواب دیا کہ خیر مین نے اوسکی خدمت مین خوب مزے اوڑاے ہین اب وقت تکلیفین جھیلنے کا آپہنچا حقیقت مین ہوس مجکو یہان لائی تھی ورنہ کہان مین اور کہان شیر کی صحبت اگر ہزار رسیون سے پہنچاتے تب بھی مین اس بلا مین نہ پہنچتا مگر تقدیر الہی اور تیرے فریب نے مجھے یہان پہنچایا اب کوئی بچاؤ کی صورت نہین افسوس کہ پہلے دوراندیشی نہ کی لالچ کے سبب اس ہلاکت مین پڑا کہ اب تدارک اوس کا ممکن نہین دمنہ نے کہا کہ کیا اچھی بات تھی جو لالچ کرتا ہے ایک نہ ایک دن بلا مین پہنچتا ہے جیسا کہ پاردہی لومڑی پکڑنے کے لالچ مین بھیڑیے کا شکار ہوا شترابہ نے پوچھا کسطرح دمنہ نے کہا

حکایت ایک پاردہی لومڑی کے سوراخ کے نزدیک اوسکے پکڑنے کو ایک گڑھا کھودا اور اوسکو گھاس سے چھپا کر آہستہ اوسپر مردار گوشت رکھدیا لومڑی اس پاردہی کے فریب کو تاڑ گئی مگر ایک بھیڑیا اوس مردار گوشت کی بو سونگھکر وہان آگیا اور چاہا کہ اوسکو اوٹھا کر کھا جائے کہ یکایک گڑھے مین گر پڑا پاردہی خوشی خوشی گرنے کی آواز سنکر لومڑی کے پکڑنے کو گڑھے مین اوترا بھیڑیے نے اس خیال سے کہ مردار مجھسے چھینتا ہے اوسکا پیٹ پھاڑ ڈالا فائدہ اسکا یہ ہے کہ لالچ کی شومی کے سبب آخر نوبت جان پر آئی شترابہ نے کہا کہ بڑی غلطی ہوئی کہ شیر کی خدمت اختیار کی اور اوسنے خدمت کی کچھ بھی قدر نجانی بزرگون نے کہا ہے کہ جو خدمت کی قدر نجانے اوسکی مثال ایسی ہے کہ شور زمین مین فائدہ کی امید پر بیج ڈالے یا اونچا سننے والے کو خوشی کی خبر سنائے یا پانی پر کوئی اچھی غزلین اور شعر لکھے کیونکہ وہ نقش برآب ہین دمنہ نے کہا کہ ان باتون کو چھوڑ اور اپنے کام کی فکر کر شترابہ نے پوچھا کہ کیا کرون کوئی تدبیر نہین آتی

کہ شیر میرے حق مین کچھ برائی نہ کرے کیونکہ جب نزدیک کے مصاحب میرے
میرے مارنے کے فکر مین ہونگے تو کچھ بچاو کیصورت نہین اور جب دو چار
شخص ایک کی خرابی پر مستعد ہو جاتے ہین تو جلد گرا دیتے ہین جیسا کہ بہیڑیے
نے کوے اور گیدڑ نے اونٹ کا کام تمام کیا دمنہ نے کہا وہ کسطرح ہے شترا بہ نے
کہا حکایت کہ ایک کوا اور بہیڑیا اور گیدڑ شیر کے مصاحب تھے اوسکے
دسترخوان پر اولش کہا یا کرتے تھے اتفاقاً ایک اونٹ سوداگر کا جو ماندہ ہوکر
وہان رہگیا تھا ایک دن چرتے چرتے شیر کے پاس آگیا شیر نے اوسکو
رخصت کر کے اپنی مصاحبت مین شامل کر لیا غرض اونٹ اوسکے پاس
رہنے لگا ناگہان شیر اور مست ہاتھی کی لڑائی ہوئی شیر زخمی ہوگیا اور اس
صدمے سے سیر و شکار کو کئی دنتک نہ گیا مصاحبون کا بہوک کے مارے
برا حال ہوا ایک دن کوے نے شیر سے کہا کہ ہم سب مین اونٹ بیکار ہے
اگر حضور اوسکا شکار کرین تو کئی دنتک بخوبی گزر ہو شیر یہ سنکر خفا ہوا اور بولا
اپنے آقا کو تو نے عہد شکن بنایا اوسنے عرض کی کہ اگر بادشاہ کی ذات کی
سلامتی کیواسطے ہزار جانین صدقے کیجاوین تو بھی کم ہین اسکے سوا عہد شکنی کا
بھی دفعیہ کر لیا جائیگا یہ سنکر شیر خاموش ہو رہا کوا آپسمین صلاح کر کے مع اونٹ
شیر کے پاس گیا اول کوے نے عرض کی کہ ہماری بھلائی شیر کی صحبت مین
ہے اور حضور نے کئی روز سے کچھ کہانا تناول نہین کیا بہتر ہے کہ آج آپ
مجھے نوشجان فرمائین فی الجملہ تسکین ہو جائے گی گیدڑ نے کہا کہ تیرے کہانے سے
کیا فائدہ ایک تو بھی نہین بموجب مثل ہندی کیا بدڑی اور کیا بدڑی کا شوربا
بلکہ مین اس قابل ہون جس سے کچھ سیری حاصل ہو بہیڑیے نے کہا کہ ہر چند تیری
تقریر سے کمال نمک حلالی کی بو نکلتی ہے اور خیر خواہی بھی انہین باتون کو
چاہتی ہے مگر تیری غذا بد بو ہے جو بیماری پیدا کرتی ہے اگر بادشاہ مجھے سرفراز
کرے تو بہ نصیب کوے نے کہا کہ تیری اخلاص ہندی اسی کو چاہتی ہے

لیکن تیرا گوشت مرض خناق پیدا کرتا ہے جب اونٹ کی باری آئی اسنے
بھی بہ سادہ دلی سے عرض کی کہ مین بھی نمک پروردہ اس درگاہ کا ہون
اگر میرا گوشت حضور کے کھانے کے قابل ہو تو مجھکو جان و دل سے
دریغ نہین ہے یہ سنکر جو اسی نے کہا کہ آفرین و شاباش تیری ہمت پر کہ اپنے
مالک کی بہتری کیواسطے جان تک نثار کی نمک حلالی اسیکو کہتے ہین اور
واقعی تیرا گوشت بہت مزیدار ہے بادشاہ کے مزاج کے موافق آئیگا یہ کہکر
سب نے بیچارہ اونٹ کے تکے بوٹی کر ڈالے غرض اس مثل سے یہ ہے
کہ مکر و فریب اہل غرض کا ضرور تاثیر بخشیگا خصوصاً جبکہ دو چار اتفاق
کرلین گے دمنہ نے کہا کہ اس بلا کے دفع کی کیا تدبیر سوچی ہے شترابہ
نے کہا اب سوچنا اسمین بیکار ہے اور بجز لڑائی کے کچھہ بن نہین آتا اور
یہ بات دو حال سے خالی نہین مارا جاؤن تو غیرت پر مرون اور اگر
موت نہین تو کوئی نہین مار سکتا جوانمردون مین گنا جاؤن دمنہ نے کہا کہ
طریقہ عقلمندی کا یہ ہے کہ لڑائی مین پیشدستی نہ کیجائے اور جبتک دشمن کا کام
نرمی سے تمام ہو سختی نہ کرے ؎ بہ نرمی جان ز دست سخت گیران
بتوان بردن بزیر تیغ ہرگز کس ندیدہ خامہ ہو دا اور اگرچہ دشمن حقیر ہو تب
بھی اسکو حقیر سمجھنا نہ چاہیے ع لیکن دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد جیسا کہ وکیل
دریا نے طیطو کو حقیر جانا اور آخر کو پشیمان ہوا شترابہ نے پوچھا وہ قصہ
کسطرح ہے دمنہ نے کہا **حکایت** دریاے سندہ کے کنارے طیطو کا جوڑا
رہتا تھا جب انڈے دینے کا وقت آیا مادہ نے نر سے کہا کہ کوئی جگہ حفاظت
کی تلاش کرنا کہ وہان انڈے رکھون نر نے کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی
جگہ نہین مادہ نے جواب دیا کہ جب دریا کی موج آئیگی بچے غرق ہو جائینگے پھر
اوسوقت سواے افسوس کے کچھہ حاصل نہ ہوگا نر نے کہا کہ مجھکو ہرگز یقین نہین
کہ وکیل دریا کا اسقدر خرابی کرے کہ میرے بچون کو بہا لیجاے اور اگر

ایسا کرے گا تو مین اوس سے بدلا لونگا مادہ نے کہا اپنے عوضد کے موافق
گفتگو کر کہان تو اور کہان وکیل دریا اس واہیات کو چھوڑ چھوٹا منہ بڑی بات
اور کوئی اچھی جگہ انڈے رکھنے کے لئے تلاش کر میری نصیحت مان اور جو
نہین مانتا تو حال تیرا ویسا ہی ہوگا جیسا کچھوے کا ہوا نر نے پوچھا یہ قصہ
کس طرح ہے مادہ نے کہا

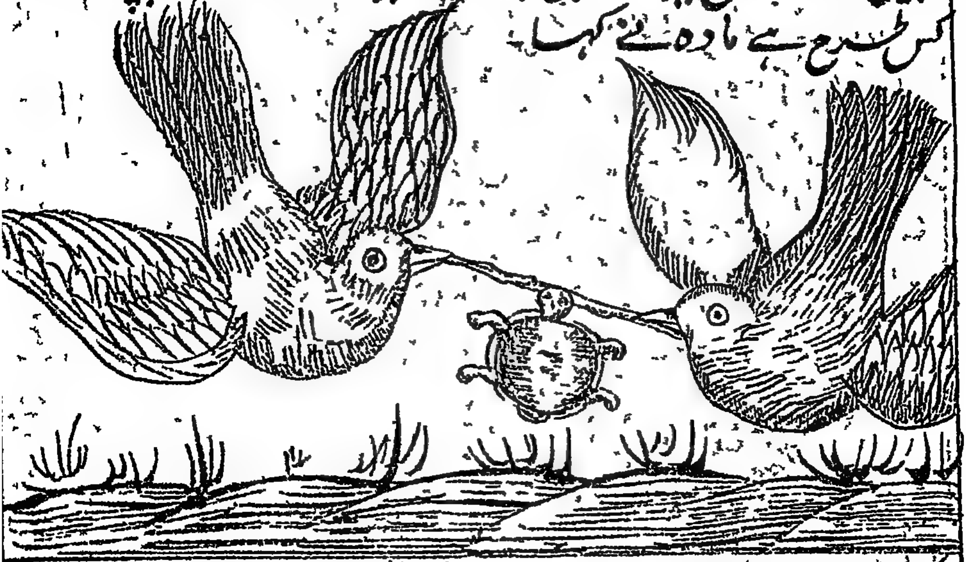

حکایت ایک چشمہ مین دو مرغابیان اور ایک کچھوا رہتا تھا آپس مین
اونکی خوب محبت تھی جب وہ چشمہ سوکھنے پر آیا مرغابیون نے کچھوے سے
کہا کہ اب ہمارا یہان رہنا غیر ممکن ہے اسلئے تجھسے رخصت ہوتے ہین کچھوے
نے کہا کہ مجھے طاقت جدائی کی نہین اور چاہتا ہون کہ زندگی بھر تمسے جدا نہون
اور مین بھی اسی خیال مین ہون کہ جب اسکا پانی بالکل سوکھ جاے گا
تو میرا رہنا کسطرح سے ہوسکیگا اس سے بہتر ہے کہ مجھے بھی ساتھ لیچلو مرغابیون
نے کہا کہ ہم زمین پر نہین چل سکتے اور تو ہوا پر نہین اوڑ سکتا ہمارا تیرا ساتھ
کسطرح ہو کچھوے نے کہا کہ اسکی تدبیر بھی تم ہی سوچو مرغابیون نے جوابدیا
کہ بہتر لیکن ہمارے کہنے سے تجاوز نہ کرنا ہم تجکو لیکر اوڑتے ہین لوگ ہر جگہ
شور و غل مچائین مگر تو ہرگز نہ بولنا کچھوے نے اس شرط کو قبول کیا

مرغابیان ایک لکڑی لائین اوراوس لکڑے کو بیچ مین سے کچھوے نے دونون طرف سے مرغابیان لے اوڑین جب ایک شہر پر پہنچین لوگون نے دیکھکر شور مچانا شروع کیا کہ کیا تماشا ہے مرغابیان کچھوے کو لیئے جاتی ہین تہوڑی دیر تو کچھوا چپ چاپ سناکیا پہر نہ رہ سکا بول اوٹھا کہ تمھین کیا یہ کہنا تھا کہ لکڑی منہ سے چہوٹی زمین پر گر پڑا مرغابیون نے آواز دی کہ دوستونکا کام نصیحت کرنا ہے اور نیک بختونکا کام سنا اور اوسپر عمل کرنا حاصل اسکا یہ ہے کہ جو دوستون کی نصیحت پر عمل نہین کرتا اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالتا ہے۔ طیطو نر نے کہا کہ کسی سے ڈرنا کام بزدلون کا ہے اور مین ڈرپوک نہین آخرش مادہ نے انڈے وہین رکھے جب بچے پیدا ہوے ایک روز دریا کی لہر آئی بچون کو بہالے گئی مادہ نے نر سے کہا کہ مین نہ کہتی تھی کہ یہ مقام اندیشہ کا ہے تو نے میرا کہنا نہ مانا اور گھر برباد کردیا نر کو یہ بات بہت ناگوار گذری سب جانورون سے استغاثہ کیا کہ اگر ابھی اسکا تدارک نہ ہوگا تو دریا کے کل جانورونکا رہنا مشکل ہو جاے گا یہ سنکر سب جانور بالاتفاق سیمرغ کے پاس گئے اور عرض حال کی کہ اے بادشاہ ہمارا بدلا وکیل دریا سے لے اور ہمارے ظلم کی داد دے سیمرغ مع اپنی سپاہ جرار کے دریا نے وکیل کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب وکیل دریا نے یہ خبر سنی اور اپنے آپ مین طاقت لڑائی کی نہ دیکھی تو عذر خواہی کر کے طیطو کے بچون کو اوسکے حوالے کردیا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ دشمن حقیر بھی ہو لیکن اوسکو ہلکا نجانے لمولفہ دیکھنا دشمن کو ہلکا آنکھ سے ہے عین جہل ٭ دیکھ تو میری حباب چشم طوفان ہوگئین ٭ حکیمون نے کہا ہے کہ ہزار آدمی کی دوستی ایک آدمی کی دشمنی کے مقابل نہین دمنہ نے یہ سنکر شترابہ کو جواب دیا کہ مین لڑائی مین ابتدا نہ کرونگا جب شیر مارنے کا ارادہ کرے گا اوسوقت

اپنی جان کے بچاؤ کے لئے جو کچھ بن آئیگا اوس میں کوتاہی نہ کرونگا
دمنہ نے کہا بہتر لیکن یہ یاد رکھنا کہ جب تو شیر کے پاس جائے تو دیکھنا کہ
بال اوسکے جسم کے کھڑے ہیں اور دم زمین پر مارتا ہے اور غصہ کے
مارے آنکھیں سرخ نظر آئیں تو جان لینا کہ تیرے مارنے کا ارادہ ہے
شترابہ نے کہا کہ حقیقت یہی ہے جو تو نے بیان کی۔ پس دمنہ شترابہ سے
رخصت ہوکر خوشی خوشی کلیلہ کے پاس آیا کلیلہ نے کہا مقدمہ کی کیا صورت
ہے اور کیا کارروائی کی دمنہ نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے ایسا مشکل
کام بہت آسانی اور سہولیت سے انجام دیا یہ کہکر دمنہ کلیلہ کو ساتھ لیکے
شیر کے پاس آیا اسکا پہنچنا تہا کہ شترابہ بھی آگیا مگر شترابہ نے شیر کو جو دیکھا
جان کی دہشت سے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور ادہر اودہر بغلیں جہانکنے
لگا کبھی دل چلا کر لڑائی کا ارادہ کرتا کبھی ٹھٹک رہتا شیر نے جب یہ
حال دیکھا دمنہ کے کہنے کا یقین لایا اور غصہ سے دم زمین پر مارنے لگا
آنکھیں سرخ ہوگئیں شترابہ نے جان لیا کہ واقعی دمنہ نے ازروئے
دوستی سچ کہا تھا اتنے میں یکایک شیر نے جست کی اور بیل نے قصد
اوسکی لڑائی کا کیا یعنی سینگ مارنے شروع کیے یہانتک کہ دونوں زخمی
اور لہولہان ہوگئے اور اوسکے شوروغل سے ایک تہلکہ جنگل میں پڑ گیا
کلیلہ نے یہ صورت دیکھکر دمنہ سے کہا کہ او نادان اب بھی تو نے برائی
اپنے کام کی دیکھی یا نہیں یہ کیا ہو رہا ہے دمنہ نے کہا تو کیا کہتا ہے
میں نے بجز خیرخواہی کے کوئی کام نہیں کیا کلیلہ نے کہا کہ یہ کام جو تجھ سے
عمل میں آیا اسمیں سات طرح کے نقصان ہوئے اوّل بغیر ضرورت بیٹھے
بٹھائے اپنے مالک کو تکلیف میں ڈالا دوسرے اپنے مالک کو بدعہد
اور بیوفا مشہور کیا تیسرے خون ناحق میں کوشش کرکے ایک
بے گناہ کو ہلاک کرایا چوتھے اوس کا عذاب اپنی گردن پر لیا

پانچوین سازشی رعایا کو بادشاہ کیطرف سے بدگمان کردیا عجب کہ لوگ وطن چھوڑکر اور جا بجا بستین چھوٹے سرلشکر کو ضایع کرادیا جس سے انتظام لشکر بگڑ جاےگا بس یا تو یہین تیرا جھوٹ کھل گیا کیونکہ تو نے کہا تھا کہ مین اس کام کو بہت نرمی سے انجام دونگا بخلاف اسکے فتنہ کو اور جگا دیا اور ٹرا بیوقوف وہ ہے کہ سوتی راڑ کو جگاوے اور جو کام کہ صلح سے بہت سہولیت اور آسانی سے انجام پاوے اوسمین لڑائی اور سختی پیدا کرے دمنہ نے کہا کہ اپنا مطلب نکالیے کسی طرح ایسے ہو کلیلہ نے کہا کہ تو نے اس کام مین کون سی عقلمندی خرچ کی کہ جسکے سبب کام آسانی سے نہ ہوا سختی کی نوبت آئی لیکن تو کیا کرے کہ حرص نے تجھے اندھا بنا رکھا ہے ہر چند کہ مجھے تیرے لالچی ہونے کا دنیا کے مال پر اور مطلب آشنا ہونے کا یقین کامل نہ تھا اور جانتا تھا کہ نصیحت میری تجھے کچھ فائدہ نہ بخشیگی لیکن دوستی کا تقاضا تھا کہ مین سمجھاتا رہا اور ہر نیک و بد جتلاتا رہا کہ اب بھی خواب غفلت سے جاگے مگر کچھ فائدہ نہوا اور دن بدن گمراہ ہوتا گیا اور بالکل اپنے عیبون کو دیکھا اب مین چاہتا ہون کہ کچھ تیرے عیب کل مین سے بطور جزو بیان کرون دمنہ بولا کہ تو جو کہتا ہے محبت اور دوستی کی راہ سے ہے لیکن مجھے یقین نہین کہ آجتک مجھ سے کوئی قول و فعل نالایق ظہور مین آیا ہو اور جو تجھے کوئی میرا عیب معلوم ہو بیان کر کلیلہ نے کہا کہ تجھ مین بہت عیب مین ایک یہی ہے کہ آپ کو بے جانتا ہے دوسرے یہ کہ باتین بہت بناتا ہے اور کرتا ایک نہین مخلوق قول و فعل مین چار قسم کی ہین –

اول یہ کہ کہے اور نہ کرے یہ طریقہ منافقون اور بخیلون کا ہے –

دوسرے یہ کہ نہ کہے اور کرے یہ عادت جوانمردونکی ہے تیسرے یہ کہ کہے اور کرے یہ روش سوداگرون کی ہے چوتھے یہ کہ نہ

تجھے اور نہ کرے یہ خصلت کم ہمتون کی ہے اور مین تجھے ہمیشہ حسد مین
مبتلا دیکھتا ہون تھوڑی بات پر اپنے آپے سے نکل جاتا ہے اور مطلب
کے واسطے تہمتین بیجا کرتا ہے ہمیشہ اپنی ہی بھلائی کی فکر مین رہتا ہے
اور اپنے مالک کی بدنامی کا کچھہ اندیشہ نہین کرتا شیر سے جھوٹی باتین لگاکر
لڑواتا ہے اگر خدانخواستہ لڑائی مین کچھ صدمہ شیر کو پہنچے تو موجب فساد
اور برہمی ملک کا ہے اُسکا وبال تیری گردن پر رہے گا دمنہ نے کہا
کہ مین ہمیشہ بادشاہ کو صلاح نیک دیتا رہا ہون اور سوا سے خیرخواہی
کے کوئی کام نہین کیا کلیلہ نے کہا کہ نیک صلاح اور خیرخواہی کا
یہی نتیجہ ہے کہ نظر آرہا ہے تجھے کچھہ شرم نہین عقلمندون نے کہا ہے
کہ چھ چیزون سے کچھ فائدہ حاصل نہین اوّل قول بغیر عمل کے دوسرے
مال بغیر علم کے تیسرے دوستی بے تجربہ چوتھے علم بغیر صلاح اور
تقوے پانچوین صدقہ دینا بغیر نیت کے چھٹے زندگانی بغیر صحبت
دوستون کے اور جس بادشاہ عادل کا وزیر بدنیت اور ظالم ہوگا اوسکی
مثال ایسی ہے کہ جیسے صاف پانی ہین مگر کیونکہ گو آدمی کیسا ہی پیاسا کیون
کیون نہ ہوگا لیکن مارے ڈر کے اوس کا پانی نہ پیئے گا اِسی طرح
اہل غرض اپنی حاجت کہ کیسی ہی ضروری ہو بخوف عرض نہ کرے گا
دمنہ نے کہا کہ میری غرض اس کام سے بادشاہ کی نزدیکی حاصل کرنی
تھی کلیلہ نے کہا کہ یہ تیری کمال نادانی ہے جو تو یہ چاہتا ہے کہ بادشاہ
کے پاس کوئی نرہے بادشاہ کے حضور جسقدر اہل کار خدمت گار زیادہ
ہونگے اوسی قدر رونق سلطنت ہے اور یہ تیری نیت ذلیل ہے تیری
بے وقوفی کی ادنی دلیل ہے عقلمندون نے کہا ہے کہ احمقی کی
نشانیاں پانچ ہین اوّل دوسرے کی برائی مین اپنا فائدہ چاہنا دوسرے
بغیر عبادت کے آخرت کا ثواب جاننا تیسرے بدمزاجی اور کج ادائی کیساتھ عورتون

صحبت کرنی چوتھے آرام دوستی مین علم حاصل کرنا **پانچوین** رعایت حق
دوستی کی نکرنی اور لوگون سے دوستی کی امید رکھنی ای دمنہ یہ باتین مینے تجھے سمجھائین
لیکن خوب جانتا ہون کہ تو عقل کے راستے سے کوسون دور ہے نصیحت میری تجھکو کچھہ فائدہ نہ دیگی
اور میرا حال مانند اوس مرغ کے ہے کہ دوسرے کو منع کرتا تھا کہ ایسے جاہلون
کو نصیحت مت کرو اور خود بانی اوسکا ہوا اسلئے اپنے کئے کو پہنچا دمنہ بولا وہ کسطرح ہے کلیلہ نے
کہا **حکایت** کہ کئی بندر جاڑے کی موسم مین رات کیوقت ایک چمکتی چیز کو آگ سمجھ کر
اوسپر لکڑیان گھاس جمع کرکے سلگانا چاہتے تھے ایک مرغ نے آواز دی کہ یہ آگ نہین ہے
تم بیفائدہ کیون تکلیف اوٹھاتے ہو بندرون نے ایک نہ سنی دوسرے مرغ نے اوس سے
کہا کہ تو بیفائدہ کیون منع کرتا ہے یہ ہرگز نہ مانینگے اور جاہلون کو نصیحت کرنا ایسا
ہے جیسا کہ تلوار کا پتھر پر امتحان کرنا مگر مرغ نے جب دیکھا کہ اوسکی بات نہین سنی تو خود
مہربانی سے اونکے پاس گیا کہ بندرون نے چارونطرف سے گھیر کر سر اوسکا دہڑ
سے جدا کر دیا یہی حال میرا اور تیرے مزاج کا ہے کہ میری نصیحت سے تجھکو فائدہ کی امید
نہین بلکہ مجھے خوف تجھسے نقصان کا ہے دمنہ نے کہا کہ بزرگونکا طریقہ نصیحت کرنیکا ہی دوسرے
کی سننے نہ سننے پر خیال نہین کرتے جو حق ہوتا ہے وہ کہدیتے ہین کلیلہ نے کہا مین نصیحت
کرنی نہین چھوڑتا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تو نے اپنا مدار کار فریب پر رکھا ہے اور حیلہ اور
مکر کو طریقہ عقل بنایا ہے تو اوسوقت پشیمان ہوگا کہ جب پشیمانی کچھہ فائدہ نہ دیگی
کیونکہ جو کام مکر و حیلہ سے ہوتا ہے انجام اوسکا برا ہے جیسا کہ تیز ہوش نے اپنے
بد فعل کا برا نتیجہ دیکھا دمنہ نے پوچھا وہ کس طرح ہے کلیلہ نے کہا **حکایت**
کہ دو یار تھے ایک کا نام تیز ہوش دوسرے کا خرم دل اتفاقا دونون کو راستہ
مین ایک ہمیانی اشرفیون کی بھری ہوئی ملی خرم دل نے کہا کہ زر نقد اسکا آپس مین
بانٹ لین تیز ہوش نے کہا ابھی بانٹنا صلاح نہین بلکہ مصلحت یہ ہی کہ اسمین سے
کچھہ بقدر ضرورت نکالین اور باقی ایکدرخت کے نیچے گاڑ دین وقت احتیاج کے
نکال لین گے اس طرح یہ مال چوری چکاری سے حفاظت مین رہے گا

خرم دل نے اس صلاح کو پسند کیا اور مال درخت کے نیچے گاڑ کر چلے گئے رات ہوتے ہی تیز ہوش اوس درخت کے نیچے سے سب مال نکال کر لیگیا جب خرم دل کے پاس سارا مال خرچ ہوگیا تو ایک دن تیز ہوش سے کہا کہ اب چل کر اپنا مال کو درخت کے نیچے سے نکال لائیں تیز ہوش نے منظور کیا اور دونوں بالاتفاق باہم جا کر وہاں کھودا نہ پایا تیز ہوش نے کہ چالاک تھا خرم دل کو پکڑ کر کہا کہ یہ بیشک حرکت تو نے کی ہے ہر چند اوسنے سوگندیں کھائیں مگر تیز ہوش نے ایک نمانی اور خرم دل کو قاضی کے پاس لے گیا قاضی نے تیز ہوش سے گواہ طلب کئے اور وجہ ثبوت مانگی تیز ہوش نے کہا کہ وہاں تیسرا آدمی نہ تھا کہ گواہی دے لیکن مجھے اپنے سچ اور اسکے جھوٹ پر اعتماد ہے اگر قاضی صاحب وہاں جا کر درخت سے پوچھیں اور میں مالک کی درگاہ میں زاری کرونگا تو عجب نہیں کہ خدا تعالے کے حکم سے درخت گواہی دے قاضی نے منظور کیا تیز ہوش نے گھبرا کر یہ حال اپنے باپ سے کہا کہ تمہارے بھروسے پر میں نے یہ جرات کی ہے تم رات کو اس درخت میں کہ بیچ سے خالی ہے جا بیٹھو اور جب قاضی صبح کو آکر پوچھے تو آواز دینا کہ مال خرم دل نے لیا ہے باپ نے کہا کہ اے بیٹے اس مکر کو چھوڑ اگرچہ اس سے تو خلق کو فریب دے سکیگا مگر خالق کے روبرو کسی طرح فریب نہ چلے گا اور میں خوب جانتا ہوں کہ فریبی اور مکار کا پردہ کھل جاتا ہے اور مخلوق میں رسوا ہوتا ہے اسلئے خوف ہے کہ مبادا تیرا مکر مینڈک کے مکر کا مشابہ ہو بیٹے نے پوچھا وہ کس طرح ہے باپ نے کہا حکایت ایک مینڈک سانپ کے بل کے نزدیک رہتا تھا اکثر مینڈک کے بچے سانپ کھا جایا کرتا تھا مینڈک نے ایکدن اپنے دوست کیکڑے سے اپنا درد دکھ بیان کر کے اوسکے دفعیہ کی تدبیر پوچھی کیکڑے نے کہا کہ فلانی جگہہ ایک نیولا رہتا ہے

کتنی مچھلیاں پکڑ کے اوسکے سوراخ کے پاس سے تہوڑے تہوڑے فاصلہ
پر سانپ کے بل کے سرے تک ڈال دے نیولا مچھلیاں کہاتے کہاتے
اوس کے بل تک آجاے گا آخرا وسکو بھی کہا جائے گا مینڈک نے
ایسا ہی کیا جوکہ تدبیر موافق تقدیر کے تھی سانپ مارا گیا جب دو تین
دن گذر گئے اور نیولے کو مزا مچھلی کہانے کا پڑ گیا اوسی راہ سے آیا
اور راستہ مین مچھلیاں نہ پاکر مینڈک کو معہ اوس کے بچون کے کہا گیا
یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ آخر کا حیلہ کرنے والون کی خرابی ہوتی
ہے بیٹے نے کہا خاموش ہو تہوڑی دیر تکلیف گوارا کرو بہت
فائدے ہین ناچار باپ نے اندہیری رات مین جوف درخت کے اندر
جاکر مقام کیا جب قاضی اوس درخت کے پاس گیا اور پوچہا تو جواب
سُنا کہ مال خرم دل نے لیا قاضی نے جانا کہ اس مین تیز ہوش کا فریب
ہے اس درخت کے نیچے لکڑیاں جمع کرکے آگ لگوادی جب درخت
جلنے لگا تیز ہوش نے قاضی سے امان طلب کرکے باپ کو کہ آگ مین
جہلس گیا تہا نکال لیا اور اوسکا فریب سب پر کہل گیا مقصد اس
داستان سے یہ ہے کہ انجام فریب کا بُرا ہے دمنہ نے کہا کہ
تو نے عقل کا نام مکر رکہا ہے اور تدبیر کا نام حیلہ کلیلہ نے کہا کہ ناحق
خون کرانا اور اپنے مالک کو رنج مین ڈالنا اور اوس کو تدبیر اور
دور اندیشی کہنا حماقت مین داخل ہے اے دمنہ اب بھی دوزبانی
چہوڑ دے دمنہ نے کہا کہ دوروئی دوزبانی مین کیا نقصان ہے گل رعنا
اپنی دوروئی کے سبب سے باغ کی زینت ہے قلم دوزبانی کے
باعث ملک کا نگہبان ہے کلیلہ نے کہا کہ اے دمنہ زبان درازی
چہوڑ دے اور سکو اسی نہ بن تو وہ دوزبان کا سانپ ہے کہ جسکا
منتر نہین دمنہ نے کہا کہ زیادہ مجھے سرزنش مت کرو میان سنیے اور

شترابہ کے صلح کی تدبیر کرونگا کلیلہ نے کہا کہ اب یہ بات محال ہے
تو نہین جانتا کہ تین چیزین بعد تین چیزون کے اصلی حالت پر نہین رہتی
اول پانی میٹھے چشمہ کا جب تک سمندر سے نہین ملتا دوسرے
دوستی اپنون کی جبتک ہے کہ معاملہ برابری کا رہے جب ایک کو اونمین
سے بزرگی اور شرافت حاصل ہو گئی دوسرے اوسپر حسد کرینگے اور نوبت
فساد کی پہنچیگی تیسرے نیت فرمان بردارون کی جب تک
درست رہیگی کہ کوئی آدمی فتنہ انگیزی اور نکتہ چینی نہ کرے اگر
بالفرض بیل شیر کے صدمہ سے بچ گیا تو ممکن نہین کہ پھر دوستی قایم
رہے اور ظاہرا دوستی ہوئی بھی تو امکان نہین کہ دل مین دغدغہ نرہے
دمنہ نے کہا کہ اب میرا ارادہ ہے کہ شیر کی نوکری چھوڑ کر تیری صحبت
اختیار کرون کلیلہ نے کہا خدا نہ کرے کہ تیری صحبت مجھے نصیب
ہو عقلمندون نے کہا ہے کہ برون کی صحبت مانند سپیرے کے ہے
ایک نہ ایک دن سانپ کے زہر کا صدمہ اوسے نصیب ہوگا اور
اچھی صحبت مثل عطار کے ہے کہ گو اوس سے کچھہ حاصل نہ ہو
لیکن تب بھی اوسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوگا دمنہ مجھے تجھ
سے امید وفا کی کس طرح ہو جس بادشاہ کا تو نے نمک کھایا ہے
اور اوس کی خوبیون کے طفیل سے اس رتبہ کو پہنچا اوس کے
ساتھہ یہ سلوک کیا ایسے سے دور رہنا کتنا بہتر ہے جس طرح کہ نیک
آدمیون کی صحبت فایدہ مند ہے اوسی طرح برون کی صحبت مین
نقصان ہے کیونکہ نادان کی دوستی جان کا ضرر مشہور ہے اور
جو نادانون سے دوستی کریگا اوسکا وہی حال ہوگا جیسا باغبان کا
دمنہ نے پوچھا وہ کس طرح ہے کلیلہ نے بیان
کیا ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

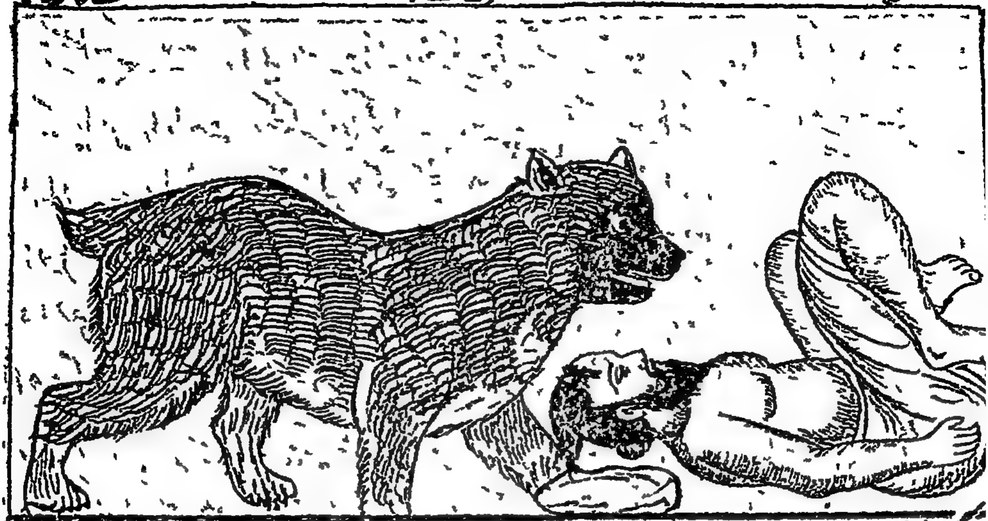

حکایت ایک باغبان نے ریچھ پالا تھا اور وہ اوس سے بہت
مانوس ہوگیا تھا جب باغبان سو رہتا ریچھ مکھیان اوڑایا کرتا ایک
دن باغبان سوتا تھا اور مکھیان اوسکے منھ پر بہنک رہی تہین ہرچند
ریچھ اوڑاتا تھا وہ پہر آن بیٹھتی تہین ریچھ نے کمال غصہ سے
ایک پتھر لاکر باغبان کے منہ پر پٹک دیا باغبان کا ناک کی راہ سے
بہیجا نکل پڑا اور اوسیوقت مرگیا اسی واسطے عقلمندون نے کہا
ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے اور نتیجہ تیری دوستی
کا بھی یہی ہوگا دمنہ نے کہا کہ مین اسقدر بیوقوف نہین ہون کہ
فائدہ اور نقصان دوست کا نہ سمجھون کلیلہ نے کہا کہ مین بھی
جانتا ہون لیکن غرض نے مجھے اندھا کر رکھا ہے جب کوئی غرض
جائیگی ہنر چھپ جائے گا اور ہزارون دلیلین اپنی راست بازی
کے بارے مین نکلے گا چنانچہ سیکڑون فتنہ شیر اور شترابہ کے
معاملہ مین پیدا کئے اور اپنے آپ کو ابھی تک پاک و صاف جانتا
ہے تیرا حال دوستون کیساتھ مثل ایک سوداگر کے قصہ کے ہے
دمنہ نے دریافت کیا کس طرح کلیلہ نے بیان کیا

حکایت ایک سوداگر سفر کو جاتے وقت سو من لوہا ایک دوست کے پاس امانت رکھکر چلا گیا جب واپس آکر لوہا طلب کیا دوست نے کہا اے بہائی میں نے تیرا لوہا کوٹھے میں رکھدیا تھا چوہے کہا گئے اگر اول سے یہ حال معلوم ہوتا تو مقام محفوظ میں رکھتا سوداگر نے کہا واقعی چوہوں کو لوہے سے بہت اُلفت ہوتی ہے اور اونکے دانت اوسکو خوب چباتے ہیں مرد امین نے جانا کہ یہ سوداگر بڑا احمق ہے اب لوہا ہضم ہوگیا اسکے شکریہ میں اسکی دعوت کرنی مناسب جانی اور سوداگر کو گہر میں لے گیا دعوت کی تیاری کی سوداگر نے اوس وقت عذر کیا اور کام کا بہانہ کر کے اوسکے لڑکے کو ہمراہ اپنے گہر لے گیا دوسرے دن موافق وعدہ کے مرد امین کے گہر آیا اور اوسکو پریشان حال دیکھکر کہا کیا سبب ہے اوسنے کہا کہ کل سے لڑکا گم ہوگیا ہے ہرچند ڈہونڈا نہیں ملا سوداگر نے کہا کل کے روز جب میں اپنے گہر جاتا تھا اسیطرح کے ایک لڑکے کو دیکھا کہ ایک چیل اوس لڑکے کو پکڑ کر لئے جاتا ہے مرد امین نے کہا کہ کیوں بیہودہ بکتا ہے چیل بہی کہیں آدمیوں کا شکار کرتے ہیں سوداگر نے ہنسکر کہا کہ یہ بات کچہہ تعجب کی نہیں جہان چوہے لوہا کہاتے ہیں اوسمیں چیل مار کیا لڑکوں کو نہیں پکڑ سکتی مرد امین اس کنایہ کو سمجہہ گیا اور کہا اندیشہ نہ کر لوہا موجود ہے سوداگر نے جواب دیا کہ تو بہی کچہہ فکر نہ کر لڑکا حاضر ہے لوہا دیجئے لڑکا لیجئے

یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ جو اپنے ولی نعمت کے ساتھ مکر و فریب کرے گا دوسرون کے ساتھ کیا کچھ نہ کرسکے گا ادہر کلیلہ نے یہ گفت گو یہان تک ختم کی اودہر شیر نے بیل کا کام تمام کردیا جب کہ شیر شترابہ کی ہلاکت سے فارغ ہوا اور غصہ بھی اوترا تب شیر نے سوچا کہ مین نے شترابہ کے کام مین جلدی کی اور خوب دریافت نہ کیا کہ واقعی شترابہ کا قصور تہا یا نہین بغیر سوچے اپنے یار وفادار کو مارا شیر کو اس سے ایک طرحکا رنج ہوا اور دیر تک گھڑی اس فکر مین پشیمان ہوتا تھا دمنہ اپنی فراست سے دریافت کرکے شیر کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کے اندیشہ اور تامل کا کیا سبب ہے بلکہ آج خوشی کا دن ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دشمن پر فتح دی شیر نے کہا کہ جسوقت شترابہ کی خدمت گزاری کے آداب اور ہر کام کی لیاقت اور اچھی تدبیرین بتانی یاد آجاتی ہین بے اختیار رونا آتا ہے اور رنج زیادہ ہوتا ہے دمنہ نے کہا کہ یہ جو حضور نے فرمایا سب درست ہے مگر جب کسی بدخواہ سے یہ باتین سرزد ہون اور اس نمک حرام پر تو حضور کو افسوس نہ کرنا چاہیے بلکہ اوس کے مارنیکا شکریہ لازم ہے کیونکہ جس سے خوف جان کا ہو اوس کو زندہ چھوڑنا خطا ہے دشمن کو گوشہ قید مین قید کرنا کام عقل مندون کا ہے انگلی اگرچہ ہاتھ کی جو بہا ہے مگر جب سانپ کاٹتا ہے تو اپنی جان کے بچاؤ کے لئے کاٹ ڈالتے ہین اوسکا اس تکلیف کو آرام جانتے ہین شیر کو ان باتون سے فی الجملہ تسکین ہوئی

باب دوم

راے دابشلیم نے کہا کہ مین نے داستان چغل کی سُنی کہ اوس نے مکر و فریب سے اپنے آقا کو او بچارا جیسے ارکان ریاست کی خرابی اپنے ہاتھ سے کی اور بد عہد اور بے وفا مشہور ہوا اب حکیم صاحب انجام کار دمنہ کا بیان کرین کہ شیر کا جب غصہ اوترا اور دمنہ کی طرف سے بدگمان ہوا تو اوسکا تدارک کس طرح کیا اور اوسکے عذر سے کیونکر واقف ہوا حکیم نے کہا کہ دور اندیشی اس بات کو چاہتی ہے کہ بادشاہ کسی مقدمہ کو جبتک دلیل واثق اور گواہون صادق سے ثابت نہ کرے بمجرد سننے کے حکم قطعی نہ فرمائے اور جبکہ فریب و مکر چغلون کُھل جائے تو فوراً اونکو ایسی سزا دے کہ دوسرون کی آنکھین کھل جائین تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرنے پائے چنانچہ شیر کو جب فریب دمنہ کا معلوم ہوا ایسی سزا دی کہ اورون کو عبرت ہوئی کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب شیر نے بیل کو مار ڈالا تو اپنی جلدی کرنیسے بہت پشیمان و غمگین رہتا تھا اور اوسکے غم کے سبب جنگل کے تمام جانورون کو اوداسی تھی ایک رات چیتے نے فرصت پاکر کہا کہ اے بادشاہ جو کام کہ گذر گیا اوسمین اندیشہ اور فکر کرنا دیوانگی پیدا کرتا ہے اور جس چیز کا ہاتھ آنا مشکل ہے اوسمین کوشش کرنی بیفائدہ کیونکہ وہ ہرگز حاصل نہین ہوتی بلکہ جو رہی سہی ہے وہ بھی کھو بیٹھتا ہے جیساکہ ایک لومڑی نے مرغ کی خواہش مین چمڑے کا ٹکڑا بھی کھو دیا شیر نے پوچھا کس طرح چیتے نے کہا

حکایت

ایک بھوکی لومڑی اپنا طعمہ تلاش کرتی پھرتی تھی کہ یکایک اوسکو ایک ٹکڑا

چمڑے تازہ پوست بکروار کا ملا کہ کسی جانور نے گوشت اوسکا کہا لیا تھا
لومڑی اوسکو منہ مین داب کر اپنے بل کی طرف لے چلی راستہ مین
ایک گانون کے کنارے کئی مرغون کو دیکہا کہ چگ رہے ہین اور
ایک لڑکا زیرک نام اونکی نگہبانی کر رہا ہے لومڑی نے اوس
چمڑے کو ایک طرف رکھکر مرغون کے پکڑنے کی فکر کی اتفاقاً
ایک گیدڑ ملا جس نے لومڑی سے پوچھا کہ تو کس فکر مین کہڑی ہے
لومڑی نے سرگذشت چمڑے کے ملنے اور خیال مرغ کے پکڑنے کا
بیان کیا گیدڑ نے کہا کہ اس خیال خام سے درگذر مین ایک مدت
سے اسی فکر مین پہرتا ہون لیکن اس لڑکے کے باعث مطلق
دال نہین گلتی اس چمڑے کو غنیمت جان کر اوٹھا اور گہر کا راستہ
لے لومڑی نے کہا کہ ہمت نہین تقاضا کرتی کہ ایسے تازہ گوشت
مزیدار کو چہوڑ کر چمڑے پر قناعت کرون گیدڑ نے کہا اے بے
عقل حرص کا نام تو نے ہمت رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ لالچ کی شامت
سے چمڑہ بہی ہاتھ سے جاتا رہے اور تیرا حال بعینہ اوس گدہے
کا سا ہے جو کہ دُم کی تلاش مین پہرتے پہرتے ایک کہیت مین
پہنچا اور کسان نے جہپٹ کر دونون کان کاٹ ڈالے دُم
تو ہاتھ نہ آئی مگر کان بہی کہو بیٹھے لومڑی نے اوسکی نصیحت پر
کچھہ خیال نہ کر کے ارادہ مرغ کے پکڑنے کا زیرک نے بڑی
تیزی سے ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ صدمہ اوسکے پانون مین آیا
جان کے خوف سے مرغون کا پیچھا چہوڑ کے چمڑا غنیمت جانا
اس عرصہ مین چمڑے کو چیل لے گئی لومڑی کمال افسوس سے
سر کو زمین پر پٹک پٹک کر مرگئی مقصود اس حکایت سے یہ ہے
شتر ایہ تو حضور کے اوپر سے صدقہ ہوا اب کسی صورت سے

نہین مانسکتا ہے لیکن خیال باقی باندون کا چاہیئے کہین یہ بھی
نہ ہو کہ یہ جاتے رہین شیر نے سوچ کر کہا کہ تو یہ بات از روے
خیر خواہی کے کہتا ہے مگر شترابہ کے مقدمہ مین مجھسے خطا ہوئی
اوسکے سبب سے مجھے بہت بیقراری ہے چیتے نے کہا کہ اے
بادشاہ غم اور رنج کھانے سے کام نہین چلتا تدبیر کرنے سے کام
نکلتا ہے شترابہ کی طرف سے جو کچھ لوگون نے بیان کیا اگر
واقع مین ویسا ہی ہے تو نمک حرام اپنے کئے کو پہنچا اور جو ایسا
نہین اوسپر تہمت اور بہتان باندھا گیا تو چغل کو سزا دی جائے
شیر نے کہا کہ وزیر مملکت کا تو ہے اور اول تجھپر ہر طرح کا اختیار
اور اعتماد ہے تو ہی اوسکی تدبیر سوچ اور میرا غم غلط کر چیتا
کفیل بنا شیر کو تسکین ہوئی چیتا بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے
گھر کو آتا تھا راستہ مین اوس نے تقریر کلیلہ اور دمنہ کی
سنی اول سے اوسکو کچھ دمنہ کی طرف سے خدشہ تھا دیوار کی
آڑ مین کھڑا ہو کر سننے لگا کہ کلیلہ دمنہ سے کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت بُرا
کام کیا بادشاہ کو بد عہد مشہور کر دیا اور جانورون مین صورت
فتنہ کی پیدا کر دی مجھے ڈر ہے کہ اسکے وبال مین تو بھی نہ آجا
جب لوگون کو یہ حال تیرے فساد کا معلوم ہو جائے گا تیرے مار
پر اتفاق کرینگے اب مجھ سے امید دوستی کی نہ رکھ دمنہ نے کہا
ممکن نہین کہ مین تجھے چھوڑ دون اور تو مجھے اپنی خدمت سے جدا
اور شترابہ کے مقدمہ مین ملامت کرنا بے فائدہ ہے گئی گذری
یاد کرنے سے رنج بڑھتا ہے تدبیر محال کام کے کرنی بیوقوفی ہے اور
یہ خوشی کی جگہ ہے کہ دشمن نہین رہا کلیلہ نے کہا با وجودیکہ
تو نے اپنے آقا سے جھوٹ بولا کر ایک بیچارہ کی جان لی اور

اور جوانمردی کو چھوڑ کر مکر و فریب پر کمر باندہی اس پر امید خوشی
کی رکھتا ہے دمنہ نے جواب دیا کہ مکر و فریب کا نتیجہ اور حیلہ اور
غدر شامت جیسا کہ تو بیان کرتا ہے مین خوب جانتا تھا لیکن مال
کی محبت اور ثروت کے حرص نے یہ کام مجھسے کرایا اب علاج
اسکا کچھہ نہین سوجھتا اور اپنی اس حرکت سے مین بہت پشیمان ہون
چیتے نے یہ تقریر سنکر شیر کی مان کے پاس جاکر قول و قرار لینے کے
بعد کہ افشا اسکا بغیر ضرورت نہ ہو تمام و کمال گفتگو کلیلہ و دمنہ کی
بیان کی شیر کی والدہ معمول کے موافق شیر کے دیکھنے کو
آئی اور اوسکو رنجیدہ پاکر پوچھا کہ اے فرزند تجھے اکثر متفکر دیکھتی
ہون اس کا کیا سبب ہے شیر نے کہا کہ شترابہ کی یاد دل سے
فراموش نہین ہوتی اور خالص اخلاص اوسکا امانت ہر کام مین
عرق ریزی دل سوزی نیک صلاح بتانی ہردم یاد آجاتی ہے
شیر کی ماں نے کہا کہ اس تقریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا
دل اوسکی بیگناہی پر گواہی دیتا ہے اور کسی اہل غرض نے اوسپر
جھوٹ واقعہ کے خلاف تہمت باندہی اگر بادشاہ اول سوچ
لیتا اور غور کرکے اس کام کو کرتا تو اب پشیمانی نہ اوٹھاتا
شیر نے کہا کہ جیسا آپ فرماتے ہین ایسا ہی ہوا مین نے اسمین
عقل کو دخل ندیا اب کچھہ تدبیر اسکی بن نہین پڑتی جس قدر سوچتا ہون
کوئی الزام اسکے سر رکھہ کر مخلوق کی سرزنش سے بچون جو اسنے
کیا نہ مین عذر کا سبب ہو تو سوائے بھلائی کے کوئی برائی کی شکل
شترابہ مین نظر نہین آتی اسلئے زیادہ رنج ہوتا ہے بیچارہ شترابہ
کی صورت اور سیرت دونون اچھی نہین ایسے سے برائی کا ظہور
مین آنا غیر ممکن اور مینے اوسکے ساتھ سوائے بھلائی کے کوئی برائی

بھی نہ کی تھی کہ سبب دشمنی کا ہوتا اور مین اس معاملہ کے دریافت کرنے مین خوب کوشش کرونگا اگرچہ کچھہ اس سے حاصل نہین مگر تب بھی دل کو ایک گونہ تسلی ہوگی اور چغلون کو عبرت اور مین خلقت کی زبان طعن سے بچونگا اگر آپکو اس بارے مین کچھہ معلوم ہو یا کوئی خبر سنی ہو تو اطلاع دیجیے شیر کی مان نے کہا کہ ہان بیٹے ایک بات سنی ہے لیکن کہہ نہین سکتی جسنے بیان کی ہے اوسکے چھپانے کی تاکید کردی ہے کیونکہ بھید کا کہولنا بڑا عیب ہے شیر نے کہا کہ یہ آپ کا فرمانا درست ہے مگر ہر بھید چھپانے کے لایق نہین ہوتا بہت ایسے بھید ہین کہ اون کا کہنا عین مصلحت ہوتا ہے جیسا کہ کوئی کسی کو ناحق مارنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بھید کسی سے کہدیا جائے اوسکا ظاہر کرنا اچھا ہے کہ ایک جان کا بچاؤ ہے امیدوار ہون کہ مجھے اوس سے خبردار کیجیے اور جو لایق مہربانی اور نصیحت کے ہو اوس سے دریغ نہ فرمائیے شیر کی مان نے کہا کہ اور چشم تفکر تیری بہت درست و سچا ہے لیکن بھید کے ظاہر کرنے مین دو بڑے عیب ہین ایک تو جو بھید کہتا ہے اوس سے دشمنی ہو جاتی ہے دوسرے اور لوگ اوس سے بدگمان ہو جاتے ہین اور پھر کوئی بھی اپنا بھید نہین کہتا شاید بادشاہ نے قصہ رنگا بدار کا نہین سنا کہ بھید کے افشا کرنے سے اوسپر کیا گذری شیر نے کہا وہ کسطرح ہے شیر کی مان نے کہا

حکایت

ایک بادشاہ کم حوصلون اور پست ہمتون سے ہمیشہ صحبت رکھتا تھا اور یہ لوگ بسبب خوشامد اور چاپلوسی کے بہار پیش آتے تھے منجملہ اون کے ایک رنگا بدار بادشاہ کے بہت منہ چڑھا ہوا تھا ایک دن بادشاہ نے تنہائی مین کہا کہ مجھے تجھسے کچھہ کہنا ہے لیکن

اسکا پردہ فاش نہ ہو رکابدار نے جیسا کہ کمینون کا قاعدہ ہے بہید کے
چہپانے کے لئے سیکڑون قسمین کہائین بادشاہ نے کہا کہ مجہے اپنے
بہائی کی طرف سے اندیشہ اور جان کا خوف رہتا ہے تو ہمیشہ
میری نگہبانی کیا کر جبتک کہ مین اوسکو نہ مار ڈالون تو میری احتیاط
رکہنا جو کہ کمینون کا قاعدہ بد عہدی کا ہے رکاب دار نے فرصت پاکر
یہ سب ماجرا بادشاہ کے بہائی سے کہدیا اوسنے اسکے عوض رکابدار
کو انعام اور اکرام سے بہت خوش کیا اور ہوشیاری سے اپنے آپکو
بادشاہ کے شر سے بچایا اور بہائی کے مارنے کے فکر مین رہنے
لگا جو کہ تقدیر موافق تہی تدبیرین بن پڑین اور کام بادشاہ کا اوسنے
تمام کر دیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹہا تو اول حکم رکابدار کی گردن
مارنے کا دیا رکابدار نے عرض کی کہ میری خیرخواہی کا یہی عوض ہے
بادشاہ نے کہا کہ بدترین گناہ بہید کا فاش کرنا ہے جب تو نے
میرے بہائی کا کہ تجہہ پر کمال اعتماد رکہتا تہا بہید نہ چہپایا مجہکو تیرا
کیا بہروسا ہے انجام کار رکابدار اوسکے حکم کے موافق قتل کیا
اس مثل کے بیان کرنے کا نتیجہ یہی ہے کہ لوگون کا بہید کہولنا
اچہا نہین اخیر اوسکا برا ہے شیر نے کہا اے مان جسنے بہید تجہسے ظاہر
کیا ہے غرض اس سے امر حق کا اظہار کرنا ہے ورنہ وہ جو چہپاتا جو چیز آپسے
نہ چہپی اوسکے چہپانیکی دوسرے سے امید رکہے اور جس بہید کے ظاہر کرنے مین
اظہار حق ہو اوسکی پردہ پوشی عیب مین داخل ہے اگر صریحا
کہنا مناسب نہ ہو تو کنایتا کہہ دیجئے شیر کی مان نے کہا کہ اس
شرط سے کہتی ہون کہ جسنے یہ فتنہ اوٹہایا ہے اوسکو سزا دیجائے
اور قصور اوسکا معاف نہ ہو اگرچہ گناہ کا بخشنا بہت اچہا ہے لیکن
جس گناہ کے سبب سے فساد پیدا ہو اوسکو سزا دینی واجب ہے نہ معافی کیونکہ

ایسے مقام پر درگزر کرنی اور دون کی دلبری کا باعث ہوتا ہے اور
اس تمام فتنہ و فساد کا سبب دمنہ ہوا شیر نے کہا مجھے بھی دمنہ
کی طرف سے شبہ تہا لیکن جو کہ یقین اور ثبوت کو یہ بات نہ پہنچی تھی
اس واسطے اوسکو سزا نہ دی کہ بغیر تحقیق کے ایک حرکت ابھی ہو چکی
ہے جسکی پشیمانی درپیش ہے غرض شیر نے یہ سنکر دربار عام کا حکم
دیا موافق دستور کے سب ارکان ریاست معہ شیر کی ماکے حاضر
ہوئے اور دمنہ کو بھی موافق حکم کے موجود ہوا یہ حال دیکھکر دمنہ
کا ماتھا ٹہنکا لیکن جرات سے دمنہ نے سوال کیا کہ بادشاہ کی آزردگی
طبیعت اور ہجوم رنج کا کیا سبب ہے شیر کی ما نے جواب دیا کہ
تیری زندگانی نے بادشاہ کے جی کو اندیشہ مین ڈال رکہا ہے
تیرے مکر و فریب کہل گئے جہوٹ اور بہتان بندیان جو شترابہ کے
حق مین تو نے کی تہین بادشاہ کو وہ ایک ایک معلوم ہو گئین بہت
ضرور ہے کہ تجھے بھی قتل کرے دمنہ نے کہا بزرگون نے فرمایا ہے
کہ جسنے بادشاہ کی خدمت اخلاص سے کی بہت جلدی بادشاہ کا
مقرب ہو دوست دشمن بادشاہ کے اوسکو نہ چاہین گے اور اسکے
درپے خرابی ہونگے دوست تو بسبب حسد کے نہ چاہین گے اور
دشمن اس سبب سے کہ ملکی کامون مین یہ نیک صلاح بتاتا ہوگا
جو موجب ناموری اور انتظام ملک کا ہوگا اور اسی سبب سے اکثر
عقلمندون نے دنیا سے منہ پہیر کر گوشہ فقیری اختیار کیا ہے مجھے
بھی لازم تہا کہ بادشاہ کی خدمت نہ کرتا اور اوسکی خیر خواہی پر کمر نہ
باندہتا تا کہ انجام کار اس بلا مین نہ پہنستا اور جو مخلوق کی فرمانبرداری
خالق کی اطاعت پر مقدم رکھے گا اوسکا وہ حال ہوگا جو ایک درویش
گوشہ نشین کا ہوا تہا شیر کی ما نے پوچھا کس طرح دمنہ نے کہا

حکایت ایک بادشاہ فقیر دوست کسی درویش صاحب کمال کی زیارت کو گیا اور کہا کہ کچھ آپ بھی نصیحت کیجئے درویش نے کہا اے بادشاہ انسان کے دو گھر ہین ایک دنیا اور دوسرا آخرت مگر عالی ہمت وہ شخص ہے کہ دنیائے فانی پر شیفتہ ہو لے ہر دم آخرت کا خیال رکھے کہ باقی ہے بادشاہ نے کہا اوسکے حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے درویش نے کہا کہ خواہش اور غصہ کو دور کرے انصاف پر کمر باندھے مظلومون کی داد دے رعیت کی نگہبانی کرے بادشاہ کو اوس سے کمال اعتقاد ہوا اکثر اوس کی خدمت مین رہتا ایک دن کئی فریادی دادخواہ ہوے موافق کہنے بادشاہ کے درویش نے اپنے روبرو بلا کر ہر ایک کا حال علیحدہ علیحدہ پوچھا اور روئداد مقدمہ کی دریافت کرکے فیصلہ واجبی بلا رو و رعایت کرد یا بادشاہ کو رائے درویش کی پسند آئی اور درویش سے کہا کہ اگر حضرت فیصلہ مقدمات مرجوعہ مین توجہ کیا کرین تو خالی ثواب سے نہ ہوگا اور علاوہ اسکے میری شکر گزاری کا سبب ہوگا درویش نے قبول کیا اور رات دن مظلومون کی دادرسی مین کوشش کرنا رفتہ رفتہ اکثر کاروبار اوس ملک کے درویش کی رائے پر ہونیلگے درویش کو لذت دنیوی کی چاٹ پڑ گئی لالچ نے آگھیرا وہ طور ہی ڈھنگ بدل گئے اتفاقاً ایک دن اونکے قدیمی دوست نے بھی وہان گزر کیا درویش کا حال دوسری طرح پر دیکھکر حیران ہوا آہستگی سے پوچھا کہ آپنے خلاف وضع یہ کیا طور اختیار کیا ہے ہرچند درویش نے بہت عذر کئے لیکن دروغ کو کب فروغ ہوتا ہے مہمان نے کہا کہ سب آپکی بناوٹ اور زبان درازی ہے اصل یہ ہے کہ آپکی طبیعت کو دنیا کا چسکا لگا ہی اور مال کی

محبت ہوئی ہے اب بھی توبہ کرو اور مال اور دنیا کی محبت چھوڑ کر گوشہ اختیار کرو درویش نے کہا کہ ظاہر مین خلق کے مقدمون کی طرف مصروف رہتا ہون اور باطن مین خالق سے لو لگی رہتی ہے اس سبب سے میری حالت مین کچھہ فرق نہین جیسا کہ تجھے گمان ہے مہمان نے کہا افسوس کہ تجھے حرص نے اندھا کر دیا اور لالچ کا پردہ تیری آنکھون پر پڑ گیا ہے کہ اپنا اچھا برا نہین سوجھتا اور تیری مثال مانند اوس اندھے کے ہے جسنے سانپ کو کوڑا جانتا تھا اور اس سبب سے ہلاک ہوا درویش نے پوچھا وہ کس طرح ہے مہمان نے کہا۔

حکایت دو شخص مسافر ایک آنکھہ والا اور دوسرا اندھا ایک جنگل مین اوترے صبح کو جب چلنے لگے اندھے کا کوڑا گم ہو گیا اوسنے ٹٹول کر ایک سانپ کو کہ جاڑے کا مارا ہوا پڑا تھا اوٹھا لیا اور اوسکی نرمی اور چکنا پن دریافت کر کے بہت خوش ہوا کہ خدا نے اوسکے عوض اچھا کوڑا عنایت کیا جب دن نکلا آنکھون والے مسافر

نے سانپ کو دیکھکر کہا کہ اے دوست جسکو تو کوڑا خیال کرتا ہے
وہ سانپ ہے جلدی پھینکدے اندھے نے جانا شاید فریب کرتا ہے
کہ اس دہوکہ سے یہ اس کوڑے کو پھینکدے اور مین اوٹھا لون
اندھے نے کہا کہ یہ اپنی اپنی قسمت ہے اگر خدا کو منظور ہوتا مجھے
اوس سے اچھا کوڑا بخشتا اور مین ایسا احمق نہین ہون کہ تیرے
دم مین آجاؤن ہرچند اوسنے سمجھایا لیکن اندھا کب مانتا ہے
خر کو ہوا گرم چلی دہوپ نکلی اور سانپ کی سردی دور ہوئی تب
ایک سانپ نے اوسکو کاٹ کہایا نابینا فوراً مرگیا یہ مثیل
واسطے بیان کی کہ تو دنیا پر اعتماد نہ کر اوسکی خوبصورتی اور نقش
نگار پر فریفتہ ہو کر وہ بھی مانند سانپ کے ہے جو کہ اوسکے کاٹے
ہونکا بجز دوزخ کے کہین ٹہکانا نہین درویش نے جب یہ
تین سنین نہایت پشیمان ہوا اور اپنے کیے پر بہت رویا تمام
ات یہی حال رہا جب صبح ہولی اور لوگون نے ہجوم کیا رات
کے خیال بہول گیا اور بھی زیادہ آلایش دنیا مین آلودہ ہوا
ہر تو دون کی بینے لگا یہانتک کہ ایک بے گناہ مروا ڈالا اوسکے
ارثون نے بادشاہ سے عرض کی کہ جب بادشاہ نے استغاثہ
کے بموجب اس مقدمہ کی تحقیقات از سر نو کی تو خون درویش
کے ذمہ ثابت ہوا قاضی کے فتوے کے بموجب درویش سے
قصاص لیا گیا فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ مین نے پروردگار کی
اطاعت سے منہ پھیر کر بادشاہ کی اطاعت اختیار کی اس لیے مین
درویش کی طرح مستحق سزا کا ہون اور جسقدر مجھپر سزا سخت زیادہ
بہت کم ہے جبکہ اہل مجلس نے دمنہ کی تقریر سنی اسکی طراری اور
لسانی سے شیر نے براہ حیرت سر جھکا لیا کہ کیا کرے اور دمنہ کو کیا جواب دے

اتنے مین ایک سیاہ گوش کہ بادشاہی مقربون مین سے تھا دمنہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے بے ادب مذمت خدمت بادشاہون کی کہ ظل الہی ہین کرتا ہے کمال بے ادبی سے اتنا نہین جانتا کہ بادشاہون کا ایک ساعت کا انصاف کرنا اورون کی ستر برس کی عبادت کی برابر ثواب رکھتا ہے اور کئی اولیا اللہ نے بادشاہون کی خدمت اختیار کی منجملہ اوسکے قصہ پیر روشن ضمیر کا ہے دمنہ نے کہا کسطرح سیاہ گوش نے بیان کیا حکایت ایک درویش بڑے صاحب کرامت تھے اون کی بزرگی کا آوازہ سنکر ایک فقیر اون کی ملاقات کو آیا خانقاہ کے خادم سے دریافت کیا اوس نے جواب دیا کہ درویش بادشاہ کے دربار مین گئے ہین فقیر بادشاہ کا نام سنکر اپنے آنے سے پچتایا اور کہا کہ جو فقیر شاہی دربارداری کرے اوس سے کیا ہوسکے گا افسوس دور کے ڈھول سہاؤنے ہوتے ہین مین نے ناحق اتنی محنت اور مشقت سفر کی اوٹھائی یہ سوچ کر وہان سے چل دیا اوسی روز ایک چور کوتوالی سے بھاگ گیا تھا اور بادشاہ نے اوسکے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا کوتوال اوس کی تلاش مین پھرتا تھا اتفاقاً یہ فقیر اور وہ ہمشکل تھے اس شبہ مین کوتوال نے اوسکو گرفتار کرکے ہاتھ کاٹنا چاہا کہ یکایک سواری پیر روشن ضمیر کی آنکلی اونھون نے کوتوال کو طلب فرماکر کہا کہ یہ شخص چور نہین بلکہ ایک درویش ہماری خانقاہ کا غرض اوسکو جلاد کے ہاتھ سے چھڑاکر پھر اپنے ہمراہ لایا اور آ... اوسکو ... کہا کہ درویش سے بدگمانی اچھی نہین ...

مین ملازمت بادشاہی نہ کرتا تم سے مظلومون کو ظالمون سے
تجھ سے کس طرح بچاتا فقیر نے جانا کہ یہ شبہ میری جہالت سے تھا
جو کچھ اہل کمال کرتے ہین وہ نقصان سے خالی ہوتا ہے گو
ظاہر مین عقل کے خلاف ہو غرض میری اس گفتگو سے یہ ہے
کہ بزرگ صحبت بادشاہون کو سعادت جانتے ہین دمنہ بولا
کہ یہ جو تم نے کہا کہ بزرگون نے بادشاہون سے صحبت رکھی تو
دنیا کی غرض کیواسطے نہین رکھی جس شخص کو یہ رتبہ حاصل ہوا
اوسپر کوئی بگڑ نہین سکتا گفتگو تو ہم تم مین ہے جو مصداق چھوٹا منہ
بڑی بات کے ہے اور یہ جو تو نے بیان کیا کہ بادشاہ سایہ الہی
ہین بلاشک یہ بات سچ ہے مگر ایسے بادشاہ وہ ہین کہ حق وناحق
مین فرق کر لیتے ہین بیوجہ ظلم نہین کرتے بیجا غصہ نہین ہوتے
خوف خدا سے رات دن ڈرتے ہین اور نیک لوگون کے کہ خیرخواہ
نمک حلال ہین پرورش کرتے ہین اور جو فتنہ انگیز بیوفا ہین
اونکو خوار وذلیل رکھتے ہین شیر کی مان نے کہا کہ اے دمنہ تیری
تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تجکو سزا دیجائے اسلیئے کہ سب اہل کارونکا
اتفاق اسبات پر ہے کہ شترابہ بہت نیک چلن اور نمک حلال تھا
اور تیری فتنہ پردازی سے مارا گیا دمنہ نے کہا کہ سب اہل محفل
خوب جانتے ہین اور بادشاہ کو بھی معلوم ہے کہ میری اور شترابہ
کی کچھہ دشمنی نہ تھی بلکہ ایک طرح کی محبت تھی اور اس قدر مین
بادشاہ کی انکھون مین ہلکا بھی نہ تھا کہ خواہ مخواہ اوسپر حسد کرتا
مگر جو کچھہ سنا اور انکھ سے دیکھا تھا بپاس حق نمک بادشاہی سے
عرض کر دیا اسکے سوا جو کچھہ مینے کہا تھا بادشاہ نے بھی اپنی انکھون
سے دیکھہ لیا اور بادشاہ سلامت نے تحقیق کر کے جو اوسکی رائے

میں آیا کیا آپ لوگ شترابہ کے فساد میں شریک اور اوس سے یکدل
یک زبان تھے اس لئے مجھسے اوسکا کینہ نکالنے اور میرے مارنے میں
کوشش کرتے ہیں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے فساد کا حال
بادشاہ پر نہ ظاہر کر دے اور میں نہیں جانتا تھا کہ عوض خیرخواہی
اور نمک حلالی کا یہ ملے گا کہ میری زندگی بادشاہ کو ناگوار گزریگی
اس عرصہ میں شام ہو گئی بادشاہ نے فرمایا کہ دمنہ کو حوالات
میں رکھیں اور اہلکاران عدالت عالیہ اسکی تحقیقات کما حقہ کریں
کہ حکم قطعی بغیر گواہوں اور دلیل کے میں نہیں دیسکتا دمنہ نے
کہا بادشاہ سے زیادہ کون منصف ہے امیدوار ہوں کہ حضور ہی
اپنی روبکاری سے اس مقدمہ کو فیصل کریں شیر نے فرمایا خاطر
جمع رکھ میں اس مقدمہ میں خوب کوشش کرونگا دمنہ نے کہا کہ
میں اپنی بےگناہی کے سبب یہ عرض و معروض کرتا ہوں اسلئے
کہ مجھے یقین ہے کہ جبتک اس مقدمہ میں حضور تحقیقات کرینگے میرا اخلاص
اور خیرخواہی آپ پر اور زیادہ روشن ہوگی اگر میں گنہگار ہوتا
تو اب تک اس آفت سے بچنے کو یہاں نہ بیٹھا رہتا شیر کی ماں نے
کہا کہ یہ گفتگو بھی تیری خالی مکاری سے نہیں تو عقلمندی سے چاہتا
ہے کہ اپنے آپ کو بےگناہ بنا کر اس مخمصہ سے چھڑاؤں تو خوب یاد رکھ
کہ جب تک اس مقدمہ کی تحقیقات نہ ہو جائے گی تیری رہائی ممکن
نہیں دمنہ نے کہا کہ میرے دشمن بہت ہیں امیدوار ہوں کہ میرا
مقدمہ کسی امین معتمد کے سپرد ہو کہ جو کچھ گفتگو میری سنے بیچ بیچ
عرض کر دیا کرے شیر نے کہا بعد قصہ شترابہ کے میں نے عہد
کر لیا ہے کہ مقدمہ کی جبتک خوب تحقیقات نہ کر لونگا حکم اخیر نہ دونگا
اگر یہ قصور تیری طرف ثابت ہو جائے گا سزا دونگا ورنہ رہائی

ہوجائے گی دمنہ نے کہا بیشک مین بادشاہ کے انصاف پر یقین
کامل رکھتا ہون اور مجھے اسبات کا اندیشہ نہین اس لیئے کہ میری
کیا حیثیت تھی کہ بڑے مرتبون کا حوصلہ کرتا ایک شخص نے اہل
مجلس مین سے کہا کہ تقریر تیری سب جھوٹ ہے تو چاہتا ہے کہ
اس خوشامد مین بادشاہ سے اپنی مخلصی کرالون دمنہ نے کہا
کہ کون مجھسے زیادہ مجھہ پر مہربان ہے کہ میری مخلصی مین شریک ہو
اور جو شخص اپنی بھلائی آپ نہ کرے دوسرے کو اوس سے بھلائی
کی کیا امید ہوگی مجھے معلوم ہوا کہ تو بڑا نادان ہے کہ ایسی نادانی
کی گفتگو بادشاہ کے روبرو کرتا ہے اور مجھسے نمک حلال کو بلا مین
پھنساتا ہے اور بادشاہ کو بے سمجھہ بناتا ہے کہ اس معاملہ کو وہ
خوب نہین جانتا حالانکہ ہمارے بادشاہ کی وہ عقل دور اندیش ہے
کہ برسون کے معاملون کو ایک آن مین دریافت کر لیتے ہین یہ
کیا ذرا سا مقدمہ ہے سیاہ گوش نے کہا کہ مجھے پہلے تیرے مکر و
فریب اور تقریر سے تعجب تھا لیکن اب تیری طراری لسانی کہاوتین
اور نصیحتین سنکر اور زیادہ متعجب ہون دمنہ نے کہا کہ جب کوئی سنے
تو نصیحت ہے اور قبول کرے تو کہاوت ہے ورنہ بے فائدہ زبان
درازی اور سمع خراشی ہے شیر کی مان بولی کہ اے فتنہ انگیز
ابھی تک تجکو اس لسانی سے امید خلاصی کی ہے دمنہ نے کہا
جو نیکی بدی مین فرق نہ کرے دونون کو یکسان سمجھے وہ جانئے
اور اوسکا کام جیئے تو نمک حلالی اور حق خدمت ادا کیا ہے اور
تو خوب جان کہ کوئی گنہگار ایسی بے خوف گفتگو نہ کرے گا اور اگر
میرے اوپر ناحق ظلم ہوگا تو خداوند کریم اوسکی بازپرس کریگا بادشاہ
تو چاہیئے کہ میرے مقدمہ مین جلدی نہ کرے آہستگی سے سوچ کر

اسکا فیصلہ کرے ورنہ پشیمان ہوگا جیسا کہ ایک عورت نے جلدی
کی اور پشیمان ہوئی بادشاہ نے پوچھا کس طرح ہے دمنہ نے کہا
حکایت بنارس میں ایک سوداگر کی عورت سے ایک
نقاش کی محبت تھی ایک دن عورت نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی
کر کہ اوس اشارہ سے مجھے تیرے آنیکی اطلاع ہو جایا کرے نقاش
نے ایک چادر پر نقش و نگار بنائی اور کہا کہ جب تو اوس چادر کو
تنی ہوئی دیکھے فی الفور آجانا اتفاقاً نقاش کا غلام یہ باتیں دیوار
کی آڑ میں سنتا تھا بعد تھوڑے دنوں کے نقاش کہیں کسی کام
کو گیا غلام نے وہ چادر نقاش کے لڑکے سے کسی بہانہ مانگ کر
بذریعہ اوسکے سوداگر کے گہر میں پہنچا اور اوس عورت نے بسبب
کمال شوق کے اپنے بیگانہ کا فرق نہ کر کے غلام سے ملاقات کی
اور لوٹ کر چادر لڑکے کے حوالہ کر دی اور وہ اوسی وقت
چادر واپس لیکر سوداگر کے گہر گیا اتفاقاً اوسیوقت سوداگر بھی آپہنچا
عورت نے جلد اوتر کر پوچھا کہ خیر ہے ابھی واپس آنیکا
سبب سوداگر کو شبہ گزرا اور تمام حال دریافت کر کے غلام کو
بہت سزا دی چادر جلا ڈالی یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ اگر عورت
اپنے کام میں جلدی نہ کرتی تو دوست کے ملنے سے محروم نہ رہتی
پس بادشاہ بھی میرے کام میں جلدی نہ کرے اور یہ باتیں میں
بادشاہ کے ڈر سے نہیں کرتا ہوں اگرچہ ایک دن مرنا ہے ا
میں خوب جانتا ہوں کہ جو پیدا ہوا ہے اوسکو ضرور فنا ہونا ہے
میری ایک جان ہزار جانیں ہوتیں اور اونکے فدا کرنے میں بادشاہ
کو بھلائی پہنچتی تو بھی میں اون سب کو بادشاہ پر قربان کر دیتا
اونکو اپنی سعادت کا ذریعہ جانتا لیکن بادشاہ کو بھی اتنا سمجھ

کہ نمک حلال لوگ کم ملتے ہین اور اعتمادی آدمیون کی ہر وقت ضرورت پڑتی ہے بادشاہ یہ تقریر سنکر چپ ہو رہا شیر کی مان نے جانا کہ شیر کے دل مین دمنہ کی چرب زبانی اثر کر گئی شیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے چپ رہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دمنہ سچ کہتا ہے اور لوگ جھوٹھے ہوتے ہین یہ کہکر ماری غصہ کے اوٹھکر گھر چلی گئی شیر نے مان کی تسلی کے لئے دمنہ کو پابجولان کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا اور دربار برخاست ہوا شیر کی مان پھر خلوت کے وقت شیر کے پاس آئی اور کہا ایفرزند اسکی طراری اور لسانی سنا کرتے تھے لیکن اب تحقیق معلوم ہوا کہ یہ بیشک اپنی قوم مین یکتا اور نادر روزگار ہے اگر بادشاہ اوسکی شنوائی کریگا اور اوسکو تقریر کرنے کی گنجایش ملے گی تو یقین ہے کہ وہ ہرطرح اپنی مخلصی کی صورت نکالیگا میری رائے مین یہ آتا ہے کہ بادشاہ جلد دمنہ کا کام تمام کر دے کہ بادشاہ اور لشکر کو موجب اسایش کا ہو اور اوسکو فرصت تقریر کرنے کی نہ دیجائے بادشاہ نے کہا کہ مقربون اور مصاحبون شاہی کا حسد اور کینہ کرنے کا دستور ہے رات دن ایک دوسرے کے عیب ڈہونڈہتے رہتے ہین اور جسکو بہت ہنرمند دیکھتے ہین اوسکے پیچھے زیادہ پڑتے ہین اور بے ہنر پر کوئی حسد نہین کرتا دمنہ مین طرح طرح کے ہنر ہین اور علاوہ اسکے میرا مقرب ہے شاید لوگون نے اوسکے خراب کرنے پر اتفاق کیا ہو شیر کی مان نے کہا کہ یہ ممکن نہین کہ کوئی کسی کی اس درجہ برائی چاہے اور وہ ناحق جان سے مارا جائے شیر نے کہا کہ ممکن ہے بلکہ اس سے زیادہ اسلئے کہ حاسد اپنے حقمین بھی نیک نہین کرتا چہ جائیکہ اورون کے واسطے جیسا کہ قصہ تین حاسدونکا ہے شیر

کی بات نے کہا وہ کس طرح ہے شیر نے بیان کیا

حکایت - تین شخص راستہ مین ہمراہ ہوئے اون مین سے ایک نے پوچھا کہ تمہارے شہر چھوڑنے اور سفر کرنے کا کیا سبب ہے دونون نے بیان کیا کہ ہم سے دوسرونکا احسان کرنا نہ دیکھا جاتا تھا اسلیئے ملک چھوڑ کر کہ یہان رہینگے نہ طبیعت کی خلاف باتین دیکھنے مین آئینگی تیسرے نے کہا کہ مین بھی اسی بیماری مین مبتلا ہون غرض تینون بالاتفاق روانہ ہوئے راستہ مین اونکو ایک لوٹا اشرفیون سے بھرا ہوا پڑا ملا تینون کہنے لگے کہ اسکو بانٹ لین لیکن آخر کو حسد کے جوش نے بانٹنے نہ دیا ہر شخص چاہتا تھا مین لون غرض ایک رات اونکو بیٹھے بیٹھے اسی جھگڑے مین گزرے دوسرے دن اوس ملک کے بادشاہ کا وہان گذر ہوا اونکا حال دریافت کیا سب نے سچ سچ بیان کردیا بادشاہ نے کہا کہ ہر ایک اندازہ اپنے حسد کا بیان کرو کہ موافق اسکے مرتبہ کے یہ چیز بانٹ دیجائے ایک نے کہا کہ حسد میرا اس درجہ ہے کہ مین ہرگز نہین چاہتا کہ کسی کے ساتھ احسان کرون جس سے وہ خوش ہو دوسرے نے کہا کہ حسد مجھکو اسقدر

سے ہے کہ مجھے گوارا ہو ... بین نہ مارا جائے اگر تجھسے میرا حال دریافت
استقدر ہے کہ ... استوار ... ہوگا ایک تیرا اور شرمندگی اثبات کی
کہ تمہارے ... فکر یہ ہے کہ تو سوا اسکے بیچ
سزاوی ... بین میری موت سے کلیلہ نے
دیتا ہے کہ ... مخلصی نہیں پس دنیا کی ہونکا
شبہ ہے ... کے عذاب ... سے ہے وہان کی صدمون سے
شیر کی ... ہو کر ... کی خبر دونگا کلیلہ وہان سے
اتفاق کرتا ... زاری سے تڑپا کیا
شیر نے کہا کہ ... تک چلا یا کہ
... کیا یقو لیکہ
وسکی ندامت ... کلیلہ نے ... رہے تھے
... اپنا نقصان ... تاب وہ دن نکلا شیر
... تاب ہیں گرفتے کی برا ... رنا بدون کو
... اسمقدمہ کی ... جسکو معلوم ہو
... مقام پر چلی گئی ... شاہ کو دمنہ
... محبت سے دمنہ ... قتل نہ ہو جائے گا
... کر دیا اور کہا کہ ... فائدہ ہیں
ایسے جینے کا کیا مزا ہے دمنہ ... جھوٹھ
بین جتنا تیری جدائی کا ... کے شر سے
معلوم ہوتا تھا جو ... چپ ہو رہے
نقل کے روبرو میری ... گواہی دینا
... کہتا تھا اگر تیرے ... صورت
قسم کہتا ہوں ... سکتا ای غافل بین تجھسے نہ کہو

کہ جو حال جسکو معلوم ہو از روے واجبی بیان کر دے مگر خدا لگتی کہے اور جو
بلا تحقیق اشتباہ سے مجھے بلائے مرگ مین پہنسائیگا اوسکا وہ حال ہوگا جو
ایک طبیب نادان کا ہوا تھا قاضی نے پوچھا وہ کسطرح ہے دمنہ نے کہا

حکایت ایک جاہل طبیب نے بازار ہلاکت کا گرم کر رکھا تھا اور
آپکو باوجود ہیچمدانی کے بو علی اور افلاطون جانتا تھا اور اوسی شہر مین
ایک طبیب حاذق بھی تھا جسکی آنکھونکی بصارت سبھی جاتی رہی تھی اتفاقاً
وہان کے بادشاہ کے لڑکے کی طبیعت بہت بیمار ہو گئی بادشاہ نے
اون طبیب حاذق کو بلوایا اوسنے حال بیماری کا دریافت کر کے بیان کیا
کہ علاج اوسکا دوای مرگ مہران ہے تھوڑی شکر اور دارچینی اوسمین
ملا کر کھلائین اور مہران بادشاہی دواخانہ مین مین نے دیکھی ہے کہ
ایک قفل دار نقرئی ڈبیہ مین رکھی ہے اب مجھے نظر نہین آتا جو اوسکو
نکال لاتا لوگون نے یہ حال اوس طبیب نادان سے کہ جابجا دعوون مین شور
رکھتا تھا بیان کیا اس احمق نے کہا کہ شاید نابینا حکیم سے نہ دیکھی گئی مجھے
سن لی ہے مین اوسکی ترکیب خوب جانتا ہون بادشاہ اوسکی بات
مزخرفات کو سنکر بہت خوش ہوا اور اوسکو دواخانہ مین بھیجا وہان
اوسنے اوسیطرح سیکڑون ڈبیان دیکھین غرض بے اٹکل پچو سے جاکے
ایک ڈبیہ اوٹھالایا قضا کار وہ ڈبیہ زہر ہلاہل کی تھی تھوڑا اوسمین سے
نکال کر دارچینی اور شکر ملا کر شہزادے کو کھلا دی کھاتے ہی شہزادے
نے زہر کی تاثیر سے انتقال کیا بادشاہ کو اس حال سے کمال رنج
ہوا اور باقی وہ دوا امتحان کے طور پر طبیب احمق کو کھلائی وہ بھی
کھاتے ہی مرگیا یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ جو کام ازروے نادانی
کیا جاتا ہے اوسکا انجام برا ہوتا ہے ایک نے محفل مین سے کہا
کہ اے دمنہ تیری بدصورت سے صاف برائی کی دلیل ظاہر ہے قاضی نے پوچھا

تو یہ کس قاعدہ سے بیان کرتا ہے اوسنے کہا علم قیافہ سے کیونکہ جسکی
کشادہ ابرو ہون اور داہنی آنکھ بائین آنکھ سے چھوٹی ہو اور ہمیشہ پھر کے
اور ناک اسقدر جھکے اور تل نظر آتا ہو وہ شریر اور فتنہ انگیز ہوتا ہے
یہ سب نشان اسمین موجود ہین دمنہ نے کہا کہ اگر یہ تقریر تیری سچ ہے تو لوگونکو
شاہدی اور گواہی کی کچھ حاجت نہین فقط صورت پر حکم لگا دیا کرینگے تجکو
اسطرح کی تہمت کسیکے ذمہ نہ رکہنی چاہئے اسواسطے کہ ان عیبون کو آدمی نے
خود نہین بنایا احسن الخالقین نے اسمین پیدا کئے ہین اور بالفرض اگر
مجہسے یہ حرکت کی تو بسبب عیبون کے مجہسے خطا سرزد ہوئی نہ بالارادہ اسلئے
مجہسے مواخذہ نہ کرنا چاہئے پس اب مین بقول تیرا اس آفت سے چھوٹا اور تیری
نادانی سب پر ظاہر ہوگئی جب دمنہ نے یہ جواب دیا سب خاموش ہو گئے
اور دمنہ کو پھر قیدخانہ مین بہیجا اور اس کیفیت سے بادشاہ کو اطلاع دی
جب دمنہ قیدخانہ مین آیا ایک دوست کلیلہ کے زوربہ نام کو دیکھکر بلایا
اور حال کلیلہ کا پوچھا زوربہ نے کلیلہ کا نام سنکر ایک آہ کھینچی اور کہا افسوس
اوسنے انتقال کیا دمنہ یہ غمگین خبر سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش مین
آیا زار زار رویا زوربہ نے دمنہ کی زاری دیکھکر سمجھایا کہ تو خوب جانتا ہے
جو پیدا ہوا وہ ایک دن مریگا اور یہ شربت مرگ سب کو چکہنا ہے اس زخم
کا بجز صبر کے کوئی مرہم نہین اور اس بیماری کی بجز دلکی ڈہارس دینیکے
کوئی دوا نہین دمنہ کی ان باتون سے فی الجملہ تسلی ہوئی کہا اے زوربہ
کلیلہ میرا دوست جانی اور شفیق مہربان اور ناصح مشفق تھا اسکی عقل پر بہت
اعتبار رکھتا تھا ہر کام مین وہ مجکو امداد دیتا تھا اور ہر مہم مین اوس سے
صلاح لیتا تھا افسوس کہ مجھے اکیلا چھوڑ گیا اب جینے کا کچھ مزا نہین رہا اور
اس بلا سے بغیر یار غمگسار کے خلاصی کی صورت نظر نہین آتی بہتر ہے کہ مین
بھی مرجاؤن تاکہ اس مصیبت سے چھٹکارا ملے زوربہ نے کہا کہ یہ خیال ہرگز

دل مین نہ لا خداوند کریم مسبب الاسباب ہے اور جو کچھہ مجھسے بن سکیگا تیری
خدمتگزاری مین حاضر ہون دمنہ نے کہ مجھے تیری ذات سے ہر طرح یقین ہے
اور مین تجکو بجاے کلیلہ کے اپنا شفیق سمجھونگا غرض آپسمین عہد و پیمان
دوستی کا ہوا اور جو کچھہ دفینہ رکھا تھا زوریہ کے ہاتھہ سے منگا کر کلیلہ
کا حصہ زوریہ کو دیا اور کہا کہ اے روزبہ دربار شاہی مین جاکر جو کچھہ میرے
حق مین اچھا یا برا سنے مجھے اوس سے اطلاع دیا کر روزبہ نے اسبات کو
قبول کیا دوسرے دن شیر کی مان نے کیفیت مقدمہ کی شیر سے پوچھی
شیر نے حال مفصل روئداد مقدمہ بیان کیا شیر کی مان نے کہا کہ اگر حق
کہتی ہون تجھے کڑوا معلوم ہوگا شیر نے کہا نصیحت کر نہین کچھہ اندیشہ مت کرو
شیر کی مان نے کہا کہ تو سچ جھوٹ مین فرق نہین کرتا اور اپنے فائدہ اور
نقصان کا تجھے مطلق خیال نہین دمنہ کو اگر چھٹکارا ملگیا تو وہ فتنہ پیدا کریگا
کہ تدارک اوسکا کسی سے نہ ہوسکیگا یہ کہکر غصہ سے اوٹھ گئی دوسرے دن
دمنہ کو حاضر کیا اور سب اہلکار جمع ہوئے قاضی نے کہا کہ حاضرین مجلس
اگرچہ خاموش ہین لیکن سب کے دل مین تیری خباثت اور سب تیرے
مار ڈالنے پر متفق ہین پھر تجھے ایسی زندگی مین کیا لذت حاصل ہوگی اس
سے بہتر ہے کہ تو اپنے قصور کا اقبال کر اسمین دو فائدہ ہین ایک یہ کہ
تو اس غصہ سے چھوٹیگا دوسرے خلق کو روز کے فکر سے آرام ملیگا اسکے سوا
اپنے گناہ سے اقرار کرتے ہین تجکو دو فضیلتین حاصل ہونگی اول عذاب
آخرت کے ڈر سے گناہ کے اقبال کرنے مین بہلائی آخرت کی ہے دوسرے
دنیا مین تیری طراری اور لسانی کی شہرت قیامت تک باقی رہیگی
کہ بدنامی کے جینے سے نیکنامی کے ساتھہ مرنا بہتر ہے دمنہ نے کہا کہ قاضی
اپنے گمان اور دوسرون کے کہنے سے بغیر قوی دلیل کے حکم نہین دیسکتا
اور مین اپنے کام کو خوب جانتا ہون یہانتک کہ مجھے مرتبہ یقین کا حاصل ہے

پہر تمہارے شک کو اپنے یقین سے کسطرح برابر کرون اور جسقدر ہیرے بیجا انکا مجہپر حق ہی ایسا کسیکا نہین پہر جو چیز کہ ایک ادمی کیواسطے تجویز نہ کر سکون اپنے اوپر کسطرح گوارا کرون اور خداوند کریم کو کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کا کیا جواب دونگا اور جو کسیکی جہوٹہی گواہی دیگا اوسکا وہ حال ہوگا جو بازدار کا ہوا تہا قاضی نے پوچہا وہ کس طرح ہے دمنہ نے کہا

حکایت ہے کہ ایک سوداگر کی عورت بہت صالحہ اور نیک بخت تہی اور اوسکا ایک غلام بلخی تہا نہایت شریر بد باطن وہ غلام اوسپر فریفتہ تہا ہمیشہ ملاقاتکی آرزو رکہتا تہا مگر عورت اپنے آپ کو اوس سے بچائے رہتی تہی جب وہ ناامید ہوگیا تو اوسنے دشمنی کی راہ سے دو طوطے پالے اور زبان بلخی مین سکہلایا کہ مینے دربان کو نا کو لی کیسا تہ سوتا دیکہا اس سے مین کچہ نہین کہتا سوداگر کو انکی بولی اچہی معلوم ہوتی تہی اکثر اونکے پنجرے اپنے روبرو رکہا کرتا تہا اتفاقاً چند مہمان اوس سوداگر کے یہان آئے جو زبان بلخی جانتے تہے طوطونکی گفتگو سنکر حیران ہوئے ایک دوسرے کیطرف نظر تعجب سے دیکہنے لگا سوداگر نے پوچہا کہ آپکی حیرانی اور اچنبے کا کیا سبب ہے مہمانون نے کہا کہ یہ طوطے کیا کہتے ہین سوداگر نے کہا کہ مین مطلق نہین سمجہتا آپ اس سے آگاہ کیجئے

مہمانون نے مطلب طوطونکی گفتگو کا بیان کر دیا سوداگر نے یہ سنکر کمال غصہ سے
کہا کہ ہمارے ملک مین رسم ہے کہ جس گھر مین عورت بدکار ہو جبتک اُسکو سزا نہ دیوے
کھانا پینا حرام ہے غلام نے یہ سنکر آواز دی کہ مینے یہ معاملہ بارہا دیکھا ہے سوداگر
اوٹھا اور عورت کو مارنا چاہا عورت نے کہا کہ آدمی کو کار مین احتیاط چاہیے
اسلئے کہ اگر بیگناہ کو جلدی مار ڈالا اور بیقصوری اُسکی معلوم ہوئی تو پچتانا کچھ فائدہ نہ دیگا
آپ اوّل مہمانون سے دریافت کیجیے کہ یہ سواے اون باتون کے کچھ اور
بھی جانتے ہین اگر اور باتین بجانین تو سمجھو کہ یہ شرارت اس نمکحرام غلام کی
ہے کہ اسکا مطلب مجھسے نہ حاصل ہوا تو اوسنے طوطون کو یہ سکھلا دیا سوداگر
نے مہمانون سے یہ تقریر کی مہمانون نے ہر چند دریافت کیا طوطون نے سواے
اُن باتون کے اور کچھ نہ کہا اس سوداگر کو عورت کی بیگناہی معلوم ہوئی
غلام کو واسطے تنبیہ کے بلایا وہ غلام جب روبرو آیا عورت نے کہا کہ او
ظالم تو نے مجھے دیکھا غلام نے کہا ہان اتنے مین یکایک باز نے کہ اوسکے
ہاتھ پر بیٹھا تھا اوڑکر چونچ سے غلام کی آنکھ پھوڑ دی عورت نے کہا کہ یہ سزا اُسکی
تہمت کی ہے یہ داستان مینے اسواسطے بیان کی کہ کسی پر کوئی تہمت نہ رکھے
اور بغیر دیکھے جھوٹ گواہی نہ دے جب یہ تقریر دمنہ کی تمام ہوئی اطلاع اوسکی شیر
کو دیکر شیر کی مان نے کہا دمنہ کا جلد تدارک ہو جاوے ورنہ وہ فتنہ انگیز ایسا فریب
اور فساد پیدا کریگا کہ رعیت کی بربادی اور اہلکارون کی خرابی ہوگی اسپر
جسقدر کہ سزا دیکر روکتے ہین اوس سے زیادہ سب ارکان دولت
کو رونا پڑیگا اور آخر کو بادشاہ کی جان پر موت آئیگی یہ
تقریر بادشاہ کے دل مین اثر کر گئی بادشاہ نے کہا اے مان مجھے
یہ حال کس سے معلوم ہوا آپ مجھسے کہ دیجیے کہ مجھے اوسکے مارنے کا
بہانہ ہو شیر کی مان نے کہا کہ مین اوّل اوس شخص سے اجازت
لے اون جسنے مجھ سے کہا ہے پھر مین بیان کر دون گی بادشاہ نے

منظور کیا شیر کی مان نے جا کر چیتے سے کہا کہ شاہ کو جسقدر تیرا خیال ہے تو خوب
جانتا ہے اسکی شکرگزاری تجھے ضرور ہے چیتے نے کہا کہیں منھ سے اوسکا
حسان ادا کرون مین تو کسی لایق نہین ہون جو حکم آپ فرماوین بجا
لاؤن شیر کی مان نے کہا کہ اول بادشاہ نے تحقیقات اسمقدمہ کی تجھسے
پوچھی تھی اور تو نے اقرار کیا تھا اب اوسکو وا کر چیتے نے کہا کہ بیشک اب تک
ہی اسواسطے چھپائی تھی کہ بادشاہ کو اوسکی زباندرازی اور طراری معلوم
ہو جائے اب بادشاہ کو مکر و فریب معلوم ہو گیا اگر اول سے کہدیتا تو
بادشاہ کو یہ کیفیت اوسکی معلوم نہ ہوتی میرے تقریر غرض پر محمول
ہوتی آپ چلئے یہ جو کچھ سنا ہے بادشاہ سے کہے دیتا ہون چیتا مع شیر
کی مان کے بادشاہ کے پاس آیا اور جو کچھ سنا تھا بیان کیا اور قاضی
کے روبرو گواہی دی جب یہ خبر لوگون مین پھیلی ان دونون قیدیون نے
بھی جو کچھ سنا تھا کہدیا قاضی نے دریافت کیا کہ اول تم نے کیون گواہی ندی
اونھون نے جواب دیا کہ ایک گواہی معتبر نہ تھی اسلئے بیان کرنا مناسب نجانا شیر
نے اونکی تقریر پسند کی اور قاضی نے اونکی گواہی کے بموجب حکم سیاست کا

دیا اور دمنہ کے ہاتھ پانون باندہکر قید خانہ مین ڈالدیا تہوڑے عرصہ مین مارے بہوک اور پیاس کے مرگیا اور اپنے مکر و فریب کی سزا کو پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ آخر فتنہ انگیزون کا یہ حال ہوتا ہے

باب سوم

راے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ مین نے داستان دوستونکی سنی جو کہ چغلی اور مکر کے باعث دوستی دشمنی سے بدل گئی اور انجام کار مکار و نکو بہی سزا ملی اب امیدوار ہون کہ فائدہ دوستی اور دوستونکی اخلاص کی بنا بیان ہو برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ کوئی چیز دنیا مین بہتر اور عمدہ خالص دوستون سے نہین عقلمندون نے لکہا ہے کہ اگر بادشاہت ہفت اقلیم کی ہاتھ آئے اور دوست خالص نہ ملے تو بادشاہت کی کیفیت نہ آئیگی اور اگر آدمیون مین دوستی خالص ہوتی تو جہوٹ نہ ہوتا نوبت لڑائی کی نہ پہنچتی نکوئی کسیکو تکلیف دیتا اسواسطے کہ یہ دوست کی رضامندی کو اپنی خواہش پر مقدم سمجہتا ہے خالص دوستون کے رکہنے مین بڑے بڑے فائدہ ہین ایک انمین سے یہ ہے کہ خوشی ہونیکے وقت مین خوش ہوتے ہین اور رنج و غم کی حالت مین غمگساری اور دلدہی کرتے ہین کہ وہ رفع غم کا سبب ہوتا ہے اور منجملہ قصہ دوستون یکدل کے قصہ کوے اور چوہے اور کہوے اور ہرن کا بہت اچہا ہے دابشلیم نے پوچہا کسطرح برہمن نے کہا حکایت کشمیر کی ضلع ایک جگہ بہت دلچسپ تہی وہان ایک درخت پر کوا بیٹہا ادہر ادہر دیکہہ رہا تہا کہ ایک صیاد نے جال لاکر بچہا دیا اور کچہ دانے اسکے نیچے ڈالے تہوڑی دیر نہ گزری تہی کہ ایک جہنڈ کبوترون کا وہان پہنچا اور بہوک کے مارے سب سے ازادہ اوترنے کا کیا مطوقہ نے کہ اونکا سردار بہت ہوشیار اور عقلمند

اونکو منع کیا کہ جلدی مت کرو اول دریافت کر لو کہ ان دانوں میں کوئی جال نہو
مگر بہوک کی شدت میں کسی نے نہیں سنا بیتحاشہ اون دانوں پر گر پڑے اور جال میں
پہنس گئے مطوقہ بہی جان بوجہکر شریک دوستونکا ہوا مگر اسنے کہا کہ مین نے اول
ہی روکا تہا کہ جلدی کرنی اور بغیر سوچے کسی کام کا آغاز کر بیٹہنا بہت برا ہے
یہ سنکر سب کبوتر شرمندہ ہوئے اونکو جال میں پہنسا ہوا دیکہکر بے اختیار خوشی
کے مارے دوڑا جب کبوترونکی نظر صیاد کے اوپر پڑی ناامیدی سے تڑپنے لگے
مطوقہ نے کہا کہ اول بہی میری نصیحت تمنے نہ مانی اور اب بیفائدہ اپنی اپنی
رہائی کی فکر کرتے ہو اس سے کیا حاصل ایک کو دوسری کی خلاصی کی فکر نہیں
یہ کیسی دوستی ہوئی مناسب ہے کہ دوست کی زندگی کو اپنی حیات پر مقدم سمجہو
جیسا کہ ایک وقت کشتی میں دو یار بیٹہے تہے جب کشتی غرق ہوئی تو یہ دونوں
ڈوبنے لگے ملاح نے اونمیں سے ایک کو نکالنا چاہا جسطرف جاتا تہا وہی کہتا تہا
کہ مجہے چہوڑ اور میرے دوست کو نکال اور اگر یہ مرتبہ تمکو حاصل نہیں سب یکدل ہو کر زور
کرو شاید یکدلی کے سبب کوئی صورت نکل آئے غرض سب نے باالاتفاق زور کیا اور
جال لیکے اوڑے صیاد پیچہے دوڑا کوا بہی یہ حال عجیب دریافت کرنیکو کہ انجام اسکا
کیا ہوتا ہے اون کے پیچہے پیچہے اوڑا مطوقہ نے جب دیکہا کہ صیاد پیچہا نہیں چہوڑتا ہے
یاروں سے کہا کہ آبادی اور باغوں کیطرف اوڑو تاکہ اسکی نظروں سے غائب
ہو جائیں سبنے ایسا ہی کیا صیاد تہوڑی دور پیچہے رہگیا جب کبوترونکو نہ دیکہا
واپس آیا آخر یہ اوڑ کر جنگل میں ایک چوہے مطوقہ کے دوست کی بل کی پاس کہ
نام اوسکا زیرک تہا پہنچے جب آواز مطوقہ کی چوہے نے سنی اسیوقت نکل آیا اور
یہ حال دیکہکر بہت افسوس سے پوچہا کہ تجہسا دوراندیش ایسی بلا میں کیوں
پہنسا مطوقہ نے سب حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ مشیت ایزدی میں تدبیر کچہ کام
نہیں آتی زیرک نے کہا کہ غم آرام اور تکلیف سب اوسیکی طرف سے ہے یہ کہکر
مطوقہ کے جال کے بند کاٹنے چاہے مطوقہ نے کہا کہ تو حق دوستی کا ادا کرتا ہے

لیکن میری آرزو یہ ہے کہ پہلے میری دوستون کی بند کاٹ پہر مجھے رہا کر زیرک نے کہا کہ تو بہتر او سردار سبکا ہے تجھے چھوڑکر اوڑو نکی طرف کسطرح مشغول ہوں مطوقہ بولا چونکہ خداوند تعالی نے حکومت انکی مجھے دی ہے اور انہوں نے حق اطاعت کا بہت ادا کیا کہ اوڑکر مجھے صیاد کے جال سے چھڑایا اب مجکو بہی لازم ہے کہ حق حکومت کا ادا کرون اور انکو آپسے پہلے رہا کراؤن کیونکہ عقلمندون نے از روی تجربہ کے کہا ہے کہ جو حاکم آپ آرام طلب ہو اور رعیت کو غم اور تکلیف مین ڈالے دولت اور ریاست اسکی برباد ہوگی اسلیئے مناسب ہے کہ اول ہمدمون کی کاٹ زیرک نے کہا کہ وجود حاکم کا رعیت مین ایسا ہے جیسے بدن مین دل تو اول دلکا خیال رکھنا ضرور ہے اسواسطے کہ دل کی اصلاح سے بدن کی درستی ہے اور جب دل پر صدمہ پہنچا تو سلامتی بدن کی کچہ فائدہ نہ دیگی مطوقہ نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر تو میرے بند پہلے کاٹ دے اور بند کاٹنے کا تجہے نہ ٹک جائی یا اور کچہ ضرورت پیش آئی تب اورون کے بند کاٹنے چہوڑ دیگا اور جو میرے بند ونکی کسیقدر ضرورت ہوگی تو ہرگز درگزر نکریگا مجہے قید مین نہ رہنے دیگا زیرک نے اوسکی جوانمردی اور علو ہمتی پر آفرین کہی اور کبوترونکے بند کاٹنے لگا جب سب کی کاٹ چکا تو پہر مطوقہ کے کاٹے کبوتر رخصت ہوئے چوہا اپنے بل میں چلا گیا یہ حال دیکہ کر کوے کے دل میں آیا کہ زیرک قابل دوستی کے ہے اسواسطے کوے نے سوراخ کے نزدیک آکر آواز دی زیرک نے پوچھا کون ہے کوے نے کہا مین کاگ داس ہون زیرک بولا کہ تجہے مجھسے کیا کام ہے کوے نے مطوقہ کی رہائی مین زیرک کی تندہی بیان کرکے کہا کہ یہ ادا تیری مجھے بہت بہلی معلوم ہوئی اسلیئے میرا دل تیری دوستی کی تمنا رکھتا ہے اور بہت مایل ہے امیدوار ہون کہ مجہے بہی اپنے دوستون مین قبول کر زیرک نے جواب دیا کہ میری تیری دوستی کسطرح ہو سکتی ہے تجہسے دوستی کی امید رکھنی گویا خشکی مین ناؤ چلانی اور دریا مین گھوڑا دوڑانا ہے کوے نے کہا مطلب تیری دوستی کی مضبوط باندہی ہے اور ارادہ سچا کرلیا ہے مجکو نا امید نہ رکھ اصحاب کرم امیدوارونکو اپنی درگاہ سے محروم نہین رکھتے زیرک نے کہا کہ ا

کوے جبلہ کو چھوڑ تیری قوم کی مزاج اور عادت کو مین خوب جانتا ہون تو ہماری مجلس
نہین تیری صحبت سے بہاگنا بہتر ہے اور جو ایسے شخص کی مصاحبت کو منظور کرے
جسکی طرف سے خوف لگا رہے اوسکا وہ حال ہوگا جو ایک چکور کا ہوا انہا کوے
نے پوچہا وہ کس طرح سے ہے زیرک نے کہا

حکایت ایک باز اور ایک چکور کی آپسمین دوستی تہی جب باز ضعیف ہوا
اور قوت شکار کرنیکی نہ رہی چاہا کہ کسی بہانہ سے چکور کو مار کہاے چکور نے باز
کے چہرہ سے غصہ کے آثار دریافت کرکے ٹہنڈا سانس بہرکر کہا کہ افسوس اول
مین نہ سوچہا کہ اخیر اس دوستی کا یہ ہوگا مین جان بوجہکر آپ بلا مین پڑی ہمیشہ
خاطرداری مین رہی کوئی حرکت خلاف مرضی جناب کے نہ کرتی تہی جب باز نے کوئی
بہانہ اوسکے مارنیکا نہ پایا تو ایک رات اوس سے کہا کہ مین دہوپ مین ہون اور تو
سایہ مین مزے اوڑا رہی ہے چکور نے کہا کہ اے حاکم آپ یہ کیا فرماتے ہین رات کو
دہوپ کہان اور سایہ کیسا باز نے غصہ سے کہا کہ او مردار بے ادب مجھے
جہوٹا بناتی ہے تجہے ایسی سزا دون کہ پہر کوئی اپنے حاکم کو جہوٹا نہ سمجہے یہ کہکر بیچاری
چکور کو مار کر کہا گیا یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ جو کوئی غیر جنس سے دوستی
کریگا اوسکا یہی حال ہوگا کوے نے کہا کہ تو اپنی عقل سے سوچ کہ مجہکو ایذا دینے
سے کیا فائدہ ہے اور تیرے کہانیسے کیا پیٹ بہریگا تیری سلامتی مین ہزاروں فائدے
ہین مین نے تیرے واسطے اسقدر مسافت طے کی ہے تجہسے منہہ نہ پہیر اپنی درگاہ

سے محروم مت رکھو چوہے نے کہا کہ دشمنی دو قسم کی ہے ذاتی اور غرضی عارضی
دشمنی کا جاتا رہنا تھوڑی سبب سے ممکن ہے مگر ذاتی دشمنی کا دور ہونا
کسیطرح سے نہیں ہو سکتا اور حکیموں نے کہا ہے کہ ذاتی دشمنی بھی دو قسم کی
ہے ایک یہ کہ احتمال نقصان دونو طرفکا برابر ہو جیسے دشمنی شیر اور ہاتھی کی کہ کبھی
شیر ہاتھی پر غالب ہو سکتا ہے کبھی ہاتھی شیر پر دوسری یہ کہ ہمیشہ ایکطرف سے
زیادتی کا خیال ہو مانند دشمنی بلی اور چوہے اور شیر اور بکری کی کیونکہ یہ دشمنی پیدایشی ہے
کسیصورت سے اونمین دوستی نہیں ہو سکتی کوّے نے کہا خدا ایسی دشمنی سے بچائے
بلکہ میری اور تیری دشمنی عارضی ہے پیدایشی نہیں نہ ہماری قوم سے جانور تیری قوم کا کوئی
شکار کرتا ہے اور اگر کوئی نادان بیوقوفی سے تمہاری قوم کو ستائی بھی اوسکو ذاتی دشمنی
پر قیاس نہ کرنا چاہیے اور میرا دل تیری طرف سے بہت صاف ہے میں بغیر دوستی کیے ہوئے تیرا پیچھا نہ
چھوڑونگا زیرک نے مجبور اس امر کو منظور کیا اور کہا کہ بیشک تیرے دل میں میری محبت
معلوم ہوتی ہے اور فائدہ کی گمان پر تو میری دوستی کرنا چاہتا ہے لیکن ممکن ہے کہ
کوئی سبب ایسا واقع ہو کہ جس سے اسقدر محبت نہ رہے تو پھر وہی عادت اصلی اور پیدایشی
دشمنی زور کریگی جیسا کہ پانی حالت اصلی سے کسیقدر بدل جائے مگر پھر بھی آگ کو بجھا دیگا
حکیموں نے کہا ہے کہ دشمن کی بات کا اعتبار نہ کرنا چاہیے گو دعوی دوستی کا
کرے اور جو دشمن کی بات پر تکیہ کریگا اوسکو وہ پیش آئیگا جو شتر سوار پر گذرا کوّے نے
پوچھا یہ ماجرا کسطرح ہے زیرک نے کہا۔

حکایت ایک شترسوار نے جنگل میں دیکھا کہ آگ کے بیچ میں ایک سانپ مضطرب
پھر رہا ہے اور چاروں طرف آگ لگنے کے سبب کہیں راستہ بھاگنے کا نہیں ملتا سانپ نے
اوسکو دیکھتے ہی بہت عاجزی سے گڑگڑا کر کہا کہ خدا کے واسطے میری جان بچا اپنی خیال کیا
کہ اگرچہ یہ آدمی کا دشمن ہے لیکن نیکی کرنی سب سے اچھی ہے رحم کھا کر توبڑہ لٹکا دیا سانپ
اوسمین آگیا شترسوار نے اونٹ کے پیچھے باندھ دیا جب آگ سے نکل گئے تب سانپ کو توبڑہ
سے نکال کر کہا کہ اب جہاں تیرا جی چاہے چلا جا مگر کسی آدمی کو ایذا نہ دینا سانپ نے
کہا یہ ممکن نہیں جبتک تجکو یا تیرے اونٹ کو نہ کاٹونگا جانا کیسا شترسوار نے کہا کہ نیکی کا
بھی بدلا ہے سانپ نے کہا ہاں یہ نہیں جانتا تھا کہ میں آدمیونکا دشمن ہوں میرے
ساتھ نیکی بیجا تھی کیونکہ بدون کے ساتھ نیکی حکم بدی کا رکھتی ہے تو نے نیکی بیمحل کی
عقلمندوں نے کہا ہے کہ دشمن کو زندہ نہ چھوڑے لیکن مجھے ضرور ہوا کہ تجھے اسکی سزا دوں
تاکہ پھر کوئی اپنے دشمن پر رحم نہ کرے اور اس بلا میں نہ پھنسے شترسوار نے کہا کہ نیکی کے
عوض بدی کرنی کسی مذہب میں درست نہیں سانپ نے کہا کہ اگر تجھے باور نہیں تو
چل میں انسے پوچھوا دوں جو آگے چر رہی ہے غرض دونوں نے آگے بڑھکر بھینس
سے پوچھا کہ نیکی کا بدلا کیا ہے اوسنے کہا کہ انسان کے مذہب میں بدی ہے اسلئے کہ
میں نے ایک عرصہ سے اپنے مالک کے گھر کو گھی دودھ سے بھر دیا اور جب میں بوڑھی ہوئی
تو دم کا ٹکر جنگل میں ہانکدیا اب جو میں ذرا چر کر موٹی ہوئی ہوں تو قصاب کے ہاتھ بیچ
کر لینے مجکو بھیجڑالا سانپ نے کہا کہ سنا شترسوار بولا کہ یہ مردار عداوت اور رنج سے کہتی
ہے چلو اس درخت سے پوچھیں جب درخت سے دریافت کیا تو اوسنے بھی اسیطرح کہا کہ میرے
سایہ میں لوگ آرام پاتے ہیں اور چلتے وقت کسی نہ کسی کام کو میری شاخوں میں سے
کوئی ٹہنی کاٹ لیتے ہیں سانپ نے کہا کہ دو گواہ تو گزر چکے اب کہہ کہ تجکو کاٹوں شترسوار
بولا ابکی اور پوچھ دے پھر تجھے اختیار ہے اتنی گفتگو میں تھی کہ ایک لومڑی نظر پڑی انہوں
نے اس سے بھی دریافت کیا لومڑی نے جواب دیا کہ توبڑا چھوٹا یہ سانپ اسقدر جسیم توبڑہ میں
کیونکر سما سکتا ہے سانپ نے کہا کہ اگر تجکو یقین نہ ہو تو میں گھسکر دکھا دوں یہ کہکر سانپ

تو بیرہ کے اندر گھس گیا لومڑی نے کہا جب دشمن قابو مین آجائے تو پھر کمی نکرنی چاہیئے
شترسوار نے اوسکی نصیحت کیموافق توبیرہ کو زمین پر دے پٹکا جسکے صدمہ سے سانپ
مرگیا فائدہ اس داستان کے بیان کرنیسے یہ ہے کہ دشمن سے ہر حال مین احتیاط
رکھے اوسکے گڑگڑانے پر نہ بھولے کوے نے کہا کہ تیری گفتگو نصیحت آمیز سے بہت
فائدہ حاصل کیا اب کسیطرح تیرے دروازہ کو نچھوڑونگا اور جبتک تو اپنی دوستی سے
مجھے مشرف نکریگا کھانا پینا مجھپر حرام ہے حکیموں نے کہا ہے کہ شریف اور کریم آدمی جلد
آشنا ہو جاتے ہین اور دیر مین دشمن بنتے ہین مانند چاندی کے برتن کے کہ جلد بنجاتا ہے اور
دیر مین ٹوٹتا ہے برخلاف اسکے کمین واجلاف دیر مین دوست ہوتے ہین اور جلدی
دشمن بنجاتے ہین مثل مٹی کے باسن کے کہ دیر مین سوکھا اور پکا کر بنائے جاتے ہین اور
جلد ایسے ٹوٹ جاتے ہین کہ پھر کبھی ہرگز نہین جڑتے کوا بولا اے زیرک مین شریف ہون شریفون
کیخدمت کی ہے اور سفلے کمینونکی مصاحبت سے مجکو عار ہے تو میری عرض قبول کر انجام
کار زیرک نے کہا کہ یہ سب گفتگو اسواسطے تھی کہ اندازہ تیرے عقل اور دوستی کا معلوم ہوجاوے
اور اگر اسکے بعد کوئی حرکت تجسے سرزد ہو تو مجھے عذر کیجگہہ باقی رہے اور دستور کی بات ہے
کہ جو چیز آسانیسے ملتی ہے اوسکی کچھ قدر نہین ہوتی زیرک یہ کہکر سوراخ کے نزدیک آیا
اور کہنے لگا کہ اے دوست مرتبے دوستی کے بہت ہین لیکن عقلمندون نے اونکو چار
درجون پر تقسیم کیا ہے **اول** دوست کیلئے مال خرچ کرنیمین دریغ نکرے **دوسرے**
دوست کے کام مین جان تک فدا کرے **تیسرے** دوست کی راہ مین آبرو کو بھی برباد
کرنا موجب خوشی کا سمجھے **چوتھے** دوست کیواسطے مذہب اور دین تک چھوڑ دے
پس جسمین یہ چارون صفتین ہونگی اوسکو دوست صادق کہینگے اسلئے آئیے ہم تم
ان چارون باتون پر قول وقسم کرلین چنانچہ ایسا ہی ہوا کوے نے کہا کہ آپ اب آگے
کیون نہین آتے کیا کچھ ابھی شبہ باقی رہگیا زیرک نے جواب دیا کہ جب میرے تمہارے
درمیان عہد ہوگیا تو بدگمانیکو کچھ گنجایش نرہی لیکن تیری قوم سے اندیشہ ہے کیونکہ
اسکی عادت تیری مانند نہین مجھے دیکھکر ارادہ دشمنی کا کریگی کوے نے کہا کہ ہماری

قوم مین دستور ہی کہ اپنے دوست سے دوستی رکہتی ہی اور دشمن سے دشمنی زیرک نے
کہا کہ اونکو مجھسے دشمنی قدیم ہی اور جو کوئی دشمن کے دوست سے محبت کرے
یا دشمن کے دوست سے میل رکھے وہ بھی قوم کے نزدیک دشمن ہے اسواسطے حکیمون نے
کہا ہی کہ دوست تین قسم کے ہین ایک دوست خالص دوسرے دوست کا دوست
تیسرے دشمن کا دشمن کوے نے کہا کہ جو کچھہ آپنے فرمایا معلوم ہوا میری دوستی
بھی تمہارے ساتھہ اسیطرح ہی کہ جو تیرا دشمن ہی اوسکو مین اپنا دشمن جانونگا زیرک
نے یہ سنتے ہی بڑی خوشی کیساتھہ بل سے باہر نکل کر کوے سے ملاقات کی اور تھوڑے
دنون وہان اوقات بسر کی ایکدن کوے نے کہا کہ یہ جگہہ راستہ مین واقع ہی
اگر میرے مسکن اصلی پر چلکر آپ قیام کرین تو بہت مناسب ہی اسلئے کہ ایک تو جگہہ
راستہ سے چندان نزدیک نہین دوسرے وہان ایک چشمہ مین میرا دوست کچھوہ
رہتا ہی جہان زندگی بالاتفاق خوب آرام سے گزریگی زیرک نے کہا کہ مجھے تیرا کہنا منظور
ہے کیونکہ یہ میرا کچھہ اصلی وطن نہین یہان میرا آنا ایک سبب سے ہوا تھا جسکا قصہ
عجیب وغریب ہی کہ وقت فرصت کے بیان کرونگا بسم اللہ کیجیے چلیے یہ سنتے ہی
کوے نے زیرک کی دم پکڑی اور اپنے گہونسلے کے پاس لاکر چھوڑ دیا اور کچھوہ کو
آواز دی کچھوہ اپنے دوست کی آواز سنکر نکل آیا کوے نے اپنی سرگزشت اول سے
آخر تک اور زیرک کیساتھہ ملاقات کا حال مفصل بیان کیا کچھوہ بہت خوش ہوا اور کہا
میری خوش نصیبی تمکو یہان لائی اور زیرک کو اچھے مقام مین اوتارا بعد چند روز کے
کوے نے زیرک سے کہا کہ اپنی جلاوطنی کی کیفیت بیان کرنیکا آپ اقرار کرچکے ہین فرمائیے
زیرک نے دوست کیخاطر سے اپنا ماجرا یون بیان کیا کہ مین رہنے والا نادروت کا ہون
اور ایک فقیر کے گھر کی دیوار مین میرا مسکن تہا اور فقیر جو کچھہ اچھی کہانیکی چیز لاتا
مین اوسکو اوٹہا لاتا اور اپنے مصاحبون مین تقسیم کردیتا ہر چند درویش نے
میری فکر کرنیکی بہت سی تدبیرین کین لیکن ایک پیش نہ گئی بلکہ مین یہانتک دلیر
ہوگیا کہ اوسکے دسترخوان پر سے بھی جو کچھہ پاتا اوٹہا لاتا ایک رات درویش کے گہر

مہمان آیا اوسکی دعوت بہت تکلف سی ہوئی کہانیکے وقت جب وہ گفتگو مین مصروف تہی مین اپنی معمول کیموافق اسکے دسترخوان پر معہ فوج کی جا پڑا اور جو کچھ ہاتھہ لگا اٹہا لایا درویش عین حالت گفتگو مین ہاتھہ مار کر ہا ہا کرنے لگا مہمان کو یہ حرکت اوسکی بہت بری معلوم ہوئی فوراً غصہ سے کہا کہ ای درویش کیا یہ حرکت ہی تو نے مجہے مسخرا سمجہا ہی یہ بیہودہ بات تیری درویشی سی بعید ہی درویش بولا کہ معاذ اللہ میری خیال مین بھی یہ امر نہین بلکہ چوہونکے بہگانیکے لئی دہمکی دی تہی کہ اونکے ہاتھہ سے دم ناک مین آگیا ہی گہر مین جو چیز پاتے ہین صاف اوڑا لیجاتے ہین مہمانکو اس گفتگو سی کوئی تسلی ہوئی پوچہا کہ سبب جو ہی اسقدر دلیر ہین یا اونمین سے بعضے درویش نی جواب دیا کہ ایک انمین سے بہت ہی نڈر اور نہایت بیباک ہی مہمان نے کہا کہ ایک کا دلیر ہونا نظیر سبب کی نہین اسکا وہ حال ہی کہ ایک شخص ایک عورت سی کہتا تہا کہ چہلکے دار تلی کو بغیر چہلکے کی برابر بیچنا سبب سے خالی نہین درویش نے دریافت کیا کہ قصہ اسکا کسطرح سے مہمان بولا۔

حکایت کل کی رات مین فلان گانون مین ایک دوست کے مکان پر رہا تہا وہان مین نے میان بی بی کی گفتگو سنی صاحب خانہ نے اپنی عورت سے کہا کہ کل میرا ارادہ ہے کہ گانوکے دو چار مرد اشرافون کی ان بزرگ کے ہمراہ دعوت کرون عورت نی کہا کل کے کہانیکا ٹہکانا نہین تجہ دو چونون کی

اگر تیرے پاس کچھ ہو تو اوسکو پس انداز کرنا کل کو وہ سرمایہ تیرے اور تیرے اولاد کے کام
آئیگے صاحبخانہ نے کہا جو کچھ ہو اوسکو راہ مولے مین خرچ کرنا چاہیئے مسکین اور
محتاج کو کہلانا واجب ہے جسنے اس جہان مین پونجی جمع کی اوسنے عاقبت کی
خرابی کی بنیاد ڈالی جیساکہ قصہ بھیڑیے کا ہے عورت نے پوچھا کسطرح صاحبخانہ نے
کہا حکایت ایک شکاری نے جال پھیلا رکھا تھا اتفاقاً ایک ہرن اوسمین
پھنس گیا جب شکاری اوسکے قریب پکڑنے کو گیا وہ چونک کر ایسا تڑپا کہ بند
ٹوٹ گیا شکاری نے ایک تیر مارا وہ زخم کہا کر گر پڑا شکاری نے اوسکو اوٹھا کر گہر کی راہ
لی راستہ مین ایک بدجانور ملا اوسنے ہرنکو رکہکر ایک تیر اوسکے بہی مارا وہ زخم
کہا کر جھپٹا اور ایک دانت اوسکے پیٹ مین ایسا مارا کہ شکاری کا کام تمام ہوگیا
اور وہ بدجانور بہی گر کر مرگیا اس عرصے مین ایک بھیڑیا کئی دن کا بہوکا آ نکلا
ان تینوں کو مردہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا ایسی کثرت سے ان غیر
مترقب نعمتوں کا ملنا اتفاقی ہے لازم کہ بتدریج کہاؤن اور آج کے دن کمان کے
زہ وہ کو کہا کر گزران کرون باقی کو ذخیرہ کرنے رکہون اسمین سے بقدر ضرورت
تہوڑا تہوڑا خرچ کرون بھیڑیے نے کمال حرص سے کمان کے چلے کو کہانا چاہا جب
چلہ کمان کا اوسکے دانت کے صدمہ سے ٹوٹا کمان کا گوشہ اوسکے دل مین اسزور
سے لگا کہ فی الفور بھیڑیا مرگیا فائدہ اس مثل کا یہہ ہے کہ مال جمع کرکے رکہنا اچہا
نہین دیکہو لوگ مال کس تکلیف سے فراہم کرتے ہین اور آخر مجبور چہوڑ جاتے ہین عورت
نے جب یہہ نصیحت سنی اپنے خیال خام سے توبہ کی اور کہا کہ مناسب ہے چاول اور
تلی کا ذخیرہ جو رکہا ہے وہ دس آدمیون کو کفایت کرسکتا ہے صبح ہی عورت
نے تلی ہولی اور اوسکے چہلکے دور کرکے دہوپ مین سکہانے کو رکہی اتفاقاً ایک
کتے نے آکر اسمین منہہ ڈالدیا عورت کو اوسکا پکانا مکروہ معلوم ہوا بازار مین لیکر
گئی اور اوسکو بدل لائے مجھکو بہی بازار جانیکی ضرورت تہی اوسکے پیچہے پیچہے چلا گیا تو دیکہا
کسی ایک شخص نے مکان پر تلی کو چہلکون دار تلی کے برابر بدلنا چاہا تہا اوسنے مین

ایک شخص نے آواز دی کہ اے عورت انہین بھید ہے کہ مقشر تلی کو غیر مقشر کے برابر دلہ
تھے پس یہ مثل اسیواسطے بنائی کہ اس چوہے کی جرأت آنیکا بھی کچھہ سبب
یعنی مجکو یقین پڑتا ہے کہ اوسکے بل مین کچھہ خزانہ ہوگا جسکی گرمیسے یہ تیزی کر
ہے آؤ اوسکا سوراخ کہودین یہ کہکر میرا بل دونون نے کہودا اور ہزار روپیہ
میری زندگی کا سرمایہ تہا نکال لیا اور درویش سے کہا کہ یہ روپیہ کو داتا تہا
کبھی ایسی حرکت نہ کریگا دوسرے سوراخ سے یہ سنکر اور یہ حالت دیکھکر میرے
حال ہوا کہ بیان نہین ہوسکتا خدا ایسا صدمہ کسی دشمن کو بھی نصیب نکرے
اور مین بقولیکہ پھر درویش بجان درویش کچھہ نہین کرسکا جیسا وہ مال میرے
سے نکل گیا اور جو بے جورا ندن سرگرم تھے سب نے بے اعتنائی شروع کی
کی سے آنکھ بدل گئی اور مجھسے منھ پھیرکر بے دشمنون سے جا ملے سیکڑون طرح
عیب اور قصور مجھہ مین نکالنے لگے یہانتک کہ انجام کار سب نے میری برائی
کمر باندھی مین نے سوچا کہ یہ مثل اب صادق آگئی کہ جسکے پاس مال
اوسکی قدر بھی گھٹی اور جسکے پاس مال نہین اوسکا کوئی پایہ نہین مفلس او
جو کام کرتا ہے بگڑ جاتا ہے اوسکے دلکی آرزو کبھی پوری نہین ہوتی اوسکی آ
کے پانیکی طرح ہے کہ نشیب جھیل مین بہر جاتا ہے نہ دریا تک پہنچتا ہے نہ اوسکو کہیں
مدد ملتی ہے آخرکار خشک ہوکر وہین جذب ہوجاتا ہے بزرگوں نے لکھا ہے کہ
بہائی نہین وہ غریب ہے اور جسکے اولاد نہین اوسکا نام باقی نہین رہیگا اور
ہے اوسکو دوستون سے کچھہ فائدہ نہ پہنچیگا یعنی اوسکا کوئی دوست نہ ہوگا کیونکہ
دوستی بیشتر غرض کی ہوتی ہے اور مفلس سے کسیطرح کی غرض تعلق نہین رکھتی
ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپکے کتنے دوست ہین اونہون نے جواب دیا کہ الحمد للہ
الحال اور مالدار ہون اب ہر شخص اظہار دوستی کا کرتا ہے جب آسودگی نہ رہیگی
دوستونکا حال معلوم ہوگا آزمایش دوستونکی حالت تنگدستی مین ہوتی ہے
سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اسمین کیا نکتہ ہے کہ مالدار وسکے بہت د

اوسنے جواب دیا کہ مال ہی ہر شخص کو محبت ہی پس جسکے پاس اپنی محبوب کو پاتے ہین اوسکی تعظیم اور تواضع کرتی ہین جب اوسکے پاس سی مطلوب چلا جاتا ہی پہر اوسے بہولی سی بہی نہین پوچہتے چنانچہ جو چوہی ہمیشہ میری دوستی کا دم بہرتے تہی اور ایک گہڑی بہی میری صحبت کو سعادت دارین جانتے تہے وہ بالکل بدل گئی کہ کبہی یاد بہی نہ کیا تہے انہین سی ایک چوہی کا ذکر ہی کہ جب وہ میری روبرو سی گزرا اور کچہہ التفات نہ کی تو مینے اوسکو بلاکر پوچہا کہ ای میری دوست تجہی کیا ہوگیا اور تیری وہ مہربانی کی باتین کیا ہوئین اور وہ دوستی کدہر گئی اوس بیوفا نی اسکے جواب مین منہہ پہیر کر کمال بے التفاتی سی کہا کہ تو بڑا احمق ہی بیہودہ باتونپر ملامت کرتا ہی جب تو اپنا مال خرچ کرتا تہا ہم تیری اطاعت کرتی تہی اب تو خود محتاج ہی تجہسے کیا غرض مین جلیہونکی زبانی سنا ہی کہ مفلس دنیا اور عقبے کی لذتون سی محروم رہتا ہی پس تجہہ جیسے چوہی سی آشنائی کی لایق نہین مینے یہ سنکر کہا کہ بیوفائی کی باتین چہوڑ فقیر کی مذمت کر کیونکہ یہ طریقہ رسول اولیا اور انبیا کا ہی چوہی نی کہا کہ وہ فقیری جسکو بزرگون نی پسند کیا ہی افلاس احتیاج نہین ہی اسکو گدائی کہتی ہین فقیری کہ جان بوجہکر دنیا کے تعلقات سی ہاتہہ اوٹہاکے زیر خنجر قضای الٰہی کچہہ بچا ہی افسوس کہ تجہی ابتک درمیان گدا اور درویش کے فرق نہین معلوم درویش وہ ہی کہ دنیا کو ترک کری اور گدا وہ ہی کہ دنیا اوسکو چہوڑ دی اور گدائی کروڑون آفتونکی سبب ہوتی ہی کبہی خلق کی دشمنی کا باعث بنجاتی ہی کبہی آدمی کو بیحیا بیمروت بناتی ہی کبہی خواری اور ذلت کا سبب ہوجاتی ہی ہر وقت ایک نہ ایک آفت لگائی رکہتی ہی کبہی اپنی فکر کبہی اہل و عیال کا رنج ایسے فکرون سی عقل کو ...لی ہی پہر جو وہ تدبیر کرتا ہی انجام اوسکا بگڑ جاتا ہی اگر امانت دار ہوتا ہی تہمت خیانت کی اوسپر لگ جاتی ہی دوست اوس سی بدگمان ہوجاتی ہین گناہ کوئی ...سیلے سر منڈہ جاتا ہی جو کچہہ اچہا فعل کرتا ہی اوسپر عیب رکہا جاتا ہی اور طعن ہوتی مثلاً اگر بہادری کی لوگ کہینگے کہ خولا جانتا تہا جا بہڑا اگر سخاوت کی فضول خرچ ...ور ہوا اگر حلیمی کی بے غیرت کہلایا اگر بردبار ہوا کاہل و بیوقوف گنا گیا اگر خوش

مزاج ہوا مغرور اپنا اگر زبان آوری اور معقول گفتگو کی بکواسی سمجھا اگر چپ رہا تو گمان
ہوگا کہ بولنے کا سلیقہ نہین اگر تنہائی اور گوشہ قبول کیا تو دیوانہ اور کم ہمت
کہینگے اور پھر اچلا تو نکمّا گدا ہے دربدر پھرتا ہے اور اگر کہانے مین تکلف کیا
تن پرور اور چٹورا مشہور ہوا اگر پھٹے کپڑے اور سوکھی روٹی پر قناعت کی
تو اوسکو خسیس اور مکھی چوس کہینگے اگر ایک جگہہ بیٹھا رہا تو اپاہج کہنے لگینگے
سفر اختیار کیا تو سرگشتہ اور سودائی اور اگر شادی بلی مجرد رہے تو سیکڑون تہمتین اسپر
لگینگی اور شادی کی تو اوسکی مٹی خراب ہوئی کہ مفلسی مین آ گیا بہرحال محتاج آدمی کی
کچھہ قدر نہین اور باوجود ان عیبون کے اگر مفلس کی کچھہ غرض اور خواہش معلوم
ہو تو لوگ اوسکے دشمن ہو جاتے ہین ہنس ہنس کر بیٹھنے کو کوئی خباثت اوسکی ہمین
آئی دور ہی سے دیکھتے ہی کتے کیطرح للکارتے ہین جب اوس دوست بیوفا کی یہ گفتگو
سنی جلنے کہا سچ کہا ہے عقلمندون سے سنا ہے کہ جو ایسی بیماری مین مبتلا ہو کہ
کچھہ علاج ہی نہین اور ایسی مفارقت مطلوب مین گرفتار ہو کہ جسمین امید وصال کی نہو
اور ایسے سفر مین کہ واپسی کی امید نہ رہے یہ سب باتین مفلسی مین مانگنے کے صدمہ سے
آسان ہین بلکہ موت بہتر ہے سانپ کے منہ مین ہاتھ دینا اور بچھو کے نشتر کے
روبرو سینہ لقمہ اوٹھا لینا اور زہر ہلاہل پیلینا سوال کرنیکی ذلت سے آسان ہے حکما کا
قول ہے کہ چار چیزین چار صدمون سے بگڑ جاتی ہین زندگی کی کیفیت موت کے
صدمہ سے خلق و نعمت کی کیفیت معزولی کی خجالت سے بخشش کی کیفیت سوال کی
ذلت سے گناہ کی کیفیت پشیمانی کی شرم سے یہ کہکر مین دل مین آیا تو کیا دیکھتا ہون کہ
مہمان اپنے حصہ کو ایک تھیلی مین سربند رکھکر سو رہا ہے مجھے یہ کچھہ لالچ نے گھیرا کہ کسی
طرح اگر یہ روپیہ بار دیگر ہاتھ آ جائے تو روز بازار دیکھے وہی چمک دمک رہین اور وہی
صحبتین ویرانی طرح کا لچھے اور مین غرض یہ سوچکر دبے پانون مہمان کیطرف چلا
معلوم ہوا کہ وہ غضب طرار و ہوشیار تھا الہی حلالی یار سے جان کی تو خبر گیری مگر ہاتھ
مین صدمہ آیا تو لوٹ کر پھر اپنے دل مین پہنچا ہو رہی دیر لیکہ حسبا

درد کو تخفیف ہوئی تو پھر طمع غالب آئی دلمین وہی وسوسے پیدا ہونے لگے مین اوسی
طرف کو چلا لیکن اسمرتبہ مہمان نے لاٹھی اس زور سے لگائی کہ دم بھول گیا
زندگی باقی تھی لڑکھڑاتا ہوا بل مین آگرا اور دیر تک بیہوش پڑا رہا مگر اس صدمہ
نے مالکی محبت کو دلسے کھو دیا اور مینے جان لیا کہ سب بلاؤنکا سبب لالچ ہے
اسیکے طفیل جانور جال مین پھنستے ہین سیکڑون بھلے مانس ذلیل ہوتے ہین لوگ
عجب کہ بہت مال جمع کرنے کو آرام جانتے ہین حالانکہ کمی مال مین آرام زیادہ ہے اور دنیا
کی طلب مین بزرگی سمجھتے ہین اور اصل یہ ہے کہ دنیا چھوڑنے سے بزرگی ملتی ہے یہ
باتین سوچ کر لالچ کو دلسے دور کیا قناعت اختیار کی اور رضاے الہی پر راضی ہوا دنیا
کی بیوفائی خوب ہی ذہن نشین ہوگئی کہ جسکو اسنے نوازا آخر اوسکو ذلیل کیا جس
درخت کی پرورش کی اسیکو پھلنے پھولنے کیوقت سے اوکھاڑا ایسے مردار اس قابل
نہین کہ اسکے واسطے کوئی رنج سہے یا صدمے جھیلے غرض ان خیالات سے آبادی
چھوڑکر جنگل اختیار کیا وہان مطوقہ سے دوستی پیدا کی اور اوسی کی تقریب سے
جسکا ذکر کیا آپ صاحبون کی ملاقات سے سرفراز ہوا تمہارا اسم الہیا
مولف ع سرہی میرا اور چوکھٹ تمہاری - کچھوہ زیرک کی سرگذشت سنکر
نرمی اور مہربانی سے پیش آیا اور کہا شکر خدا کہ تجھسا شفیق لگتی دوست ہاتھ لگا
ہماری سر اور آنکھون پر تشریف لیکے سرون پر ہمارے قدم آپ سکے - اور جو
سرگذشت آپ نے بیان کی اوس سے ہمکو سیکڑون فائدے اور نصیحتین
حاصل ہوئین اور خوب معلوم ہو گیا کہ عقلمند آدمی کو چاہیے کہ تھوڑے سے
اپنی گذران کرے گوشہ مین رہے کسی کے آگے ہاتھ نہ
پھیلائے اور جو تھوڑے پر قناعت نکرے گا اوسکا وہی
حال ہوگا جو ایک لالچی بلی کا ہوا تھا چوہے نے پوچھا
وہ کس طرح ہے کچھوے نے کہا -

حکایت ایک شخص نے بلّی پالی اور اوسکو گوشت اوسکی حاجت کے موافق دیا
بلّی ایک دن کبوترخانہ کیطرف جا نکلی اور انکی آواز سنکر اسکو حرص نے گھیرا آخر
کبوترخانہ مین گھسی دارو غہ نے اوسے وہان بند کرکے اسقدر مارا کہ مرگئی اوسکی
کھال کھینچکر بھس بھرا اور کبوترخانہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اتفاقاً بلّی کا مالک
بھی وہان آگیا اوسنے وہان کو اسحالت مین دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور کہا کہ اگر تو گوشت کی ٹکڑے پر قناعت کرتی تو آج کو تیرا پوست نہ کھینچا
جاتا یہ داستان مین نے اسواسطے بیان کی کہ ای زیرک تھوڑا بہت جو تجھے ملے اوسی پر
بسر کر اور گئی گذری مال کا غم مت کھا اسواسطے کہ بزرگی بسبب کسی مال کے
ملتی ہی مال سی نہین حاصل ہوتی شیر اگرچہ زنجیرون مین بھی جکڑا ہو مگر اوسکی بزرگی
مین کچھ نقصان نہ آئیگا اور کتا ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہی گو مالدار ہو جیسے
کتّے کو چاندی سونیکی زنجیرون مین باندہو اور جواہرات کا طوق اوسکے گلیمین ڈالے
لیکن اوسکی عزت نہ ہوگی عقلمندون نے لکھا ہی کہ پانچ چیزسی زیادہ امید نہ رکھیے
اول ابر کے سایہ دوسرے غرض کی دوستی تیسرے عورتون کی محبت
چوتھے جوانی کی خوبصورتی پانچوین جھوٹی تعریف سی جنکو خدا نے عقل دی ہی
وہ دنیا کی جمع ہونے سے خوش ہوتی ہین نہ اوسکے جاتے کا غم کرتے ہین

مال ہی جسکو چور بھی نہیں چرا سکتا علاوہ اسکے ای زیرک تو وطن کی جدائی کا کچھ
غم مت کہا کہ عقلمند کا ہر جگہ گھر ہے خدا کا شکر ہی کہ اوسنے تجھے کامل عقل اور تدبیر
دولت دی ہی ہرچند کہ تجھ سے عاقل کے روبرو میری نصیحت ایسی ہی گویا
لقمان کو حکمت سکھلانی ہی لیکن حق دوستی کا یہی ہی کہ جو اچھا جانو وہ دوستسے
بیان کردی آخر میں تو میرا دوست صادق ہی اگر تیری طرف سے مجھے کبھی ملال اور نقصان
بھی آجاویگا تو مین درگذر کرونگا ایسی طرح سے حق دوستی ادا کیے جاونگا کوے نے یہ
گفتگو کچھوہ کی سنکے نہایت اظہار خوشی کا کیا اور کہا کہ بھائی تیری اس تقریر سے مجھے
بڑی تسلی ہوئی گویا تونے یہ اچھی جو باتیں بیان کین بہتر دوست وہ ہی کہ دوسرا
دوست اوس سے آرام پاوے اور دوستون کی حاجت بر لاوے جیسے اوسکے کار روا
کری جیسے ایک بزرگ اپنے دوست کی کام آیا کچھوہ نے پوچھا کہ کسطرح کوا بولا

حکایت کسی زمانہ میں ایک بزرگ کوئی دوست تہا آدھی رات کو
اس بزرگ کی گہر آکر دستک دی وہ بزرگ دوست کا آنا معلوم کرکے سوچا کہ رات کو
آنے میں کچھ سبب ہوگا یہ خیال کرکے ایک تہیلی روپیہ کی ساتھ لی اور تلوار
پر تلے میں ڈالی اور ایک کنیز کا ہاتھ پکڑکے باہر آیا اور دوست
سے کہا کہ اس وقت تیرے آنیمین تین باتین ہوئی ہین اول مال کی ضرورت دوسری
دشمن کا خوف تیسرے نفس کی خواہش اسلیے ان تینون کا سامان
کرکے لیتا آیا ہون کہ ان میں سے جسکی ضرورت ہو

لقیضہ حاضر ہون اور اگر کچھ خواہش ہو تو پھر لونڈی موجود ہے دوست نے اس
بزرگ کی شکرگذاری کرکے کہا کہ آفرین ہے تیری ہمت پر کہ دوستی مین تو نے جان
اور مال اور آبرو سے دریغ نکیا نتیجہ اس حکایت کا یہہ ہے کہ جو صدمہ کسی بزرگ پر
واقع ہوتا ہے وہ بغیر مدد بزرگون کے دور نہین ہو سکتا جیسے کوئی ہاتھی کیچڑ مین پہنس
جاوے تو اوسکو ہاتھیونکے سوا کوئی نہ نکال سکیگا اسلیے جو بزرگ لوگ ہین دوسرے
آرام پہنچانے مین اپنی تکلیف کا خیال نہین کرتے اور جسکے مال سے محتاجونکو کچھ فائدہ نہ
پہنچے اوسکو تونگر نہ سمجھنا چاہیے اور جسکی زندگی بدنامی اور دشمنی مین کٹے اوسکو
زندہ مت جان تو اب زیرک کی مجھ سے شرم ہے اگر پہلے پہچانے سے اوس سے کچھ خطا ہو
جاوے مجھے درگذر کرنی لازم ہے کیونکہ عقلمند ہمیشہ نیک عمل کی پونجی جمع کرتے ہین تاکہ نیکنامی
بعد مرنے باقی رہے یہ تینون آپس مین گفتگو مین تھے کہ یکایک ایک ہرن بے تحاشا آتا ہوا
دکھلائی دیا بسبب احتیاط کے کہ مقتضائے دانش ہے چوہا سوراخ مین گہس گیا
کچھوا پانی مین چلا گیا ہرن لب آب آکر کھڑا ہو گیا کوے نے ادھر اودھر دیکھکر غور
کی جب کوئی نظر نہ آیا آواز دی کچھوا پانی سے چوہا بل سے نکل آیا کچھوے نے دیکھا
کہ ہرن ڈر کے مارے چوکنا ہے کچھوے نے کہا کہ تو اگر پیاسا ہے خوشی سے پانی پی
مت ڈر اور اپنا حال بیان کر ہرن کو کچھوے کی تسلی ہوئی اور کہا کہ مین ایک شکاری کے
خوف سے بھاگ کر یہان آیا ہون کچھوے نے کہا کہ اب کچھ خوف نکر یہان شکاری
کا گذر نہین اگر ہماری دوستی کا خیال ہے تو یہان رہا کر اسلیے کہ جسقدر زیادہ دوست
ہونگے اوسیقدر کام آئینگے زیرک نے اس گفتگو کی تائید کی کوے نے بھی سمجھایا ہرن نے
وہان کا رہنا منظور کیا غرض انمین بہت اچھی طرح گذرا اوقات کرنے لگے آپس مین
عمل موافق عادت کے سب جمع ہوئے ہرن کو نہ دیکھا تھوڑی دیر تک انتظار کیا
جب ہرن نہ آیا سبنے کوے سے کہا کہ ذرا اڑکر ہرن کو دیکھ کہان ہے کوے نے
اوڑکر تھوڑی دیر مین آکر کہا کہ ہرن کو جال مین پہنسا ہوا دیکھ آیا ہون بغیر تم سب
کی مدد کے چھٹکارا اوسکا ممکن نہین غرض کوے نے چوہے کو پیٹھ پر سوار کر کے ہرن تک پہنچا دیا

زیرک نے کہا کہ ای بھائی کسطرح تو اس بلا میں پھنسا اور باوجود اس عقل اور ہوشیاری کے کیونکر قید ہوا ہرن نے جواب دیا کہ تقدیر کے آگے عقل کچھ کام نہیں آتی تدبیر ذرہ نہیں چلتی کوا بولا یہ سچ کہتا ہے زیرک بند کاٹنے لگا اس عرصہ میں کچھوہ بھی آگیا ہرن نے کہا کہ ای دوست تیرا آنا غضب ہوا اگر صیاد پہنچ گیا تو بری بنے گی اسلئے میں بھاگ جاؤنگا کوا اوڑ جائیگا چوہا کسی بل میں چھپ جائیگا تو بتلا کدہر جائیگا کچھوہ نے کہا بقول ایک شاعر کے ؎ مینے ہر چند یہ چاہا کہ بچاؤں اُس تک، اشتیاق اُسکا گھسیٹے لئے جاتا ہے مگر مجبوری کی بے اختیاری سے یہاں آیا ہوں کیونکہ جو زندگی دوستوں کی جدائی میں گزری اوسمیں کیا لذت اور جو دم کہ دوستوں کی ملاقات میں نہ بسر ہو بیکار تو کچھ فکر نہ کر ابھی خلاص ہوا جاتا ہے مقام شکر ہے کہ کوئی صدمہ تیری جان اور تن کو نہ پہنچا یہ اسی گفتگو میں تھے کہ دور سے صیاد دکھائی دیا پھندے ہرن کے کٹ چکے تھے ہرن فوراً بھاگ گیا کوا اوڑ گیا چوہا چھپ رہا کچھوہ وہیں رہ گیا صیاد جال کٹا ہوا دیکھکر حیران ہوا کہ یکایک نظر اوسکی کچھوہ پر جا پڑی کہا اگر جال ٹوٹ گیا تو کچھوہ کا ملجانا ہی غنیمت ہوا یہ کہکر اوسے اوٹھا پیٹھ پر رکھا اور شہر کا راستہ لیا اس عرصہ میں وہ تینوں دوست جمع ہوئے کچھوہ کا یہ حال دیکھکر ہر ایک واویلا کرنے لگا کوے نے کہا کہ اس آہ وزاری سے کچھوہ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا وہ تدبیر کرو جس سے اوسکا چھٹکارا ہو عقلمندوں نے کہا ہے کہ چار آدمی چار وقت پر آزمائے جاتے ہیں بہادر لڑائی کے وقت امانت دار لین دین کے وقت وفاداری عورت اور بچوں کی فقر و فاقہ کیوقت دوست صدمہ اور تکلیف کے وقت زیرک نے کہا ای ہرن ایک حیلہ میری خیال میں آتا ہے کہ تو لنگڑاتا ہوا صیاد کے سامنے نکل تاکہ اوسکو شبہ تیری زخمی ہونے کا ہو اور کوا تیری پیٹھ کے اوپر بیٹھ کے تیری گوشت کھانیکا ارادہ کرے ضرور صیاد توبڑہ رکھکر تیری پکڑنے کو دوڑیگا آہستہ آہستہ اوسکے سامنے سے بھاگنا نہ اسقدر نزدیک ہونا کہ وہ ناامید ہوکر واپس آئے تھوڑی دیر تک ایسا ہی کرنا اس عرصہ میں کچھوہ کو میں چھڑا کر

لیجاؤنگا یہ تدبیر سب نے پسند کی اور ہرن اور کوا اسیطرح سے صیاد کی راہ دیکھنے لگے
صیاد نے دیکھا کہ ایک ہرن آہستہ آہستہ لنگڑاتا ہوا چلا جاتا ہے اور ایک کوا اوسپر
اوڑ رہا ہے اور ارادہ اوسکی آنکھیں نکالنے کا کرتا ہے جلدی سے توبرہ رکھکر ہرن کو پکڑنے
دوڑا ادہر چوہے نے توبرہ کاٹ کر کچھوے کو نکالیا تھا تھوڑی دیر بعد جب صیاد خوب دوڑ
کر تھک گیا اور ہرن ہاتھ نہ لگا اوٹ کر وہیں آیا توبرہ کٹا ہوا دیکھا کچھوے کو نہ پایا
حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اگر کسی سے کہوں تو قابل یقین کے نہیں ہے کوئی باور
نہ کریگا کہ خود بخود ہرن کے پھندے کٹ جانا پھر ہرن کا لنگڑا کر چلنا اور کوے کا اوسپر
اوڑنا اور توبرہ میں سوراخ ہو جانا کچھوے کا نکل جانا کیا سبب ہے یہ سوچ کر وہم اوسپر
غالب ہوا کہ بیشک طلسمات کا جنگل ہے اور یہاں جن رہتے ہیں اسیواسطے لوگ
اوسے شکار کھیلنے کو منع کرتے تھے توبرہ جلدی اوٹھا کر وہاں سے بھاگا اور ارادہ کیا
کہ جبتک جیتا رہونگا پھر اودہر منہ نہ کرونگا ادہر کوا اور ہرن اور چوہا اور کچھوہ صحیح سلامت
پھر آملے اور دوستی کی باعث اس بلا سے چھٹے مشکل آسان ہوگئی برہمن نے کہا کہ یہ ہے
داستان سچے دوستوں کی کہ اتفاق کے باعث سب نے کیسی کیسی بھاری آفتوں
سے نجات پائی اب عقلمند آدمی سوچے اور خوب غور و تامل کرے کہ جب جانوروں کے
اتفاق میں یہ فائدے حاصل ہوئے تو جماعت آدمیوں کی کہ عقل کامل رکھتی ہے اگر آپسمیں اتفاق
اور دوستی پیدا کریں سیکڑوں طرح کے کام فائدے کے نکلیں اور کیا کچھ نہ حاصل ہو۔

باب چہارم

رای داشلیم نے کہا کہ داستان سچے دوستوں کی سنی اور اونکی دوستی کے
فائدے معلوم ہوئے اب امیدوار ہوں کہ حال اون دشمنوں کا کہ جو دوستی کے پردے میں اپنی
عداوت و دشمنی ظاہر کرتے ہیں بیان کیجیے برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ تو نے خوب بات
پوچھی اکثر آدمی اس مقام پر دہوکا کہا جاتے ہیں اصل حال اسکا یہ ہے کہ جب دشمن جان

لیتا ہی کہ دشمنی سے اسکا کام نہین نکلتا تو دوست بنجاتا ہی اور دوستی کے پردے مین
اپنا کام کرتا ہے عقلمند کو چاہیئے کہ دشمن جسقدر زیادہ میل اور آمیزش اور عاجزی
اور تواضع سے پیش آئی اوسیقدر اوس سے دور بہاگے اور جو ایسی جگہ دوست
دشمن مین فرق نہ کریگا اوسکا وہ حال ہوگا جو اُلو کا کوّی کے ہاتھ سے ہوا ادبلیم
نے پوچھا یہ ماجرا کسطرح ہے برہمن نے کہا

حکایت ملک چین مین ایک پہاڑ پر بڑا جہاڑ تہا کہ جسپر ایک ہزار کوّون کے
گہونسلے تہے اور اونکے بادشاہ کا نام فیروز شاہ تہا ایک رات الوّون کے بادشاہ نے
قدیمی دشمنی کے سبب کہ درمیان کوّی اور الوّ کے ذاتی ہی چہاپا مارا جسمین بہت
سے کوّے مارے گئے الوّون کا لشکر فتح پاکر واپس گیا دوسرے دن
فیروز شاہ نے اپنے ٹوٹے پہوٹے لشکر کو جمع کیا اور صلاح پوچھی کہ اب دشمن زیادہ
دلیر ہوگئے ہمارے رہنے کی جگہ بہی اونکو معلوم ہوگئی ضرور وہ پہر چہاپا مارینگے
اور ہم مین اسقدر طاقت مقابلہ کی نہین ہے کیا کیا جائی اونمین پانچ کوّے
کہ عقل مین سب سے بڑہ کر تہے اور فیروز شاہ کا ہمیشہ اونکی عقل پر اعتماد رہتا تہا
درجہ بدرجہ گویا ہوئے یعنی اوّل - اون مین سے ایک نے عرض کی کہ اگلے عقلمندون
نے کہا ہے کہ جب دشمن سے طاقت مقابلہ کی نہ رہے اوسوقت ملک و مال چہوڑ کر
جلا وطنی اختیار کری اسلئے کہ بعد شکست کے پہر لڑنا بہت مشکل ہی بادشاہ دوسرے
کی طرف مخاطب ہوا کہ تیری رای مین کیا آتا ہی اوسنے کہا کہ ایک صدمہ اصلی وطن کو

چھوڑنا اور بھاگ کر بیعزتی اور خواری اختیار کرنی جوانمردی سے دور ہے اسلئے مناسب ہے کہ جاسوس اور مخبر مقرر کیئے جائین کہ جب دشمن ارادہ لڑائی کا کرے اوسکے ساتھ صف آرا ہون اگر فتح پائی قیامت تک نام جوانمردیکا باقی رہیگا خوب آرام سے گذریگی اور خدانخواستہ ہار گئے تو بیعزتی سے نہ مرے موت سبکو آگے پیچھے ایک دن آتی ہے بادشاہونکو چاہیئے کہ لڑائی کیوقت کچھہ آگا پیچھا نہ سوچین یہ سنکر بادشاہ تیسرے کیطرف مخاطب ہوا اوسنے عرض کی میرے نزدیک اگر دشمن خراج لینے پر راضی ہو تو سب سے بہتر ہے اسلئے کہ جب دشمن زبردست ہو اور خوف اس بات کا ہے کہ ملک مین فساد ہوگا رعیت خراب ہوگی تو بادشاہ کو مناسب ہے کہ مال خرچ کرکے یہ رخنہ بند کرے بادشاہ نے چوتھے سے پوچھا اوسنے عرض کی کہ میری دانست مین خراج دینا کسیطرح مناسب نہین اسلئے کہ وہ ہرگز منظور نہ کرینگے اور اسقدر مانگینگے کہ ہمکو اوسکے دینے کی طاقت نہ ہوگی عقلمندون نے کہا ہے کہ دشمن سے عاجزی اسیقدر کرے جسمین کام نکل آئے زیادہ عجز کرنے مین اپنی ذلت اور اوسکے غرور کی ترقی ہے میرے نزدیک سکوت اور صبر کرنا مناسب ہے جبتک نوبت لڑائی کی نہ آوے اور لڑائی کے وقت چوکنا خطا ہے جب نوبت پانچوین کی پہنچی جسکا نام کارشناس تھا اوسنے عرض کی کہ میرے نزدیک لڑائی مناسب نہین اسواسطے کہ وہ ہمسے زبردست ہین اور عقلمند کو چاہیئے کہ ضعیف دشمن کو کمزور نجانے اسلئے کہ اگر اسنے اسکو ضعیف جانا تو اوسکے دل مین غرور پیدا ہوگا اور آخر اوسکو غرور خراب کریگا اور جیسے اوّل ہمسے اونکی طرف سے کھٹکا تھا آخر وہی پیش آیا اس معاملہ مین جلدی اونکی جانب کیونکہ وہ دور اندیشی سے ابھی ارادہ آنیکا ہماری طرف نہ کرین گے اور اگر بالفرض وہ ہمارا ارادہ لڑائی کا کرین بھی تو ہمکو اون سے لڑنا مناسب نہین اسواسطے کہ احتمال نقصان جانکا ہے اور جان کا کوئی بدل نہین بادشاہ نے کہا کہ اگر لڑائی نہ کرین تو پھر کیا صلاح ہے وزیر نے عرض کی کہ صلاح جو کچھہ خیال ناقص مین گذری ہے علیحدہ کہونگا اور مین جسطرح لڑائی کو پسند نہین کرتا اسیطرح وطن چھوڑنا اور خراج دینا بھی پسند

نہین کرتا عقلمند بہت سے زندگانی سی نیک نامی چاہتے ہین کہ بعد مرنیکے باقی
رہے اور جب کسیطرح کی بدنامی اور بیعزتی دیکھتے ہین تو اوس زندگی سے مرنا بہتر
جانتے ہین مین نہین چاہتا کہ ہمارا آقا کسیطرح زبون اور عاجز ہو ایک نے اہل
مجلس مین سے کہا کہ فائدہ مشورت سے یہ ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی عقل کے موافق
تدبیر بتلاے شاید ایک نہ ایک بن پڑے تو خلوت مین بیان کرنا چاہتا ہے اسکا کیا
سبب ہے کارشناس نے کہا ہر شخص اعتمادی اور رازدار نہین ہے اور سلطنت
کی باتون کو سرسری نجانو عام لوگون کے امور پر قیاس نہ کرو اکثر بہید مشورے
والون خدمتگارون اور خادمون سے فاش ہوجاتی ہین اور جاسوس دشمن کے
دریافت کرکے اوسکا انتظام کرلیتے ہین اور فرض کیا کہ مشورے والی بہت امانتدار
ہین لیکن اونکے دوستون پر کسطرح اعتبار کیا جاے اور تجہے کیا معلوم ہے کہ دشمن کا
جاسوس دیوار کی آڑ مین سنتا ہو بقولیکہ دیوار ہم گوش دارد اور وہ ان
تدبیرون کی اول سے پیش بندی کردے تو ہماری محنت اکارت جایگی اسیواسطے
بہید کے چہپانیکی بڑی تاکید ہے اور جو بہید کہل جاتا ہے انجام اوسکا پشیمانی ہوتی
ہے اور پہر پشیمانیسے کچہہ فائدہ نہین نکلتا خصوص بادشاہونکا بہید کہلنا بہت
برا ہے اسلیئے کہ اس معاملہ مین اکثر نوبت ہلاکت کی پہنچ جاتی ہے جیسے کشمیر کے
بادشاہ کا حال ہوا وزیر نے پوچہا وہ کسطرح ہے کارشناس نے کہا حکایت
کشمیر کا بادشاہ حرم سرا کی ایک عورت پر عاشق تہا اور جو کہ بیوفائی عورتون کی خلقی
بات ہے کہ وہ خدمتگار شاہی پر مفتون تہی اکثر بادشاہ سے آنکہہ بچا اوسکے ساتہہ
اشارے کنایے کیا کرتی رفتہ رفتہ بادشاہ کو اس حال سے آگاہی ہوئی کمال
غیرت سے چاہتا تہا کہ خفیہ مروا ڈالے ظاہر ہونے مین بدنامی کی صورت ہے
دوسرے دن وزیر سے یہ حال بیان کیا وزیر نے صلاح دی کہ خفیہ شربت زہر ملا کر
دونون کو پلایا جاے کسیکو کچہہ معلوم نہ ہوگا یہ تدبیر ٹہر چکی وزیر رخصت ہو کر اپنے
گہر آیا لڑکے کو رنجیدہ دیکہکر سبب پوچہا اوسنے کہا ابا جان آج

ہلکی ہماری باتین اور جو کچھ نہ کہنا تھا کہا وزیر نے شکر فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ اب
میرا سکی عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہی دو ایک روز مین چراغ گل ہوا چاہتا ہی لڑکی نے
خوش ہو کر پوچھا کہ ای میرے اچھے ابا جان کیونکر وزیر نے سب حال بیان کیا
اور کہا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ لڑکی خوش ہو اپنی جگہ آئی یہان ایک خواص کو
دیکھا کہ اوس حرم کیطرف سے اوس لڑکی کو سمجہانیکے وقت کہا کہ کچھ اندیشہ نہین
اگر بادشاہ بیگم نے بلا سبب مجھے بے آبرو کیا جلدی خدا اوسکے آگے لائیگا
اور اپنے کیے کو پہونچیگی اوس اصیل نے اوسکو بہلا کر پوچھا کہ ای بیٹی وہ کونسا دن
ہوگا کہ مین نیکبختی اوسکے عذاب سے چہوٹونگی لڑکی نے کہا او ماما اگر تو کسی سے نہ کہے
تو مین کہدون اوسنے سیکڑون جہوٹی قسمین کہائین غرض وزیر کی لڑکی نے جو اپنے
باپ سے سنا تھا سب کہدیا اصیل نے اوسیوقت جاکر سارا حال سنایا حرم سے جا کہا
حرم نے اوس جوان کو اطلاع دی اوسنے بالاتفاق چند معاشون کو راتکو سونیکے وقت
بادشاہ کا کام تمام کردیا فائدہ اسکا یہ ہو کہ کسی سے دل کا بہید نہ کہو خصوصاً بادشاہ
کا جب کارشناس کی یہ تقریر پوری ہوئی تو ایک وزیر نے اسپر اعتراض کیا کہ تیری
تقریر سے یہ پایا گیا کہ کوئی مشورت کسی سے کیا کرنا اچہا نہین کارشناس نے جواب دیا
کہ مشورت کرنیکا حکم جو دیا اور برگزیدہ لوگونکو ہوا ہی تو محض ہم سے عقلاون کی تعلیم
کیلیے کہ اپنی ضعیف عقل کو دوسرون کی عقل سے مدد دین اور جو پسندیدہ ہو وہ کرین
نہ اسواسطے کہ برگزیدہ لوگون کی کامل عقل کو مدد ملے اور غرض میری یہ ہی کہ بادشاہون
کو جو کچہ مشورے حاصل ہو اور سب کی رای اتفاق کرجائے تو اوسکو چہپائے اور کسی سے نہ کہے
کہ اسمین دو فائدہ حاصل ہونگے ایک یہ کہ تجربہ مین آیا ہی کہ جس کام کا اظہار نہو
وہ بہت جلد ہوگا دوسرے وہ تدبیر اگر بن نہ آئے تو کسیکو معلوم نہ ہوگا نہ کوئی
نام رکھے گا فیروزشاہ نے کہا کہ مجھکو تجہپر اعتماد ہے جو مصلحت اور مناسب وقت
ہو وہ بیان کر کارشناس نے کہا کہ فرمان بردار کو لازم ہی کہ اوسکا مالک
کو کہے اگر وہ اچھی سمجھے تو ویسا ہی بیان کردے اور اگر اوسمین خطا پاے کسیطرح

فتور پائے تو خوشامد سے اوسکی تعریف نہ کرنے لگے بلکہ شایستگی کیساتھ ایک معقول وجہ سے اوسکی برائی ذہن نشین کردے اور جو شخص کہ بھلائی اور برائی آقا کی خیال نہ رکھے اور صلاح نامناسب دے اوسکو دشمن سمجھے اور اوس سے ہرگز مشورہ نہ کرے اور جب بادشاہ اپنی سلطنت کا بہید چھپائیگا اور وزیر معتمد بہم پہنچائیگا اور نیکوں کی پرورش کریگا بدون کو سزا دیگا ملک اوسکا برقرار رہیگا اوسکی دولت مین کمی نہ آئیگی بادشاہ نے پوچھا کہ بہید کو کسطرح چھپا اور کون سے شخص سے پوشیدہ رکھے کارشناس نے کہا کہ اسکے کئی درجے ہین بعضے ایسے ہین کہ اپنے آپ بہائی یعنی چھپانے مین کمال احتیاط کرے اور بعضے ایسے کہ سوای دوسرے کے تیسرے واطلاع نہو اور بعضے اس سے بڑھکر دوچار تک خلاصہ یہ ہے کہ دل کا بہید کسی کہے اگر ضرورت بہی ہو تو کسی معتمد تجربہ کار سے بیان کرین جو بحث کہ ان دونون کے باب مین درپیش ہے نتیجہ اوسکا بجز میرے اور آپ کے تیسرے کے سننے کے قابل نہین بادشاہ نے منظور کیا اور کارشناس کو خلوت مین لیجاکر اول سبب قائم ہونے دشمنی کا درمیان کوے اور الوؤن کی پوچھا کارشناس نے کہا

حکایت خداوند قدیم الایام مین پرندون نے اسبات پر اتفاق کیا کہ ایک بادشاہ کا ہم مین ہونا ضرور ہے اسپر پرندون مین تکرار اور جھگڑا ہوئی کہ کسے بادشاہ بنائین ہر ایک اپنی اپنی کھینچنے لگا اور ایک جماعت کثیر جانب دار الوؤن کی ہوگئی جب تکرار زیادہ بڑہی تو یہ بات قرار پائی کہ جو پرند اس جگہ ہین نہین اور وہ اب نظر آئے تو اوس سے دریافت کرین اور وہ جسکو کہے اوسی کو بلا تکرار بادشاہ مقرر کرین اسی گفتگو مین تھے کہ پہلے کوا دکھائی دیا اوسکو بلاکر پوچھا اور اپنا مافی الضمیر بیان کیا کوے نے کہا کہ ہما اور طاؤس اور عقاب کیا او جاڑ ہوگئے جو اس منحوس نسل الو کو بادشاہ بناتے ہو یہ ایک بد مزاج بہونڈی صورت مغرور ہے اور فرض کیا کہ عیب بہی دور ہوجا سکتے ہین لیکن اسکو کیا کروگے کہ آفتاب کے نور سے ہر چیز بقدر استعداد فائدہ لیتی ہے اور

یہ ذات شریف بالکل چوپٹ ہے تم ہرگز یہ دہیان مت کرو اور اس بیوقوف
سبک وضع کو حکومت نہ سونپو بلکہ آپس مین سے کسی عقلمند ہوشیار کو اس
بڑے عہدہ پر مقرر کرو تاکہ تمھارے کامون اور عادتون مین عقل و تدبیر سے
مددگار رہے جیساکہ خرگوش نے باوجود چھوٹے ہونیکے اپنی عقلمندی کی
روسے ہاتھیون کو جگہہ سے ہٹا دیا پرندون نے پوچھاکہ وہ کسطرح ہے کوے
نے کہا حکایت ایک سال قحط کے سبب ہاتھی اپنی جگہہ قدیم چھوڑکر
ایک چشمہ کے کنارے کہ خرگوش وہان پہلے سے رہا کرتے تھے آرہے
اور ہزارون خرگوش اونکے پانون سے دب کر مرنے لگے آخر مجبور ہوکر
سب نے اپنے بادشاہ سے ہاتھیون کی بدچلنی کا استغاثہ کیا کہ خدا
نے بادشاہ کو انصاف کیواسطے بنایا ہے نہ واسطے آرام کے زندگی بسر
کرنے کو ہماری فریاد سن اور داد دے بادشاہ نے کہا کہ یہ آسان اور
ہلکا کام نہیں ہے کہ فی الفور کیا جائے بلکہ تم مین جو ہوشیار ہون وہ آپس
اول اون سے مشورہ کر لیا جائے کہ بے مشورہ کام کرنا بہت برا ہے
اون مین ایک خرگوش نہایت عقلمند بہروز نام تھا وہ یہ حال سنکر بادشاہ
کے پاس آیا اور کہا کہ حضور اگر منظور فرماوین تو یہ فدوی بطور وکالت
ہاتھیون کے پاس جائے اور ایک امین میرے ہمراہ کیا جائے کہ جو سنے
اور دیکھے وہ حضور مین آکر بیان کرے بادشاہ نے کہا کہ تجھ سے زیادہ
امین کون ہے تجھپر ہر طرح کا بہروسہ ہے جو مناسب وقت ہو وہ کرنا اور
تو یہ خوب جانتا ہے کہ ایلچی بادشاہ کا ترجمہ ہوتا ہے اگر وکیل ہنرمندی کا
شعور ہر طرح کی لیاقت سب طرح کے کمال رکھتا ہے تو لوگ بادشاہ کی مردم
شناسی اور ہوشیاری پر دلیل پکڑینگے اور جو وکیل سے کسیطرح کی غفلت
اور نالیاقتی ظاہر ہوگی تو اوسکے موکل پر حرف آئیگا اور اوسکی عقلمندی کو
بٹہ لگیگا حکیمون نے کہا ہے کہ وکیل سب لوگون سے زیادہ عقلمند ہو

خوش تقریر اور نیک چلن ہو اسیواسطے بادشاہون نے حکیمون کو وکیل اور سکندر بادشاہ خود ایلچی بنکر جایا کرتا تھا بہروز بولا کہ اگرچہ مین اپنی عقل کے موافق اداے مراتب رسالت مین درگزر نہ کرونگا لیکن امیدوار ہون کہ حضور بھی اپنی زبان سے کچھہ ہدایت کردین کہ وہ موجب مزید سرفرازی اور ہوشیاری کا ہو بادشاہ نے کہا کہ سب سے اچھے آداب وکالت یہ ہین کہ زبان خوب تیز و طرار لیکن ملائمت کیساتھ ملی ہوئی ہو جو بات کہے یہ اوّل مین سختی ہو آخر مین اوسکے نرمی چاہئے اور ابتدا جسکی رعب و داب کے ساتھ ہو انتہا اوسکی مہر اور محبت کیساتھ کی جائے حاصل یہ ہے کہ ہر بات مین سختی اور نرمی کا لحاظ رہے تجھسے عقلمند کو زیادہ ایلچی گری کا سکھلانا لقمان کو حکمت کا پڑھانا ہے بہروز نے بادشاہ سے رخصت طلب کی اور رات کے وقت ہاتھیون کے نزدیک ایک ٹیلے پر آکر آواز دی کہ مین بھیجا ہوا چاند کا ہون ہاتھیون کا بادشاہ آواز سنکر قریب آیا اور پوچھا کہ تو کسواسطے آیا ہے اوسنے کہا کہ مین رات کے چاند کا وکیل ہون جو کوئی اوسکی مرضی کے خلاف کرے گا اور اطاعت سے سر پھیریگا اپنے کئے کو پہنچیگا ہاتھی نے پوچھا کہ کیا پیغام لایا ہے بیان کر اوسنے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے زور اور جسم کے گھمنڈ پر ہوئے گا اور مسکینون اور غریبون کو ستائے گا وہ خرابی مین پڑیگا تجھے اپنے ڈیل ڈول اور بڑے جثہ کا اسقدر غرور ہے کہ چھوٹے چھوٹے جانورون کو کچھہ خیال مین نہین لاتا اور یہانتک تو مغرور ہوا کہ خاص ہمارے چشمہ کا ارادہ کیا اور اپنا لشکر یہان لاکر اوتارا تو یہ نہین جانتا کہ جو یہان آیا پھر اوسکا زندہ واپس جانا مشکل ہے لیکن مین نے درگزر کی اسواسطے کہ تجھسے نادانستہ یہ حرکت ہوئی اگر تجھے کچھہ شک ہو تو مین اس چشمہ مین موجود ہون آکر دیکھہ ہاتھی یہ گفتگو سنکر چشمہ پر گیا اور وہان چاند

نظر آیا اوسنے وکیل کے پیغام کو سچ جانا بہروز نے کہا کہ ای شاہ فیلان تہوڑا
سا پانی اسمین سے پی اور منہہ دہو کر سجدہ کر چاند تجہہ پر مہربان ہی ہاتھی کی سونڈ
پانی مین ڈالنے سے اوسکو جنبش ہوئی ہاتھی کو معلوم ہوا کہ چاند ہلتا ہے
کہا اے بہروز شاید چاند خفا ہو گیا جو غصہ سے کانپتا ہے بہروز نے کہا
ہان جلد سجدہ کر کہ طبیعت اسکی سنبھل جاوے اور پہر ایسی حرکت نہ کرنا ہاتھی
نے یہ بات قبول کر کے سجدہ کیا اور وہان سے معہ ہاتھیون کے چل دیا
یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ کسی ایسے عقلمند کو تجویز کرو کہ تمہارے بُرے
وقت مین کام آئے سوائے ان عیبون کے او فریبی اور بیوفائی بھی ہے
اور بادشاہون مین یہ عیب سخت گنے جاتے ہین بادشاہ کو چاہیے
کہ وفادار ہو جفاکار و مکار نہ ہو ورنہ وہ حال ہوگا جو بلّی روزہ سے چکور
اور لومڑی کا ہوا تھا پرندون نے پوچھا کہ کسطرح کوّے نے کہا۔

حکایت کہ میرا گہونسلا ایک پہاڑی جڑ مین تھا اور پڑوس مین بہت سے
چکور رہتی تھی اتفاقاً وہ کسی طرف چلی گئی اوسکے مکان مین ایک
نے آکر بود و باش اختیار کی بعد ایک مدت کے وہ چکور پہر آئی اور
اپنا مکان خالی کرانا چاہا کوّے نے کہا کہ اب اس مکان کا مالک
مین ہون تو اپنی حقیقت کا دعوی پیش کر چکور نے کہا زبردستی
تو نے قبضہ کر لیا اور قبضہ غصب اور تغلب سے نہین ہو سکتا غرض

آپسمین خوب لڑائی ہوئی انجام کار اسبات پر فیصلہ ٹھہرا کہ یہان سے قریب
ایک بلی بڑی عابدہ اور زاہدہ رہتی ہے کسی جانور کو ایذا نہین دیتی
ہمیشہ روزہ رکھتی ہے اور گھاس پھونس کھاکر گذران کرتی ہے اوس
سے چل کر پوچھین جو وہ حکم دے منظور کرین غرض دونون براضی
ہوکر بلی کے پاس گئے مین بھی اونکے پیچھے پیچھے چلا کہ یہ تماشہ قابل
دیکھنے کے تھا بلی وہین سے اونکو دیکھتے ہی سجدہ مین چلی گئی کوا اور چکور
حیران ہوکر وہان دیر تک کھڑے رہے جب سجدہ سے فارغ ہوئی دونون
نے اپنا اپنا حال بیان کیا بلی نے کہا بڑہاپے کے سبب میرے حواسون
مین فرق آگیا نگاہ مین ضعف کانون مین خلل ہے نزدیک آکر زور سے
کہو کہ مین سنون اور حکم مناسب دون تمکو لازم ہے کہ اول آپس مین حق پر
راضی ہو جاؤ اور فریب اور جھوٹ کو چھوڑو اسلئے کہ دنیا کو پائداری نہین
ہے اس پر مغرور مت ہو چکور نے کہا کہ اگر آدمی حق طلب کرتے اور سچ
پر رہتے تو نوبت نالش و فریاد کی حاکم تک نہ پہنچتی اور گواہ و سوگند کی
کچھ ضرورت نہ رہتی ہر شخص کو سوائے اپنے مطلب کے اور کچھ نہ سوجھتی
ایک بزرگ نے حاکم کو دیکھا کہ انصاف کے وقت زار زار رو رہا ہے
اوسنے سبب رونیکا پوچھا حاکم نے کہا کہ یہ مدعی اور مدعا علیہ اپنے اپنے
حق و باطل کو خوب جانتے ہین اور مجھے کچھ اطلاع نہین محض ناواقف ہون
فیصلے کیا حکم دون اور نتیجہ اسکا کیا ہوگا اوس بزرگ نے کہا کہ یہ اگرچہ
واقف ہین لیکن غرض نے انکو اندہا کر رکھا ہے اور تیرا دل غرض سے پاک
ہے اسلئے یقین کیا جاتا ہے کہ تو حق و ناحق مین تمیز کریگا بلی نے کہا کیا
ٹھیک بیان کیا تمکو چاہیئے کہ طمع اور لالچ اپنے اپنے دلون سے دور کرو اسواسطے
جو حق پر ہے درحقیقت وہی غالب ہے اور مین تمہین سمجھاتی ہون کہ تم نیک
عملونکی پونجی جمع کرو اور اس تھوڑی سی زندگی پر کہ مانند ابر کے ہے اعتماد

مت کرو اور دوسرون کو اپنی طرح سمجھو جو چیز کہ آپ کو اچھی نہ لگے دوسرے کیواسطے بھی اوسکو پسند مت کرو یہ چکنی چپڑی نصیحت کی باتین سنکر دونون اوسکے فریب مین آگئے اور بے خوف و اندیشہ بلی کے پاس چلے گئے بلی نے جب اونکو اپنے روبرو دیکھ لیا تو ایک ہی جھپٹ مین دونونکا نوالا کر گئی یہ داستان مینے اسواسطے بیان کی کہ بیوفا اور مکارون پر اعتماد کرنا بیجا ہے اور الو کے عیبدار ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور جب تم اوسکو تخت سلطنت پر بیٹھاؤگے تو ہر کام مین برائی اوسکی اثر کریگی جس سے بہت حرج واقع ہوگا جب پرندون نے یہ گفتگو سنی الو کو بادشاہ بنانے سے موقوف کیا اور سب اپنے ارادہ سے پھر گئے الو کو کمال رنج ہوا اور کوے سے کہا کہ او روسیہ بیشرم تو میری خواری اور ذلت کا سبب واقع ہوا ہے آج ہی درمیان میرے اور تیری قوم کے دشمنی ہو چکی ہوشیار رہنا اسلئے کہ آگ تنور جیسے پانی سے بجھ سکتی ہے لیکن کینہ کی آتش کو ساتون سمندر کا پانی بھی نہیں بجھا سکتا اور گھاؤ تلوار کا کتنا ہی گہرا کیون نہ ہو مرہم سے اچھا ہو سکتا ہے لیکن جو زخم زبان سے دل مین پڑ جاوے وہ کسیطرح نہیں بھرتا الو یہ کہکر اوڑ گیا کوے نے اپنی تقریر سے پشیمان ہو کر دل مین کہا کہ ناحق اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری بیٹھے بٹھلائے دشمنی مول لی مجھے پرندون کی نصیحت سے کیا کام تھا اور پرندے عیب و ہنر اسکے زیادہ جانتے تھے انہون نے عقلمندی سے خاموشی اختیار کی مجھے منہ پر لانا عقلمندون نے کہا ہے کہ آدمی اگرچہ اپنی قوت اور زور پر اعتماد رکھتا ہو لیکن پھر بھی کسیکو دشمن اپنے مقابلے کیواسطے نہ بنائے تریاق کے بھروسے پر زہر کھانے سے نیک باتین تھوڑی اچھی اور بد باتین بہت بُری اور جو زبان درازی کسیکے سامنے زیادہ کرتا ہے وہ بہت جلد خراب ہوتا ہے بیٹھے بے سمجھے اور بغیر مشورہ کے بیچ آیا کہدیا عقلمندونکے نزدیک چپ رہنا بیفائدہ بکنے سے اچھا ہے یہی دشمنی کا درمیان ہمارے اور الوون کے واقع ہوا ہے بادشاہ نے کہا کہ

دشمنی کے دریافت ہوئی اور اوسکے ضمن مین بہت سی فائدی حاصل ہوئے اور
یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عقلمندون سی صحبت رکھنا اور اونکی باتونپر چلنا نشانی
بزرگی اور بہتری کی ہی اب بیان کر کہ اوونکے دفع کرنیکی کیا تدبیر سوچی ہی کار
شناس نے کہا کہ ان وزیرون نے جو صلاح دی ہی اونمین سے ایک بھی میرے
پسند نہین آمین کوئی تدبیر اور حیلہ ایسا نکالا جائے کہ جسمین مطلب حاصل ہو
اور بہت کام براہ مکر و فریب آسانی سی نکلتے ہین جنمین لڑائی بھڑائی کی نوبت نہین
پہنچتی جیسا کہ چند طراران گرگ منش نے حیلے سے بکری ایک زاہد کی ہضم کی بادشاہ
نے پوچھا کس طرح کارشناس نے کہا حکایت ایک درویش بکری مول لیکر
گہر کو لئے جاتا تھا راستہ مین چند رندون نے باہم صلاح کی کہ اس شخص سے بکری
اوڑائی چنانچہ انمین سے ایک شخص نے آکر کہا کہ ای بزرگ یہ کتا کہان سے لائی تھوڑی
دور چلکر دوسرا شخص ملا اوسنے کہا کہ یہ کتا کہان لیجاؤگے پھر تیسرا ملا اوسنے کہا
کہ آپکو کتے کے شکار کا بہت شوق ہے بعدہ جو چوتھا ملا اوسنے کہا کہ اس کتے کو کیتے
کو مول لیا ہے غرض وہ سب مکار اسیطرحکی گفتگو کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ اس کتے
کو نگہبانی کیلئے پالا ہے دوسرا ازراہ طعن کہتا تھا کہ یہ بزرگ صورت ہوکر کتے جیسے
نجس جانور سے پرہیز نہین کرتا دوسرا جواب مین کہتا تھا کہ اس بزرگ نے خدا
واسطے پالا ہے جب زاہد نے یہ بات سنین دلمین شک پیدا ہوا کہ اسکے بیچنے
شاید جادو سے میری نظر بند کردی فی الفور بکری کو وہین چھوڑکر اسکے فروشندہ
کے پاس گیا اور پھر وہ رند بکری کو پکڑکر اپنے گہر لے گئے پس زاہد کی بکری بھی گئی
اور روپیہ بھی ہاتھ نہ آئے اس مثل سے غرض یہ ہے کہ مکر سے بڑے بڑے کام
نکلتے ہین بادشاہ نے کہا صاحب اقبال ہی خیرخواہ ہونکی بات سنکر منظور کرتے ہین ور
اونکی باتونسے نہین ہٹتے ہی بادشاہ نے کہا کہ بیان کرین اوسپر عمل کرونگا کار
شناس نے کہا میری صلاح یہ ہے کہ بادشاہ دربار عام مین مجہپر خفا ہوا اور غصہ کی
راہ سے میرے بال و پر اوکھڑوا ڈالے اور مجھے اوسی درخت کے نیچے زخمی چھوڑکر

بادشاہ مع اپنے خدم اور حشم کے کسیطرف کو چلا جائے اور میری آنیکا منتظر رہے جو
بن سکیگا مین حیلہ اور فریب کرونگا اور جیسی مصلحت وقت ہوگی ویسی ہی آکر
عرض کرونگا بموجب اوسکے کہنے کے بادشاہ نے خلوت سے برآمد ہوکر حکم دیا کہ
اس نمک حرام کے بال و پر اوکھاڑ کر اس درخت کے نیچے ڈالدو لوگون نے حکم کی
تعمیل کی اور آپ مع لشکر مقام معہود کو چلا گیا جب رات ہوئی شب آہنگ
اپنی فوج جمع کرکے چھاپا مارنے کو کوون کی مقام پر آئے یہان میدان سنسان
پایا ہرچند تلاش کی کہین پتا نہ ملا مگر ایک طرف سے آواز دردناک سنکر بادشاہ
مع چند مصاحبون کے گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا حال ہے کارشناس نے
اپنا نام اور عہدہ بیان کیا بادشاہ نے کہا معلوم ہوا تیری عقل اور کارروائی کی
اکثر تعریف سنا کرتا تھا اب کہہ کہ کوے کہان ہین کارشناس نے کہا کہ میری حالت
اسبات پر خود گواہ ہے کہ مین انکا محرم اسرار نہین بادشاہ نے کہا کہ تو انکا وزیر
تھا کس سبب سے تیری یہ حالت ہوئی کارشناس نے کہا کہ بادشاہ نے لیلۂ شکست
کھانیکے سب وزیرون کو جمع کرکے صلاح لڑائی کی پوچھی مجھ کمبخت کی منہ سے یہ
نکلا کہ آپکو لڑنا مناسب نہین اگر خراج دیکر صلح ہوجائے تو بہتر ہے بادشاہ یہ
سنکر بہت خفا ہوا اور کہا تو مجھے الوون سے ڈراتا ہے جیسے پھر از روے خیر خواہی
یہی کہا بادشاہ میری طرف سے بدگمان ہوا اور کہا تو شاید الوون سے سازش رکھتا
ہے حاسدون کی بن پڑی اور موقع ملگیا بادشاہ کی طبیعت میری جانب سے
برگشتہ کردی آخرش اوس نمک حلالی کا یہ صلہ ملا جو حضور ملاحظہ کر رہے ہین
اور اس خیر خواہی نے اس حال کو پہنچایا بادشاہ نے پوچھا کہ اب اونکا کیا ارادہ
ہے کارشناس نے کہا کہ اونکا ارادہ لڑائی کا ہے شب آہنگ یہ سنکر
وزیرون کیطرف مخاطب ہوا کہ تمہارے خیال مین اس وزیر کی نسبت
کیا آتا ہے ایک وزیر نے کہا کہ اسکے باب مین سوچنے کی کچھ ضرورت نہین
جتنا جلد ہوسکے اسکو قتل کرنا مناسب ہے مجھے اسکی ذات سے فساد عظیم

معلوم ہوتا ہے اگر یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا پھر اسپر قادر ہونا مشکل ہے بجز
پشیمانی کچھہ فائدہ نہ ہوگا ہرگز اسکی فریب آمیز باتون سے بادشاہ خیال نکرے
کیونکہ دوست نا آزمودہ کی باتون پر اعتماد نہین کیا جاتا چہ جائیکہ دشمن مکار
کی گفتگو پر کار شناس نے یہ سنکر ایک آہ سرد پُر درد سی کھینچی اور کہا کہ مجھہ جیسے آفت
زدہ کو مارنا کہان درست ہے اور دکھیارے کو ستانا کب روا ہی بادشاہ کے
دلمین اوسکی حسرت آمیز باتون سی اوسپر رحم آیا اوس وزیر سی مُنہ پھیر کر دوسرے
وزیر سے پوچھا کہ تو اُسکے حق مین کیا کہتا ہی اوسنے عرض کی کہ میری رائے مین اسکا مارنا
درست نہین ہی عالی ہمت جب دشمن کو ضعیف و طرار دیکھتے ہین اوسکے قصور سے
درگزر کرتے ہین بلکہ بقدر ضرورت اوسکے ساتھہ سلوک و احسان سے پیش آتے
ہین جو آپ امان چاہے اوسکو سرگردان کرنا مناسب نہین بہت باتین ایسی ہین کہ
اونکے سبب دشمن دوست ہو جاتا ہی جیسے سوداگر کی عورت چور کے ڈر سی خاوند پر
مہربان ہو گئی تھی بادشاہ نے پوچھا وہ کسطرح ہے وزیر نے کہا کہ

حکایت ہے ایک سوداگر بڑا مالدار کنجوس بدشکل تہا بی بی اوسکی صحبت سے
بیزار رہتی تھی ایک چور اوسکے گھر مین آیا عورت جاگ رہی تھی مارے ڈر کے
خاوند سے لپٹ گئی خاوند کو تعجب ہوا کہ یہ خواب ہے یا بیداری جب غور سے
دیکھا تو چور نظر آیا بکمال خوشی سے کہا کہ اے جوانمرد مبارک قدم جو کچھہ چاہے
لیجا جو کچھہ چاہے یہ سب گھر بار تیرا ہے تیرے قدمون کی برکت سے یہ دن دیکھا

فائدہ اس داستان کا یہ ہے کہ بعض صورتوں میں دشمن دوست ہو جاتا ہے بادشاہ
نے تیسرے وزیر سے پوچھا اوسنے عرض کی کہ بادشاہ اسکے خون سے درگزرے اور اسکو انعام
واکرام سے خوش کرے یقین ہے کہ بادشاہ کے اس احسان جان بخشی سے تمام عمر غلام بنا
رہیگا اور اسکے عوض میں اطاعت وجانبازی کریگا کیونکہ عقلمندوں نے ایسا اکثر
کیا ہے کہ دشمنوں کے ایک گروہ کو بلا کر توڑ لیا ہے اور آپس میں اونکے پھوٹ ڈالدی ہے
جس سے اپنا مطلب حاصل ہو گیا ہے جیسا کہ چور اور دیو کی آپس کے اختلاف سے زاہد
کو اونکے شر سے بچایا بادشاہ نے پوچھا کس طرح وزیر نے کہا حکایت ایک
درویش بغداد میں رات دن عبادت کیا کرتا تھا کسی مرید نے درویش کی فاقہ
کشی پر واقف ہو کر ایک بھینس دی چور اوسکے چرانے کو رات کیوقت درویش
کے گھر آیا تھا کہ راستہ میں اوسکو شیطان ملا چور نے پوچھا تو کون ہے اور کہان
جاتا ہے اوسنے جواب دیا کہ میں شیطان ہوں فلان درویش کے مارنے کو جاتا ہوں
کہ اوسکے سبب سے مجھے کوئی نہیں پوچھتا جس سے میری دوکان پھیکی ہو گئی چور نے یہ سوچ کر
خیال کیا کہ زاہد ابھی سوتا ہے اگر شیطان اوسکے مارنیکا قصد کریگا اور مبادا وہ جاگ کر
شور وغل مچاوے تو سوتے آدمی جاگ پڑینگے بھینس ہاتھ سے جاتی رہیگی اسیطرح دیو نے
سوچا کہ اگر یہ چور بھینس لیجائیگا اور دروازہ کے کھلنے یا اور کسی آہٹ سے درویش کی
آنکھ کھل جائیگی تو پھر درویش کا مارنا مشکل ہو جائیگا یہ سوچکر دیو نے چور سے
کہا تو ٹھہر جا کہ میں اول درویش کو مارڈالوں پھر تو بھینس چرا لیجانا چور نے کہا
پہلے مجھے بھینس چرا لیجانے دے تو پھر مارنا غرض باہم اسی گفتگو میں اسقدر تکرار ہوئی کہ
چور نے درویش کو پکارا کہ یہ شیطان تیرے مارنے کو آیا ہے شیطان نے کہا یہ
تیری بھینس لیکر جاتا ہے درویش اٹھ بیٹھا وہ دونوں بھاگ گئے جب تیسرے وزیر نے
گفتگو تمام کی وزیر اول نے جھنجھلا کر کہا کہ اس کو تو تمہاری ابلہ فریب باتوں نے اپنی طرف
کر لیا انجام کو سوچو غافل مت ہو اور چاپلوسی پر دشمن کی نازاں نہ ہو اکثر احمق سا
دشمنوں کی ذرا سی خوشامد کی باتوں پر ایسے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں کہ [illegible]

موروثی دشمنی کو بھول جاتے ہین اور میل جول کی باتین کرنے لگتے ہین یہ نہین
جانتے کہ دشمن گو ہزار طرح دوستی کے بہروپ بدلے مگر اصلی صورت دشمنی کی کبھی
نہ بدلے گی اور تمھارا حال ایک بڑھئی کے مانند ہے وزیر نے پوچھا کسطرح اوسنے کہا

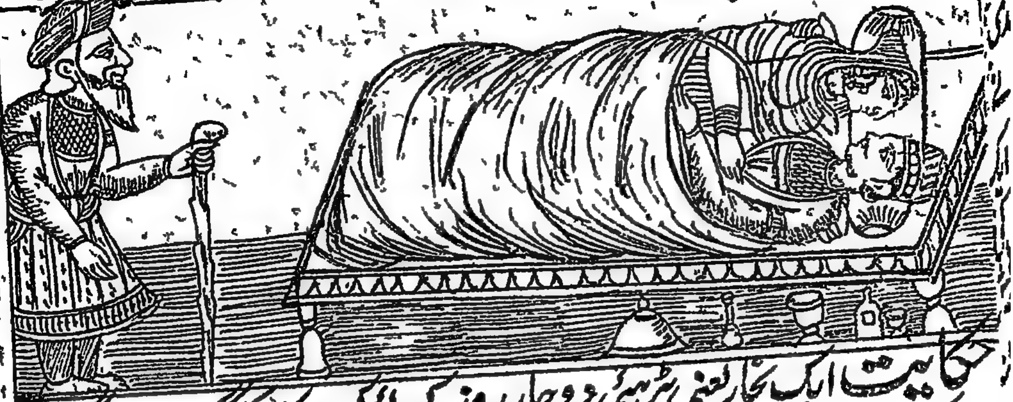

حکایت ایک نجار یعنی بڑھئی دو چار روز کے لئے کسی کام کو گھر سے باہر گیا تھا
اوسکی عورت بڑی فاحشہ تھی اوسنے رات کیوقت اپنے دوست کو بلایا ناگاہ
بڑھئی بھی جلد بسبب کسی ضرورت کے گھر کو واپس آیا یہان اوسکو شبہ معلوم
ہوا چھپ کر یہ حرکت اپنی بی بی کی معاینہ کی عورت نے بھی قرینہ سے دریافت کرلیا
کہ خاوند آگیا اوسوقت براہ حیلہ دوست کو سکھلایا کہ باواز بلند مجھسے یہ سوال کر کہ
تجکو میری محبت زیادہ ہے یا خاوند کی اوسنے اسیطرح دریافت کیا عورت نے جوابدیا
مجھے خاوند سے محبت زیادہ ہے اسلئے کہ تو ایک عارضی ہے بعد رفع ضرورت کے پھر تو
بمنزلہ اجنبی کے ہے اور خاوند محرم مونس غمخوار بمنزلہ جان کے ہے عیش و آرام زندگی
اسیکے دم سے ہے جب اوس بڑھئی نے سُنا بہت خوش ہوا اور کہا کہ خوب ہوا کہ اس
شناس بی بی کی حقمین کچھ بدی نکر بیٹھا اگر اسقدر دوستی اور محبت برتاو داشتہ
حرکت ذراسی خلاف مرضی ہو جائے تو وہ درگزر کرنیکے قابل ہے اسلئے آدمی
ل چوک سے بنا ہوا ہے اسیطرح تم بھی کارشناس کے فریب مین آگئے دیکھو
باتون سے نفاق کی بو آتی ہے دہوکا مت کھاؤ جب دشمن کا دوسرا کام نہین
نا کسیصورت سے نزدیکی حاصل کرکے نصیحت شروع کرتا ہے اور چاپلوسی کی باتون سے

بیٹھ کر محرم اسرار ہو جاتا ہی اور بہید سے واقف ہو کر وہ کام کر گزرتا ہی جسکا پھر کچھ
تدارک نہین ہو سکتا اور ہر طرح وہ اپنا کینہ نکال لیتا ہی کارشناس نے کہا کہ مجھے
اس حیلہ سے کیا فائدہ تہا عقلمند دوسرے کے فائدے کو اپنی تکلیف اور ذلت و
خواری پر مقدم نہین سمجھتے اپنے آپ ایسی مصیبت مین نہین پہنستے بہلا یہ بہی کوئی
حیلہ ہے قریب ہلاکت کی نوبت بہی پہنچی گویا کوؤن کی مخالفت نے یہ بڑا دن دکہایا
وزیر نے کہا او مکار فریبی تو نے جان بوجھکر یہ حال کیا ہی اور بدلہ لینے کو مزے
تلخی تکلیف کی چکھائی ہی تو نے دشمن کی مارنے کیواسطے اپنا مرنا منظور کیا ہی اور تو اپنے
مالک کی حق نمک سے ادا ہونے اور اپنی نیکنامی ابدی حاصل کرنیکو جا تیر کہیل گیا
جیسے کہ ایک بندر نے اپنی جان دی اور بدلہ یارونکا حاصل کیا شب آہنگ نے پوچہا
کسطرح وزیر نے عرض کی۔

حکایت ایک جماعت بندرونکی کسی جزیرہ مین رہتی تہی صرف میوہ پر اونکی گذران
تہی ایکدن وہان ریچھ کا گزر ہوا اسنے چند بندرونکے میوے چہین کر کہا لئے بندرون کو یہ
بات ناگوار گزری سب نے متفق ہو اوسکو چارونطرف سے مارنا شروع کیا یہانتک کہ
خستہ و زخمی ہو کر بہاگتا ہوا اپنے بادشاہ کی پاس پہنچا اور سب حال بیان کیا ریچھونکے بادشاہ نے
اپنی فوج لیکر بندرون پر رات کیوقت یورش کی اتفاقاً بادشاہ بندرونکا مع
لشکر کسیطرف شکار کیواسطے گیا تہا اور باقی نوکر چاکر آرام سے سوتے تہے یکایک ریچہون نے
میدان خالی پاکر شبخون مارا جسسے اکثر مارے گئے اور جو کچھ باقی بچے وہ افتان و خیزان
بہاگ کر اپنے بادشاہ کے پاس پہنچے اور اس واقعہ کی خبر دی کہ ریچھون نے وہ دہشت اٹھائی

کر لیا تمام خزانہ شاہی پر قابض و متصرف ہو گئے اور وہاں رہنے سہنے لگے بندروں کے
بادشاہ نے کمال افسوس سے کہا کہ بڑی کمبختی اور خرابی آئی کہ ملک موروثی اپنے قبضہ سے گیا
اور دولت و خزانہ بھی دشمن کے ہاتھ آیا بندر اپنے اہل و عیال کو یاد کر کر رونے پیٹنے لگے انمیں
ایک بندر تھا میمون نام بڑا عقلمند کہنے لگا کہ تکلیف میں بے صبری کرنا عقلمندوں کو پسند نہیں
اسلئے کہ یہ بات دوستوں کے غم اور دشمنوں کی خوشی کا سبب ہے اسمیں گھبرانا نہ چاہیے تدبیر
سے اسکا علاج کرو بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کیا جائے میمون نے کہا کہ اے بادشاہ میرے بال بچے
اور کنبے کے آدمی سب مارے گئے مجھے بغیر اونکے جینے میں کیا لطف آئیگا اول مرنا آخر مرنا اس سے
یہ بہتر ہے کہ اپنے آپکو بھی اونپر قربان کروں اور اونکا بدلہ لینا زندگی میں اچھا معلوم ہوتا
ہے ورنہ آپ مرے جگ ڈوبا میمون بولا میری زندگی مرنے سے بدتر ہے کیونکہ زندگانی
کی کیفیت اولاد اقربا کے ملنے جلنے سے ہے جب یہ ہی نہ رہے تو پھر زیست کس
کام کی اسلئے اب دل میں ٹھانی ہے کہ جو کچھ ہو سکے اوسمیں کوشش کروں اور
حضور کے بھی حق نمک سے ادا ہوں دوستوں سے سرخروئی حاصل کروں اور بعد مرنے کے
نیکنامی یادگار چھوڑوں بادشاہ نے فرمایا کہ کیا تدبیر سوچی ہے میمون نے کہا کہ حضور میرے
ناک کان کٹوا کر اور ہاتھ پاؤں توڑوا کر میرے مکان کے قریب ڈالجائیں تیسرے
دن سب بندر بلا خدشہ اپنے مکانوں میں آرام اور چین سے بسر کریں گے دشمن کا پتہ
بھی نہ رہیگا بادشاہ نے بموجب اوسکے کہنے کے ناک کان کٹوا کر ایک کنارے ڈالدیا اور
وہ آپ مع فوج کے چلا آیا میمون تمام رات تڑپا کیا صبح کے وقت بادشاہ ریچھوں کا ہوا کھاتا
ہوا اسطرف آنکلا میمون کو اس حال میں دیکھ کر از روے رحم پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کیا حال ہے
میمون نے قرینہ سے دریافت کیا کہ بادشاہ یہی ہے بہت سی دعائیں دیکر کہا کہ میں بندروں
کے بادشاہ کا وزیر ہوں اوسکے ہمراہ شکار کو گیا تھا لوٹتے وقت حال تمہاری چڑھائی اور
خرابی بندروں کا معلوم ہوا بادشاہ نے مجھسے صلاح پوچھی میں نے کہا کہ اب ہمیں طاقت لڑائی کی
نہیں بہتری اسی میں نظر آتا ہے کہ اونکی اطاعت اختیار کرو اور لڑائی کے خیال کو دل سے
نکالدو بادشاہ اس گفتگو سے کمال رنجیدہ ہوا اور اوسکے مصاحبوں نے جو منہ میں آیا

آپکے حق میں کہا پہر اوسنے ازراہ نصیحت اور خیرخواہی کی بہی یہی عرض کی بادشاہ کو
بہی میری طرف سے شبہہ سازش کا قوی ہو گیا میری دشمنوں نے جو مجہہ پر جلتے تہے سمجہا لگ دی یہانتک
کہ بادشاہ نے میری ہاتہہ پانوں کٹوا کر اس جگہہ ڈلوا دیا اور کہا کہ دیکہیں اب حمایتی کیا کرتے ہیں
افسوس کہ میری خیرسگالی کا مجہے ایسا پہل ملا یہ کہکر اسقدر رویا کہ ریچہوں کے بادشاہ کی بہی بے
اختیار آنسو نکل آئی بادشاہ نے پوچہا کہ بندر کہاں ہیں اوسنے کہا کہ ایک بیابان میں ہیں
کہ اوسکو مردم آزما کہتے ہیں اور اونکا بادشاہ وہاں فوج جمع کر رہا ہے قریب ہے کہ آپ پر
شبخون مارے ریچہوں کے بادشاہ نے کہا کہ ای میموں اب کیا صلاح ہے میموں نے کہا کہ مجہسا
جان نثار آپکا نمک خوار ہوا تو پہر اندیشہ کی جگہہ نہیں لیکن نہایت حسرت ہے کہ اگر میری پانوں
ثابت ہوتی تو فوج کو ہمراہ لیکر غفلت میں ان ظلم کا بدلا اون ظالموں سے لیتا بادشاہ
نے کہا کہ تیری تقریر سے معلوم ہوا کہ تجہے اونکے مقام کا پتا بخوبی معلوم ہے اگر ہمکو وہاں لیجائے
تو بڑا احسان ہو میموں نے کہا کہ مجہے بخوبی معلوم ہے لیکن چلنے کی طاقت نہیں بادشاہ
نے کہا کہ میں لیچلونگا یہ کہکر کل فوج کو جلد روانگی کا حکم دیا اور میموں کو ایک ریچہہ کی پیٹہہ پر بٹہاکر
اسطرفکو روانہ ہوا تمام رات چلتے چلتے جب صبح ہوئی بندروں کا پتا نپایا میموں چلنے کی
دمبدم تاکید کرتا تہا یہانتک کہ اس میدان میں جو نمونہ صحرائے قیامت کا تہا پہنچے ہوا گرم
چلنے لگی لوہوں پانیکا نام نتہا لوگ گرمی کی حدت اور پیاس کی شدت سے مرنے لگے ریچہوں کے
بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسا میدان ہے اور اب تک بندروں کا پتہ نہیں میموں نے کہا کہ میدان
موت کا ہے قریب ہے کہ پانی کی جگہہ شربت موت کا آپ لوگ چکہیں اور یہ بلا اوس ظلم کا
بیچارہ بندروں پر روا رکہا یہ کہتے کہتے ہوا گرم چلنے لگی ریچہوں کا بادشاہ اوس میں
جہلس کر مر گیا اور ایک جیتا نہ بچا تیسرے دن بندروں کے بادشاہ
میموں کے جزیرہ کو خالی پایا اور اونہوں نے اپنے مقام میں بود و باش اختیار کی
ہیں اسواسطے بیان کیا کہ کینہ کش لوگ بدلہ لینے کو اپنے سر کہیل جاتے ہیں اور
کا حال بہی اس قلیل سے ہی سمجہا قول ہے اس قسم کی حیلہ سازی اور
ہے اب جو کارشناس کو اس حال سے دیکہا خوب معلوم ہو گیا کہ یہ مکر اس

بدلہ ہمسے لیکر اسکا تمام کردیا جاۓ شب آہنگ نے جب تقریر سنی اوس وزیر سے رنجیدہ ہوکر کہا کہ جسین تمہاری نے ہماری سبب سے اتنی تکلیف ہگئی ہو اوسکی جان لینے کے ہم لیوا ہون یہ بات بہت بیجا ہی حکم دیا کہ کارشناس کو بہت آبرو اور عزت سے لیجاکر شفاخانہ مین دوا دارو کرین پہر وزیر نے کہا ہی بادشاہ اگرچہ آپنے میری باتونپر کہ عین خیرخواہی کی تہین کچھہ التفات نہ کیا لیکن اب بہی اوسکے ساتھہ برتاؤ دشمنونکا سا کرنا مناسب ہے اوسکے فریب سے ہرگز غافل نرہنا چاہیئے بادشاہ نے اوسکی باتونپر کچھہ التفات نکیا کارشناس نے ہمہ تن اطاعت پر کمر باندہی اور مصاحبون اور مقربون بادشاہی کو اپنی خوش اخلاقی اور زمانہ سازیسے گانٹھہ لیا اسلیئے روز بروز اسکا مرتبہ بڑہتا گیا اور وہ [illegible] ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ ہر کلی جزوی معاملات سلطنت مین دخیل ہوگیا کوئی کام بغیر اسکی صلاح و مشورے کی نہین ہوتا تہا ایکدن دربار عام مین بادشاہ سے کہا کہ لوگون کی ہاتہہ سے ناحق میرا اوپر ظلم ہوا ہی اور بیگناہ مارا گیا ہون جبتک اپنا بدلہ اونسے نہ لونگا آرام سے نہ بیٹہونگا نہ چین سے رہونگا کہانا پینا مجہپر دشوار ہوگیا ہی اور مینے خوب سوچا ہی کہ جبتک مین لوگون کی شکل اور صورت نہ بنجاؤن یہ میری مراد حاصل نہوگی مینے بڑی بڑی تجربہ کارونسے سنا ہی کہ جب کوئی مظلوم کسی ظالم کی ہاتہہ سے تنگ آکر اپنے آپکو آگمین جلاۓ اوسحالت مین جو دعا کریگا خداوند کی درگاہ سے قبول ہوگی اگر یہ راۓ بادشاہ کی مقتضی ہو او لوگونکو جلد بلاۓ تو مین بہی جل جاونگا اوسوقت پروردگار سے دعا کرونگا میری صورت الوونکی ہو جاوے [illegible] یہ الوؤن سے لونگا شب آہنگ نے اوس وزیر سے پوچھا کہا کہ آپ سن یہ کہتا ہی وزیر نے عرض کی یہ بہی ایک شعبدہ ہی اگر کئی بار اسکو جلائین اور [illegible] دریا کے پانی مین بہائین پہر بہی اصل نہ بدلے گی اور یہی خباثت [illegible] قایم رہے گی اور بر تقدیر صورت ملا وہین باشکل سمجہکے قبول کرے تب بہی لوگون کا میل اوسنے نہ جاویگا جیسا کہ چوہیا نے بعد آدمی ہو جانے کے پہر اپنی اصل کیطرف رجوع کیا الو بادشاہ نے پوچھا کسطرح وزیر نے بیان کیا کہ ایک —

حکایت ۔ ایک بزرگ پہنچے ہوے اپنے مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک چوہیا
اونکے روبرو آپڑی اونکو اوسکے حال پر رحم آیا خداوند تعالی سے دعا کی اونکی دعا کی برکت
سے وہ ایک خوبصورت لڑکی ہوگئی اپنے بچون کیطرح اسکو رکھا جب وہ جوان ہوئی اُس
بزرگ نے کہا کہ جہان تجھے منظور ہو مین اوس سے تیری شادی کردون لڑکی نے کہا جو سب
سے بلند مرتبہ ہو اوسکے ساتھ شادی کرو اُن بزرگ نے کہا کہ اس صفت کا آفتاب
ہے لڑکی نے کہا اچھا اُس بزرگ نے یہ قصہ آفتاب سے کہا اوسنے جواب دیا کہ مجھسے بڑھ کر ابر ہے
ایک ہی مین مجھے چھپا دیتا ہے درویش نے ابر سے یہ حال بیان کیا ابر نے کہا مجھسے قوی ہوا
ہے ایک جھوکے مین مجھکو سون اوڑا دیتی ہے اوسنے ہوا سے یہ حال بیان کیا ہوا نے کہا
مجھسے بڑھکر پہاڑ ہے کہ سیکڑون ٹکرین کھایا کرتی ہون مگر اونکو جنبش نہین ہوتی
اوسنے پہاڑون سے کہا پہاڑ نے کہا کہ میری ظاہری صورت پر خیال نکر باطن مین سیکڑون
سید چوہون کے گھر ہین اور مجھسے کچھ ڈرتے نہین بڑے بزرگ نے یہ سب حقیقت اُس
لڑکی سے بیان کی لڑکی نے کہا کہ چوہون سے کہو جب درویش نے چوہے سے کہا اوسنے منظور
کیا لیکن یہ کہدیا کہ میری جنس ہو اسی لڑکی نے بھی منظور کر لیا اُس بزرگ نے خدا
سے دعا کی وہ لڑکی صورت اصلی پر آگئی اور جیسی چوہیا تھی ویسی ہی ہو گئی فائدہ
اس سے یہ ہے کہ جسکی جو اصل ہو آخر کار اوسی ...

شب آہنگ نے جیسا کہ بدبختونکا قاعدہ ہی وزیر کی ایک نہ سنی غرض کارشناس
ہر روز دل لگی کی باتین اور قصے کہانی نئی نئی کہاوتون اور مثالون سی بادشاہ
کے دل کو لبھا کر محرم خاص بن گیا ایکدن موقع پاکر پوشیدہ اپنی بادشاہ پیروز کے
پاس آیا بادشاہ اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ اے کارشناس کیا صورت ہے
اور اسعرصہ مین کیا کارروائی کی کارشناس نے کہا کہ بادشاہ کی بدولت جو کچھ چاہیے
تہا سب کام درست کر لئے قریب ہے کہ دشمن اپنی سزا کو پہنچے بادشاہ نے کہا کہ بھلا
کچھ حال بیان کر اگر کسی چیز کی ضرورت ہو اوسکا بندوبست اول سی کر لیا جائے کارشناس
بولا کہ فلان پہاڑ مین ایک غار ہے دن کو الّو وہان رہتی ہین اور اوسکے قریب لکڑیان
بہت ہین بادشاہ سب فوج کو حکم دے کہ اونمین سے ایک ایک لکڑی ہر متنفس اوٹھا کر
غار کے منہ پر جمع کرے اور اوسمین آگ لگا کر پرون سی دہونکین جب آگ خوب دہک جائیگی
تب جو الّو غار سے نکلیگا جل جائیگا اور جو غار مین رہیگا وہ دہوئین کی مارے جیتا نہ بچیگا
بادشاہ نی یہ تدبیر پسند کی اور اسی ترکیب سی الوونکی لشکر کو ہلاک کیا کوونکی فتح
ہوئی ہر شخص کارشناس کی عقل اور تدبیر سی خوش ہوا ایکدن بادشاہ نی کہا کہ یہ خوشی
اور سرور کا سبب تو ہوا ہے کہ تیری رائے نے دشمنونکو جڑ سے اوکھاڑ دیا کارشناس نے
عرض کی یہ سب حضور کا طفیل ہے لیکن اوسے میں وزیر سی جان لیا تھا اور اُمید فتح کی قوی
ہو گئی کہ جسدن انہون نی ہم غریب اور عاجزونکو معہ بال بچون کی قتل کیا تھا اور ملک
موروثی چہین لیا تھا پہر بادشاہ نے پوچھا کہ اتنی دن الوون کیساتھ کسطرح کاٹے
الوونکو بدذاتون کی صحبت کی تاب کسطرح ہمین عقلمندون نی کہا کہ سانپ کیساتھ
رہنا بیرون کی صحبت سی اچھا ہے کارشناس بولا واقعی طبیعت کو کوئی رنج غیر جنس
کی صحبت سی بڑھکر نہین لیکن عقلمند اپنے آقا کی خوشی اور بہتری کے لیے کسیقدر
سختی ہو سب گوارا کر لیتے ہین جسقدر تکلیف ہو اوسیقدر اوسکو خوشی جانتے ہین
اور بڑی ہمت والے کسی صدمہ سے رنجیدہ نہین ہوتے اسلئے جب آخر مین
مطلب حاصل ہو جاتا ہی تو ساری صدمہ نیست و نابود ہو جاتے ہین اور اونکا

ولیکن کچھ بھی اثر باقی نہیں رہتا اور کوئی گنج بے رنج نہیں ملتا مشہور ہے بغیر بخشش کچھ نہیں
ہاتھ آتا بادشاہ نے کہا کہ الوؤنکی عقل کا اندازہ اور اونکی سمجھ بوجھ بیان کر کس
مرتبہ سے کارشناس نے کہا کہ مجھے کوئی عقلمند نظر نہیں آیا مگر ایک شخص کہ میری مار ڈالنے
کو کہتا تھا لیکن کسی نے اوسکی نصیحت نمانی اور کچھ بھی نہ سوچا کہ یہ شخص اجنبی ہے
اور اپنی قوم کا ذی عزت ہی عقل و ہوشیاری میں بھی مشہور ہے مبادا کچھ یہ
فریب کرے جس سے عذر کی صورت پیدا ہو نہ اپنی عقل سے یہ بات سوچی
نہ کہنے والے کی بات نہ اپنا کوئی بھید مجھسے چھپایا آخر کو دیکھا جو کچھ نظر آیا اسلیئے
عقلمندوں نے کہا ہے کہ بادشاہ کو اپنا بھید چھپانا بہت ضرور ہے خصوص
نا امید اور دشمن مایوس اسی بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ الو ظلم کے سبب غارت ہوئے وزیر نے کہا کہ حق یہی ہے جس بادشاہ نے ظلم پر
کمر باندہی ضرور ہی کہ بادشاہت اوسکی برباد اور ملک تباہ ہوگا عقلمندوں نے
کہا ہی کہ جو چار کام کرے وہ چار چیز کا امیدوار ہے اول ظلم کرنیوالا اپنی موت کا
دوسرے جو عورتوں سے زیادہ محبت رکھے اپنی رسوائی سمجھے تیسرے
جو زیادہ کھائے بیماری پر مستعد ہو جائے چوتھے جو کم عقل وزیروں اور
مصاحبوں ناسمجھ کی عقل پر اعتماد کرے حکومت سے ہاتھ دہو بیٹھے حکیموں نے کہا ہے
کہ چھ آدمی چھ چیزوں سے طمع نرکھیں اول حاکم ظالم ملک کی پائداری سے
دوسرے مغرور اور متکبر نیک نامی سے تیسرے بدخلق دوستوں کی
نیکی سے چوتھے بے ادب زندگی سے پانچویں سوم بہلائی سے چھٹے
لالچی بیگناہی سے اسواسطے کہ لالچ کسی نہ کسی گناہ میں پھنساویگا اوسیطرح الوؤں
کو ملک و مال کی حرص نے ان بلاؤں میں پھنسایا بادشاہ نے کہا کہ میں کس منہ سے
تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے محنت اور تکلیف اوٹھائی دشمنوں کی خلافت وضع اوٹھا
کی اور خدمت مدد صعوبتوں کی اختیار کی اگر وزیر کی بات مان لیتے بیشک
تجھے مار ڈالتے کارشناس نے کہا کہ مرد اوسکو سمجھنا چاہئے اول اپنی زندگی کو

ہاتھ دہووے اگر مصلحت اسمین دیکھے کہ کمینوں اور اجلافونکی اطاعت مین اپنا کام نکلتا ہی تو وہ بھی اختیار کرے جیسا کہ ایک سانپ نے مینڈک کی مطاوعت قبول کی تھی بادشاہ نے پوچھا وہ کسطرح ہی وزیر نے کہا حکایت ایک سانپ جب بہت ضعیف ہو گیا اور شکار کرنیکی طاقت اوسمین نرہی تو اس سوچ مین پڑا کہ زندگی بغیر کھائے کیسے بسر ہو گی اوسوقت اپنی جوانیکی قوت کو یاد کر کے بہت افسوس کیا پہر سوچا کہ اس کڑھنے اور افسوس کہانیسے گئے ہوئے دن نہین پہر سکتے سپہر یہ اور غضب کہ بڑھاپے کو بھی قیام نہین اب جو تہوڑی زندگی رہی ہے وسکو غنیمت جانے اور آیندہ کی فکر کرنی مناسب ہے کہ جوانیکی غفلت سے اسکا تجربہ ہو چکا ہی پس وہ کرنا چاہئے جو آیندہ کام آئے اور کسیکو دکھ دینا یا دل کا ستانا اچھا نہین یہ سوچکر ایک چشمہ کے کنارے جسمین مینڈک بہت تھے بڑی غمگین صورت بناکر خاک پر گر پڑا ایک مینڈک نے پوچھا کہ تیرا یہ کیا حال اور کیون غمگین ہو رہا ہے کچھ سمجھایا مگر کوئی اوسکی بات کو خاطر مین نہ لایا وکسی نے کمانا اور دشمن پر غالب آجانیکے سبب اسقدر مغرور ہوے کہ رعیت کی پروا رہی نہ ملک کا انتظام کیا نہ آپ سوچے نہ دشمن کو کچھ سمجھا نیسے سمجھے انجام اوسکا یہ ہوا جو حضور نے ملاحظہ فرمایا نتیجہ اس داستان کا یہ ہے دو دشمن ہزار گڑگڑائے اور لاکھ فروتنی کرے مگر مقدور تک اوس سے بچے اسلیے کہ اکیلے ضعیف کوے نے ہزاروں دشمنوں غارت کر دیا اگر الوون مین ذرا بھی عقل ہوتی تو کوے کی فریب مین نہ آتے پس عقلمند کو چاہیے کہ دشمن پر اعتماد نکرے اوسکو ضعیف نہ سمجھے اور اوسکی باتون پر مغرور نہو کر خالص دوست بہم پہنچاوے کیونکہ اکیلے کاریشناس کی خالص دوستی نے کوون کو یہ فائدہ بخشا کہ ایسے بڑے مہلکہ سے بچکر اپنے وطن موروثی مین پہر آئے حاصل کلام کا یہ ہے کہ جس نے دوست دشمن کو پہچانا اوس کی زندگی چین سے گزرے گی۔

باب پنجم ۵

راے داب‌شلیم نے بیدپائی برہمن سے کہا کہ داستان دشمنونکے فریب سے بچنے اور اوسکے فریب مین نہ آنیکے بیچ سُنی اب امیدوار ہون کہ یہ بیان کیجیے کہ جو مقصد و مطلب حاصل کرے پھر اوسکو کسطرح نگاہ رکھے برہمن نے کہا کہ مطلب کا حاصل کرنا آسان ہے کہ اتفاق وقت اور تقدیر کی مدد سے بغیر کوشش کیے بھی بہت چیزین ملجاتی ہین لیکن اوسکی حفاظت کرنی مشکل ہے کہ بغیر تدبیر معقول کے نہین ہوسکتی اور جسکی تدبیر ناقص اور سست ہو وہ حاصل کی ہوئی چیز کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہین اوس وقت افسوس کرنا اور پچھتانا کام نہین آتا جیسا کہ کچھوے کو بیٹھے بٹھاے ایک دوست صادق بندر ملگیا تھا لیکن بیوقوفی سے کھو دیا راے نے پوچھا وہ کسطرح ہے برہمن نے کہا حکایت ہے کہ جزیرہ اخضر مین بہت بندر رہتے تھے انکا ایک بادشاہ تھا کاردان نام جسکو بسبب ضعیف اور بڑھاپے کے بندرون کی حکومت سے معزول کرکے تخت سلطنت سے اوتار دیا یہ بیچارہ کاردان وہان سے جلا وطن ہوکر ایک جنگل دریا کے کنارے رہنے لگا اور دنیا کی بیوفائی اور خلق کی بے اعتنائی دیکھکر خالق کی عبادت مین مشغول ہوا اتفاقاً ایکدن وہ انجیر کے درخت پر بیٹھا ہوا انجیر کھا رہا تھا کہ ایک انجیر اوسکے ہاتھ سے چھوٹکر پانی مین گرپڑا اوسکی آواز پانی مین گرنیکی اوسکو بہت بھلی معلوم ہوئی اسیطرح کئی انجیر اوسنے پانی مین ڈالے ناگہان ایک کچھوہ وہان پھرتے چلتے آنکلا اوسنے جانا کہ بندر میرے واسطے پھینک رہا ہے اسنے کھانا شروع کیا جب کھا چکا تو خیال کیا کہ اس بندر نے بغیر سابقہ دوستی کے میرے ساتھ احسان کیا اگر اس سے دوستی ہوجاے تو کیا کچھہ نکرے یہ سوچکر ارادہ دوستی کا مضبوط کیا اور باظہار دوستی آواز دی کاردان نے بھی جواب معقول خوشی اور بشاشت سے دیا اور کہا کہ دوستی سے بڑھکر دنیا مین کوئی چیز نہین کچھوا بولا کہ مین ارادہ دوستی کرنیکا رکھتا ہوا

لیکن یہ نہین جانتا کہ مین اِس کام کے قابل ہون یا نہین کاردان نے کہا کہ حکما کا مقولہ ہے کہ دوستی کرنی اچھی ہے لیکن ہر شخص قابل دوستی کے نہین البتہ تین گروہ ہین جنسے دوستی کیجائے اوّل عالم اور عابد ہے کہ اونکی صحبت مین دین و دنیا کی بھلائی ہے دوسرے صاحب اخلاق سی کہ دوست کے عیب کو چھپائے اور ہمیشہ اسکی خطاؤن کو سنبھالے تیسرے وہ جو بیغرض اور بیطمع ہو اور تین گروہ سی دوستی ترک کرے اوّل اہل ہوس اور ہوا پرست سے دوسرے جھوٹے اور خیانت کرنیوالے سی تیسرے بیوقوف اور کم عقلون سے کہ اونکو نیک و بد کی تمیز نہین اسیواسطے کہا ہے کہ دشمن دانا دوست نادان سے بہتر ہے کیونکہ وہ جب تک موقع نہ پائے گا کوئی حرکت نہ کرے گا اور یہہ موقع بے موقع کو ملاحظہ نہ کرینگے گو کہ اس مین صریح نقصان جان اور مال کا ہو مگر فے الفور کر گذرینگے جیسا کہ ایک عقلمند - بادشاہ نے کہا کہ ایسے دشمنون پر ور آفر دیر فتح پانا تیری عقل کی برکت سے ہوا اور جو کام کہ تیری رائے پر کیا نتیجہ اوسکا اچھا نکلا اور جو شخص کام اپنا عقلمندون کی صلاح سے کریگا کبھی اوسمین بگاڑ نہ آئیگا اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ تو ایک مدت تک اونکے پاس رہا لیکن کوئی حرکت ایسی نہ کی کہ جس سے اونکو تیری جانب سی شبہ آتا کارشناس نے کہا کہ یہ سب حضور کی صحبت کا فیض ہے الحمد اللہ کہ ذات جامع برکات حضور متصف بہمہ صفات شاہی جس شخص نے آپکی خدمت مین تعلیم پائی ہو وہ یہ کیا ایسی بساط سی بڑھکر جو کام کرے تھوڑا ہے اور جو کوئی ایسے بادشاہ خدا شناس قدر اوگر سے اوجھے گا وہ اپنی کمبختی اپنے ہاتھ سی بسائیگا بادشاہ نے کہا کہ تیری مفارقت کی رنج مین نہ کھانے پینے مین مزا نہ سونے بیٹھنے مین آرام پایا شکر خدا کا اب مقصد دل برآیا کارشناس نے کہا کہ جو شخص دشمن قوی سے مقابل ہو جبتک ایسا کرا ویسی خلاصی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اوسکا یہی حال

رہیگا کہ زمانہ اوسکی آنکھون مین تاریک نظر آئیگا نہ راتدن کی تمیز نہ سیر و باغ مین
فرق کریگا حکیمون نے کہا ہے کہ بیمار کو جبتک صحت کامل نہین ہوتی کہانیکا
کچہہ مزا نہین ملتا حمال جبتک بوجہہ نہ اوتاریگا آرام نہ پائیگا اور طالب عشق کو
جبتک مطلوب کا وصل نہوگا تبتک قرار نہ آئیگا مسافر جبتک منزل پر نہ پہنچ
جائیگا اوسکا صدمہ دور نہ ہوگا اور ہراسان آدمی جبتک قوی دشمن سے بے فکر
نہوگا تبتک اوسکو ڈر کا لگا رہیگا بادشاہ نے پوچہا کہ خصلت اور عادت اون
کی کسطرح ہی لڑائی اور دربار کا اونکے کیا رنگ ڈہنگ دیکہا کارشناس نے کہا کہ
سب کام اونکے غرور اور تکبر کے پائے گئے کہانا اور سونا اچہی بری بات کی کچہہ تمیز
نہین نیک و بد مین فرق نہین کرتے لیکن ایک شخص دانشمند ہی جو میرے مارنے کو
کہتا تہا بادشاہ نے پوچہا کہ دلیل اوسکی عقلمندی کی کیا ہی کارشناس نے کہا کہ اوسکی
رائے تہی میری قتل پر پہونچا یا تہا اور دوسری یہ ہی کہ یہی تدبیر مناسب تہی دوسرے
یہ کہ اپنے مالک کو نصیحت کی تو جان لیا کہ یہ نہین مانتا تب بہی نصیحت کرنے مین
آداب شاہی کا لحاظ رکہا بادشاہ نے دریافت کیا کہ آداب نصیحت بادشاہونکی
کیا ہین کارشناس نے کہا کہ باتین نرمی اور آہستگی سے کرے مرتبہ شاہی کی بہی رعایت
رکہے گستاخانہ کہہ بیٹہے اور جو کسی بات یا کام مین خلل معلوم ہوا اسکو بیچ کی باتون مین
بطور تمثیل کے بیان کردے اور اس بات کا اندیشہ نکرے کہ میرا مالک مجہسے رنجیدہ ہوگا یا
میری مرتبہ مین خلل آجائیگا یہ سب صفتین اوس وزیر مین تہین کوئی بات نصیحت
کی چہوڑی نہ تہی ہو سب مین اپنے کانون سے سنتا تہا وزیر کہتا تہا کہ اے بادشاہ
سلطنت کچہہ آسان چیز نہین ہے کہ کوشش سے ہاتہ آجاوے اور مشقت سے ملجاوے
اتفاق حسنہ سے کروڑون مین ایک آدہ آدمی اس مرتبہ کو پہنچتا ہے جب عنایت
الہی سے یہ رتبہ حاصل ہو تو اوسکو بہت غنیمت جانے اور اوسکی نگہبانی مین
بہت کوشش کرے انصاف اور عدل مین مصروف رہے اور غفلت
کسی حال مین روا نہ رکہے پائداری ملک اور دولت کی سوائے چار چیزون کو

نہین ہوسکتی اول تو دور اندیشی کہ آنیوالی بات کو پہلے سوچ لی دوسرے
ارادہ مستقل کہ پہر اوس سے نہ پہرے تیسرے تدبیر درست کہ راہ صواب
سے خطا کیطرف مائل نہو جیسے تجہسے تلوار تیز جیسے دشمنونکے سر قلم ہون غرض
وسنے یہ سب اوس سے کہا کہ کیونکر غمگین نہون کہ شکار میری مینڈک تہی اب
انکا کہانا مجہپر حرام ہوگیا اگر ارادہ بہی کہانیکا کرون تو مجال نہین کہ کہا سکون
اوس مینڈک نے اس عجیب واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ کو دی وہ یہ ماجرا سنکر
اس سانپ کے قریب آیا اور پوچہا کہ اسکا کیا سبب ہے سانپ نے کہا کہ میرے
لالچ نے مجکو خراب کیا اور سبب یہ ہوا کہ ایکدن مین ایک مینڈک کی پکڑنے کو چہپا
وہ ڈر کے مارے بہاگ کر ایک بزرگ کے مکان مین گہس گیا مین بہی اوسکے پیچہے
لگا ہوا چلا گیا وہان اون بزرگ کا لڑکا سوتا تہا مجہے اندھیرے مین یہ سوجہا لڑکے کے
انگوٹہے کو مینڈک کی دہوکے سے پکڑ لیا کاٹتے ہی لڑکا مر گیا اس بزرگ نے یہ حال
دیکہکر میرا مارنا چاہا جب مین ہاتہہ نہ آیا تو بد دعا دی کہ خدا ہمیشہ تجہے بےعزت
ویبے آبرو رکہے اور ہمیشہ مینڈکون کے بادشاہ کی سواری مین روندا جائے
اور اونکے کہانے پر قادر نہو مگر کچہہ بادشاہ اپنے صدقہ مین تجہے دے وہی رزق
پہنچے یہہ دعا اون بزرگ کی قبول ہوئی اب مین خدا کے حکم پر راضی ہون یہان آپکے
پاس آیا ہون آپ خوشی سے سوار ہوا کیجئے بادشاہ کو یہ بات بہت بہلی معلوم
ہوئی ہمیشہ اسپر سوار ہوا کرتا اور اپنے ہم جنسون مین فخر اور بزرگی کا سبب
جانتا جب تہوڑے دن اسیطرح گزرے سانپ نے عرض کی کہ بغیر کہانے حضور کے
سواری کی خدمت نہین ہوسکتی بادشاہ نے کہا بیشک مجہے سواری چاہئے اور
سواری کے جانور کو کہانا ضرور ہے اسلئے دو مینڈکونکا راتب تیرے لئے مقرر کر دیا
جو کہ اسمین اوسکا فائدہ تہا اسیطرح کا اوسنے عار نہین کیا یہ مثل اسواسطے بیان کی
کہ مینے ذلت پر اسیواسطے صبر کیا کہ دشمنون کی ہلاکت مین دوستونکا فائدہ تہا
اسلئے اوس خواری کو برا انجانا اور دشمن کی ملائمت کیساتہہ جبر اور کہیری لڑائی سے

بڑھکر ہے کیونکہ آگ جہاز کو اسیطرح جلاتی ہے جتنا وہ زمین کے اوپر ہوتا ہے اور پانی باوجود لطافت اور نرمی کی اسقدر جڑ اوکھاڑ کر بہا دیتا ہے کہ پھر وہ نہیں لگتا اسیواسطے کہا ہے کہ عقل اور تدبیر بہادری سے بڑھکر ہے ایک بہادر آدمی اس سے لڑ سکتا ہے اور ایک عقلمند تدبیر سے ملک کو خالی کر اسکتا ہے بادشاہ نے کہا کہ آفرین تجھکو کہ بڑی لڑائی فتح کی اور قوی دشمن کو ہلاک کیا کارشناس نے کہا کہ یہ میرا کام نہ تھا بلکہ حضور کے اقبال نے یاوری کی اسلئے بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر چند آدمی ایک کام کرنیکا قصد کریں مگر اونمیں سے جسمیں مروت زیادہ ہوگی اوسکا مقصد جلد حاصل ہوگا اور اگر مروت میں برابر ہیں تو وہ مراد پائیگا جو دل کا مضبوط اور اپنے ارادہ پر ثابت رہیگا اور جو اسمیں بھی برابر ہونگے تو اوس کا مطلب حاصل ہوگا جسکے دوست اور مددگار زیادہ ہونگے اور جو اسمیں بھی برابر ہونگے تو وہ کامیاب ہوگا جسکا اقبال یاور اور نصیب مددگار ہوگا بادشاہ نے کہا کہ اُلو ہماری کچھ حیثیت نہیں سمجھتے تھے نہ ہمکو زور اقبال میں لاتے تھے اسلئے ہمکو تھوڑا اور ضعیف جانکر پہچانا نہ کیا کارشناس نے کہا کہ چار چیزونکو تھوڑی ہوں تو بھی بہت جانے اول آگ دوسرے قرض تیسرے بیماری چوتھے دشمن کو میں نے سنا ہے کہ ایک عاجز چڑیا نے سانپ سے بچونکا عوض لیا بادشاہ نے پوچھا کسطرح کارشناس نے بیان کیا

حکایت

ایک مکان کی چھت میں دو چڑیوں نے گھونسلے بنا کر بچے رکھے تھے ایکدن چڑا کسیطرف کو گیا تھا جب واپس آیا چڑیا کو دیکھا کہ بیقراری سے پھڑک رہی ہے پوچھا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ ایک سانپ نے بچے کھا لیے ہیں میں نے اوسکے روبرو عاجزی اور زاری کی اور از حد گڑگڑائی لیکن اوس ظالم نے میری ایک بھی نہ سنی اور بچے کھا کر اوسی گھونسلے میں بیٹھا ہے چڑے نے جب یہ سنا تو بچوں کی مفارقت سے بہت رویا اتنے میں صاحبخانہ نے بتی جلا کر چراغ روشن کیا کہ بہت جلدی چمک کر وہ بتی چونچ میں دبا لے اوڑا اور گھونسلے میں [illegible]

جمنا جنجانہ نے اِس ڈر سے کہ مبادا آگ گھونسلے سے چھت میں لگ جائے گھونسلہ کو بجھانا چاہا وہاں دیکھا کہ سانپ ہے اوسکو مار ڈالا ۔ فائدہ اِس داستان سے یہ ہے کہ سانپ نے دشمن کو نکالا آخرش جان سے گیا ایک قصہ بادشاہ کشمیر کا مذکور ہے چھچھوندر نے پوچھا کس طرح بندر نے رکھا

حکایت ہے کہ کشمیر کا بادشاہ ایک بندر پر بہت مہربان تھا اور اوس بندر کا یہ قاعدہ تھا کہ تمام رات کٹار ہاتھ میں لیے بادشاہ کی چوکی دیا کرتا تھا اتفاقاً ایک رات محل شاہی میں چور چوری کو آیا اور بندر کو بیدار و ہوشیار دیکھکر ٹھہر گیا اتفاقاً اوسیوقت بادشاہ کے سینہ پر ایک گچھا چیونٹیوں کا گر پڑا اور بادشاہ نے سوتے میں ہاتھ اون پر رکھ دیا بندر نے جو یہ حال دیکھا چیونٹی کے اوپر بکمال غضبناک ہوکر چاہتا تھا کہ کٹار مارے جو بادشاہ کے سینہ میں لگتی مگر چور نے بہت چالاکی سے ہاتھ بندر کا پکڑ لیا اور غل مچایا کہ بندر کیا غضب کرتا ہے بادشاہ اوٹھ بیٹھا اور پوچھا کہ کون ہے اوسنے جواب دیا کہ دانا دشمن اور کیفیت چوری کے ارادہ سے آنے کی اور بندر کی حرکت بیان کی

بادشاہ نے کہا بیشک جب عنایت الٰہی شامل ہوتی ہے تو ناگہان اور
دشمن مہربان ہوجاتے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے چوہے کو بہت سا انعام واکرام
دیا اور بندر کو طویلے میں بہیجدیا چوہے نے بسبب عقلمندی کے سرفرازی پائی
اور بندر نے بیوقوفی کے باعث ذلت اور تباہی اور یہ مثال اسواسطے بیان
کی کہ دوستی داناؤں سے کرنی نادانوں سے کوسوں بہاگے چہوہے نے کہا کہ
اے عقل کے کان خوب باتیں حکمت کی ظاہر کیں اب بیان کر کہ دوست
کتنی طرح کے ہیں بندر نے کہا کہ حکیموں نے دوستوں کی تین قسمیں کہی ہیں بعضے
بمنزلہ غذا کی ہیں کہ بغیر اونکے بن نہیں سکتی اور بعضے بطور دوا کے ہیں کہ وقت
ضرورت کی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے مانند بیمار کے کہ وہ کبہی کچہہ کام
نہیں آتے بلکہ دوستی کے لباس میں نقصان پہنچاتے ہیں اور وہ منافق ہیں
کہ دوست کے منہ پر دوستی کا دم بہرتے ہیں اور دشمن کے سامنے دشمن
کہیں بیٹہتے ہیں ایسوں سے بچنا چاہیے چہوہے نے پوچہا وہ کونسا کام ہے جسکے
کرنے میں سب شرطیں دوستی کی ادا ہوجاتی ہیں بندر نے کہا کہ جس نے چہہ
خصلتیں اختیار کیں اوسکی دوستی میں کسیطرح کا قصور نہیں اول جو عیب
دوست کا اوسکو معلوم ہوجائے اوسکو ظاہر نہ کرے بلکہ چہپاوے
دوسرے جو کوئی اچہی بات معلوم ہو اوسکو بڑہا کر بیان کرے
تیسرے جو آپ کچہہ احسان اور سلوک کسی سے کرے اوسکو بہول جاوے
چوتہے جو اسپر احسان کرے اوسکو نہ بہولے پانچویں دوست
کی خطا اور بہول چوک کو نہ پکڑے چہٹے عذر کو قبول کرے جسمیں
چہہ باتیں نہوں وہ دوستی کے لائق نہیں چہوہے نے کہا اللہ چاہے تو میں
دوستی میں ثابت قدم رہونگا مجہے جلد اپنی دوستی سے سرفراز کر کمال غریب
نوازی ہے بندر یہ سنکر چہوہے کی گفتگو سے بہت خوش ہوا اور بڑی رغبت
سے اوٹہکر چہوہے سے ملاقات کی اور آپسمیں عہد وپیمان دوستی کا باندہا

ایک جگہہ رہنے لگے دن بدن محبت اونکی بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ بندر ملک اور حکومت
کے چھٹ جانیکا صدمہ بھول گیا اور کچھوے کو اہل و عیال و گھربار بالکل فراموش ہوگیا
جب ایک مدت دراز گذری کچھوے کی مادہ کو اپنے نر کی کچھ خبر نہ ملی کہ کیا ہوا اور کدھر
گیا ایک دن گھبرا کر اپنی سہیلیون سے کہنے لگی کہ اوسکی جدائی کے صدمہ سے میرا یہ حال تباہ
ہوگیا ہے اور اوسکا کہین پتہ نہین کیا کرون ایک نے اون مین سے کہا اگر افشاء راز نکرے
تو مین اوسکے حال سے آگاہ کرون مادہ نے کہا کہ مجھے تیری قول پر اعتماد اور بھروسہ ہے
جو کچھ تجھے معلوم ہو کہدے اوسنے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ تیرے خاوند نے ایک بندر
سے آشنائی کی ہے ایک دم نہین چھوڑتا مادہ یہ سنتے ہی جل بھن گئی اور کہنے لگی
اے بہن اسکی تدبیر کیا ہے اوسنے کہا کہ سواے مارنے بندر کے اور کوئی تدبیر نہین آخر
بموجب صلاح اسکے آپ بیمار بنی اور زبانی ایک معتمد کے کچھوے کے پاس کہلا بھیجا کہ تیری
جورو بہت بیمار مرنے کے قریب ہے آخری دیدار کرجا کچھوا یہ خبر سُنکر بندر سے رخصت
ہوکر گھر آیا دیکھتا کیا ہے کہ مادہ بیماری سے لوٹ پوٹ ہے نہ بول سکتی ہے نہ بات
کرسکتی ہے اوسنے ہرچند پوچھا وہ کچھ نہ بولی اورون سے دریافت کیا کہ یہ باتین کیون
نہین کرتی اوسکی منہہ بولی بہن نے کہا کہ جو بیمار اپنے علاج سے مایوس ہوا اور دوا اوسکے
میسر نہ ہو وہ کیا بات کرے کچھوے نے کہا وہ کونسی دوا ہے کہ اس ملک مین نہین ملتی
بیان کرو بالفرض اگر یہان نہین ملی تو اور کہین سے ملیگی جسطرح ہو سکیگا اوسکو
حیلہ سے لاونگا اوسنے کہا کہ اس بیماری کی دوا بندر کا دل ہے کچھوے نے کہا کہ
کہان مل سکتا ہے اوسنے کہا کہ ہم بھی خوب جانتی ہین کہ اس دوا کا ملنا بہت
مشکل ہے تجھے اس دوا کے واسطے نہین بلایا بلکہ اسواسطے بلایا ہے کہ آخری دیدار
کرلے کہ پھر اوسکے جینے کی امید نہین ہے کچھوے کو گھر کی بربادی بال بچون کی خرابی
سے کمال رنج ہوا اور کوئی تدبیر سواے مارنے بندر کے خیال مین نہ آئی آخر عقل
اور طبیعت مین جھگڑا ہوا عقل کہتی تھی کہ دوست کے مارنے کا ارادہ کرنا بڑی
دور ہے اور ایسا دوست کہ عقلمند اور تدبیر سے بھرپور ہو علاوہ اسکے جسکے

تھا ہم عہد و پیمان ہو گئے ہون اونکو توڑنا اور ایک عورت کیلئے ناحق خون کرنا انسانیت کے
خلاف ہے طبیعت کہتی تھی کہ عورت کا خیال مقدم ہے کیونکہ گھر کی آبادی اور خویش کی حفاظت
بال بچون کی سنبھال اوسکے دم سے ہے اور ایک اجنبی نہ اپنی قوم نہ اپنی جنس سے دونون کی
صورت آشنا کا خیال کرنا عقل کے خلاف ہے آخر یہ ٹھہرا کہ بندر کو کسی بہانہ سے گھر لا کر مارین
اور اوسکا دل کام مین لاوین پھر سوچکر کچھوہ بندر کے پاس گیا بندر کچھوے کو دیکھکر بہت
خوش ہوا اور بال بچون کی خیر و عافیت پوچھی کچھوے نے کہا کہ تیری جدائی کے صدمہ سے
اسقدر فرصت نہ ملی کہ بخوبی اونکی ملاقات سے دل کو خوش یا بیمارون کی تیمارداری کرتا اب
واپس اسواسطے آیا ہون کہ اگر مہربانی کی نظر سے غریب خانہ مین تشریف لیچلیے تو میری
سرفرازی کا سبب ہو اور پس ماندون کی خوشی کا باعث جو کچھ وہان دلیا ہین اسکے آگے
رکھونگا بندر نے کہا کہ دعوت اور مہمانی کی دوستی مین کچھ حاجت نہین وہ بہت برا
دوست ہے جسکے سبب سے دوستون کو تکلیف ہو کچھ اور مجھ مین اتنی لیاقت کہان
ہے کہ میری سبب سے تجھے بزرگی ملے بلکہ مین تیری دوستی کے سبب سے رنج و غم کے
پھندون سے چھوٹ گیا ہون اسکا شکر گذار ہون اور تکلیف کی ضرورت نہین کچھوے نے
کہا کہ غرض میری آپ کے لیجانے سے یہ ہے کہ ہر وقت ملاقات رہنے کی آوے کہانا
پینا تو اوسکے ضمن مین ہے بندر دوراندیشی کی راہ سے جانے مین عذر کرتا تھا کہ
دوستی مین نزدیکی اور دوری یکسان ہے دوست آنکھون سے کتنا ہی جدا ہو لیکن
دل سے نزدیک ہے کچھوہ پیچھا چھوڑتا تھا اور بہت عاجزی و زاری کرتا تھا انجام کار
بندر جانے پر راضی ہوا اور کہا کہ دوستون کی رضامندی لازم ہے غرض کچھوے کی
پیٹھ پر بیٹھکر گھر کی طرف روانہ ہوا جب دریا کے بیچ مین پہونچا اسکو یہ فکر ہوئی
کہ عورت کیواسطے ایک دوست کی جان لینی بہت بری بات ہے کبھی تھوڑی دور
چلتا پھر اسی فکر مین ٹھہر جاتا بندر نے سوچا کچھوے کو کچھ تردد ہے کہنے لگا کہ تو
کس فکر و تردد مین ہے کچھوے نے کہا کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا بندر نے کہا تیری حرکات
و سکنات سے معلوم ہوتا ہے اگر مجھے دریافت ہو جاسے تو مین بھی اسکی تدبیر بتاؤن

مین مدد دون کچھوے نے کہا کہ واقعی آپ نے خوب قرینہ سے دریافت کیا مین اس
سوچ مین ہون کہ تجھ سا مہربان بزرگ پہلی مرتبہ میرے گھر جاتا ہے اور اہل خانہ بیمار
ہے جیسا دا تیری خاطرداری اور تواضع نہ ادا ہو سکے بندر نے کہ جہان محبت اور دوستی
ہوتی ہے وہان تکلف کی کچھ گنجایش نہین کچھوا تھوڑی دور چلکر پھر ٹھہر گیا اور سوچنے
لگا کہ عورت ناقص عقل کے واسطے بیوفائی اور بدعہدی کرنے سے خاص و عام مین
بدنامی ہوگی حکیمون نے کہا ہے کہ بیوفائی سے بڑھکر کوئی بری خصلت نہین خصوص
دوستون سے انبساط سے شبہ بندر کا زیادہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ دوست کی
طرف سے کچھ شک آجانے لگے تو خلاصی کی تدبیر کرے اس سے ہرگز غافل نہو اسلیے
کہ اگر واقعی ہے تو دوست کے فریب سے بچا اور اگر غلطی ہے تو احتیاط کرنے مین کوئی
ہرج نہ ہوگا یہ سوچکر کچھوے سے بولا کہ کیا سبب ہے جو ہر وقت تو چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے
اور کچھ سوچنے لگتا ہے کچھوے نے کہا کہ عورت کی بیماری کی فکر غالب ہے اسلیے کہ
اوسکی بیماری کی دوا میسر نہین آتی یہی تردد ہے بندر نے کہا ہے مرض وہ
کونسا و خستگی نہین درمان پذیر ٭ درد دنیا مین کوئی بھی لادوا ہوتا نہین ٭ وہ کیا
دوا ہے جسکا ملنا مشکل ہے مجھسے بیان کر شاید میری کوشش سے ملجاے کچھوے
نے کہا کہ وہ دوا بندر کا دل ہے بندر نے جب یہ سنا عقل اوڑ گئی ہوش
جاتے رہے ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے آنکھون مین اندھیرا آگیا لیکن بہت ہوشیاری
سے اپنے آپ کو سنبھالکر دل مین کہنے لگا کہ حرص و لالچ نے اس بلا مین پھنسایا اور
غفلت نے یہ دن دکھایا اب سواے مکر و فریب کے کوئی دستگیر نہین اور عقل
و تدبیر سے بہتر کوئی مددگار نہین لیکن یہی غنیمت ہے کہ ابھی تک اسکے مکان مین
نہین پہنچا اور اسکے فریب کی اطلاع ہوگئی ورنہ بجز دل دینے کے چھٹکارا نہ ہوتا ابھی
اسکی تدبیر کرنی چاہیے یہ سوچکر کچھوے سے کہا کہ اے بھائی تو کس لیے اتنی فکر
کرتا ہے اسکا علاج میرے ہاتھ مین ہے اور ہماری عورتون کو اکثر یہی بیماری ہو
جاتی ہے ہم اپنا دل انکو دیدیتے ہین اور کسیطرح کا ہمکو دکھ رنج نہین ہوتا اور

سینہ سے دل کا نکال لینا بہت آسان ہے اور ضرورت کے وقت دل کا دینا مضائقہ
نہیں اور بیدلی کے سبب ہمیں کچھ نقصان نہیں پہونچتا اور تجھ سے دوست کو دل کیا
جان تک کے دینے میں دریغ نہیں لیکن افسوس کہ تو نے چلتے وقت یہ حال مجھ سے
کہا ورنہ دل کو ساتھ لیتا آتا کچھوا بہت خوش ہوا اور کہا کہ تیرا دل کہاں ہے بندر نے
کہا کہ گھر چھوڑ آیا ہوں اسلئے کہ ہماری قوم میں یہ دستور ہے جب کسی دوست کے
گھر جاتے ہیں تو دل کو اپنے گھر چھوڑ آتے ہیں اسواسطے کہ دل مقام رنج اور غم کا ہے
اور خوشی کی جگہہ جسم کا ساتھ لیجانا اچھا نہیں بڑی خوشی بات کہ تیری اہل خانہ کی
یہ بیماری سنوں اور دل کو ساتھ نہ لیجاؤں ہرچند کہ تیری دوستی پر مجھے یقین ہے کہ تو میری
بات مان لیگا لیکن دوسرے شک کرینگے بلکہ میرے عذر کو فریب پر گمان کرینگے
اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لوٹ چلیں کہ دل لیکر جلد پھر آئیں کچھوہ بندر کو لیکر
بڑی خوشی سے واپس آیا بندر کود کر درخت پر چڑھ گیا کچھوے نے تھوڑی دیر انتظار دیکھ
کر آواز دی کہ دوست جلد چل دیر ہوتی ہے بندر نے ہنسکر کہا کہ اتنا راستہ تو لے میں نے
عمر حکومت میں گذرائی ہے اور اچھا برا زمانہ کا دیکھا بھالا ہے ہرچند گردش زمانہ
سے سب دولت اور حکومت برباد ہوگئی لیکن عقل قائم ہے دوست دشمن کو
خوب جانتا ہوں اب چلتا پھرتا نظر آ - دوستی کا نام نہ لینا اور اپنے آپ کو وفادار
میں مت گن کچھوے نے کہا کہ تجھ بدگمانی میری طرف سے نکر اور تہمت ناخوشی کی میری
ذمہ مت دھر میں نے تیری رضامندی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا - بندر نے کہا یہ جاہلوں
کی باتیں ہیں اور دوبارہ میرے ساتھ مت کریں ایسا گدھا نہیں ہوں کہ دوبارہ
لومڑی کے فریب میں پہنسوں کچھوے نے کہا کسطرح بندر بولا - حکایت ایک
شیر بیماری کے سبب بہت ضعیف اور کمزور ہوگیا تھا ایک دن ایک لومڑی سے
جو اسکی مصاحب تھی کہنے لگا کہ طبیبوں نے اس بیماری کی دوا گدھے کا دل اور
کان بتائے ہیں اگر تجھسے ہوسکے تو ہم پہنچا لومڑی نے کہا بہت اچھا میں گدھے
کو کسی حیلہ سے لاتی ہوں یہ کہکر لومڑی ایک دھوبی کے گدھے کے پاس جسکو

کپڑے لادہ کر لایا کرتا تھا گئی دور سے گدہے کو سلام کیا اُس سے بہت چاپلوسی کی باتین کرکے گدہے کو خوش کیا اور اوسکے دبلے ہونے کا حال پوچھا گدھے نے جب اُسکی مہربانی کی باتین سنین اپنی سب تکلیف بیان کردی اور کہا کہ دہوبی مجھے ہمیشہ لادا کرتا ہے کچھ خبر نہین لیتا لومڑی نے کہا کہ او بیوقوف خدا نے تجھے پاؤن دیے ہین اور تو چل پھر سکتا ہے پھر بہاگ کیون نہین جاتا رات دن کے دکھ مین کیون پہنستا ہے گدہے نے کہا ہماری قسمت مین لدھنا لکھا ہے جہان جاوینگے وہان لدین گے اسلیے ایک گھر اختیار کر لیا ہے لومڑی نے کہا یہ خیال تیرا غلط ہے خدا نے زمین کو وسیع اس واسطے بنایا ہے کہ اگر ایک جگہہ تکلیف ہو دوسری جگہہ چلا جائے گدہے نے کہا کہین جائے جو روزی مقدر مین ہے اوس سے زیادہ نہین ملے گی پھر دربدر بھٹکنا بے فایدہ ہے لومڑی بولی کہ یہ مقام متوکلون کا ہے تجھے یہ مرتبہ کہان حاصل ہے اگر تیری مرضی ہو تو مین تجھے ایک بہت اچھی ہری بھری چراگاہ بتا دون کہ بے کھٹکے وہان چلکر کہیلیو وہان کچھ نہین اور مینے ایسے بہت سے مصیبت زدونکو وہان پہنچا دیا کہ آج تک خوشی سے چرتے ہین اور بے محابا کلیلین کرتے ہین القصہ لومڑی بیوقوف گدہے کو دم جہانسے دیکر شیر تک لے آئی شیر نے جست کرکے اوسپر حملہ کیا لیکن کمزوری کے سبب سے کچھہ نہ بن سکا اور گدہا قابو سے نکل گیا لومڑی شیر کو ملامت کرنے لگی کہ آپ نے بہت جلدی کی جس سے کام نہ ہوا مین بڑی محنت سے لائی تھی ہاتھ سے کہو دیا شیر اپنا عیب چھپانے کو لومڑی پر جھنجھلایا کہ کیون بک بک کر رہی ہے کم ظرفونکو نہ چاہیے کہ بادشاہی معاملات مین مداخلت کرین جو مناسب وقت تھا عمل مین آیا اسمین کچھ چون و چرا مت کر جو بن سکے پھر تو کسیطرح گدہے کو لا اور اوسکے دوبارہ لانے مین تیرا اخلاص ظاہر ہوگا لومڑی پھر گدہے کے پاس آئی گدہے نے اوسکی صورت دیکھتے ہی منھ پھیر لیا اور جو کچھ زبان پر آیا کہا کہ واہ خوب دوستی کی کیا مجھے شیر کا لقمہ بنایا ہوتا لومڑی نے کہا کہ او احمق اگر وہ سچ مچ کا شیر ہوتا اور اوسکے ہاتھ سے تو کس طرح بچ جاتا اور جیتا نکل بھاگتا ارے احمق وہ ایک

طلسم کا شیر ہے کہ حکیموں نے اُس چراگاہ کی حفاظت کیلئے بنایا ہے جسکے ڈر سے کوئی دوسرا یہاں نہیں آسکتا میں یہ کہنا تجھسے بھول گئی یا تو میں خیال ہوتا اب تجھسے کہدیا اُٹھکے چل اور میں پہلے چلتی ہوں اگر شیر ہوگا تو پہلے مجھی کو کہا جائیگا غرض ایسی گفتگو فریب آمیز سے گدہے کو گانٹھ کر لے آئی اور آپ شیر کے پاس پھرنے لگی گدہے سے کہا جو تو نے یہ حال دیکھکر گدہے کا تمام شک وشبہ دور ہوگیا بے فکر چرنے لگا جب جی بھر چر لے شیر کے قریب آیا اور شیر نے گدہے کو غافل دیکھکر خوب قابو پایا ایک جست میں اوسکا کام تمام کر دیا اور لومڑی سے کہا کہ تو یہاں ٹھہری رہ اسکی حفاظت رکھنا میں چشمہ میں نہا کر ابھی آتا ہوں اسکے دل اور کان کہاونگا جب شیر نہانے کو گیا لومڑی نے جلدی سے گدہے کے کان اور دل نکالکر نوش جان کئے جب شیر نہا کر آیا گدہے کے کان اور دل نہ پایا لومڑی سے بولا کہ اسکے کان اور دل کیا ہوئے لومڑی نے کہا کہ خداوند یہ گدھا نہ کان رکھتا تھا نہ دل اسواسطے کہ اگر اسکے دل ہوتا تو عقل کی جگہ ہے کہ پھر تیرے قریب میں نہ آتا اور اگر اسکے کان ہوتے تو سُننے کا مقام ہے کہ حضور پر لومڑی کا دکار ہے پھر تیری باتوں پر التفات نکرتا - بندر نے کہا غرض اس تمثیل سے یہ ہے کہ خدا نے مجھے کان اور دل دونوں دئیے ہیں پر گدھا نہیں ہوں کہ پھر تیرے فریب میں آجاؤں تو نے اپنے کرنے میں کمی نہیں کی لیکن مجھکو چند سے دنیا کی اور آب وہوا کی نالی تھی جو اپنی عقل اور تدبیر کے زور سے نجات پائی اب تجھسے اُمید دوستی کی مت رکھ کچھوا بہت پشیمان ہوا اور کہا واقعی جو کچھ صدمے میری جان پر تیری جدائی میں گذرے اوس سے زیادہ برا اوہ ہوں کہ اپنے ہاتھ سے یہ دکھ لیا اور اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری - یہ داستان اُسکے حسب حال ہے جو کوئی مال حاصل کرے یا دولت پیدا کرکے نادانی اور غفلت سے پھر ضائع کردے پھر اُسکے پچتانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا

باب ششم

جلدی کام کرنے کی بُرائی میں دابشلیم نے کہا کہ آپ نے داستان حفاظت کرنے مقصد حاصل شدہ کی بیان کی اب فرمائیے کہ جلدی کرنا کام میں کیسا ہے برہمن نے کہا کوئی صفت آدمی میں بغیر سوچے اور بے صلاح کام کرنے سے بُری نہیں اس جلدی کرنے میں بہت لوگ تباہ ہو گئے ہر کام میں آہستگی اور بُردباری چاہئے او جو جلدی کریگا پشیمان ہوگا اور پھر اوسکا تدارک نہیں ہوسکیگا۔ مصداق اسکے قصہ زاہد کا ہے کہ بسبب جلدی کے پشیمانی اوٹھائی ۔ دابشلیم نے پوچھا کسطرح برہمن نے کہا

حکایت

ایک بزرگ نے کہ بہت بڑے تجربہ کار تھے ارادہ نکاح کرنے کا کیا کسی دوست سے اس معاملہ میں صلاح کی اوسنے کہا کہ کیا خوب سوچا مبارک ہو اسلئے کہ نکاح میں کئی فائدہ ہیں اول یہ کہ آدمی حرام کرنے سے بچتا ہے دوسرے یہ کہ نسل کا بزرگوں سے کچھ تک پہنچتا ہے جاری رہیگا تیسرے یہ کہ عورت سے گھر کا انتظام ہے اور آرام ہے لیکن اس بات میں کوشش کرو کہ عورت اچھی ملے - اس بزرگ نے پوچھا کہ کسطرح کی عورت چاہئے دوست نے جواب دیا نیک بخت ہو بانجھ نہ ہو اور تین قسم کی عورتوں سے بچنا چاہئے اول وہ رانڈ کہ پچھلے خاوند کو ہمیشہ یاد کرتی ہو دوسرے وہ کہ اپنے مال سے تجھپر احسان جتائے - تیسرے وہ عورت کہ جب تجھے دیکھے باریک آواز کرے اپنے آپ کو بیمار بنائے اوس بزرگ نے کہا کہ کتنی عمر کی عورت سے شادی کرنی چاہئے اوسنے کہا جوان ہو - ادھیڑ اور بوڑھی بیمار اور ضعیف نہ ہو عقلمندوں نے کہا ہے کہ چودہ برس سے تیس برس تک آرام جان و دل ہے اور

تیس سے چالیس تک صاحب اولاد اور چالیس سے پچاس تک صاحب ناموس و ننگ اور
پچاس سے آگے بلا ہے کہانے والی اور کشتی عمر کی ڈبونے والی پہر اوس بزرگ نے اچھا
صورت مین کیسی ہو دوست نے جواب دیا کہ نیک بخت ہو اور اچھی خصلت رکھتی ہو
اور باوجود اسکے اگر صورت بہی اچھی ہے تو نورٌ علیٰ نور اور اگر خوبصورت عورت بدبخت
ہو تو جان کا وبال اور عزت کی آفت ہے القصہ اوس بزرگ نے بڑی تلاش سے
ایک عمدہ خاندان کی خوبصورت اور خوب سیرت عورت سے نکاح کیا بعد تہوڑی
مدت کے وہ عورت حاملہ ہوئی ایک دن وہ بزرگ اولاد کی محبت مین کہنے لگے کہ خدا
نے چاہا تو ایک لڑکا بہت حسین پیدا ہوگا اوسکا اچہا نام رکہونگا اور اوسکی خوب
تعلیم کرونگا کہ اوسکی بزرگی کا نام دور دور مشہور ہوگا جب وہ جوان ہوگا تو اوسکی
شادی بہت بڑے خاندان کی لڑکی سے کرونگا کہ اوسکے اولاد بہت پیدا ہوگی
کہ جنکے سبب سے میرا نام باقی رہیگا عورت نے کہا کہ یہ گفتگو کرنی عقلمندی سے دور ہے
اول تجہی کہان سے معلوم ہوا کہ لڑکا ہی ہوگا اور وہ جیتا رہیگا کسیکو غیب کی بات
معلوم نہین شیخ چلی کیطرح بیفائدہ کیون منصوبے کرتا ہے تیرا حال بہی اوس پارسا
کا سا ہے کہ بیہودہ نے شہد اور گہی سے اپنا منہہ بہرلیا اوس بزرگ نے پوچہا کسطرح
ہے عورت نے کہا حکایت ایک پارسا سوداگر کے پڑوس مین رہتا تہا اور
وہ سوداگر شہد اور گہی بیچا کرتا تہا اور تہوڑا سا اپنے پڑوسی پارسا کو للہ دیا کرتا
تہا یہہ پارسا تہوڑا سا اوسمین سے خرچ کرتا اور باقی گہڑے مین بہر رکہتا ایک دن
یہہ گہڑا بہرا ہوا دیکہکر بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ اس گہڑے کو بیچکر دس
روپیہ کو پانچ بکریان مول لونگا اور اون بکریون کے سال بہر مین دو دو بچے ہونگے
جب وہ بڑہ جاوینگے اونکو بیچکر اپنا سب سامان درست کرونگا اور ایک بڑے
خاندان کی لڑکی سے بیاہ کرونگا بعد نو مہینے کے لڑکا پیدا ہوگا جب وہ بڑا ہو جاویگا
تو اوسکو علم و ادب سکہاؤنگا اگر وہ لڑکپن کے سبب سے میرا کہنا نہ
مانیگا تو اوسے لاٹہی سے مارونگا وسیوقت وہ پارسا اسی خیال مین ایسا

مستغرق تھا کہ واقعی لڑکا روبرو تصور کے حاضر تھا چنانچہ اسی تصور مین لاٹھی اس زور سے ماری کہ وہ گھڑا پاش پاش ہو گیا شہد اور گھی کی چھینٹین اوڑ کر اوسکے منہہ پر آئین کہ تمام ڈاڑھی تر ہو گئی یہ قصہ اسواسطے مین نے بیان کیا کہ ایسے بے فائدہ منصوبے باندھنے اچھے نہین یہ سنکر وہ بزرگ ایسے واہیات وہمی خیالون سے باز آیا اور خداوند کریم نے تھوڑے دنون مین اوسکی مراد پوری کی کہ ایک لڑکا بہت حسین پیدا ہوا جس دن اوس لڑکے کو کھلایا کرتا تھا اور ایکدم مارے پیار کے جدا نکرتا تھا ایک دن والدہ لڑکے کی لڑکا بزرگ کو سونپ کر نہانے گئی اتنے مین بادشاہ نے اوس بزرگ کو بلوایا بزرگ فی الفور لڑکے کو اسیطرح تنہا چھوڑ کر چلدیا بعد جانے اوس بزرگ کے ایک سانپ نے ارادہ لڑکے کے کاٹ کھانے کا کیا یہ دیکھکر ایک نیولے نے کہ اوس بزرگ کا پلا ہوا تھا لپک کر سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اس عرصہ مین وہ بزرگ واپس آیا نیولا نے آہٹ بزرگ کے آنے کی سُنی اوسکے پاس دوڑا بزرگ نے اوسکا منہہ لہو لہان دیکھکر جانا کہ لڑکے کو مار کر آیا ہے کمال غصہ سے ایک لاٹھی زور سے نیولے کے ماری کہ اوسکا کام تمام ہوگیا جب وہ بزرگ گھر مین آئے تو لڑکے کو صحیح سلامت پایا اور ایک بڑا سانپ مرا ہوا اوسکی پائینتی دیکھا اپنی جلدی کرنے سے بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ بڑی بیوقوفی کی کہ اپنے مونس اور غمخوار کو بے سمجھے بوجھے مارا کاش یہ لڑکا نہ پیدا ہوتا تو اچھا تھا مین اسکی محبت مین اسقدر از خود رفتہ ہو جاتا دوست دشمن کو نہ پہچانا اسی عرصہ مین عورت بھی نہا کر آئی یہ حال دریافت کرکے ملامت کرنے لگی اوس بزرگ نے کہا مین خود پشیمان ہون اور سزاوار اس سے زیادہ ملامت کا ہون عورت نے کہا سچ ہے مگر اسلئے کہ اب ملامت کرنے سے کیا ہوتا ہے لیکن اسمین ایک طرح کا تجربہ حاصل ہوا کہ انجام جلدی کرنے کا پشیمانی ہے اور ایسی طرح کی واردات بہت گذری ہین اور بہتون نے واقع ہوئے ہین اون مین ایک قصہ بادشاہ کا ہے کہ باز کو مار کر پچھتایا تھا بزرگ نے پوچھا کسطرح ہے عورت نے کہا

حکایت

ایک بادشاہ کو باز کے شکار کا بہت شوق تھا ایک دن باز کو لیکر

شکار کھیلنے گیا اور ایک ہرن پر گھوڑا اٹھا دوڑاتے دوڑاتے بھٹک گیا لیکن ہرن
نہ آیا گرمی کا وقت تھا بادشاہ کو پیاس معلوم ہوئی پلٹ کر جو دیکھا کوئی ہمراہ نہ تھا
پانی کی تلاش میں چاروں طرف گھوڑا مارے پھرتا تھا ناگاہ ایک پہاڑ کی جڑ میں
دیکھا کہ پانی اوپر سے ٹپک رہا ہے کوزہ شکاربند سے کھولکر پانی اوسمیں بھرنا شروع
کیا جب تھوڑی دیر میں کوزہ بھر گیا بادشاہ نے پینا چاہا کہ یکایک باز نے اس
پر مارے کہ پانی کوزہ کا گر گیا بادشاہ کو کمال رنج ہوا دوسری مرتبہ کوزہ بھرا پھر باز
نے وہی حرکت کی بادشاہ کو پیاس کی تکلیف سے کمال غصہ آیا اور باز کو زمین
پر دے مارا باز فی الفور مر گیا اسی عرصہ میں رکابدار بادشاہی آ پہنچا بادشاہ کو
پیاسا دیکھکر بہت جلد پانی چھاگل سے نکالنا چاہتا بادشاہ نے کہا کہ یہ پانی گرم
تو جلدی سے اس پہاڑ پر جا اور وہاں سے پانی ٹپک رہا ہے بہت ٹھنڈا
بھر لا۔ رکابدار بموجب حکم کے پہاڑ پر جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک اژدہا چشمہ کے
مرا ہوا پڑا ہے اور اوسکی رطوبت پانی میں ملکر قطرہ قطرہ ٹپک رہی ہے رکابدار
واپس آکر یہ حال بادشاہ سے بیان کیا اور اپنے پاس کا پانی پلایا بادشاہ بہت
بہت رویا اور رکابدار سے سب قصہ باز کی خیرخواہی اور اپنی جلدی کا بیان کیا اور
اپنے اوپر بہت ملامت کی اور جبتک جیتا رہا نادم رہا۔ غرض اس سے یہ
ہے کہ عقلمند بے سوچے کوئی کام نہیں کرتے اوس بزرگ نے یہ سنکر کہا تو یہ

پھر کسی کام مین جلدی نکرونگا - خلاصہ یہہ ہے کہ جلدی ہر کام مین بری ہے کسی شخص کو نچاہیے خصوص سردارونکو کہ غصہ کے وقت یا مہربانی کی حالت مین جلدی نکر بیٹھین جب تک کہ اپنی عقل سے خوب نہ سوچ لین اور عقلمندون سے مشورہ نکر لین کہ حقیقت اوس کام کی خوب دلیل قوی سے نہ کھل جاوے اوس کام کو نکر بیٹھین خدا چاہے تو کبھی خطا نہ پاوینگے -

باب ہفتم

اس احتیاط اور تدبیر کرنے مین کہ جب کوئی چارون طرف سے گھر جائے تو کس حیلہ اور تدبیر سے اپنے آپکو اوس سے بچاوے

راے سوالتلیم نے کہا داستان بے فکرون کی جو بے سوچے کام کر بیٹھتے ہین اور پھر پشیمان ہوتے ہین مینے سنی مگر اب آپ بیان کرین کہ صورت خلاصی اون لوگون کی کیا ہے برہمن نے کہا کہ اون دشمنون مین کبھی ایک کے ساتھ صورت دوستی کی پیدا کرے اسلیئے کہ یہہ دوستی عارضی ہے تھوڑے سبب سے بدل جاتی ہے عقلمندون نے لکھا ہے کہ ان آٹھ چیزون کا اعتبار نہین بادشاہ کی قربت و منزلت کا حسن اور صورت کا خوش آوازی لڑکون کی وفاداری عورتون کی مہربانی دیوانون کی سخاوت مستون کی اعتماد بیعقلون کا فریب دشمنونکا - بہت سے دوست ذراسی بات پر دشمن ہو جاتے ہین اور اکثر تھوڑی بات پر دوستی کا دم بھرنے لگتے ہین اسی واسطے عقلمندون نے طریقہ محبت کا دشمنون سے جاری رکھا ہے کہ امید دوستی کی ہاتھ سے نہ جاوے اور ہر دوست پر بالکل اعتماد نہین کر بیٹھتے کہ کھٹکا دشمنی کا لگا ہے - جب معلوم کیا کہ دوستی اور دشمنی لوگون کی اعتماد کے قابل نہین تو دور اندیش کو چاہیے ایسے وقت مین ہر دو دشمن سے صورت صلح کی نکالے جس طرف موقع اور مصلحت وقت ہو اوسی کے مطابق قصہ چوہے اور بلی کا ہے راے نے پوچھا کسطرح حکیم نے

بنایا کیا حکایت کسی جنگل مین ایک بڑا درخت تہا جسکی جڑ مین ایک بل چوہے کا تہا یعنی ایک چوہا بہت ہوشیار عقلمند وہان رہتا تہا اور قریب اوسکے ایک بلی رہا کرتی تھی ایک دن کسی صیاد نے وہان جال لگایا اور اوسے گرفتار کیا اس عرصہ مین چوہا بھی واسطے اپنی روزی کے بل سے نکلا جب بلی پر نظر پڑی ہوش اوڑے سوراخ کی طرف لوٹنا چاہا دیکھا کہ ایک نیولا اوسکی تاک مین ہے درخت پر چڑہ جانے کا ارادہ کیا تو دوسرا ایک کوا دیکھا کہ اوسکے پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے چارون طرف سے دشمنون کا ہجوم دیکھکر چوہا پس جانے رہنے دلمین کہنے لگا کہ آگے بڑہتا ہون تو بلی کہا جائیگی اور جو پیچھے ہٹتا ہون نیولا کہاتا ہے اور جو درخت پر چڑہتا ہون تو کوا پکڑتا ہے کیا کرون اب اس جگہ عقل سے بہتر کوئی مددگار نہین اور عقل کو پروردگار نے اسیواسطے بنایا ہے عقلمند وہ ہے کہ مصیبت کے وقت گہبرا نجاے جب غور کی تو بلی کو جال مین پہنسا ہوا دیکھا دل کو مضبوط کر کے بلی کے نزدیک گیا اور اوسکا حال پوچھنے لگا بلی نے ٹھنڈے سانس بہر کر کہا کہ اے عزیز کیا پوچھتا ہے اس بلا مین گرفتار ہون بجز موت کے خلاصی کی کوئی صورت نظر نہین آتی چوہے نے کہا کہ تو مت فکر کر مین تجہے رہا کئے دیتا ہون ہر چند کہ تیری ایذا میری خوشی کا سبب ہے لیکن مین بہی ایک ایسی مصیبت مین گرفتار ہون کہ بجز تیری مدد کے زندگی غیر ممکن ہے اگر تجہے باور نہین تو دو گواہ موجود مین ایک نیولا کہ پیچھے میرے بیٹہا ہے اور دوسرا کوا اوپر درخت کے میرا منتظر ہے اگر مجہ سے پکا اقرار کرے تو مین تیرے پاس آکر سب بند کاٹ دون بلی یہ بات خلاف قیاس سنکر خوش ہوئی چوہے نے کہا کہ وقت ٹالنا اور دیر کرنے کا نہین چاہیے مجہے تیری رہائی کی خوشی ہے اسی طرح تجہے بہی چاہیے کہ میری زندگانی پر خوش ہو میرا اور تیرا حال مانند کشتی اور ملاح کے ہے کہ ملاح کی مدد سے کشتی کنارے پر پہنچی اور کشتی کے ذریعہ سے ملاح ڈوبنے سے بچے بلی نے چوہے کو اپنے قول مین سچا دیکھکر کہا کہ اب تو ہی بتا کہ مین تیرے ساتھ کیا سلوک اور کس طرح کا برتاؤ کرون چوہے نے جواب دیا کہ جب

میں تیرے پاس آؤں تو میری بہت لمبی چوڑی تعظیم کر اور اسطرح مل کہ جیسے بڑے گہرے دوست آپس میں ملتے جلتے ہیں جب دونوں یہ حال دیکھیں گے اونکے دانت کھٹے ہو جاوینگے اور وہ ناامید ہو کر اپنا اپنا راستہ لینگے پھر میں بے فکر ہو کر تیرے بند کاٹ ڈالونگا بلی نے منظور کیا اور چوہے کو بڑی آؤ بھگت سے اپنے نزدیک بٹھلایا نیولا اور کوا یہ حال دیکھکر چوہے سے ناامید ہو کر چلدیئے چوہا بے فکری سے بند کاٹنے لگا لیکن بخیال دشمنی قدیم کے احتیاط سے بند کاٹنے شروع کئے بلی یہ حال دریافت کرکے کہنے لگی کہ مجھے تیرے بشرے سے بیوفائی معلوم ہوتی ہے اپنا مطلب نکالکر عہد کا توڑنا بہت برا ہے چوہے نے کہا کہ خدا نکرے کہ میں بیوفا ہوں بلی نے کہا کہ اگر اسطرح نہیں ہے تو پھر بند کاٹنے میں کیوں ڈھیل کر رہا ہے اسلئے کہ کوتاہ قول کا فعل ہے اے چوہے خوف جان رکھ بدقولی کا نتیجہ اچھا نہیں اور جو بدعہدی کرے گا تو حال تیرا ایسا جیسا ایک کسان کی عورت کا ہوا تھا چوہے نے پوچھا کس طرح بلی نے کہا

حکایت ملک فارس میں ایک زمیندار زمانہ کی گردش سے بہت مفلس ہو گیا تھا اوقات اوسکی اکثر فقر اور فاقہ سے گذرتی تھی ایکدن اوسکی عورت کہ کمال خوبصورت اور جوان تھی زمیندار سے ازراہ طعن کہنے لگی کہ تو نے ایک جگہ بیٹھکر ناحق اپنی اوقات خراب کی اور ہمیں اس حالت تباہ کو پہنچایا اس سے بہتر ہے کہ چلکر اور کسی طرف قسمت آزمائی کریں شاید کوئی فلاحت کی صورت نکل آوے عورت کے کہنے سے زمیندار نے تکلیف سفر کی منظور کر ہمراہ لی لیکے روانہ بغداد ہوا ایک دن راستے میں یہ دونوں ایک درخت کے نیچے سستانے کو بیٹھکر ہر طرف کی باتیں کرنے لگے اسی گفتگو میں زمیندار اپنی عورت سے کہنے لگا کہ ہرچند تکلیف سفر کی گوارہ کی کچھ اندیشہ نہیں لیکن مجھے ایک خطرہ ہے کہ مبادا تو مجھ سے جدا ہو جائے عورت نے کہا خطرہ ہے کیا کہتے ہو کہیں ایسا بھی ہوا ہے زمیندار نے کہا کہ شاید کوئی تیرا

حسن اور خوبصورتی دیکھکر فریفتہ ہو جائے اور تو بھی تقاضاے جوانی
اوس کی طرف مائل ہو جائے تو میرا جینا غیر ممکن ہے عورت نے کہا
وہم ہے اور ایسے واہی خیال کو دل سے دور کر اگر تجھے کچھ خدشہ ہے تو مین تجھ
سے پھر عہد اور قسم کرتی ہون غرض کہ بعد عہد اور قسم کے وہ زمیندار مطمئن
ہو عورت کے زانو پر سر رکھکر سو رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ کوئی بادشاہ
اوس ملک کا شہزادہ گھوڑا مارے شکار کے پیچھے پھرتا ہوا وہان آنکلا اور اوس
عورت کے حسن و جمال کو دیکھکر خود شکار ہو گیا عورت بھی اوسے دیکھکر
لوٹ ہو گئی شاہزادے نے پوچھا تم کون ہو اور یہان تمہارے آنے کا کیا
سبب ہے اوس عورت نے کہا کہ مین اس بڈھے کے پنجۂ ظلم مین گرفتار
ہون شاہزادہ بولا کہ یہ وقت فرصت کا ہے اگر میرے پیٹھ کے پیچھے
سوار ہو جا مین تجھے شاہزادی اس ملک کی بناؤن عورت وہ قول و قسم
بھلا کر بہت جلد اپنا زانو نکال گھوڑے پر سوار ہو گئی شاہزادے نے گھوڑا
چمکا دیا اس عرصے مین جو زمیندار کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ عورت ایک سوار
کے پیچھے بیٹھی ہے یہ بھی جلدی سے اوٹھکر اوسکے پیچھے دوڑا اور بہت زور سے
پکار کر کہا کہ اے بے وفا یہ کیا کرتی ہے کبھی عہد و پیمان کیا تھا کچھ خوف
خدا اور انتقام سے نہین ڈرتی عورت نے ایک نہ سنی اور گھوڑا بھگایا
یہانتک کہ اوسکی نظر سے گم ہو گئی وہ بوڑھا زمیندار روتا ہوا اوسکے پیچھے
چلا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ مین نے اوسکے قول پر ناحق اعتماد کیا اب
کیا کرون کدھر جاؤن دیکھیے آخر اوسکا کیا ہوتا ہے غرض جاتے جاتے ایک
چشمے کے کنارے پہنچا اوس سے تھوڑی دور بڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ
اوس عورت کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے چشمے کے کنارے پڑے ہین زمیندار کچھ
دیکھکر حیران ہوا اور جانا کہ بے وفائی اور بد عہدی نے اسکا یہ حال کیا
زمیندار یہ دیکھکر اور اپنی بیکسی اور اوسکی محبت مین روتا ہوا گھر واپس

اور صورت اسکے مارے جانے کی یہہ ہوئی کہ جب شاہزادہ اوسکو بھگا کر دور نکل گیا تو ایک چشمہ کے کنارے پر واسطے آب تاش کے ٹھہرا عورت قضائے حاجت کو گئی کہ ناگاہ ایک شیر نے اوسکو پھاڑ ڈالا شاہزادہ یہہ حال دیکھکر ناامید اپنے دار السلطنت کو روانہ ہوا فایدہ اس قصہ کا یہہ ہے کہ جو بیوفائی کرے گا کسی نہ کسی بلا مین پھنسے گا چوہے نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ بدعہدی طریقہ اچھے لوگون کا نہین خصوص تم سے مہربان سے کہ جسکے سبب میری جان بچی لیکن ایک خدشہ دامنگیر ہے جب تک وہ دل سے دور نہ کروگی اطمینان نہوگا بلی نے کہا وہ کیا خدشہ ہے جسکے سبب تو اس خلجان مین ہے بیان کر چوہے نے کہا کہ دوست دو قسم کے ہوتے ہین اول بےغرض دوسرے وہ جو بسبب کسی ضرورت کے دوست بنجاتے ہین سو گروہ اول دوستی اور اعتماد کے قابل ہے اور دوسرا فرقہ جو واسطے فایدہ حاصل کرنے یا مضرت دور کرنے کے دوست بنجاتا ہے وہ اعتماد کے لایق نہین اوسپر بھروسہ نکر بیٹھے نہ اختیار کامل دے بلکہ اوسکے مقدمات بتدریج حیلہ حوالہ سے سرانجام دے اور ہر حال مین بچاو اپنا مدنظر رکھے میرا اور تیرا بھی ایسا ہی معاملہ ہے لیکن تو اندیشہ مت کر تیرے بند کاٹونگا اور اپنی جان بھی بچاونگا بلی نے کہا کہ وہ کیا تدبیر ہے چوہا بولا میرے خیال مین یہ ہے کہ سب بند کاٹونگا مگر ایک بند مضبوط اپنی جان کے بچاو کو چھوڑ دونگا جب دیکھونگا کہ تجھے کوئی اور ضرورت میرے پکڑنے سے زیادہ پیش آئیگی اوسوقت وہ بند کاٹونگا بلی نے جان لیا کہ چوہا اپنے فن مین کامل ہے خاموش ہورہی اور چوہے نے موافق اقرار کے سب بند کاٹ کر ایک باقی رکھا اسی عرصے مین جب صیاد دور سے نمودار ہوا اور بلی کی نظر اوسپر پڑی بیقراری سے تڑپنے لگی چوہے نے موقعہ دیکھکر وہ بھی بند کاٹ دیا بلی صیاد

اسکے خوف سے جان بچا کر درخت پر چڑھ گئی چوہا اپنے بل میں چلا گیا صیاد
اپنا جال کو کٹا ہوا دیکھکر تھوڑی دیر بہت حیران رہا آخر اٹھا کر گھر کو چلا
گیا چوہے نے بل سے سر نکال کر بلی کو دیکھا کہ کدھر گئی بلی نے کہا خاطر
جمع سے باہر نکل آ دوست سے احتیاط کرنی اچھی نہیں میں تیری کمال شکر گذار
ہوں چوہے نے کہا کہ مجھے آرزو کسی کی صحبت کی نہیں اس زمانہ میں اپنوں
سے کنارہ کرنا اچھا ہے چہ جائیکہ غیر جنس سے بلی نے کہا کہ یہ باتیں چھوڑ
اور میں جبتک جیتی ہوں تیری احسان مند رہوں گی اور جان و دل سے خدمتگذاری
کروں گی چوہے نے جواب دیا کہ جب دشمنی ذاتی ہو غرضکہ دوستی اوسکو نہیں
بنا سکتی خصوص جب غیر جنس ہو تو اب میری صحبت کی امید مت رکھ اور
میں ملاقات سے کوسوں دور ہوں اور جو غیر جنس سے میل جول کریگا اوسکا وہ
حال ہوگا جو ایک مینڈک کا ہوا تھا بلی نے پوچھا کس طرح چوہا بولا۔ حکایت

ایک چوہا ندی کے کنارے رہتا تھا اس سے اور ایک مینڈک سے دوستی تھی
چوہے نے ایک دن مینڈک سے کہا کہ اکثر میں کنارے سے تجھے پکارا کرتا ہوں
لیکن بسبب شور و غل مینڈکوں کے نہیں سنتا اسمیں بڑا حرج ہوتا ہے
اب کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سنتے الفور تجھے میرے آنیکی خبر ہو جایا کرے
مینڈک نے کہا کہ یہی آرزو میری بھی ہے امیدوار ہوں کہ تو ہی اسکی تدبیر

کا انجام دیکھ سے غرض چوہے نے ایک بڑا لنبا مضبوط دھاگا لاکر ایک سرا اپنے
اور دوسرا مینڈک کے پانوون سے باندھا ایک مدت تک وقت ضرورت دھاگے
کے اشارے سے ایک دوسرے کو بلا لیتا ایک دن چوہا کنارے پر بیٹھا
تھا کہ ایک کوے نے اوسکو چونچ مین پکڑ لیا تو اوسکے ساتھ مین مینڈک
بھی لٹکتا چلا لوگون نے دیکھکر تعجب سے کہا کہ آج تک ہمنے نہین دیکھا
تھا کہ کوے نے مینڈک کو پکڑا ہو مینڈک نے جواب دیا کہ اب بھی مینڈک
کو کوے نے نہین پکڑا لیکن غیر جنس کے رشتہ محبت مین پھنسا ہے
اور اس سے زیادہ سزا کا مستحق ہے چوہے نے یہ حکایت بیان کرکے
کہا کہ مجھے ہمجنسون کی صحبت سے انکار رہتا ہے چہ جائیکہ غیر جنس سے بلی نے
کہا کہ جب تیرا یہ حال تھا اور تیرے دل مین یہ سمایا تھا تو ایسی دوستی
اور چاپلوسی کی باتین تجھکو نہ کرنی تھین اور مجھے اپنی محبت کے پھندے
مین نہ پھنسانا تھا دوستی کرکے چھوڑنا اچھا نہین چوہے نے کہا کہ اوس
وقت مجھے ایسی ہی قوی ضرورت پیش آئی تھی کہ بنیاد اوسکی بجز اس تدبیر
کے نہین بنتی تھی اور عقلمند جب کسی بلا مین پھنس جاتے ہین تو دشمنون
سے چاپلوسی اور کہاوت کرکے دوستی کے پھلو مین اپنا کام نکال لیتے ہین پھر اگر
اوسکی صحبت مین کچھ نقصان دیکھتے ہین تو اوس سے آشنائی چھوڑ دیتے ہین
اور وہ عداوت کے سبب سے نہین بلکہ حکمت کے باعث جیسے درندون کے
بچے جبتک دودھ پیتے ہین ماباپ کے ساتھ رہتے ہین جب دودھ چھوٹ
جاتا ہے پھر کچھ پروا نہین کرتے اور علاوہ اسکے تجھے مجھسے بذاتہٖ عداوت ہے
یعنی بلی کو چوہے کا کھانا عادت ہے بلی نے کہا کہ یہ گفتگو تو واقعی کرتا ہے
یا از راہ ہنسی ٹھٹھے کے چوہے نے کہا کہ واقعی کہتا ہون جیسا مین تیری صحبت
سے انکار کرتا ہون ایسا مجھے بھی لازم ہے کہ صیاد کی صحبت سے کہ دشمن
قوی ہے بچنا ضرور ہے صرف محبت دلی کافی ہے ظاہری دوستی کا خیال اگر نہ

شرکھ بلّی غمگین صورت بنا کر اپنے مسکن کو چلی گئی اور چوہا اپنے بل مین گھس گیا۔ خلاصہ اسباب کا یہ ہے کہ عقلمند و دور اندیش دشمنون کی دوستی پر غافل نرہین اور دوستون کی دوستی پر بھی بالکل اعتماد نکر بیٹھین ہر کام مین سوچتے اور مشورہ کرتے رہین اور اپنی مطلب براری چوہے کی حکایت سے سیکھ لین۔

باب ہشتم

اے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ اب امیدوار ہون کہ آپ بیان کرین کہ کینہ کشون اور عداوت والون سے کسطرح برتاؤ اور میل جول رکھا جائے یا گریز کیا جائے برہمن نے فرمایا کہ دوست آزردہ خاطر سے احتیاط لازم ہے خصوصا جب فرق اوسکے اوضاع و اطوار مین دیکھے تو اوسکی چاپلوسی اور چرب زبانی پر فریفتہ نہو جائے بلکہ اوسکے معاملہ مین بہت ہوشیار رہے ورنہ جان پر آنیچ کی حکایت قبرہ اور ابن مدین کی شاہد حال ہے۔ دابشلیم نے پوچھا کس طرح حکیم نے بیان کیا۔ حکایت ایک بادشاہ تھا ابن مدین نام اوسنے ایک پرند چکاول پالا تھا اور بادشاہ کو اوسکی گویائی کے سبب سے بڑی محبت ہوگئی ایکدم اپنی آنکھون کے سامنے سے جدا نہین کرتا تھا اور اکثر اوقات وہ باتین اور مثالیں عقل کی سنایا کرتا تھا ایک وقت اوسنے محل بادشاہی کی چھت مین انڈے دئے اور تھوڑی عرصہ کے بعد بچے نکالے اتفاقا اوسی دن بادشاہی محل مین شاہزادہ پیدا ہوا بادشاہ کو کمال خوشی ہوئی چکاول کے بچے کو بھی محل شاہی مین پہنچایا یہ بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پرورش پانے لگا جب دونون بڑے ہوئے اونکی آپس مین بڑی محبت پیدا ہوئی اور چکاول طرح طرح کے میوے لاکر دونون کو کھلاتا کہ جسکے مفید اثر سے

نے جلدی نشو نما پائی اس نمک حلالی کے سبب سے قرب چکاول کا دن بدن زیادہ ہوتا گیا ایک دن کا ذکر ہے کہ چکاول تو کسی طرف گیا تھا اور شاہزادہ کے ہاتھ مین چکاول کا بچہ تھا اس نے کسی سبب سے شاہزادہ کے ہاتھ کو پنجون سے نوچ لیا شاہزادہ نے غصہ سے اوسکو زمین پر ٹپک دیا کہ وہ مرگیا جب چکاول آیا بچہ کو مردہ دیکھا کہا افسوس یہ بلا مین نے اپنے سر آپ لی اگر جنگل یا ویرانہ مین رہتا اور محل بادشاہی اور مصاحب شاہی نہ اختیار کرتا تو یہ نوبت نہ پہنچتی پھر سوچکر اوسنے اپنے پنجہ سے شاہزادہ کی آنکھ پھوڑ ڈالی اور اوڑکر محل کے کنگرے پر جا بیٹھا جب بادشاہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو شاہزادہ کی آنکھ پھوٹنے کے صدمہ سے بہت رویا اور چاہا کسی حیلہ سے چکاول کو پکڑکر بدلا شاہزادہ کا لے اس خیال سے بادشاہ نزدیک چکاول کے آیا کہنے لگا کہ دوست جو کچھ تقدیر مین تھا ہوا تیرا کچھ قصور نہین لیکن تو اپنی جدائی کا صدمہ نہ دے اور مجھے مت چھوڑ چکاول نے کہا کہ اپنا وطن اور عزیز واقربا اسی واسطے چھوڑکر آپکا سہارا لیا تھا کہ تھوڑی سی زندگانی کو زیر سایہ دولت کے بسر کرون اور شب وروز اطاعت اور فرمان برداری مین رہون لیکن نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تھوڑے سے قصور پر غلام زادے کو کہ میرے درخت زندگانی کا پھل تھا حقوق سابقہ کو بھولکر جان سے مار ڈالا اور بلفرط محبت اسکے عوض مین جو کچھ مجھسے قصور ہوا وہ حضور پر روشن ہے اور مجرم کو احتیاط ضرور ہے اگرچہ فی الحال کچھ سزا نہوئی لیکن آخر اوسکا برا ہوگا اس لئے کہ بدلا لینا آدمی کی سرشتی بات ہے اب کہ اس قدر صدمہ میرے ہاتھ سے حضور کو پہنچا اوسکو کس طرح بھولکر پھر حضور کی اطاعت کا خیال کرون شاید کہ آپ نے قصہ داناد اور چورون کا نہین سنا بادشاہ نے فرمایا وہ کیونکر ہے چکاول نے کہا حکایت ایک شخص داناد نام بقصد حج مکہ شریف کو جاتا تھا چورون نے راستہ مین اوسکو بخیال مال کے مار ڈالنا چاہا اوسنے ہر چند آرزو منت

کی کہ جو کچھہ میری پاس ہے لیلو لیکن جان سے نمار و اونہون نے ایک
نہ سنی دانا دل نے ناامیدی سے اودھر اودھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا مگر یکایک
نگاہ اوسکی کلنگون پر جا پڑی کہ سر کے اوپر اوڑ رہے تھے اوسنے باواز
بلند کہا کہ یہہ ظالم ناحق مجھے مارتے ہین اور سواے پروردگار کے کسیکو
میرے حال کی خبر نہین اے کلنگون تم ان سے خون ناحق کا بدلا
لینا چورون نے کہا کہ تجھے احمق کا دانا دل نام رکھنا بیوقوفی ہے
یہہ کیا بدلا لینگے چورون نے آخر دانا دل کو مار کر سب سامان اوسکا لے
لیا جب اوسکے مارے جانے کی خبر شہر مین معلوم ہوئی سبکو رنج ہوا
اور ہمیشہ چورون کی تلاش مین رہا کرتے تھے اس بات کو ایک مدت
گذر گئی اتفاقاً اوس شہر مین بعد عرصہ چند کے لوگ بہ تقریب عید کے
عیدگاہ مین جمع ہوئے اور اتفاقاً وہان قاتل دانا دل کے بھی نماز کو آئے قضارا
ایک جھونڈ کلنگون کا سر پر اوڑنے لگا ایک نے اون چورون مین سے دوسرے
سے ازروے تمسخر کے کہا کہ یہ وہی کلنگ ہین جو دانا دل کے خون کا بدلا
چاہتے ہین کسی آدمی نے یہ بات سنکر حاکم شہر سے کہا حاکم نے اون
کو طلب کر کے دریافت کیا بعد رد و کد کے اونھون نے خون دانا دل کا
اقبال کیا اور اوسکے خون کے بدلہ مین ان سے قصاص لیا گیا یہ مثل اسواسطے
بیان کی کہ یہہ حرکت مجھسے بطور مکافات کے واقع ہوئی ہے ورنہ مین شکستہ بال
کہان اور کجا شاہزادہ کی آنکھ کو پھوڑنا عقل باور نہین کرتی کہ آپ کے قول پر
عمل کرون بلکہ سلامتی اسی مین نظر آتی ہے کہ یہان سے کنارہ کیر جاؤن
بادشاہ نے کہا کہ کینہ کشی کا کام اوچھون اور کم فہمون کا ہے عقلمند بدی
کی عوض نیکی کرتے ہین اور تجھسے یہ حرکت بطور بدلے کے ہوئی بلکہ قصور
میرے لڑکے کا ہے کہ ایک بے گناہ کو قتل کیا ممکن نہین کہ تیری سیر
اور نیکیون کو بھلا کر تجھ سے بدی کرون چکادل نے کہا فرض کیا کہ آپ

سکے وہ لیس کچھ کینہ نہین لیکن مین اپنے دل کے وسوسون کو کیا کرون
عاقلون نے کہا ہے کہ آزردہ خاطر کو جس قدر تسلی اور دلاسا زیادہ کرین
اوسیقدر اوسکی بدگمانی بڑہتی جائے گی بادشاہ نے کہا کہ اے چکاول یہہ
کیا گفتگو بیجا ہے تو مجھے فرزند سے زیادہ عزیز ہے چکاول نے کہا کہ مین ہرگز
تیرا فرزند نہین ہو سکتا اور بالفرض اگر آپ نے ایسا ہی خیال کیا ہے تو لوگون نے
حمدون کے وقت اولاد حقیقی سے بھی بدسلوکی کی ہے اور مین تو بمنزلہ
اولاد مجازی کے ہون مگر آپ نے داستان پیرزن اور مہتی کی نہین سنی
بادشاہ نے پوچھا کس طرح چکاول نے عرض کیا **حکایت** ایک بڑھیا اپنی
اکلوتی بیٹی مہتی نام کو بہت پیار کرتی تھی ایک وقت وہ لڑکی بیمار ہوئی یہہ
فرط محبت سے اوسکے گرد پھرتی تھی اور کہتی تھی کہ اے خدا اس بچے کے
عوض مجھے موت آجائے ایک رات کو بڑھیا سوتی تھی اس عرصہ مین ایک
گائے نے دیگچہ مین موُنھ ڈالا جب سر نکالنے لگی سینگ اسکے اوس مین
پھنس گئے بے اختیار تڑپنے لگی بڑھیا نے جانا کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے
کو آیا ہے چلا کر کہنے لگی کہ حضرت مہتی وہ سوتی ہے مین تو غریب بیوہ ہون
غرض اس سے یہہ ہے کہ اپنی جان سے پیاری کوئی چیز عزیز نہین مجھے
اپنی بہتر ہے اس بلا مین نہ پھنسون بادشاہ نے کہا کہ اے چکاول تعجب
ہے کہ تو لگائے قصہ کہانیون پر خیال کرتا ہے یہہ سوچ کہ میرے جب اولاد
ہی نہ تھی تب کسقدر تجھسے مجھکو محبت تھی ناگہانی امر سے تو بھی مجبور رہا اپنی
جدائی سے کیون نیم جان کرتا ہے شاید قصہ بادشاہ اور گوئیہ کا نہین
سنا چکاول نے کہا کس طرح بادشاہ نے فرمایا **حکایت** ایک
بادشاہ کسی گوئیہ کو اوسکی خوش آوازی کے سبب بہت انعام و
اکرام دیا کرتا تھا ایک روز کلاونت اپنے غلام کو گانا بجانا سکھا کر بادشاہ
کے روبرو مجرے کو لایا بادشاہ بہت خوش ہوا اور تھوڑے دنون

میں اوسکا رتبہ اُستاد سے زیادہ کر دیا اِس حد سے قوال نے اوس
بیگناہ کو مار ڈالا بادشاہ نے یہہ حال سُنکر اوس قوال کو بلایا اور حکم
کا دیا اور کہا کہ تو نے اوسے مار کر لطف زندگی آدھا کر دیا قوال نے عرض
کی کہ مجھے مار کر حضور عالی پورا لطف زندگی کیوں کہوتے ہیں بادشاہ اِس بات
سے بہت خوش ہوا اور جان بخشی کی اسی طرح شاہزادہ کی آنکھ
آدھا صدمہ ہے تو اپنی مفارقت سے پورا صدمہ کیوں دیتا ہے چکاول
کہا کہ کینہ کی جگہہ دل ہے زبان ظاہری پیغام کہہ دیتی ہے اندر کا حال کہاں
فقط دل کی خبر دل کو ہوتی ہے میرا دل اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آ
کے دل میں کچھہ اور ہے علاوہ اسکے آپ کی عادتوں اور مزاج سے میں
واقف ہوں مثل ایک مریض کے ایسا بالکل بھولا نہیں ہوں بادشاہ
پوچھا وہ کس طرح ہے چکاوا نے کہا حکایت

ایک مریض نے طبیب سے درد شکم کی شکایت کی طبیب نے سرمہ بنانا
کہا کہ پیٹ سے اور سرمہ سے کیا علاقہ طبیب بولا کہ یہ اِس لیے ہے کہ
اور سیاہی میں فرق کرے اور پھر جلی روٹی کبھی نہ کھائے اور یہہ مثل اِس
لایا کہ میں بالکل اندھا نہیں کہ نیک و بد میں فرق و تمیز نہ کروں بادشاہ نے
کہ اِس میں دوستوں کے واقعات اِس سے زیادہ پیش آتے ہیں لیکن
کا خاتمہ بالخیر ہوجاتا ہے عاقل ایسی عادتوں کو خیال میں نہیں لاتے اور

بدلا نہین لیتے چکاول نے کہا کہ جو کوئی جس چیز کو آسان جانتا ہے پھر وہی
اوسکو دشوار ہو جاتی ہے حضور کے غصہ کی کیفیت اور اپنے گناہ کی حقیقت
مین خوب جانتا ہون ہر طرح سے مجھے بچنا ضرور ہے شاید آپ نے مضمون
نامہ بادشاہ طبرستان کا نہین سنا کہ اپنے وزیر نافرمان کو لکھا تھا کہ میری
اور تیری مثال مانند پتھر اور شیشہ کی ہے کہ اگر شیشہ پتھر پر گرے یا پتھر
شیشہ پر ہر طرح شیشہ کا نقصان ہے اور ایسا ہی مین مانند شیشہ کے
ہون اور حضور کا غصہ مانند پتھر کے ہے پھر کیونکر نباوے بادشاہ نے کہا
کہ عجیب معاملہ ہے کہ تو ذرا بھی نہین سوچتا کہ تو نے ہی تنہا گناہ نہین کیا تجھ
سے پہلے لوگون سے بڑے بڑے گناہ ہوئے کہ یہہ اوسکے پاسنگ
بھی نہین اور بادشاہون نے درگذر کی چکاول نے کہا واقعی مین نے ایسے
قصے بہت نہین سنے لیکن حضور نے بہی ایسے قصے کیا نہین سنے ہونگے
کہ ذرا سے قصور پر ہزارون بے گناہ مارے گئے ہین مین حضور کے اقوال
اور افعال سے فریب کی بو پاتا ہون جان بہت عزیز اور بے بدل چیز ہے
بادشاہ نے کہا کہ ڈر تیرے دل مین بیٹھ گیا مگر مین خوب جانتا ہون کہ نیک
و بد دنیا مین خدا کی مرضی سے ہوتا ہے آدمی کو اوسمین کچھ دخل
نہین مرضی خدا کی اسی طرح تھی اوس کی جان کا جانا تھا اور اُس کی آنکھ
پر صدمہ آنا تھا تیرا اسمین کیا قصور ہے چکاول نے کہا کہ اگرچہ کل کا اس
پر اتفاق ہے لیکن دور اندیشی سے احتیاط کرنے کی بھی تاکید کی ہے
مین جب آپ اپنے فرزند کی آنکھ دیکھین گے اوس وقت دل پر کیا
صدمہ گذرے گا فرض کیا کہ آج غصہ کو عقل سے دفع کر دو گے پھر کل
یاد کروگے بادشاہ نے کہا کہ یہہ خیال کوتہ اندیشون کا ہے اور جو لوگ
ہر وقت اپنے اقوال و افعال کا خیال رکھتے ہین اور بغیر صلاح عقل کے
کام نہین کرتے اونکے حق مین یہہ بدگمانی ہے چکاول نے کہا کہ آپ حق

فرماتے ہین لیکن مین کیا کرون مجھے یہ اندیشہ دامن گیر ہے کہ آپ کچھ اور ہی
فکر مین ہین عقلمندون نے لکھا ہے کہ تین شخص بے عقل ہین اول اپنے
قوت کے بھروسہ پر بے دریافت دشوار کام کر بیٹھین دوسرے وہ کہ اپنے
کھانے پینے کا اندازہ نہ جانے اور حد سے زیادہ کھانے تیسرے وہ دشمن کی باتون
پر فریفتہ ہو بادشاہ نے کہا کہ مین ہر چند تجکو نصیحت کرتا ہون مگر تیرے خیال
مین نہین آتی اس نصیحت کا بھی وہی حال ہے جیسا زاہد نے ایک بھیڑیے
کو نصیحت کی تھی چکاول نے کہا کس طرح بادشاہ نے فرمایا حکایت ایک
زاہد نے ایک بھیڑیے کو نصیحت کی کہ تو ناحق بکریان لوگون کی کھاتا ہے اور
بے فائدہ جانین تلف کرتا ہے انجام اسکا بہت برا ہے بھیڑیے نے کہا [illegible]
ایسا نہو کہ تیری آواز سے گڈریا ہوشیار ہو جاوے اور اپنی بکریان گھیر کر
لیجاوے تو میرا شکار ہاتھ سے جاتا رہیگا پس اے چکاول تیرا بھی وہی حال
ہے کہ ایک نہین سنتا چکاول نے کہا مین خوب نصیحت عقل کی سن چکا ہون
ایسی نصیحت کیون سنون کہ جس مین جان کا ڈر ہو ایسی جگہ جاون جہان کسی
گذر نہو بادشاہ نے کہا کہ تو نے کبھی سفر نہین کیا اور اوس کا صدمہ نہین
اٹھایا چکاول نے کہا کہ جو کوئی ان پانچ خصلتون کو اختیار کرے گا جہان جاوے
گا مراد حاصل ہوگی اول بدکاری بچے دوسرے جہان تک ہوسکے
نیکی کرے تیسرے تہمت لگنے کی جگہ سے بچے چوتھے خوش خلقی
اور اچھی خصلتین اختیار کرے درجہ بزرگی اور خوردی کا نگاہ رکھے پانچوین
تھوڑی چیز پر قناعت کرے۔ بادشاہ نے پوچھا اگر اب تو گیا تو پھر کب
آئیگا چکاول نے کہا کہ پھر آنے کی آپ امید نرکھین میرا قصہ نان پانی اور
عرب کا سا ہے بادشاہ نے دریافت کیا کس طرح چکاول نے کہا
حکایت ایک عرب واقعہ سے عاجز اگر بغداد مین نان بائی کی دوکان پر پہنچا
کہا کہ پیٹ بھر روٹی کس قیمت پر دیتا ہے اس نے اوسکو ضعیف بھوکا سمجھ

کہا کہ اوسے ورم ہے غرضکہ عرب نے کھانا بیٹھکر کھانا شروع کیا جب قیمت روٹی
کی بسن لئے سے بڑھ گئی تب نان بائی گھبرایا اور عرب سے کہنے لگا کہ تو کب
تک کھاویگا عرب نے کہا کہ جبتک اسکو دجلے کا پانی بہائے گا تب تک میں بھی
کھانے میں کمی نہ کرونگا غرض اسکا یہ ہے کہ جب تک جان میں جان
ہے تب تک وہ اور خوف لگا رہیگا پھر ملاقات کی کوئی صورت نہیں بادشاہ
نے کہا کہ تو کمال ہوشیار رہیے کبھی فریب کے جال میں نہ پھنسے گا جب بادشاہ
نے دیکھا کہ مرغ زیرک دام فریب میں پھنس آتا ہے تو دوسرا جو تیر پھر چلا کر گریہ وزاری
شروع کی اور سیکڑوں طرح کی قسمیں کھائیں ہزاروں عہد و پیمان کئے حکاول نے کہا
کہ جس قدر تو مجھے بادشاہ میرے حق میں مہربانی زیادہ کرتا ہے اوسیقدر میرا اندیشہ اور
خیال بڑھتا جاتا ہے جب بادشاہ نے خوب جان لیا کہ اب کسی طرح قابو میں نہیں
آئیگا تو کہنے لگا کہ چند نصیحتیں جن میں میری بھلائی ہو بتا کر وہ موجب تیری یادگاری
رہیں کہتا جا حکاول نے کہا کہ سب کام تقدیر پر موقوف ہے نیک ہو یا بد لیکن ہمیشہ
آدمی دور اندیشی کرتا رہے کیونکہ اگر کام بن آیا تو بہتر ورنہ عقلمندوں کے نزدیک
تجھکو کوئی بدنامی نہ آئے گی دوسرے جان کہ بیکار مال وہ ہے جس سے کسیکو فائدہ
نہ پہنچے اور بڑا عاقل وہ بادشاہ ہے کہ اپنے ملک کو نہ دیکھے اور داد و فریاد نہ
سنے اور بڑا دوست وہ ہے کہ تکلیف میں دوستی کا خیال نکرے اور وہ عورت
بہت بری ہے کہ خاوند کی رعایت نرکھے اور وہ اولاد بہت بد ہے جو ماں باپ
کی اطاعت نکرے اور وہ شہر ویران ہوگا جسمین گرانی ہو اور حاکم کی طرف
سے رعایا کو تکلیف پہنچے اور بری صحبت وہ ہے کہ دوستوں میں ایک
دوسرے کی جانب سے کھٹکا لگا رہے اب میری اور بادشاہ کے دل میں
صفائی نرہی تو بہتر ہے کہ یہاں نرہوں یہ کہکر حکاول اوڑگیا بادشاہ نے
پچھتا کر صبر کیا ۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کسی طرح فریب میں نہ آنا لے

باب ششم گناہ کے معاف کرنیکے بیان مین

رائے داشلیم نے پوچھا کہ سب کچھ تو آپ نے بیان کیا اب فرمائیے کہ جس شخص کو کسی قصور پر موقوف اور عہدے سے معزول کرے تو پھر بھی اوسے بحال اور سرفراز کرے یا نہین حکیم نے کہا کہ اگر بادشاہ عفو اور درگذر کرنا چھوڑ دین تو لوگون کا اعتماد دل سے اٹھ جائیگا اور یہ سبب بدانتظامی کا ہوگا بادشاہ کو دونون صفتین مہربانی اور غصہ کی ضرور ہین لیکن لطف اس قدر ہو کہ جس مین اپنی سستی اور ضعف نہ پایا جائے اور غضب اتنا ہو کہ ظلم کے درجے کو نہ پہنچے لوگون کو امید اور بیم مین رکھے دوست ہمیشہ عنایت کے امیدوار رہین اور دشمن مدام ڈرتے رہین اگر ہر گناہ کی سزا دی جائے گی تو بحال بے انتظامی امور ملکی اور مالی مین واقع ہوگی جو اہلکار لوگ خیرخواہ دیانت دار رعایا پرور ہون اونکو نوازے کہ لوگ خیرخواہی کی طرف راغب ہون اور نمک حرام ظالمون کو سزا دے کہ اور لوگ ایسی حرکت سے باز آئین اگر بادشاہ قاعدہ یہ مرعی نہ رکھے گا خیرخواہون کے دل ٹوٹ جائینگے اور بدخواہ دلیر ہونگے اگر اتفاقاً کوئی خیرخواہ بسبب کسی قصور کے معرض عتاب مین آگیا ہو تو پھر اوسکو سرفراز کرے اور دلاسا دے مطابق اسیکے قصہ شیر اور گیدڑ کا ہے بادشاہ نے کہا کس طرح حکیم نے بیان کیا ۔ **حکایت** ایک گیدڑ تھا فرلیسہ نام اور زہد و تقوی سبب ایذائے خلائق اوسنے چھوڑ دی اور گوشت کھانا ترک کیا تھا صاحب لوگون نے سمجھایا اور دنیاداری کی ترغیب دی کہ لذائذ دنیا کو چھوڑنا اور تکلیف ریاضت کی اس قدر کھینچنی عقل سے بعید ہے تو فرلیسہ نے کہا کہ گذرا ہوا آتا نہین اور آنے والے پر اتنے کا اعتماد کیا موجودہ کو کیون غفلت مین کھوئے اگر تم سے نہیں بن سکتا تو اورونکو منع تو کرو کچھ خاموش ہوئے تھوڑے عرصے مین فرلیسہ بڑا عابد اور عاقل مشہور ہوگیا

اور اسی جنگل مین ایک شیر کا جو نام سب جانورونکا بادشاہ تھا اسنے ایک گیدڑ
کی شہرت خداپرستی کی سنکر بلوایا قرلیہ بموجب حکم کے حاضر ہوا شیر نے اوسکو
ہر علم اور فن مین کامل پایا کا مجونے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ مہمات مالی اور ملکی تیرے
سپرد کرون قرلیہ نے انکار کیا کہ مجھے ان امور مین واقفیت نہین آپ کے ملازمون
مین بڑے بڑے عاقل اور کارگذار مستحق اس منصب کے ہین اور علاوہ اسکے مین
ناتجربہ کار ہون کامجو نے کہا کہ آپکو ناواقف کہنا دہوکا دینا ہے جسکو خدا نے عقل دی
ہے وہ بلے دیکھے بتادیتا ہے اور بن سنے کہدیتا ہے چہ جائیکہ تجربہ – قرلیہ نے
کہا کہ دو شخص کام کے قابل ہوتے ہین ایک عاقل نڈر کہ اپنی سینہ زوری اور حیلہ گری
سے مطلب نکال لیتے ہین اور کسی کے داو پیچ مین نہین آتے دوسرے کم ہمت کہ جسے
ذلت اور خواری کی عادت ہو اور ہر کسیکی خوشامد کرے تو ایسے شخص سے بہی حسد
نہین کرتا اور مین ان دونون طبقون مین سے نہین اس سے یہی بہتر ہے کہ حضور
مجھے معاف رکہین کیونکہ ایک مدت سے گوشہ عافیت اختیار کیا ہے اور حضور
کے بہلے لالچ دنیا کے میرا بھی حال حلوائی کی دکان کی مکھیون کی مانند ہوگا بادشاہ
نے پوچھا وہ کسطرح ہے قرلیہ نے کہا – حکایت

ایک درویش حلوائی کی دکان پر بیٹھا ہوا کچھ نصیحت کی باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین
شہد کے طشت پر مکھیون کا ہجوم ہوا حلوائی نے موافق عادت کے پنکھے سے
اونکو اڑایا جو کنارے پر تھین وہ تو اوڑ گئین اور جو شہد مین پہنسی

رہتی ہین وہ وہین پہنس رہتی ہین اون بزرگ کو اس مثل سے حال آگیا
جب ہوش مین آئے حلوائی نے بیہوشی کا سبب پوچھا بزرگ نے
کہا کہ اے بہائی سلطنت دنیا ہے اور شہد اوسکی نعمتین ہین اور مکھیان
دنیادار جو کنارے پر بیٹھے ہین وہ فقیر خدادوست ہین کہ تھوڑی سی دنیا
پر قناعت کرتے ہین حرص مین نہین پہنستے اور جو شہد کے اندر ہین وہ حریص
لالچی ہین جب کبھی موت کا علاقہ جو کنارے ہین بہت آسانی سے
بہ تلے آلایش دنیا کے اوڑ جاوینگے اور جو اوسکے اندر پہنسے ہین اسی بلا
مین مبتلا رہینگے ع مرینگے مبتلا ہوکر اٹھینگے مبتلا ہوکر - قرلیہ بولا کہ ممکن
نہین کہ مین اس آلایش دنیا مین پہنسون امیدوار ہون کہ مجہے معذور رکھین کاجو
نے کہا کہ جو عقلمندون اور نیک آدمیون کا اسواسطے ہے کہ اونکے وسیلہ
سے جہان کا انتظام ہو کسی پر ظلم ہونے پاوے مظلومون کا انصاف ہو خلق
خدا آرام سے رہے یہی دنیا مین نیک نامی کا موجب اور آخرت مین نجات کا
سبب ہے قرلیہ نے کہا کہ آپ حق فرماتے ہین لیکن جب کوئی شخص بادشاہی
کامون مین دخل دیتا ہے تو دوست اور دشمن براہ نکتہ چینی اسکے درپے
آزار ہوجاتے ہین پس اس کام مین پڑنا بہلی چنگی جان کو آپ بلا مین پہنسانا
ہے کاجو نے کہا کہ تو کچھ اندیشہ مت کر تیری حسن عقیدت اور اخلاص نے
اس قدر میرے دلمین جگہہ کی ہے کہ کسی کے کہنے سننے سے ہماری
طبیعت تیری طرف سے نہین پہرے گی غرض بعد اصرار بسیار اور عہد و قسم
کے کل اختیار کام کا قرلیہ کے سپرد کیا گیا قرلیہ اپنی نیک نیتی اور کمال اخلاص
سے سرانجام ہر امر کا کرتا اور روز بروز بسبب حسن خدمتی کے عہدہ قرب
کا بڑہتا جاتا تہا آیات وہم بادشاہ اوسکو جدا نکرتا تہا آخر ہر کمال کو زوال
ہے عروج دیکہہ کر ارکان دولت ہی منقاعت قرلیہ کے پیچہے پڑے اور
اس بات کے درپے ہوئے کہ کوئی تہمت قرلیہ پر ایسی لگائی جاوے

کہ یہ خراب ہوکر اپنے عہدے سے خارج بلکہ جان پر آبنے ایک دن بہ صلاح
باہمی سب نے متفق ہوکر گوشت بادشاہ کے ناشتہ کا چورا کر قرلیہ کے
گھر میں پوشیدہ کرا دیا صبح کو سب درباری معمول کے موافق دربار میں حاضر
ہوئے بادشاہ قرلیہ کے آنے کا منتظر اور قرلیہ کسی کام کو چلا گیا تھا
اس لیئے اوس دن اوسکے آنے میں دیر ہوگئی یہانتک کہ وقت
بادشاہ کے ناشتہ کا آپہنچا اور بھوک نے غلبہ کیا ہر چند تلاش ہوئی
مگر نملا بادشاہ بہ سبب بھوک کے نہایت غصہ میں آیا ایک نے موقع دیکھ
کر کہا کہ کیا کہا جائے اگر نہیں کہتے تو نمک حرام بنتے ہیں اور جو کہتے ہیں اپنی جان
کا ضرر ہوتا ہے کامجو نے کہا نمک خوار قدیم اور مصاحب ندیم اسیواسطے
ہوتے ہیں کہ جس میں اپنے مالک کی بھلائی دیکھتے ہیں بے خوف کہہ دیتے
ہیں لہذا اصرار السیار نے عرض کی کہ حضور کے ناشتہ کا گوشت قرلیہ چورا کر
لگیا دوسرے نے کہا کہ ایسی امور میں احتیاط ضرور ہے شاید کسی نے بہ سبب
دشمنی کے بہتان لگایا ہو تیسرے نے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے قرلیہ بڑا
امانت دار ہے کسی جانور کو نہیں ستاتا چوتھے نے کہا کہ اگر گوشت قرلیہ کے
گھر میں نکل آیا تو اور باتوں کی بھی تصدیق ہوجائیگی ورنہ جان لینگے کہ یہ سب اس
پر افترا تھا کامجو نے کہا کہ لوگ اوسکے حق میں کیا کہتے ہیں ایک شخص بولا کہ
لوگ اوسے بڑا خائن اور فریبی جانتے ہیں اگر یہی حال واقعی ہے تو جلد اپنی
کئے کو پہنچیگا دوسرے نے کہا کہ میرے شبہ کی بھی تصدیق ہوجائیگی تیسرا
بولا کہ میں نے یہ سب حال اول ہی بیان کر دیا تھا کہ افعال اسکی اس طرح برے
ہیں کہ اسکا فلان فلان گواہ ہے چوتھے نے کہا کہ افسوس باوجود الطاف ربی
[illegible] ہوسے تمیزی کے ایسی حرکت کرلی بڑی شرم کی بات ہے پانچوین
نے کہا سوچو تو جب ایسی خفیف اور سبک چیزون میں دست اندازی کی تو بڑے
بڑے مقدمات میں کیا کچھ نکیا ہوگا جب دیکھا کہ بادشاہ کے دل میں کچھ دغدغہ

پیدا ہوا تو ایک نے دست بستہ خیرخواہانہ عرض کی کہ اگر یہ سچ ہوئی تو اور بھی
خیانتین ضرور اوسکے ذمہ ثابت ہونگی دوسرے نے کہا کہ کسی کی غیبت اچھی
نہین خدانخواستہ اگر بادشاہ خانہ تلاشی کرائے اور گوشت قرلیہ کے گھر
سے نہ برآمد ہوا تو تمھارا کیا حال ہوگا تیسرے نے کہا کہ واقعی بات کو غیبت نہین
کہتے مین اسکا ذمہ دار ہون ممکن نہین کہ خانہ تلاشی ہو اور نہ نکلے چوتھے نے کہا
کہ اسسے بھلا ہوا اس اصرار سے کیا فائدہ اگر خیانت قرلیہ کی ظاہر بھی ہوجائیگی
تو وہ آپ کو ہر طرح چرب زبانی اور حیلہ گری سے بچائے گا اور اوسکے روبرو
کسی کی بھی نہ چلے گی شیر کا مزاج قرلیہ کی طرف سے بالکل پھر گیا اوسکو طلب
کیا وہ بیچارہ لرزان و ترسان خدمت مین حاضر ہوا شیر نے پوچھا کہ ناشتہ کا گوشت
کہان ہے اس نے عرض کی کہ باورچی کے سپرد کردیا تھا جب اوس سے
پوچھا باورچی نے بھی بہ سبب سازش کے انکار کیا بادشاہ نے قرلیہ کی خانہ تلاشی
لی جو لوگ کہ گوشت وہان چھپا آئے تھے جاکر نکال لائے قرلیہ دیکھکر متحیر ہوا
اس عرصے مین ایک بھیڑیے نے بادشاہ سے عرض کی کہ اب خیانت قرلیہ
کی بخوبی معلوم ہوگئی جلد اسکو سزا دیجائے کہ اوروںکو موجب عبرت کا ہوگا کاتجو
نے تامل کیا پھر ایک سیہ گوش بولا کہ مجھے اس گیدڑ کی نمک حرامی پر تعجب نہین
آیا بلکہ تعجب اسکا ہے کہ بادشاہ نے باوجود دریافت خیانت کے اوسکے قتل مین
توقف کیا اور بغیر سیاست کے انتظام ملک کا نہین ہوسکتا جیساکہ سلطان بغداد
نے مصلحت عام کے واسطے اپنی محبوبہ کو قتل کیا تھا کاتجو نے دریافت فرمایا کس طرح
سیہ گوش نے بیان کیا - **حکایت** سلطان بغداد ایک حرم شکیلہ پر از
حد مفتون تھا حتی کہ امور سلطنت کی طرف بھی متوجہ نہین ہوتا تھا اسلیے ملک
مین کمال بدانتظامی واقع ہوئی ایک رات خواب مین دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ
فرماتے ہین کہ اب بھی ہوش مین آ او کشتی سلطنت کو گرداب خرابی سے مت
ڈالا اوسنے ہرچند چاہا اور تدبیر کی لیکن اوس سے مفارقت کی کوئی صورت نہین پائی

ہوئی آخر کو ایک وقت دجلہ کا تماشا دیکھتے ہوئے محل سے گرا دیا اور فوراً اوسکا
کام تمام ہو گیا تب بیفکر انتظام ملک مین مصروف ہوا - خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ
سلطان نے واسطے آسایش مخلوق کے ایک بیگناہ کو مارا تو اس گنہگار کو جسکے
سبب سے ہزارون جانین عذاب مین ہین بدرجۂ اولی قتل کرنا چاہئیے کامجو اس تقریر
سے اور برہم ہو گیا قرلیسہ سے کہا کہ تجھے جو کچھہ عذر ہو بیان کر قرلیسہ نے کڑے
جواب دیئے اور سخت گفتگو کی شیر نے بھوک کی جھانجھہ مین حکم قتل کرنے کا
دیا جب قرلیسہ کو قتل کرنے لیچلے اوسوقت شیر کی مان یہہ حال سنکر شیر کے پاس
آئی اور کہا کہ کس قصور پر قرلیسہ کے قتل کا حکم دیا ہے شیر نے سب قصہ بیان کیا
شیر کی مان نے کہا کہ سوچ سمجھکر کام کرنا حکیمون نے کہا ہے کہ آٹھہ چیزین آٹھہ
چیزون سے حاصل ہوتی ہین - آبرو عورت کی خاوند سے عزت لڑکے کی ماباپ سے
عقل شاگرد کی اوستاد سے قوت لشکر کی لشکرکشی سے بزرگی درویشون کی پرہیز
گاری سے آرام رعیت کا بادشاہ سے اور انتظام ملک کا عدل سے رونق عدل
کی عقل سے اور دور اندیشی سے پس چاہئیے کہ بادشاہ جو کام کرے اپنی عقل دور
اندیشی سے پہلے صلاح لے اور بڑہکر اس معاملہ مین دو چیزین ہین ایک پہچاننا
حال سپاہ و رعیت کا کہ انکو بقدر حوصلے کے عہدہ دینا اور کام سپرد کرنا دوسرے
اہلکارون کی چغلی اور تہمت لگانے کا خیال رکھنا کہ اکثر ایک دوسرے کو واسطے ترقی
اپنے درجے کے متہم کرنا اون کی عادت ہے اگر ان باتون کا خیال نرہیگا بڑے
بڑے خلل سلطنت مین پڑ جائینگے قرلیسہ کے کام مین جلدی مت کرو اسکو مین
نہایت خیرخواہ جانتی ہون کسی کے کہنے کو مت سنو شیر نے کہا مین نے کسیکے
کہنے کا خیال نہین کیا بلکہ اسکی خود چوری پکڑی گئی شیر کی مان نے کہا کہ اسکو لقمن
صادق نہین سمجھتے سمجھہ کی بات ہے اور اتنا سا قصور اس قابل نہین کہ
اسکی تمام خیرخواہی اور نمک حلالی کو برباد کرے جان سے ہیجان کرے عقل کب
قبول کرتی ہے کہ ایسا شخص اتنی ذرا سی چوری کرے اور اس عرصہ مین بھی

گوشت کے پاس بھی نہین گیا اور بھگتائی اوسکی مشہور ہے کیا
سبب ہے کہ دشمنون نے اوسکی بدنامی کرنیکو گوشت اوسکے گھر مین چھپا دیا یا تو یہ بات
ہم مکارون اور حاسدون سے دور نہین بلکہ دوسرونکو متہم کرنیکو لوگ اپنی جان پر تفصیل سے
ن چھپایا ایک خواجہ سید دولت نے کیا شیر نے پوچھا کسطرح شیر کی مان نے بیان کیا
حکایت ایک حاسد کے پڑوس مین ایک مرد صالح رہا کرتا تھا لوگ اوسکے
نیکی ریاضت اور تقوی کے کمال اعتقاد رکھتے تھے مگر وہ حاسد اوسکی خرابی کے درپے تھا
تھا اور سیکڑون منصوبے کرتا تھا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا آخر حاسد نے تنگ آکر ایکدن اپنے
غلام سے کہا کہ مین اس ہمسایہ کے ہاتھ سے بہت تنگ آگیا ہون اور کوئی تدبیر نہین چلتی
اور جبتک وہ مارا نجائے مجھے اپنی زندگی ناگوار ہے اسلئے یہ تدبیر سوچی ہے کہ تو مجھکو مار کر
چھت پر ڈالدے لوگ میرے عوض مین اوسکو مار ڈالینگے اور تو اس خدمت کے بدلے ہزار
دینار کا توڑا اور خط آزادی لے اپنی عمر عیش و آرام مین بسر کر غلام نے ہر چند سمجھایا مگر خواجہ
نے نمانا آخرش غلام نے آقا کا سر کاٹکر اوس مرد صالح کی چھت پر ڈال دیا اور
لیکر خود روانہ ہوا یہ مثال اسواسطے بیان کی کہ تجھے معلوم ہو کہ حاسدون نے کیا کیا
کئے ہین پھر تو اوسکے ایک ہاتھ بھی نہین اور یہہ معاملہ دو حال سے خالی نہین اگر فریسہ قاتل
گردن مارنیکے نہین تو مقت کا احسان ہے اور خون ناحق سے بچا اور اگر قصور دار ہو سکا ہے
اختیار باقی ہے مگر اس کام مین جلدی کرنی مناسب نہین شیر کے ان باتون سے کان
اور سمجھ گیا کہ اگر واقعی فریسہ نے چوری کی ہے تو محض اسقدر سے نہین کہ فریسہ کو
خیر خواہ کی گردن ماری جائے فریسہ کو خلوت مین بلوا کر سمجھایا کہ ہر چند لوگون نے
نہین برائی کی لیکن تیری نیک چلنی اور نمک حلالی کا مجھکو یقین ہے میرا عذر
سوا سب کسی مصلحت کے تھا تو دل مین کچھ اندیشہ نکر اور اپنے کام کا بندوبست
دے فریسہ نے کہا کہ حضور کی مہربانی کا کس منھ سے شکر ادا کرون لیکن جبتک اسکی تحقیقات
حضور کا حق ہے کہ لوگ غالبین بہ تہمت میری دلکو تسلی نہوگی مجھکو کہا کہ اسکی تحقیقات کسطرح کیجا
فریسہ نے کہا کہ ہر ایک سے علحدہ علحدہ ہر طرح دیکھا کر اور اسکے جھگڑو وعدہ اور و

دیکھنے مین دریافت کیا جاوے اور یہہ بھی پوچھا جاوے کہ ایک مدت سے قرلیسہ نے گوشت کھانا چھوڑ دیا ہے یا نہین اگر اسکا اقبال کرین کہ ہان چھوڑ دیا ہے تو پھر اوسپر تہمت گوشت کے چوری کی لگانی اور گوشت کھانے والون کو بچانا خلاف عقل ہے یقین کامل ہے کہ وہ آخر سچ سچ حال بیان کر دینگے القصہ کامجو نے اسیطرح تحقیقات کی اوسمین بعض بعض نے حال واقعی بیان کر دیا اور دو ایک نے بھی اقرار کیا قرلیسہ کی بیقصوری کا ثابت ہوئی کامجو نے حکم دیا کہ ان بدمعاشون کو سزا سخت دیجاوے شیر کی مان نے کہا کہ ان لوگون کو امان دی ہے اوسکے خلاف کرنا مناسب نہین ابھی کا او شکر کر کہ ایک عمدہ تجربہ تجھے حاصل ہوا کہ کیسی بات برائی کی نسبت بہت سی جھوٹ ایسی ہوتے ہین کہ ظاہر مین سچ معلوم ہوتے ہین اور بہت سی لوگ برائی کی باتین بھلائی کے پردے مین کیا کرتے ہین غرض یہہ ہے کہ بدبات تھوڑی ہو لیکن اوسے عقل سے سمجھے اگر جلد دیکھا جاوے کہ تھوڑی سی چیز رفتہ رفتہ بڑھ جاتی ہے کہ پھر اوسکا تدارک نہین ہو سکتا اور بچھو سے بڑے بڑے زہر یا اون گنگا جیسا کو کہ اصل انکی چھوٹے چھوٹے منبع چشمے ہین لیکن ہر جگہ سے چند ملکر کشتی کا گذرنا اور لنگر کرنے ممکن نہین شیر نے یہہ نصیحت سنکر مان کی بہت شکر گذاری کی اور عہد کیا کہ اب بغیر دلیل اور بے تحقیقات کامل کے کسیکو سزا نہ دونگا شیر کی مان نے کہا کہ جو کوئی کسی سبب کے وقت سے رنجیدہ ہو وہ اون آٹھ گروہ مین سے ہے جنکے ملنے سے بزرگون نے منع کیا ہے اور اونکی صحبت کو برا سمجھا ہے شیر نے پوچھا کسطرح اوسکی مان نے کہا کہ حکیمون کا مقولہ ہے کہ آٹھ قسم کے لوگون سے ملنا اور آٹھ قسم کے نملنے کے لوگ ہین پہلے اول وہ کہ کسیکا احسان نمانے اور کفران نعمت کرے اپنے ولی نعمت کی ناشکری کرتا ہے دوسرے وہ جو بلا سبب غصہ کرے اور زیادتی غصہ کے اپنے آپ مین نہ رہے تیسرے وہ جو خالق اور خلق کے حق اپنی بڑی عمر کے گھمنڈ مین بھول جاتے چوتھے مکار اور فریب جسکی نظر مین سہل معلوم ہون پانچوین چھچھورا اور ظاہرین چھٹے بے حیا اور شوخ چشم ساتوین جسکی عقل پر حرص اور لالچ غالب ہو آٹھوین بے سبب لوگون سے بدگمان ہو اور جن لوگون کی صحبت غنیمت جانے وہ بھی آٹھ قسم کے ہین اول جو کسی کا احسانمند اور شکرگذار ہو اور حق نہ بھولے دوسرے وفادارون جو حق دوستی کا کبھی نہ بھلائین تیسرے راست کردار اور درست گفتار یعنی قول حال مین تعظیم اور بڑائی ہر شخص کے اندازہ کے موافق رعایت رکھے

چوتھے مغرور و مکار سے دور بھاگے پانچوین جنکو اپنے غصہ کا ضبط ہو چھٹے مسکینون اور
محتاجون سے اپنی حیثیت کے موافق سلوک کرین ساتوین آنکھون مین حیا اور با ادب ہون
آٹھوین بندگان خدا کے خیرخواہ ہون خصوص صالح اور نیک لوگ ہون اسکے بادشاہ جو ان
پر عمل کریگا ہمیشہ نیک نام رہیگا اور دولت اوسکی پایدار ہوگی بادشاہ نے قرلیسہ سے کہا کہ اس صحبت
کے لائق جانتا ہے تیرا اعتماد میرے دل مین زیادہ ہو گیا تو خاطر جمع سے سابق دستور اپنے کام کاج مین
مشغول رہ قرلیسہ نے کہا کہ یہ سب بندہ پروری ہے لیکن میرے دل کی کلفت کسطرح دور ہو کہ
چغلی کرنے والون کے کہنے سے بادشاہ نے وہ سب عہد و پیمان ایکدم مین بھلا دیے کانجو نے کہا کہ خدا کا
شکر ہے کہ ابھی تک کوئی تقصیر نہوئی اور نہ تیری عنایت مین کسیطرح کا قصور واقع ہوا قرلیسہ نے
کہا کہ بالفرض اگر اب کے بچ گیا تو دنیا مین حاسدونکی کمی نہین جبتک عنایت بادشاہ میرے
حال پر ہے تبتک حسد بھی قایم رہیگا اور اب اونکو معلوم ہو گیا ہے کہ بادشاہ سلامت انکی
سن لیتے ہین اور بھی دلیر ہو گئے ہر وقت ایک نئی بات گھڑا کرینگے اور جب بادشاہ جانکی
حقیقی بالونمین بدگمان ہو جائے گا تو بندہ کا کیا اعتماد رہیگا اور جان کا مقدمہ نازک ہے بادشاہ
کو چاہیے کہ جبتک روشن دلیل سے ثابت نکرلے حکم سزا کا نہ دے کہ جان کا بدلا کوئی چیز نہین
ہو سکتی بادشاہ کو چاہیے کہ خیرخواہونکے بڑے بڑے گناہ کو بخشے اور درگذر کرے جیسا کہ بادشاہ چین
نے کیا بادشاہ نے پوچھا کسطرح قرلیسہ نے کہا **حکایت** بادشاہ چین نے دربان کو
بسبب کسی قصور کے نکال دیا جب وہ مفلسی کے صدمہ سے بہت تنگ ہوا تو ایکدن موقع پا کر
جشن بادشاہی مین سے طشت سونے کا چرا کر چلدیا اتفاقا بادشاہ کی نظر اوسپر جا پڑی اس مکر
کو اوسکی کمال مفلسی پر حمل کر کے درگذر کی جب خدمتگارون نے اوسے ڈھونڈنا شروع کیا بادشاہ نے
کہا کہ اسے جس شخص نے وہ طشت لیا ہے وہ پھیر نہ دیگا اور جسنے دیکھا ہے وہ نہ بتادے جب دوسرے
سال کا جشن ہوا دربان پھر اوسی جگہ پر کھڑا تھا بادشاہ نے اوسے دیکھکر نزدیک بلایا اور
آہستہ پوچھا کہ شاید وہ طشت خرچ ہو گیا جو کچھ تکلیف ہو بیان کر دربان قدمون پر گر پڑا اور عرض
کی غلام سے یہ حرکت محض مفلسی کے سبب سرزد ہوئی کیونکہ جانتا تھا کہ اگر یہ بات ظاہر
ہو جاویگی جان پر نوبت آئیگی ورنہ جو دن گذرین غنیمت ہین بادشاہ نے ان دونون صورتون کا

مندمہ اعلی اس سے تو چھوٹ جاویگا بادشاہ کو اسکی رائے پسند آئی اور قصور سے درگذرا اور سرفراز کیا غرض
اس سے یہ ہے کہ بادشاہوں کو ہمت عالی ہوتی ہے اپنے تھوڑے سے غصہ مشتبہ پر سے قتل کا
حکم دیا بادشاہ نے کہا کہ درست تیری تقریر ہے لیکن نہایت سختی سے قرلیہ نے کہا کہ سچی بات
اگرچہ ظاہر میں کڑوی اور بری معلوم ہوتی ہے لیکن نتیجہ اور پھل اوسکا اچھا ہوتا ہے جو سچ بات کا
برا مانے وہ عاقل نہیں اس سے میری یہ مراد نہیں کہ بادشاہ پر قصور عقل اور خطا کا ثابت کروں
بلکہ خیر خواہوں کیلئے سیکڑوں حاسد نکلتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ دروغ کو فروغ نہیں ہوتا شکر
کی جا ہے کہ مجھے تجربہ تازہ حاصل ہو گیا تو بفکر رہ قرلیہ نے کہا کہ اب اونکی بدگمانی دور کرنیکی ایک
بات اور رہ گئی ہے اوسکا خوف باقی ہے بادشاہ نے فرمایا وہ بھی کہہ قرلیہ نے کہا کہ آپ نہ
کہدیں کہ قرلیہ ضرور سے اس مہلکہ سے بچ گیا ہے ویسے انتقام ہے اور اس ہتک عزت کا
بدلا لیا چاہئے عقلمند آدمی کو ان تین شخصوں سے احتیاط ضرور ہے **اول** دوست جفا دیدہ سے
دوم جسکا منصب چھین لیا ہو **سوم** جس نے دشمن کا مرتبہ اس سے زیادہ بڑھا دیا ہو
کامجو نے کہا کہ اسکے بجاے اولی کیا تدبیر ہے قرلیہ نے کہا کہ عاقلوں کے نزدیک بعد قصور کے سزا کا ہو جانا مالک
اور مطیع کے صفائی کا باعث ہے کامجو نے پوچھا کہ ملازموں کی بدگمانی کتنی وجہ سے ہوتی ہے قرلیہ نے
کہا تین وجہ سے **ایک** جو مقصود مرتبہ سے گر جائے **دوسرے** حاکم کی کم توجہی سے دشمن اوسکا
ہو جائے **تیسرے** حاکم کی بے التفاتی سے مال و جاہ جاتا رہیگا کامجو نے کہا کہ پھر اسکا تدارک
کسطرح ہو قرلیہ نے کہا کہ اسطرح انکا تدارک ممکن ہے کہ مالک کی رضامندی جسطرح ہو سکے
حاصل کرے یہ تینوں باتیں اوسکی توجہ سے حاصل ہو جائینگی سو جان بچے بہلا اور خفو نے اس ناچیز
کی جان بخشی کی تو اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہے جسکی شکر گذاری کیجائے مجلد ہے اسی عطیہ کری
کے امیدوار ہوں کہ اسیطرح شرف خدمت سے بھی مشرف فرمایا جاؤں کہ گوشہ عافیت میں دعاے
دولت میں مصروف ہوں کامجو نے کہا کہ میری رضامندی سابق دستور کام کرنے میں ہے
اور تیرا حال خوب معلوم ہو گیا کہ مہربانی کی وقت اخلاص سے پیش آتا ہے اور تکلیف و صدمہ کی وقت
ثابت رہتا ہے قرلیہ نے کہا کہ ظاہرا احتیاط مقتضی ان عذرات کی تھی اور چونکہ سعادت دارین
حضرت کی رضامندی میں ہے اور رضامندی حضرت کی اسی میں ہے تو نعم العبد بنیت با تحیر

چاہیے یہ کہ کام بسرور انصرام مہمات ملکی اور مالی میں مصروف ہوا کرے داستان اون لوگون کی کہ جو اپنے
فرمان برداروں پر بعد خفگی اور سزا دہی کے نظر توجہ فرماتے ہیں

باب دہم

رائے داب شلیم نے کہا کہ اے حکیم اب اون لوگون کا حال بیان کر جو اپنی بھلائی کیلئے دوسرے کی بدی چاہتے ہیں حکیم نے کہا کہ ہر عمل کیلئے جزا ہے جیسا کریگا ویسا پائیگا برائی کا نتیجہ بھی برا ہے اور جو آدمی دیکھنا ہی لوگون کچھ دن ٹل جاتے ہیں مگر اعتبار کے قابل نہیں ہر شے کا آخر دیکھا جاتا ہی اور اصل یہ ہے کہ دوسرے کے ساتھ برائی وہ نہیں کرتا بلکہ اپنے حق میں آپ برائی کرتا ہے ہر چند کہ ہم برائی کو اپنی مکر و فریب کے لباس سے چھپایا اور نیک کردار مشہور ہو لیکن نیکی اوسکی فائدہ نہ دیگی جیسے کسی نے اندر کو اور نیشکر مشہور کیا آخر وقت پر وہی آگیں ہو گیں تو ہوئے ہیں مصداق اسکے داستان شیر طعمہ شکن اور مرد شیر افگن کی ہی بادشاہ نے پوچھا کسطرح حکیم نے بیان کیا حکایت کسی جنگل میں ایک شیر تھا بہت ظالم ناحق خونریزی کیا کرتا تھا اور ایک سیاہ گوش اوسکا مصاحب تھا بہت رحم دل وہ چاہتا تھا کہ کسطرح شیر سے جدا ہو جاؤں لیکن مارے خوف کے کچھ نہ کر سکتا تھا اتفاقاً اوسنے ایک چوہے کو دیکھا کہ ایک درخت کی جڑ کاٹ رہا ہے ناگہان ایک سانپ نے آکر اوسکو کھا لیا سیاہ گوش کو اور تجربہ حاصل ہوا اسی عرصہ میں ایک خارپشت نے آکر سانپ کی دم پکڑلی سانپ اوس سے لپٹ گیا فوراً تمام جسم میں کانٹے چبھ کر مرگیا خارپشت اوسے کھا کر اپنے بل میں چلا گیا ناگہان ایک لومڑی خون کی بو پا کر اوسکے بل پر آئی اور اوسکو سوراخ میں بیٹھا دیکھا خارپشت نے خیال نادان ہو سر نکالا اتنے لومڑی نے اوسے کھالیا تو العفو لومڑی کہا لیا تھوڑے سے کہا لے سے فارغ نہ ہوئی تھی کہ ایک کتے نے آکر اوسے شکار کیا کتا بھی شکار سے فارغ ہوکر ایک درخت کے سایہ میں خوف سے سونے پایا تھا کہ ایک زرخ نے کتے کو توڑ ڈالا وہ ہنوز کھانے ہی میں مشغول تھا کہ اتنے میں ایک صیاد نے تیر مار کر کام اوسکا تمام کیا اور کھال نکالکر شہر کیطرف روانہ ہوا راستہ میں ایک سوار نے اوس سے وہ کھال طلب کی اوسنے دینے میں عذر کیا سوار نے

ایک تلوار مین کام اوسکا تمام کیا اور کھال لیکر سوار چلدیا وہ بھی سو قدم نچلا ہوگا کہ گھوڑا اوسکا
ٹھوکر کھاکر گرپڑا سوار اوسی صدمہ سے مرگیا اب سیہ گوش کو کمال تجربہ حاصل ہوا اور
شیر کے پاس جاکر رخصت چاہی شیر نے کہا کہ بلا سبب ترک خدمت شاہی کرنی مناسب
نہین سیہ گوش نے کہا کہ مین عرض نہین کرسکتا اسمین خوف جان ہے شیر نے سیہ گوش
کی تشفی کرکے فرمایا کہ تیری جان تجھکو بخشی بلاخوف بیان کر سیہ گوش نے کہا تو ظلم دوست
ہے اور تیرے دلمین مخلوق کا ایذا دینا سما گیا ہے مجھے اسکا از حد اندیشہ ہے شیر نے کہا کہ تجھ
پر تو کچھ ظلم نہین ہوا پھر تو کسواسطے ڈرتا ہے سیہ گوش نے کہا کہ دو سبب سے ایک مجھمین ظلم
دیکھنے کی طاقت نہین اور جو بات دل مین نہ آئے اسکو کبھی گوارہ نہین کرتے دوسرے خوف ہے
کہ مبادا اسکے وبال مین تیرے ساتھ مین بھی نہ گرفتار ہوجاؤن شیر نے کہا کہ بُرے عملون کی سزا
اور نیک عملون کی جزا تجھے کہان سے معلوم ہوئی سیہ گوش بولا کہ جسکو پروردگار نے عقل
دی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا اس دنیا کو پہاڑ سے تشبیہ دیتے
ہین کہ جیسی آواز دوگے ویسا ہی جواب پاؤگے اور آج مین نے صفت مکافات آنکھ سے
دیکھی ہے چنانچہ قصہ مفصل جو گذرا تھا جو ہرن سے لیکر سوار تک بیان کردیا کہ نتیجہ برائی
کے ساتھ برائی کا ہوتا ہے شیر نے اوسکی تقریر پر کچھ التفات نکیا سیہ گوش نے بمصداق
اسکے ع نہین کچھ کارگر ہوتی سنان خار خارا پر ۔ نصیحت بیفائدہ سمجھکر شیر کی خدمت
سے کنارہ کیا اور ایک جھجھری مین چھپ رہا شیر نے کمال غصہ سے ہرچند اوسکو
تلاش کیا نہ ملا ناگاہ نظر اوسکی ایک ہرنی پر پڑی جو دو بچے لیئے ہوئے چر رہی تھی شیر
اون بچون پر جھپٹا ہرنی شیر کو دیکھکر بڑی عاجزی سے گڑگڑائی اور عرض کرنے لگی
کہ اے مرے بادشاہ جانورون کے ان بچون پر معاف بخشی کر مجھے ان کی مفارقت مین
سخت کھٹکا ہے آخر تیرے بھی بچے ہین خدا انکا بدلا تیرے آگے لائیگا شیر نے اوسکی زاری
پر کچھ خیال نہ کیا اور ان دونون بچون کا لقمہ کرگیا ہرنی یہ ماجرا دیکھکر سر پٹکتی ہوئی
روتی چلاتی جنگل مین پھرنے لگی ناگاہ اوسکو وہی سیہ گوش ملگیا اوسنے سب
درد دل کہہ سنایا اور بہت آہ و زاری کی سیہ گوش نے اوسکی تسلی کرکے کہا کہ تجھکو اندیشہ

ت کر تھوڑے عرصے میں اس ظلم کا بدلا شیر بھی پکڑے گا اتفاقاً شیر کے دو بچے تھے جب
شیر نے ہرنی کے بچون کا قصد کیا تھا تو اوسیوقت ایک صیاد کا گذر شیر کے مسکن پر ہوا تھا
ادھر شیر نے ہرنی کے بچے مارے اودھر صیاد شیر کے بچے مار کر اونکی کھال لیکر چلدیا شیر
اون بچون کو کہا کر جب گھر آیا تو اپنے بچون کا یہ حال دیکھا ڈہاڑین مار مار کر رونے لگا
شیر کے پڑوس مین ایک گیدڑ رہتا تھا نہایت پرہیزگار وہ تعزیت کیلئے شیر کے پاس
آیا اور سمجھایا کہ بے صبری کرنیسے کچھ حاصل نہین جو ہونا تھا سو ہوا آخرکار شیر کو گیدڑ کے سمجھانے سے کچھ
تسلی ہوئی اور ہوش مین آیا جب گیدڑ نے اوسکو اپنی طرف مخاطب دیکھا تو کہنے لگا کہ اے
بادشاہ ہر ابتدا کی انتہا ہے اور ہر آغاز کا انجام مقرر ہے جسوقت اوسکی مدت پوری ہو
جاتی ہے پھر ایکدم کی مہلت نہین ہوتی ہر وقت اوسکی قضا پر راضی رہنا چاہئے اور
رونا اور واویلا کرنا بیفائدہ وقت کا ضائع کرنا ہے شیر نے کہا کہ یہ بلا کہانسے نازل ہوئی گیدڑ
نے کہا کہ یہ بلا جو تجھپر نازل ہوئی یہ اوسیکا نتیجہ ہے جیسا اورونکے ساتھ تو نے کیا اوس نے
اسکا بدلا تجھے دیا اور تیرے ہی اعمال کی مکافات ہے تیرا قصہ بعینہ ایک لکڑی فروش
کا سا ہے شیر نے پوچھا کسطرح گیدڑ نے بیان کیا - حکایت اگلے زمانے مین ایک ظالم تھا
جو غریب لکڑی بیچنے والونکی لکڑیان بزور لیا کرتا اور اپنی ٹال پر بڑی قیمت سے بیچا کرتا ایک روز
اوسنے ایک فقیر کی گٹھری بزور لیلی اور بہت کم دام دئیے اوس فقیر نے آسمان کیطرف ہاتھ
اٹھا کر بددعا کی اوسی رات کو اوسکی لکڑیونکی ٹال مین آگ لگ گئی اور اوس آگ نے
اوسکو گھر اور سامان کو جلا کر خاک کردیا صبح وہ اپنے عزیز واقربا سے کہنے لگا کہ نہین معلوم یہ
آگ کہانسے آلگی اتفاقاً ایک صاحبدل وہان کھڑے تھے اونھون نے کہا کہ یہ مظلومون
اور فقیرون کے دل کی آگ ہے لقولہ ٭ بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید ٭ اور یہ اسیواسطے بیان کیا کہ جیسا تونے اورون کے
بچون کے ساتھ کیا ویسا تیرے بچون کے آگے آیا اب جیسا اونھون نے اپنے بچون پر صبر
کیا ہوگا تجھے بھی صبر لازم ہے شیر نے کہا اے یار مہربان اور بھی کچھ کہہ گیدڑ نے کہا تمہاری عمر
کی کسقدر ہے کہا چالیس برس کی گیدڑ نے پوچھا کہ اتنی مدت مین آپنے کیا کھایا کہا گوشت

جانورونکا گیدڑنے کہا کہ جبکا آپنے گوشت کہایا آخر اونکے بھی ماباپ اور اقربا ہونگے اور اونھون نے بھی کیا کیا آہ وزاری اونکی مفارقت مین نکی ہوگی اگر تو اونکو نستاتا تو تجھے بھی آج یہہ دن نصیب نہ ہوتا اب بھی سنبھل اور نیکو دکھہ دینے شیر کو باتین گیدڑ کی بھلی معلوم ہوئین اور جانا کہ عمر کو مفت خوش آیند لوگون کی چاپلوسی اور مستی مین گذارا اب جو کچھہ باقی رہی ہے رضاے الہی مین گذارون تو اچھا ہے شیر نے یہ سوچ کر یکلخت گوشت کہانا اور جانورون کو ستانا چھوڑدیا اور میوہ جات پر قناعت کرنے لگا جب گیدڑنے دیکھا کہ شیر اسیطرح میوہ کہائیگا تو تھوڑے عرصے مین میوون سے جنگل خالی ہوجائیگا یہ سوچ کر شیر سے پوچھا اب کیا حال ہے شیر نے کہا کہ مخلوق کی ایذا رسانی چھوڑکر میوون سے گذراوقات کرتا ہون گیدڑنے کہا کہ اسمین زیادہ ایذا رسانی مخلوق کی ہے کہ جن جانورونکی خورش میوہ ہے اون کی قوت یکسالہ کو آپ ایک مہینہ مین نوش کرجاتے ہین آخر وہ بھی بھوک سے مرینگے یا نہین پھر وبال اُسکا کسکی گردن پر پڑیگا اور مین ڈرتا ہون کہ آخر تیرا حال ایک بدجانور کیطرح ہو شیر نے پوچھا کس طرح گیدڑنے کہا ۔

حکایت

ایک بندر دنیا سے کنارہ کرکے جنگل مین رہا کرتا تھا وہان بجز انجیر کے اور کوئی میوہ دار درخت نہ تھا اسلیئے اوسی پر اوسکی گذراوقات تھی اتفاقاً وہان ایک بدجانور وارد ہوا اور بندر کو دیکھکر کہنے لگا کہ مین بھوکا ہون مہمان نوازی چاہیئے بندر نے کہا کہ اگر پہلے

سے اسکی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سامان مہمانداری کھولکر کہا بدجانور نے جواب دیا
کہ دوستی مین تکلف کی حاجت نہین جو کچھ موجود ہو لائیے بندر نے ناچار درخت کو ہلایا انجیر
گرے بدجانور لقمہ کر گیا اور کہا بہت بھوکا ہون اور عنایت کیجئے اسیطرح کئی درخت کے
انجیر کہا گیا جب بندر نے ناچار ہوکر کہا کہ اب زیادہ بیمروتی نہ چاہئے تو اسنے ایک بھپکی کی
خورش تھوڑی دیر مین تمام کی اور ہنوز بھوکا ہے بدجانور بکمال غصہ تنے اوسی درخت پر
بندر کے سر اکیواسطے چڑہنے لگا جسکی بوجہہ سے ڈالی ٹوٹ پڑی اور بدجانور گر کر مر گیا
یہہ داستان اسلئے بیان کی کہ تو بھی دوسرون کی حق تلفی کرتا ہے اسیطرح وبال مین
گرفتار ہوگا اور جنکو اذیت پہنچے گی وہ دشمن تیرے اور تیری اولاد کے ہوجاینگے جب
مشیر نے یہہ گفتگو سُنی تو میوہ کہانے سے بھی توبہ کی گھاس پھونس پر گذرا اور عبادت
کرکے خالق کی عبادت مین مشغول رہتا خلاصہ ان حکایات کا یہہ ہے کہ کسیکو ایذا اور آزار
نہ دے دنیا دار مکافات ہے جیسا کوئی کسیکے ساتھہ کریگا ویسا ہی اوسکے پیش آئیگا

باب یازدہم

اپنے اندازے سے بڑہکر طلب کرنیکے برائیون

رائے دابشلیم نے حکیم بیدپا سے کہا کہ جو شخص اپنی حد سے بڑہکر قدم رکہے اور وہ کام کرے
جو اوسکے حال کے مناسب نہو نتیجہ اوسکا کیا ہوگا حکیم نے کہا کہ ہر شخص کو اوسکے لائق
حال اور استعداد فطری کے قابل کام عنایت ہوا ہے عاقل کو چاہئیے کہ اوسی عمل کو
کمال پر پہنچائے اور اپنے حوصلہ سے بڑہکر کوئی کام نکرے اور زیادہ ہوس مین نہ پڑے
مناسب اپنی مقام کے داستان فقیر گوشہ نشین اور مہمان بوالہوس کی رائے
نے پوچھا کسیطرح حکیم نے کہا حکایت قنوج مین ایک فقیر تہا گوشہ نشین اکثر مسافر و
صادر و وارد کی خدمت کیا کرتا اتفاقاً ایک مسافر آیا اوس سے فقیر نے پوچھا کہ آپ
کہاں تشریف لائے ہو اور کدہر جاؤگے مہمان بولا کہ مین رہنے والا ملک فرنگ کا ہون

کا پیشہ کرتا تھا اوسی زمانے میں ایک کرشحن سے دوستی تھی ایک دن اوسنے فائدے زمینداری
کے اسطرح بیان کئے کہ میرا جی سنکر کھیتی کرنے پر لوٹ پوٹ ہوگیا تھوڑے عرصے میں نان
بائی کا پیشہ کو چھوڑ کر زمینداری کا سامان سب جمع بہم پہنچایا ایک درویش صاحب کمال نے
جو میرے پڑوسی اور میرے حال پر نظر توجہ رکھتے تھے مجھے بہت ملامت کی اور سمجھایا کہ تو نے
نصف عمر برباد کی جب اس پیشہ میں تجھکو فی الجملہ مہارت حاصل ہوئی اب اور نصف
عمر اسمیں صرف کریگا تب فن کشتکاری سے واقف ہوگا غرض تمام عمر اسی کشمکش میں
کٹے اس سے یہی بہتر ہے کہ زیادہ طلبی نکر اور قدیمی پیشہ کو مت چھوڑ ورنہ تیرا حال مثل کلنگ
کے ہوگا نان بائی نے پوچھا کسطرح درویش نے کہا **حکایت** ایک دھوبی دریا کنارے
کلنگ کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ ہر روز کیچڑ کے کیڑوں سے گذر اوقات کرتا تھا ایک روز کلنگ
نے باز کو شکار کرتے ہوئے دیکھا تو اسنے بھی براہ ہوس جانوروں کا شکار کرنا چاہا دھوبی
نے فراست سے دریافت کر لیا کہ یہ اس گھات میں ہے اتفاقاً کلنگ نے ایک کبوتر پر جست کی
وہ تو ہاتھ نہ آیا مگر یہ کیچڑ میں پھنس گیا دھوبی نے باآسانی اوسکو پکڑ کر گھر کا راستہ لیا
غرض یہاں اس سے یہ ہے کہ جو کوئی اپنا کام چھوڑ کر دوسرے کا پیشہ اختیار کرے گا اوسکا
بھی یہی حال ہوگا جو کہ حرص مجھپر غالب تھی میں نے ایک نہ سُنی اور سب سامان نقد و
جنس بیچکر کھیتی میں لگا دیا جب کچھ پاس نرہا تھوڑے دنوں میں اہل و عیال پر فاقہ کشی
ہونے لگی اب دلمیں سوچا کہ بڑی غلطی جو نصیحت درویش کی نہ مانی پھر کچھ قرض دام
لیکے از سر نو دکان جاری کی اسپر ایک معتمد مقرر کیا اور میں بھی ہر روز کھیتی کی
نگہداشت کو جاتا کبھی خانہ داری کے کاموں میں مشغول ہوتا جب دو مہینے اسطرح
گذرے دکان کے مہتمم نے خیانت کی اور کھیتی بسبب آفت آسمانی کے برباد ہوگئی آخر
مفلس ہوگیا الحاصل ایک درویش نے میرا یہ حال سنکر بہت افسوس کیا اور کہا
تیرا حال مطابق اس حکایت کے ہے **حکایت** ایک شخص کے دو جوڑو تھیں ایک
بڑھیا اور دوسری جوان جب یہ جوان کے گھر جاتا تو وہ اوسکے داڑھی کے سفید
بال اکھاڑ ڈالتی کہ مبادا بسبب سفیدی کے بڑھیا سے رغبت کرے اور جب یہ بڑھیا

سکے ہاں رہتا تو وہ اپنی غرض سے سیاہ بال نوچ ڈالتی اس مرد کی یوں سب ڈاڑھی
برباد ہو گئی اسیطرح تو نے بھی کچھ پونجی تو کھیتی میں کھوئی باقی دکان میں ڈبو دی جب تجھے
حال قرض خواہوں کو معلوم ہوا تقاضا شروع کیا میں نے تھوڑے روزوں اونکو دم جہانسے
میں ٹالا مگر جب نہایت تنگ ہوا روپوش ہو کر غربت اختیار کی اور ایک عرصے تک دور
دراز ملکوں میں پھرتا رہا بعد مدت کے معلوم کیا کہ اہل و عیال نے قضا کی اور جائداد باقیماندہ قرض
خواہ قابض ہو گئے وطن سے ناامید ہو لقمہ برخوان الٰہی فقیر نے یہ قصہ سنکر تشفی دی
اور کہا کہ اگرچہ تو نے تکلیف بہت اٹھائی لیکن کئی تجربے بھی حاصل ہو گئے امیدوار ہوں
کہ تھوڑے دنوں یہیں قیام کیجیے۔ مہمان وہاں رہا اور اسکی صحبت کو مغتنم جانا فقیر
زبان عبری میں اپنے خدام سے بکمال فصاحت گفتگو کیا کرتا تھا مہمان اگرچہ زبان عبری
سے مطلق آگاہ نہ تھا مگر فصاحت اس زبان کی اسکو بھلی معلوم ہوئی آخر رہ نہ سکا
فقیر سے زبان عبری حاصل کرنے کا سوال کیا فقیر نے کہا کہ مجھے زبان کے سکھلانے میں
کچھ عذر نہیں لیکن زبان فرنگ اور عبری سے بکمال منافرت ہے ایسا نہ ہو کہ زبان
عبری نہ آئے اور بہ عدم مزاولت و شدت محنت سے زبان اصلی بھی ہاتھ سے جائے
فرنگی نے کہا جو کوئی کسی چیز کے طلب کرنے میں قدم رکھے اوسکو تکلیف اور محنت سے
ڈرنا نہ چاہیے لمولفہ بیت مقصود کے وادی میں جب رکھا قدم ؛ فکر کیا ہے گر کرے
خار مغیلاں سرزنش ؛ اور طلب علم سے دونا فائدہ ہے اگر حاصل ہوا فبہا والا
خالی ثواب سے نہیں اور یہ غیر ممکن ہے کہ جس کام میں کوشش کیجائے حاصل نہو اور تھوڑا
حاصل ہونا علم کا بھی بہت ہے دیکھو ایک صیاد بہ سبب برکت ایک لفظ کے
مالا مال ہو گیا فقیر نے پوچھا کسطرح مہمان نے بیان کیا حکایت ایک غریب شخص
صیادی سے اپنا اور اہل و عیال کا گذارہ کیا کرتا تھا ایک دن جال لگائے ہوئے
وہ دور بیٹھا ہوا تاک میں تھا اور قریب تھا کہ دو تین جانور اسمیں گرفتار ہوں اسی
عرصے میں دو طالب علم بحث کرتے ہوئے وہاں سے گذرے اوسنے دور سے
اون طالب علموں کو کہ آپ خاموش یہاں سے چلے جائیں اونھوں نے ایک نہ

عالی آخر لعبد رد و بدل کے یہہ تجویز قرار پائی کہ درصورت گرفتاری جالور و نکی صیاد دو
جالور اونکو دے الفاقا تین جالور اوسمین پھنسے صیاد دینے مجبور ہوکر دو انکو دئے اور
کہاکہ اسکے عوض مین جس مینکی کی آپ تقریر کرتے ہیے وہ مجھے بتائیے طالب علمون
نے کہاکہ میراث خنثہ مین گفتگو کرتے تیے اور خنثہ وہ ہے کہ نہ مرد ہو نہ عورت صیاد
نے اس لفظ کو یاد کرلیا دوسرے روز جال لیجاکر دریا مین ڈالا اور ایک نئی قسم کی
عجیب مچھلی پکڑکر بادشاہ وقت کے نذر کی شاہ نے اوسکو کمال خوشی سے ایک ہزار
روپیہ انعام کے دلوائے وزیر خاص نے عرض کی کہ صیاد بہت ہین اور دریا مین
مچھلیون کی کمی نہین جب فی مچھلی یہ انعام ہے تو یقین کہ تھوڑے عرصے مین خزانہ
مچھلیونکے اخراجات مین دریا برد ہو جائے گا بادشاہ یہہ سنکر سوچ مین
گیا اور کہنے لگا کہ اب زبان بدل نہین سکتا وزیر نے عرض کی کہ حضور اس سے
دریافت فرمائین کہ یہہ مچھلی نر ہے یا مادہ درصورت بتلانے نر کے مادہ طلب
کرین اور مادہ کہنے پر نر منگائین جب وہ اوسکا جوڑا لانے سے عاجز ہوگا تو
بہت تھوڑے انعام پر اکتفا کرے گا بادشاہ نے اسیطرح دریافت کیا صیاد
کو وہ لفظ یاد تھا عرض کی کہ حضور یہ خنثہ ہے بادشاہ نے اس حاضر جوابی
کے بدلے ایک ہزار روپیہ اور انعام دلوایا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ ایک لفظ نے
یہ فائدہ بخشا چہ جائیکہ علم فقیر نے سنگ اکثر زبان عبری سکھلانی شروع کی ہر چند
کوشش کرتا تھا لیکن وہ الفاظ اسکی زبان پر جاری نہ ہوتے تیے اکدن کہنے لگا
کہ لوناحق اس رنج بیہودہ مین پہنسانے اپنے باپ دادا کی چال چھوڑکے
اور دوسرونکا طریقہ اختیار کرنا خلاف عقل ہے فرنگی نے کہا کہ تقلید ناپسندیدہ
سے سیکڑون مفسدے راستے تقلید کے سبب پیدا ہوتے ہین فقیر نے
کہا کہ تیری تقریر واقعی ہے لیکن میرا کلام اسمین ہے کہ تیری یا دیر مجھی اعتماد نہین
مبادا تیرا حال مثل اوس کوئے کے ہو کہ ع بہولے اپنی بہی تو چلا جو ہنس کی
چال۔ آخر کو لاحاصل رنج اٹھانا ہوگا سب سے زیادہ نادان وہ ہے کہ جو

کام اسکے لائق نہ ہو اوسے کرے ابھی تک تجھے نصیحت کارگر نہیں ہوئی کہ نان بائی کا پیشہ چھوڑکر کھیتی اختیار کی جسکے باعث ٹوٹا پایا گھر گنوایا سیکڑوں صدمے خدالی کے اٹھائے یہان تشریف لائے ہر چند فقیر نے نصیحت کی مگر تمنے ایک نہ سنی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے عرصے مین بہ سبب استعمال کرنے اپنی زبان کے انگریزی بھول گیا اور زبان عبری بھی بہ سبب دقت الفاظ کے نہ آئی

خلاصہ اس باب کا یہہ ہے کہ جو کام اپنے حوصلے سے زیادہ ہوا وسے نکرے ورنہ گانٹھ کا جوڑا چھٹا کھوئے گا یا اس کا سرمایہ ڈبوئے گا حاکم کو چاہئے کہ ہر شخص کو اوسکے حوصلے کے موافق علم و ہنر سکھلائے کیونکہ نا اصل لوگ علم و ہنر سیکھ کر فتنہ اور فساد پیدا کرتے ہین جو موجب بدنظمی ملک کا ہوتا ہے —

باب یازدھم

علم اور بردباری کے بیان مین

رائے داشلیم نے حکیم بیدپا سے کہا کہ بادشاہون کے حق مین سب سے بہتر کونسی خصلت ہے علم یا سخاوت یا شجاعت - بیدپا برہمن نے جواب دیا کہ علم اور بردباری سخاوت اور شجاعت سے بڑھکر ہے اسلیئے کہ شجاعت ہر وقت درکار نہین اور سخاوت بھی ہر آدمی کا مند نہین ہوتا مگر بردباری و خوشخولی کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے اگرچہ کچھ مکروہات اوسکو لاحق ہون اہلکارون سے نقصان گرے اور خود رفتہ ہو جائے غصہ فرو کرنا سب سے کٹھن ہے اسواسطے اسکے بادشاہ کو ایک راست گفتار منہ پھٹ یعنی آزاد اپنے پاس رکھنا ہے کہ شاید اگر از راہ بشریت کے غصہ بے موقع سرزد ہو جائے تو وہ اوس حرکت سے روکے وین مطابق اسکے ایک داستان رائے ہند کی ہے داشلیم نے پوچھا کسطرح بیدپا نے کہا

حکایت ہندوستان مین ایک راجہ تھا اوسکے پاس کئی

چیزین ایسی تھین جنکے باعث اور بادشاہون پر اپنا فخر کیا کرتا تھا اول اوسکے دو فرزند تھے ایک کا نام سہیل یمنی دوسرے کا ماہ ختنی شکیل عقل دوسرے بادشاہ کی بیگم ایران دخت نام کہ باوجود کمال عفت و پارسائی کے حسن بیمثل رکھتی تھی اور عقل اول ملتی تیسرے وزیر بلار نام ہوشیار دیانت دار رعیت پرور چوتھے منشی یکتا سے روزگار خوشنویس رقم کمال نام پانچوین تین ہاتھی بہت سبکرو اور چالاک جسمین ایک کا رنگ سفید تھا چھٹے دو اونٹ قوی ہیکل تیزرو ساتوین ایک گھوڑا صبا رفتار آٹھوین ایک تلوار تھی بے نظیر راجہ کو ہر ایک چیز لاجواب سے کمال الفت تھی اکثر اوقات اونکو بنظر محبت دیکھا کرتا اور شکر الہی بجا لاتا برہمنون نے راہ راست عقیدہ سے پھیر کر بھکانا شروع کیا راجہ نے ہرچند اونکو سمجھایا لیکن اونکے خواستہ نہ آیا راجہ نے بارہ ہزار برہمنونکو مروا ڈالا گھربار لٹوا دیا باقی ماندون نے ڈر سے ہونہ لیک راہ راست اختیار کی مگر منتظر کینہ کشی کے رہے ایک روز بادشاہ نے رات دن مین سات آوازین پیہم خوفناک سنین جنکی ہیبت سے چونک پڑا پھر سے بادشاہ تو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ دو مچھلیان سرخ رنگ کی دُم کے بل کھڑی ہوکر اوسکو رجھا رہی ہین پھر چونک کر سو رہا غرض اسیطرح ایک رات مین اوسنے ساتھ واقعہ ہولناک دیکھے دوسرے دو بطین رنگین اور ایک قاز کہ پیچھے سے اوڑکر آگئے آپڑے اور بادشاہ کو دیتا دی تیسرے ایک سانپ ہرے رنگ کا جسپر نیلے اور سفید خال ہین اوسکے پاؤن سے لپٹ رہا ہے چوتھے دیکھا کہ سر سے پاؤن تک خود خون مین آلودہ ہے پانچوین یہ دیکھا کہ سفید اونٹ پر سوار ہوکر جانب مشرق چلا جاتا ہے اور پیچھے دو فراش نکلے اوسکے ساتھ کوئی نہین چھٹے دیکھا کہ آگ اوسکے سر پر جل رہی ہے ساتوین دیکھا کہ ایک جانور اوسکے سر پر چونچ مار رہا ہے اوسوقت بادشاہ بے اختیار چلا اٹھا آواز سنکر خدمتگار اور پاسبان دوڑے بادشاہ نہایت متفکر تھا کہ تعبیر اون کے کس سے کہے آخر بغیر غور سوچے اونھین برہمنون سے کیفیت خواب کی بیان کی برہمنون نے بادشاہ کو خائف دیکھکر عرض کی کہ یہ

خواب وحشت انگیز دیکھا ہے ہم سوچ کر اسکی تعبیر عرض کرینگے سب نے گھر جاکر باہم صلاح
کی کہ یہی عمدہ موقع ہاتھ آیا ہے پھر آپس میں ایکدل اور ایک زبان ہو کر راجہ سے عرض کی کہ حضور
پر کچھ حادثے آنے والے ہیں وہ دو مچھلیاں حضور کے دونوں فرزند ہیں اور سیاہ سانپ
جو آپ کے پاؤں سے لپٹا ہے وہ پادشاہ بیگم ہے اور بطین رنگین وہ دونوں نائب
ہیں قاز سبز رنگ سپید ہاتھی ہے اور اونٹ راہوار اسپ خاص ہے اور دونوں
فراش اونٹ ہیں اور آگ جو سر پر جل رہی ہے بلار وزیر ہے اور مرغ جو پیچھے
سر پر مار رہا ہے کمال دبیر ہے اور خون جس سے بدن حضور کا آلودہ ہو رہا ہے وہ
اثر تلوار کا ہے جو آپ کے سر پر چلیگی اور تدارک اسکا یہ ہے کہ ان سبکو تلوار
سے مار کر ان کا خون ہم ایک جگہ جمع کریں اور اوس میں بادشاہ کو بٹھائیں اور وقت
ان پر لکیر پیشانی اور بازو اور سینہ پر لگائیں اسکو دھو کر روغن زیتون
ملوا کر گوشہ اون کشتوں کے دفن کر دینگے پھر حضور کی ذات بابرکات
تک کچھ مضرت نہ پہنچیگی راجہ یہ گفتگو سنکر کمال غمگین ہوا اور برہمنوں سے کہنے
لگا کہ انکے مار ڈالنے سے زندگی کا کیا لطف رہیگا شاید تمنے حکایت سلیمان علیہ
السلام کی نہیں سنی برہمنوں نے عرض کی کسطرح راجہ نے کہا **حکایت**
سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ پیالہ آب حیات کا لایا اور عرض کی کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے کہ اگر ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہو تو اسکو لی لو اور جو میری ملاقات
کا شوق ہے تو نہ لو یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ بعد مشورہ کے جواب دونگا اور حکم
دربار عام کا دیا جسوقت جن و انس و وحش و طیور سب جمع ہو چکے تو دریافت
کیا کہ اب تو کوئی باقی نہیں رہا عرض کی کہ ایک بگلا رہ گیا ہے آپ نے گھوڑے
کو حکم دیا کہ بگلے کو لا گھوڑا بموجب حکم کے گیا لیکن بگلا نہ آیا پھر کتے کو حکم
دیا اوسوقت بگلا آیا حضرت نے فرمایا کہ گھوڑے کی عزت سب جانوروں میں زیادہ
ہے تو کیوں ہمراہ نہ آیا اور کتا نجس ہے اسکے ہمراہ آنے کا کیا سبب بگلے نے عرض
کی کہ گھوڑا باوجود شرافت کے بیوفا ہے اور کتا باوصف رذالت کے وفادار

حضرت اس تقریر سے خوش ہوئے پھر آپ نے آب حیات کے نوش کرنیکو اوچھا بگلے نے عرض کی کہ تنہا حضور کیلئے آیا ہے یا سب دوستوں اقرباؤں کیواسطے آپ نے فرمایا کہ فقط میرے ہی واسطے بگلے نے کہا کہ لطف زندگی دوستوں اور اقارب کے ساتھ ہے جب یہ نہ رہے اور آپ انکے صدمے مفارقت سہیے تو پھر تنہا جینے میں کیا مزا اور ایسی زندگی کس کام کی حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ تقریر پسند آئی اور آب حیات نہ پیا۔ یہ داستان اسیواسطے بیان کی کہ بغیر دوستوں کے زندگی کسی کام کی نہیں پس حیف کہ میں بھی اس زندگی چند روزہ کیواسطے ترکیب اس امر قبیح کا ہوں اور اپنے آپ کو بانی سلطنت کہوں اگر مجھسے ہوسکے اور کوئی تدبیر کرو برہمنوں نے کہا کہ سچ بات بُری لگتی ہے بنائے ملک و دولت آپکی ذات ہی سے ہے پھر عورات اور اولاد بھی ممکن ہے خیر خواہ لوگ بھی ملجائینگے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگوں ہوا تو تدارک اسکا ممکن نہیں راجہ یہ باتیں سنکر اور اس ہولناک پیر چالیتا اس سوچ میں کہ الٰہی کیا کروں انہیں ماروں یا آپ مروں ایک رات دن اسی سوچ میں گذر گیا آخر کار ملار وزیر نے دخت ایران سے کہا کہ جس دن سے بادشاہ نے برہمنوں سے مشورہ کیا ہے اوسی روز سے بادشاہ کو نہایت اندیشہ مند پاتا ہوں ایسا نہ ہو کہ اون مکاروں نے کچھ بکر کیا ہو میں بے ادبی کے باعث پوچھ نہیں سکتا آپ محرم اسرار ہیں اسکی کیفیت جلد دریافت فرمائیں دخت ایران نے راجہ سے حال اوداسی کا پوچھا راجہ نے کہا کہ جس حال کے بیان کرنے سے سننے والے کو مضرت ہو اوسکا بیان نکرنا اولی ہے دخت ایران نے کہا کہ سنکر آزردہ خاطر ہونا کیسا اگر حضرت کی بہتری میں جان تک کام آوے تو عذر نہیں خیر خواہ اسی دن کیلئے ہوتے ہیں کیونکہ ایام دشمنوں کی خوشی اور دلیری کا باعث ہوتا ہے راجہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین ہوئی مفصل حال خواب کا اور تعبیر کا بیان کیا۔ دخت ایران نے اپنے آپکو ضبط کرکے کہا الحمد للہ سے مجھا کہ میں اور میرے دونوں بچّے آپ پر سے قربان اگر اسی دن کام نہ آئینگے تو پھر کس کام

ہے اگر آپکی ذات شریف سلامت ہے تو عورت اور اولاد بہت - انکو اس کام مین ہرگز
ڈھیل نہ چاہیئے والا پھر سوچ لیجیے کہ برہمنون کی چال ڈھال سے میری راے ناقص
مین لوفاداری تابلی رہجاتی ہے شاید اونھون نے اس ضمن مین انتظام اوبدلنے کا
خیال کیا ہو تو اس صورت مین بادشاہ اپنے دل کی طرف رجوع کرے اگر انکا کہنا صحیح
معلوم ہوتا ہو اور کچھ خدشہ نہ آئے تامل نہ چاہیئے اگر کچھ شبہہ ہے تو آپکا ندول
حکیم الٰہی ہے کہ ایک غار مین گوشہ گزین ہے دریافت کرین اگر راے اوسکی مطابق
ہو تو درگذر کیجیے ورنہ اختیار باقی ہے راجہ بموجب صلاح وخت ایران کے کاردن
حکیم کے پاس گیا اور حال خواب مفصل معہ تعبیر کے بیان کیا حکیم نے کہا کہ جو دو مچھلیان
سرخ دم پر کھڑی ہین وہ راجہ سراندیپ کے دو ایلچی ہین کہ تحفہ مین دو ہاتھی
اور یاقوت سرخ لاینگے اور دو بطین اور تاز جنکو آپنے خواب مین دیکھا ہے
کہ پیچھے سے اوڑکر اگے آپڑین وہ دو گھوڑے اور ایک اونٹ ہے کہ شاہ دہلی
آپکو بھیجے گا اور سانپ جو پاؤن سے لپٹا ہے وہ تلوار ہے کہ بطور تحفہ کے آئے
گی اور خون جس سے بدن آلودہ ہوگیا ہے وہ خلعت سرخ رنگ ہے کہ بادشاہ غزنی
بھیجیگا سفید اونٹ جسپر سوار ہین وہ سفید ہاتھی ہے کہ بادشاہ بیجانگر تحفہ مین
روانہ کرے گا اور سر پر جو آگ جلتی تھی وہ تاج ہے کہ شاہ میلان بھیجے گا اور وہ
مرغ جو چونچ سر مبارک مین مارتا ہے اسمین البتہ کچھ خدشہ ہے اسقدر کہ
چند عرصے تک کسیی دوست سے جدائی ہوجائیگی اور وہ سات آواز جو سنین
ساتھ ایلچی ہین کہ جو تحفون کے آئینگے اب مہاراج ہرگز کسیی تامل سے دل کا بھید
نہ کہین راجہ نے جب یہ حال سنا خدا کا شکر ادا کیا اور خوشی خوشی گھر آیا تھوڑے
دنون کے بعد بموجب تعبیر حکیم کار بدون کے ایلچیون اور تحفون کا آنا شروع ہوا
ایکدن راجہ نے خلوت مین سبکو بلاکر عذر کیا کہ مجھ سے بڑی غلطی واقع ہوئی
کہ بھید اپنا دشمنون سے کہدیا کہ عنایت الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو بڑی خرابی تھی
اب اسکے شکریہ اور روخت ایران کی نصیحت کے صلے مین یہ بخشش مین نے

عنایت کرتا ہون لیجئین ۔ کرلو بلار وزیر نے عرض کی کہ فرمان بردار اسیواسطے ہو
ہین کہ حادثون کے وقت جان تک دریغ نکرین اور نشانی خیر خواہی کی یہی ہے کہ جان
و مال ہے کام آئین اور آقا ہے اوسکی عوض مین بخشش کی امید نرکہین البتہ دخت ایران
اسکے مستحق ہے ۔ راجہ محلسرا مین وزیر کو لیکر گیا وہان بزم افروز خرم شاہی بھی حاضر
تھی حکمدیا کہ ان دونون تاج اور جامہ سے حسب پسند اول دخت ایران لے اور باقی
ماندہ بزم افروز کو دیا جائے دخت ایران نے تاج کو پسند کر کے بطور صلاح کے بلار وزیر
کی طرف دیکھا بلار نے اشارہ جامے کیطرف کیا اسی عرصے مین بادشاہ کی نظر اوسپر
جا پڑی بلار نے بخوف بدگمانی بادشاہ کے جبتک زندہ رہا آنکھہ کو اوسیطرح کج کیا
غرضکہ دخت ایران نے تاج اور بزم افروز خرم نے جامہ لیلیا ۔ راجہ اوس روز
دخت ایران کے پاس شب باش تھا کہ بزم افروز جامہ سرخ پہنے ہوئے راجہ کے
روبرو سے گذری راجہ اوسے دیکھکر بیخود ہوگیا اور اوسکے ساتھ شب باشی کا ارادہ
کیا دخت ایران نے راجہ کو وہان دیکھکر سوت کے جلن سے طاق طلائی طعام لذیذ
کا بھرا ہوا جو روبرو رکہا تھا اوٹھا کر راجہ کے سر پر مارا کہ منہہ اور ڈاڑہی آلودہ ہوگئی
راجہ نے حالت غضب مین بلار کو بلاکر حکمدیا کہ اس بے ادب گستاخ کو ابھی قتل
کرو بلار دخت ایران کو اپنے ہمراہ لیجا کر سوچا کہ یہہ حکم حالت غضب مین دیا ہے
اور غصہ کا اعتبار نہین اوسے لیجاکر اپنے مکان مین خفیہ رکہا اور تعمیل حکم کی اطلاع
کردی جب راجہ کا غصہ فرو ہوا اور حسن خدمتی دخت ایران کی یاد آئی طبیعت
گھبرائی جیسین سمجھا کر افسوس کھانے لگا اور دل ہی دل مین یہ صدمہ سہتا کسی
سے لحاظ کے مارے کچھ نکہتا بلار نے قرینے سے دریافت کرکے خلوت مین عرض
کی کہ گذری ہوئی بات کی فکر کرنی عقلمندونکا کام نہین بیفائدہ جان پر صدمہ ہوگا
اور لوگ دلمین کہینگے کہ بادشاہ بڑا کم حوصلہ اور شتاب کار تہا اگر اپنے غصہ
پر قادر ہوتا تو یہہ نوبت نہ آتی جیسا کہ بادشاہ ذی رقاع نے اپنے غصہ کو مغلوب
کرلیا تھا راجہ نے پوچھا کسطرح وزیر نے عرض کی **حکایت** بادشاہ یمن نے

نہ سنی اور اسقدر مارا کہ وہ مر گئی پھر جب موسم بارش آیا نم کے باعث غلہ اوسی
قدر پھول گیا اوسوقت کبوتر کو بڑا افسوس ہوا —

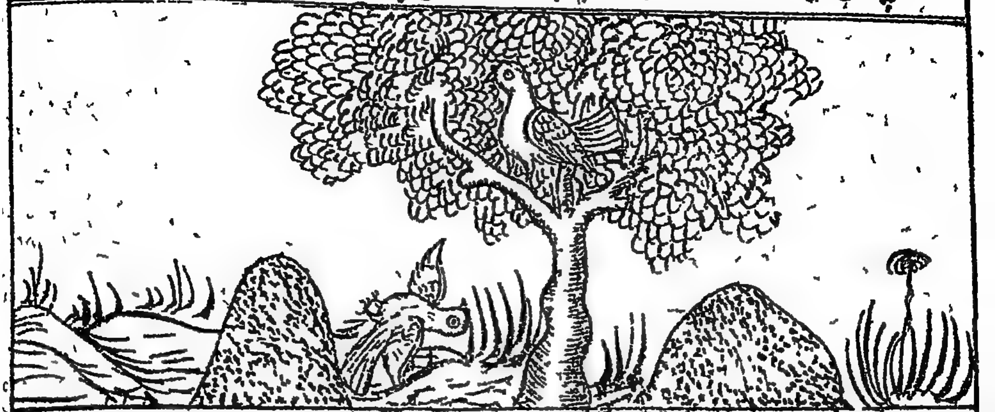

یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ عقلمند کو چاہئے کسی کام میں خصوص ہلاکت جان میں جلدی
نکرے راجہ نے کہا کہ میں نے گو جھگڑونمیں جلدی کی لیکن تو نے بھی اوسکے امر میں جلدی
کر کے مجھے بھی رنج میں ڈالا وزیر نے کہا کہ تین آدمی ہمیشہ اپنے آپکو رنج میں ڈالتے ہیں اول وہ جو
لڑے اور لڑائی کے وقت غفلت کرے دوسرے وہ جو باوجود رکھنے وارث کے
مال حرام جمع کرے تیسرے وہ جو بڑھاپے میں جوان عورت سے شادی کرے راجہ نے
کہا کہ یہ کام بڑا حماقت کی دلیل ہے وزیر نے کہا کہ حماقت دو شخصوں کا ضرور ہے ایک
اوسکا جو اپنا مال غیروں کے پاس رکھے دوسرے جو اپنے اور دشمن کے فیصلہ مقدمہ کیلئے کسی احمق کو
پنچ مقرر کرے — راجہ نے کہا کہ حضرت ایران کی جدائی کا بڑا صدمہ ہے وزیر نے جواب دیا کہ
کہ عقلمند پانچ قسم کی عورتوں کی جدائی کا رنج کرتے ہیں — ایک اچھی خصلت والی
اور اشراف عورت ہو دوسرے عقلمند اور بردبار اور خاوند سے یکدل ہو تیسرے
روبرو خاوند کو اچھی باتوں کی نصیحت کرے اور پیچھے ذکر خیر سے یاد رکھے چوتھی
خوشی اور رنج میں خاوند کے شریک حال رہے پانچویں مبارک قدم اور نیک
فال ہو سو یہ اوسکی نہایت سے حضرت ایران میں یہ سب صفات موجود تھیں
جسقدر اوسکو چاہا سے بجا ہے راجہ نے فرمایا کہ تو گفتگو میں [illegible]

تجھ سے دوری مناسب ہے وزیر نے کہا کہ دو شخصوں سے دور رہنا
مین فرق نکرے سبکو یکسان جانے دوم وہ جو گناہ اور جرم سے وزیر نے ایک جوگی کی بدی
مبتلا رہے راجہ نے کہا کہ مین اب تیری آنکھون مین حقیر اور سبک کاموں مین مشغول
تین قسم کے لوگون کی آنکھ مین ہمیشہ ہلکے ہوتے ہین اول ہوگیا وزیر نے کہا کہ بزرگ
آقا اوسکا ہمیشہ اوس سے ہنسی کرتا ہو دوم وہ غلام خائن وہ غلام گستاخ کہ
آقا سے زیادہ آسودہ ہو جائے سوم وہ جو ہین کہ آقا کے مال پر ہاتھ مار کر
کل اسرار سے واقف ہو جائے راجہ نے بد اتفاق بڑے درجے پر پہنچکر آقا کے
چھپا تھا وزیر نے کہا کہ آٹھ آدمیو کہا کہ مین نے اب تجھے آزمایا اگر نہ آزمایا تو
وسرے کسان کو کھیتی کے وقت ن کو آٹھ جگہ آزمائے ایک بہادر کو لڑائی کے و
لین دین کیوقت پانچوین تیسرے بزرگون کو غصہ کے وقت چوتھے سوداگر
ضعیف کے وقت ساتوین دوست کو حاجت کے وقت چھٹے شریف اور اصیل
بوقت غرض راجہ عالم کو مباحثہ کے وقت اور تقریر پر آٹھوین عاقلو
خرالامر جب بلار جسقدر تقریر کرتا تھا بلار اوسکا جواب اوسیقدر سخت دیتا
ہے عرض کی کہ دلکو خوب معلوم ہوگیا کہ راجہ کو کمال رنج ہے اور اپنے کئے سے پشیمان
رائے پر اعتماد تخت ایران زندہ ہے راجہ نے بہت خوش ہوکر کہا کہ مجھے تیری
سیقدر رنج المنتہ للہ کہ ویسا ہی ظہور ہوا اگر تو نے اول ہی کیون نکہدیا کہ
حال معلوم کرتا بلار نے عرض کی کہ یہ تمہید اسواسطے تھی کہ آپ کے مزاج
ن اوسکی سیت اوسکے قتل پر مائل ہے یا نہین بحمد للہ کہ طبیعت
اوسکے اسلیے ظاہر کردیا ورنہ تعمیل حکم کیجاتی بادشاہ
لی اور سخت ایران کو طلب کرکے کمال لطف اور نوازش
شاد ون منصب سے سر فراز کیا ایک روز
ن کر سرگذشت خواب اور تعبیر برہمنون کی
لوگ کا ملکو سزا دی اور بعضون کو قتل کی
جس بات کا ہے بادشاہ

نزدیک کوئی چیز بہتر حلم اور بردباری سے نہیں اور کوئی بات بدتر جلدی کی نہیں

باب سیزدہم

اسکے بیان مین کہ بادشاہ کو غدارون اور بیوفاؤن اور لالچیون کی بات نہ ماننی چاہیئے

ابن بلبل نے کہا کہ فضیلت حلم اور بردباری ... ہی سنی امیدوار ہون کہ اب ... بد ادمی کو کسطرح سمجھا ...

کس قسم کے لوگون کو ملکی اور مالی کام مقرر کرے اور ...

سمجھنا نہایت مشکل ہے کئی مرتبہ طرح طرح سے غدار ...

کی نشانی یہ ہے کہ دیانتدار امانت گزار سمجھا ہو ہمت عالی ... بلکہ

سمجھے اور اشقی لالچی آدمیون کے سبب سے پیدا ہوتے ہین ...

ہے کہ اپنی علتونکو برا جان کر چھوڑ دے اور دوسرون کی تکلیف ...

کہتا ہے کسی کی برائی نہ چاہے اس صفت کا آدمی سب سے زیادہ

گنہگار وہی جو برائی کرتا ہے بیوقوفی اور جہل سے کرتا ہے اسے بادشاہ

اور ... صورت پر اعتماد و تجربے اسمین اکثر دھوکا کھا جاتی ... جبتک

کام ... کیونکہ فریبی لوگ اپنا مطلب نکالنے کو نیک چلن سمجھا ...

کسی ... پر مقرر کرو تو اوسکے احوال پر نظر رکھنی ضرور ہے کہ جو بات

کرتا ہے اور رعایا سے برتاؤ اونکا کسطرح پر ہے اور رفتہ رفتہ ...

کہ بادشاہ کی مثال طبیب سے دی گئی ہے کہ اول بیمار کا حال دریافت کر

دوا دیگا اور مریض کو رفتہ رفتہ صحت حاصل ہوگی یہی حال بادشاہ کا

حال ملاحظہ کرکے بتدریج درجہ بڑھائے کہ مبادا اگر کوئی بد آدمی ...

... سبب خرابی رعایا اور فوج کا ہو بلکہ اکثر بدی اونکی ...

... ہے کہ بادشاہی بلاؤن مین تین خصلتون کا ہو ...

ہو جاتے ہیں اور کوئی اوسکا اعتبار نہیں کرتا ہوں وفادار اور شکر گذار ہوں کہ ہو فالی سے
بہتر ہکر کوئی عیب نہیں لہو لعب کو چھوڑ الفت میں رہ ثابت قدم مانند خاک بہ کب تلک مثل
صبا پھرتا رہیگا کو بکو : اور مناسب اسکے داستان ایک سنار کی ہے بادشاہ نے پوچھا کس
طرح حکیم نے کہا ۔ **حکایت** بادشاہ حلب ایکوقت اپنی پیارے لڑکے کیواسطے روبرو ایک سنار
سے زیور بنوا رہا تھا سنار نے کہ از بس خوشکل اور ظریف وہنر مند تھا اکثر اپنی کاریگریاں اور گفتگو سے
شیریں سے بادشاہ کو اپنی طرف راغب کر لیا تھا یہانتک کہ بغیر اوسکے ایکدم بادشاہ نہ رہ سکتا تھا رفتہ رفتہ
اکثر امور سلطنت میں سنار دخیل ہو گیا وزیر نے ایکدن براہ دور اندیشی عرض کی کہ سنار کو محرم راز بنانا
خلاف مصلحت ہے بازاری اور اطراف کی صحبت سے اکثر بزرگوں نے پرہیز کیا ہے علی الخصوص یہ بالکل قابل
صحبت نہیں میں نے بارہا دیکھا کہ جب حضرت نے کسی کے ساتھ سلوک کیا تو آثار ناراضی کے
اسکے چہرہ سے ظاہر ہوئے اور بد آدمی کی شناخت کی بڑی نشانی ہے کہ کسی کا احسان کرنا
اوسے نہ بھاوے بادشاہ نے کہا کہ صورت اسکی خوبی سیرت پر دلیل کامل ہے وزیر نے کہا کہ
عاقل صورت ظاہری کا اعتبار نہیں کرتے چنانچہ ایک حکیم نے کسی خوبصورت سے ارادہ صحبت کیا بر
وقت امتحان کے اوسکی برائی معلوم ہوئی فرمایا کہ کیا اچھا گھر تھا جو اسمیں کوئی ہوتا بادشاہ
نے کہا کہ خوبصورتی دلیل اعتدال مزاج کی ہے اور جسکا مزاج معتدل وہ جلد تربیت پا سکتا
ہے اور جو بد اخلاق ہے بسبب عدم تربیت کے ہیں وزیر نے عرض کی کہ اصل بد ہرگز
تربیت پذیر نہیں ہوتا گو ہزار برس کوئی اوسکے سر مارے ؎ لمو لعنت نجابتکی کبھی ہرگز نہ آبی
شلغم کی ؛ ہزار سال اگر آب حیات سے دہو ہیں ؛ اور جو نا اہل کی صحبت اختیار
کریگا اوسکا وہی حال ہوگا جو ایک شیر اوسے کا ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا کسطرح وزیر نے
بیان کیا **حکایت** ایک بادشاہ فارس کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اوسکے شانے پر ایک داغ سیاہ
تل کی برابر تھا نجومیوں نے بموجب اعتبار طالع کے بیان کیا کہ اسے اول خطرہ عظیم ہو لیکن
انجام اچھا ہے بادشاہ اوسکی پرورش اور حفاظت میں مصروف رہا کرتا تھا جب جوان
ہوا ایک کشتی گیر کے لڑکے سے دوستی پیدا کی وزیر نے عرض کی کہ صحبت کشتی گیر کی اچھی نہیں
گفتگو کا اسکے ساتھ رہنا کیا اگر ہے بادشاہ نے کہا کہ میرا الہی یا سمجھے سبب خوش

آنکا منع کردیا جائیگا وزیر چپ ہو رہا ایکدن بادشاہ نے کفشگر کو بلا کر کہدیا کہ تو بھی شاہزادہ کا خیال
اپنے شاہزادہ کی یہانتک نوبت پہنچی کہ کبھی کبھی شاہزادہ کفشگر کے گھر اوسکو بھیجتا تھا اتفاقاً ایکوقت بادشاہ
کو کسی مہم پر چلا گیا اس کفشگر نے شاہزادہ کو سیر کے بہانہ کسی باغ میں لیجا کر نشہ کھلایا اور
پھر اونہیں بیہوش کردیا پھر شہزادے کے پاس کہ لاکھوں روپیہ کا تھا اوتار کر اپنے قبضہ میں کیا اور
اوسی راز شاہزادہ کو صندوق میں بند کرکے کسی دوسری ولایت میں لیجا کر ایک سوداگر کے ہاتھ
فروخت کردیا جب پھر اونہیں کچھ ہوش آیا اور شاہزادہ کو نہ پایا تب وحشت ناک خبر اوسکی ماکو دی
وہ بیچاری اپنی پیارے اکلوتے بچے کے غم میں مرگئی اور جسوقت بادشاہ نے یہ حال سنا کہنے لگا کہ جو اپنی خیرخواہ
نصیحت نہ سنیگا اس سے زیادہ صدمہ اٹھائیگا غرض سوداگر نے دس برس کے عرصہ میں
اسکو خوب لکھا پڑھا کر بادشاہ فارس کے ہاتھ بیچا بادشاہ نے اوسکو لایق دیکھکر اپنی حضوری کا
نوکر رکھا شہزادہ فرصت کے وقت اکثر ایک جوہری کی دوکان پر بیٹھا کرتا رفتہ رفتہ اوس سے کمال
موافقت ہوگئی ایکدن جوہری نے اس سے ازراہ فریب کے کہا کہ بادشاہ کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے اگر تو اوسکو
کسی حکمت سے لادے تو اوسمیں یہہ خاصہ ہے کہ جو کوئی اوسکو ایک نیک ساعت میں پہنے بادشاہ
ہوجائے اور تجھے اس شرط سے وہ انگوٹھی پہنادونگا کہ تو مجھے اپنا وزیر کرے شاہزادہ نے اس
کو منظور کرلیا ایکدن اوسنے بادشاہ کو سوتا ہوا دیکھکر انگوٹھی اوتار لی چاہی اتنے عرصہ میں
بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اوسکا ہاتھ پکڑ لیا کہ یہہ کیا حرکت ہے اوسنے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا
بادشاہ نے اوسکے قتل کرنیکا حکم دیا جلاد نے جب قتل کرنے کو کپڑے اوسکے روبرو بادشاہ کے اوتارے
تو یکایک وہ داغ سیاہ نظر آیا بادشاہ بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش آیا تو شاہزادہ سے لپٹ
گیا اور کہنے لگا کہ اگر نصیحت وزیر کی سنتا اور کفشگر کی صحبت میں تجھے نہ دیتا تو یہ
دکھ نہ اٹھاتا شہزادہ نے عرض کی کہ مجھے بھی جوہری کی صحبت نے یہہ دن دکھایا — غرض اس
سے یہہ ہے کہ کمینوں کی صحبت سے نتیجہ بد ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہہ تقریر تیری سچ ہے مگر
کسیکو بغیر ہدایت الٰہی سرفراز نہیں کرتے اور آدمی کی بزرگی کسب سے نہیں ہے نہ اختیار او
وزیر سنکے چپ ہو رہا کئی دن گذرے تب سنار نے ہاتھ پاؤں نکالے مال لو
اور تکلیف و ایذا دینی شروع کی ایکدن شہزادی کو زیور کے واسطے کچھ جواہرات کی ضرورت

اُس سُنار نے ایک جوہر سا کہ لڑکی کے ہان بنایا شہزادی نے اوسی طلب کرکے دریافت
اوسکے پاس جو موجود تھی پیش کئے وہ شہزادی کو پسند نہ آئے سُنار نے کہا کہ یہہ بغیر تنبیہ اور سزا کے
نہ قبول کریگی یہانتک اوس بیچاری کو اسقدر تنگ کیا کہ وہ مرگئی جب یہہ خبر بادشاہ کو معلوم
ہوئی ——— ازراہ خفگی کے شاہزادی کو ایک باغ مین قید کردیا اور سُنار کی نسبت سزا کے
سخت کا حکم دیا سُنار یہہ خبر سُنکر فرار ہوا کئی دن تک جنگل جنگل بھاگا پھرا اور اندھیری رات مین
ایک اندھے کنوئے مین گرپڑا اتفاقاً اوسی کنوئین مین ایک شیر اور ایک بندر اور ایک سانپ
بھی گرا ہوا پڑا تھا الا بسبب اپنی جانون کے صدمے کے کوئی کسیکو ایذا نہین دے سکتا تھا تھوڑی
دیر کے ایک سوداگر کا بھی وہین گذر ہوا اوسنے یہہ دیکھکر آدمی کو نکالنا چاہا جب رسی ڈالی تو
بندر اوس سے لپٹ کر چڑھ گیا دوسری مرتبہ شیر تیسری مرتبہ سانپ چڑھ گیا اور تینون
نے سوداگر کی بہت شکرگذاری کی اور کہا کہ ہم تینون کے مقام یہان سے بہت نزدیک
ہین اگر آپکا اوسطرف گذر ہو تو حسب مقدور بعد شکر ادا کرینگے اور آپ اوس آدمی کو کنوئین سے ہرگز نہ
نکالین کہ یہہ بدذات اور شریر معلوم ہوتا ہے مگر سوداگر نے ازروی رحمدلی کے اوسے بھی نکالا سُنار نے کہا
اگر آپ غریبخانہ پر تشریف لیچلین تو بڑی سرفرازی ہو سوداگر نے وقت والپسی کے وعدہ اونکا
ور اپنی منزل مقصود کی راہ لی سُنار حقیقہ اپنے مکان مین آبیٹھا بعد ایک برس کے سوداگر بہت روپیہ
لیکر اوسی راہ سے اوس اثنا مین شب باش ہوا اتفاقاً چورون نے اوسکو لوٹ لیا اور ہاتھ
پاؤن باندھکر ڈالا چھوڑگئے جب صبح ہوئی وہی بندر وہان آنکلا سوداگر کو اس حالمین دیکھکر
بہت افسوس کیا اور جلدی ہاتھ پاؤن کھولکر اپنے گھر لیگیا اور اوسے وہان بٹھاکر چورونکے پیچھے روانہ
ہوا تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہے کہ چور رات بھر کے جاگے تھکے ہوئے سوتے ہین اور سامان
ایک طرف رکھا ہے بندر نے چالاکی سے اوس سامان کو تھوڑا تھوڑا ایک گوشہ مین پہونچا
دیا اور خود بھی چھپ بیٹھا جب چورون کی آنکھ کھلی اور سامان نہ پایا مارے ڈر کے بھاگ گئے تب بندر نے
وہ سب سامان سوداگر کے حوالے کیا سوداگر رخصت ہوکر آگے بڑھا ناگاہ شیر کی صورت کو دیکھکر
ڈرگیا مگر شیر نے اوسے پہچانکر تسلی دی اور ٹھہرایا کہ تجھہ ترے لئے لاتا ہون کہکر بستیمین پھرنے لگا
ناگاہ گذر اوسکا اوسی باغ مین ہوا جہان شاہزادی تھی شیر نے ایک حملہ مین اوسے مار کر اوسکا

زیور و جواہرات لا سوداگر کے آگے رکھدیے سوداگر خوش ہو کر مع مال و اسباب شہر میں سنار کے گھر آیا اور
خیال ہے کہ حیوانوں نے یہ سلوک کیا پھر تو آدمی ہی بہت کچھ احسان مانیگا سنار اسے دیکھکر بڑی تعظیم سے اور دل
اپنی جی میں قائل ہوا اپنی مفلسی کا بیان کیا سوداگر نے کہا تو اندیشہ مت کر میرے پاس بہت سامان ہے اسی بازار سے بہ کفایت
بیچ لا کچھ مجھ کو دے اور کچھ اپنی احتیاج میں صرف کر اور جو کہ اسی زر و زیور سبب مارے جانے شاہزادی
کے شہر میں کھلا کہ ستر ستانا تھا سنار نے سب سامان زیور شاہزادی کا پہچان لیا اور مال مع مجرم کو
سزا دلوانیکا ذریعہ اپنے عفو قصور کا گردان کر وہ زیور بادشاہ کے نذر کیا کہ جسکے لیئے بڑی تلاش اور
جد و جہد ہے شاہزادی کے قاتل کو گرفتار کر لیا ہے فوراً بموجب حکم کے وہ سوداگر مع سامان حاضر کیا گیا
بادشاہ کا حکم ہوا کہ اسے گرد شہر کے تشہیر کر کے قید کرو پھر حکم قتل کا دیا جائیگا حسب حکم شاہی اہلکار
لوگ سوداگر کو تشہیر کیلیے جب شہر کے گرد پھراتے تھے کہ ناگاہ سانپ نے اوسے دیکھکر پہچان
لیا اور جسوقت قید خانہ میں اوسے مقید کیا اوسوقت سانپ نے اوسے آکر ملامت کی کہ میرا
کہنا نہ مانا اور اس بدذات کو کوئیں سے نکالکر اپنے سر پر آپ بلا لی سوداگر نے کہا کہ اب ملامت
سے کیا ہوتا ہے صورت مخلصی کی سوچنی چاہیئے سانپ نے کہا کہ بادشاہ کی بانو بیٹی کو ساتھ
لو اپنی جڑی کو اپنے پاس رکھو جب وہاں بلایا جائے اوسکو پلا دینا صبح ہوتے ہی بادشاہ
کی بیٹی اپنی بانو کے سرہانے بیٹھا تھا کہ یکایک سانپ نے دیوار کے سوراخ سے آواز دی کہ دوا اسکی
ایک شخص بیگناہ کے پاس ہے جو باشتباہ قتل شاہزادی کے مقید ہے بادشاہ نے چاروں
طرف دیکھا کہیں آواز دینے والے کا پتا نہ پایا آخرش آواز غیب تصور کر کے اوس سوداگر
کو بلوایا سوداگر نے دوا پلائی اور اوس صحن میں اپنی بیقصوری کی سرگذشت مفصل بیان کی
تھوڑی دیر میں صحت حاصل ہو گئی بادشاہ نے اوسے خلعت دیکر رخصت کیا اور سنار
کو مروا ڈالا — خلاصہ حکایات کا یہ ہے کہ بادشاہ ہر کسیکو اپنا معتمد بنا کر سے اور کسی کی باتوں
میں نہ لگ جائے اگر بادشاہ سنار کو اسقدر گستاخ نکرتا تو خود بڑی کی لڑکی نہ ماری
جاتی اور اوسکے وبال میں شاہزادی کی جان پر نوبت نہ آتی لیس چاہیئے کہ آدمیوں کے
پرکھنے میں کمال احتیاط رکھیں اور یہ بھی جان لیں کہ نیکی کسی کی ضائع نہیں جاتی اور

باب چہارم

اسکے بیان میں کہ آدمی دکھ اور صدموں کا کچھ خیال نکرے اور گھبرائے نہیں جو کچھ ہوتا ہے اچھا یا برا سب تقدیر سے ہوتا ہے

رائے دابشلیم نے کہا کہ حکیم بیان کرے مفاد اس نصیحت کا کہ عقلمند اور ہنرور کیوں اکثر خراب رہتے ہیں اور کم بہرہ کسلیئے مرفع الحال اور آسودہ ہوتے ہیں حکیم نے جواب دیا کہ ترقی درجوں اور مرتبوں کے بڑھنے کیلیے کسب اور ہنر بڑا وسیلہ ہے لیکن جب تقدیر الٰہی بھی مددگار ہو ورنہ کچھ عقل کام آتی ہے نہ کوئی پیشہ فائدہ دیتا ہے ایک شاہزادے نے شہر لسطور کے دروازے پر اس مسئلہ کو بہت دھات سے لکھا ہے قصہ جسکا عجیب ہے رائے نے پوچھا کسطرح حکیم نے بیان کیا حکایت روم کے ملک میں ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے باپ کے انتقال کے بعد بڑا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھوٹے لڑکے نے بھائی کے خوف سے بھیس بدلکر سفر اختیار کیا راستے میں تین شخص ایک جوان خوبصورت دوسرا زمیندار تیسرا سوداگر ہمراہ ہوئے یہ چاروں چلتے چلتے ایک شہر کے قریب پہنچے جب وہ کچھ پاس کھانے کو نرہا آپس میں کہنے لگے کہ جسکو جو ہنر آتا ہو وہ بیان کرے اسمیں جو شکیل تھا کہا کہ حسن سے بڑھکر کوئی چیز نہیں دوسرا زمیندار تھا اسنے خوبی کوشش اور محنت کی بیان کی تیسرا جو سوداگر تھا اسنے فائدے سوداگری کے بیان کیے جب نوبت شاہزادے کی آئی اسنے کہا کہ توکل سے بڑھکر کوئی چیز نہیں بجز تقدیر الٰہی کے نہ حسن کام آتا ہے نہ سوداگری فائدہ دیتی ہے نہ کوشش سے کچھ حاصل ہوتا ہے اور حسب حال اسکے حکایت ایک زمیندار کی ہے وہ دونوں نے پوچھا کسطرح شاہزادے نے بیان کیا حکایت اندلس میں ایک زمیندار نے تین سو روپے بمشکل جمع کرکے ایک تھیلی میں رکھے اور اس تھیلی کو کبھی کمر سے جدا نہیں کرتا تھا اور احتیاط کے سبب روز گن لیتا تھا ایکدن پھر اسکے موافق گن رہا تھا کہ اسکے ایکدوست نے آکر دروازہ پر دستک دی یہ جلدی میں وہ تھیلی کمر سے نہ باندھ سکا گھر کے ایک گھڑے میں ڈالکر باہر گیا اور وہ اسکو کسی ضروری کام کو ہمراہ دوست کے چلا گیا اور بوقت جانیکے عورت سے جلد کہا تا طیار کریگی

تاکید کردیا جب عورت نے کہا پکانا چاہا تو پانی نہ پایا ایک قصاب سے جو وہان آمد و رفت رکھتا
تھا دیکھکر پانی لانے کیلئے کہا قصاب وہی گھڑا جسمین تھیلی رکھی تھی اٹھاکر چلدیا راستے مین
بوجھل ہونیکے سبب جو دیکھا تو ایک ہمیانی مین تین سو زر دوستی تھیلی مین رکھے پاتے جلدی گھر
گھڑا پھینک کر ایک گاے خرید کی اور اپنے گانون کا رستہ لیا شہر کے باہر جو رونین کے درخت سے
وہ تھیلی گاے کو لگادی تھوڑی دور پر اسی قصاب کا لڑکا کسی ضروری کام کو آیا تھا
ملا قصاب نے وہ گاے اوس لڑکے کو دی اور آپ شہر کو واپس آیا لڑکا گاے لیے جاتا
تھا کہ راستے مین وہی زمیندار ملا اوسنے نذر مانی تھی کہ ایک گاے قربانی کرونگا یہ گاے
دیکھکر وہ نذر یاد آئی قیمت مناسب اوس لڑکے سے گاے خرید کر گھر لایا آتے
ہی گھر مین ہمیانی تلاش کی نہ پائی بہت رویا آخر صبر کیا اور گاے کی قربانی کری
اوسکے پیٹ مین سے وہی ہمیانی نکلی بہت خوش ہوا اور عہد کیا کہ اوسکو کبھی
اب کبھی جدا نکرونگا اوسکی عورت نے کہا کہ یہ بات خلاف توکل ہے وہ رزق جو مقدر
مین ہے لیکن کبھی نہ کبھی ملجاتا ہے۔ زمیندار نے کہا کہ عالم اسباب مین احتیاط ضروری
عورت چپ ہو رہی۔ ایکدن وہی زمیندار تھیلی کمر سے کھولکر ندی کے کنارے رکھکر
نہانے لگا بعد غسل کے وہ تھیلی وہین بھولکر چلا گیا اوسکے پیچھے ایک گڈریا بکریونکو پانی
پلانے اوسی جگہ لایا اوسے تھیلی ملی وہ تھیلی اٹھاکر چلدیا جب راستے مین زمیندار
کو وہ تھیلی یاد آئی واپس آیا اور ہر چند تلاش کی نملی کہبت اوداس گھر آیا عورت
کیطرف ملامت کرنے لگی زمیندار نے توبہ کی اور نذر مانی کہ اگر وہ اب کی مرتبہ ملجاویگی تو روپیہ
جمع نکرونگا القصہ جب گڈریے نے وہ روپے پائے تو تھیلی ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ایک
دن جنگل مین اوسے کئی سوار نظر آئے لوٹ لینے کے ڈر سے وہ تھیلی ایک کنوئین
مین ڈالدی کہ فرصت کے وقت نکال لونگا اتفاقاً وہ زمیندار اوسی کنوئین پر آیا اور
اونہی کے صدمے سے اوسکی پگڑی ناگاہ کنوئین مین گر پڑی جس وقت وہ پگڑی نکالنے
کو اوس کنوئین مین اوترا تو بجائے پگڑی کے اوسی جگہ تھیلی پائی شکر خدا
کا اداکرکے گھر لایا اور اوس مال کو بال بچون کے نان نفقہ مین خرچ کرنا شروع کیا

جب گڈریہ اوس کنوئیں پر آیا ہر چند تلاش کی تھیلی نہ پائی ہمیشہ اسی رنج و افسوس میں رہا کرتا تھا ایکدن وہ گڈریہ زمیندار سے ملا اور تذکرہ اس تھیلی کا سواروں کے ڈر سے کنوئیں میں ڈالنے کا اور پھر اوسکے نہ ملنے کا زمیندار سے کیا زمیندار نے شکر الٰہی عورت کے پاس کیا اور کہا کہ دیکھو گئے تھے وہ تھیلی گڈریہ کی اپنے صرف میں آگئی اب مناسب ہے کہ باقیماندہ روپیہ اوسکو دیدوں عورت بھی راضی ہوگئی سو روپیہ باقیماندہ بطور ہدیہ کے گڈریہ کو دیدئے گڈریہ نے اونکو غنیمت جانکر بحفاظت ایک لاٹھی کو چیر کر اوس میں رکھ لئے اور بے خوف پھرنے لگا ایک دن لاٹھی ہاتھ میں لئے ہوئے ندی کے کنارے پھر رہا تھا کہ یکایک لاٹھی اوسکے ہاتھ میں سے ندی کے اندر گر پڑی پھر اوسکو ہاتھ نہ آئی اتفاقاً وہ زمیندار اوسی ندی کے کنارے کھڑا تھا کہ وہ لاٹھی اوسکے پاس سے بہتی ہوئی دور جا نکلی زمیندار اوسکو اٹھا کر گھر لایا جب اوسے جلانے کو پھاڑا اوسمیں سے سو روپیہ نکلے سجدہ شکر کا ادا کیا الغرض وہ تین روز کے بعد وہی گڈریہ اوس زمیندار کو ملا اوسنے اوسکو زیادہ غمگین دیکھکر گڈریہ سے پوچھا کہ اب سبب غم کا کیا ہے گڈریہ نے قصہ اون روپیوں کے لاٹھی میں رکھنے اور پانی میں بہہ جانیکا کہا زمیندار نے دریافت کیا کہ سچ کہہ کہ اول وہ تین سو روپیہ بھی کہاں سے ملے تھے گڈریہ نے کہا کہ وہ روپیہ بھی ندی کے کنارے سے پائے تھے اور اونکو سواروں کے ڈر سے کنوئیں میں ڈالدیا تھا زمیندار ہنسا اور کہا کہ وہ روپیہ میرے ہی تھے جنکو کنوئیں میں پایا اونمیں میں سے باقیماندہ تجھکو دئے تھے کہ پھر لاٹھی میں سے ملے گڈریہ یہ سنکر حیران ہوا۔ غرض اس حکایت سے یہ ہے کہ روزی جسکی کوئی نہیں کہا تا پھر توکل چھوڑنا بیجا ہے جب یہ کہہ چکا تو کام ہو لی زمیندار اٹھا اور واسطے حاصل کرنے قوت لایموت کے شہر کیطرف چلا اور دروازہ پر جا کر دریافت کیا کہ یہاں کس قسم کی مزدوری میں فائدہ زیادہ ہے لوگوں نے کہا کہ لکڑی یہاں بہت گراں بکتی ہے جوان نے تھوڑا ایک پشتارہ لکڑیوں کا بہت بھاری لاکر شہر میں اس درہم کو بیچا اور کھانے کا سامان خرید کر بڈھوں کے پاس لایا اور ویسے ہی

اشتہار

مطبع گلزار محمدی میرٹھ سے اخبار جلوہ ایزدی بھی ہفتہ وار مہینے میں چار مرتبہ
شائع ہو کر نکلتا ہے جسکی قیمت سالانہ نوابان راجگان و گورنمنٹ
سے عہ اور روسا و علما و تعلقہ داران ہند سے عہ اور عام خر
یداروں سے عہ اور طالبعلمان کم استطاعت والوں سے جنکو اخبار
شوق ہے بشرط تصدیق اونکے اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے صرف مع محصول
ڈاک مقرر ہے۔ اس اخبار میں مضامین مفید عام علمی اخلاقی اور
معاملات اور علاوہ تازہ تازہ خبروں عمدہ آرٹیکلوں دلچسپ
مفید لکچروں و تاریخی حالات و علم و ہنر کے بیانات رعیت
سلطنت کے مفید معاملات پر بھی بحث ہوتی ہے جو صاحب
اس اخبار کے پانچ پرچے اپنی سعی سے فروخت کرا دینگے
اونکو ایک اخبار ہمیشہ کو بلا قیمت نذر ہوتا رہیگا
ہر قسم کی چھپائی عربی انگریزی اردو فارسی خوشخط
عمدہ کفایت سے اس مطبع میں طبع ہو سکتی
ہے اور اشتہارات ہر قسم کے اخبار میں
درج ہو سکتے ہیں ۔

راقم محمد خلیل مہتمم اخبار
جلوہ ایزدی و مطبع
گلزار محمدی میرٹھ
نذر نامہ وارد
مصنف

اشتہار

جو کہ حق ترجمہ و ترتیب اس کتاب کا
حضور نواب محمد عمر علیخانصاحب بہادر
والی ریاست پاسودہ دام اقبالہ نے کمترین
محمد خلیل کو عطا فرما دیا لہذا کوئی صاحب
اہل مطابع و تاجر بلا اجازت قصد طبع نفرماوین

المشتہر

محمد خلیل مہتمم مطبع گلزار محمدی میرٹھ

بسعی صنّاع محمد میر خان و فضل خلاق زیب بند زبان نسخۂ

نورتن با تصویر

در مطبع فیض عام واقع دهلی باهتمام طبع مرصع زیب جهان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس بے نہایت و ثنائے بیقیاس و بیغایت اُس جناب احدیت اور شان الوہیت کو جس کا ظہور یہ نور ہر جا جلوہ گر ہے فی الحقیقت بقول میر درد کے ؎ جگ مین اگر ادہر اودہر دیکھا ۔ نظر آیا وہی جدہر دیکھا ۔ احمد علیخان ۔ یون کہتے ہین ۔ از بسکہ چہار ہائے عالم مین نور اُس کا ۔ ہر برگ و ہر شجر مین دیکھو ظہور اُس کا ۔ اور یہ اشعار آبدار میر حسن مرحوم کی بہی مشہور ہین نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ۔ ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین ۔ تامل سے کیجے اگر غور کچھ تو سب کچھ وہی ہے نہین اور کچھ ۔ اور چشم حقیقت و دیدہ معرفت سے بغور جو دیکھئے تو و صالی مرد متقی نے سچ کہا ہے کہ بہ چشمان دل مبین جز دوست ۔ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ۔ لیکن اے یار وائے مہربا قون ربا عی ای آئینہ عیش و طرب کا مبتلائے جگ مین ۔ گلزار یہ جی سے فدا ہے ۔ جگ مین ۔ مین اوسپہ فدا ہون جان دل سے مجبور جس کا جلوہ یہ ہو رہا ہے جگ مین ۔ مناجات تری درگاہ مین اے ذات باری ۔ یہ دل میری یہی ہے خواستگاری کہ اس قالب مین جبتک دم مین دم ہو ۔ ہر اکدم یاد سے تیری بہم ہو ۔ کوئی دم یاد سے غافل ہون مین ۔ سدا اُس یاد سے شاد ان ہون مین ۔ جہان کی یاد کر دل سے فراموش ۔ کر اپنی عشق مین و ترا ت مدہوش ۔ اگرچہ واقعی تو وہ خدا ہے ۔ کہ بندے سے نہین اکدم جدا ہے ۔ ولی چشم حقیقت بین مین ہم کور ۔ بظاہر گرچہ ہین کہنے کے مشہور ہر اک یہ جانتا ہے اور جو جہتا ہے ۔ ولی مطلق نہین کچھ سوجہتا ہے ۔ خداوندا مرے جرم و خطا کو ۔ بدامان عطا تو تو ڈہا نپ لیجو ۔ بحق احمد و مختار و حیدر ۔ بحق حضرت زہرا و شبر ۔ بحق حضرت شبیر یارب ۔ بحق عابد و دلگیر یارب تری درگاہ مین از بہر حاجات ۔ مرے مقبول یہ مناجات ۔ نعت سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ؎ ؎ ؎ اوز درود اُس سرور کائنات پاکزات ؎ ؎ ؎

عالی درجات نیکو صفات کو سزاوار ہے کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے نور سے خلق کیا چنانچہ قول شیخ سعدی
اظہر من الشمس ہے - کلیمہ کہ چرخ فلک طور اوست - ہمہ نورہا پرتو نور اوست - اور محمد قاسم بھی یہ سچ کہتے
ہین - نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک - تصدق خاک پہ ہوتے نہ افلاک - غرض جو کچہہ اُس کا مرتبہ ہے - وہ خود ہے
عالم اُس کا یا خدا ہے - اور اپنے نزدیک یہ ہے رباعی کیا اُس کی صفت کرے زبان ادراک ۞ خود حق نے کہا
ہو جس کے حق مین لولاک - ظاہر مین تو یون ہے پر باطن دیکھو - ظاہر کیا نور اُس نے اپنا از خاک - فی الواقع اس مین
کچہہ دروغ نہین چنانچہ اُس کے مطابق یہ کبت ہے کبت جاؤن نور ہی کو ہوتا دن ہوہین لوح نہ قلم - گیتی اکاس
پتال گئی اور گیتی رہے جگ مین مشکل - ایک لاکہہ کئی ہزار پیمبر کا ہوکو دین رہو نہ مسلم - آخر نور ظہور رجی ہی صلی اللہ علیہ وسلم

منقبت حضرت امیر المومنین حامی دین اسد اللہ سرور غالب ابن ابو طالب علیہ السلام

اور درود وسلام اُس نام عالیمقام نائب خیر الانام پر واجبات سے ہے کہ جس شکنندۂ قلعۂ خیبر اور قاتل عمرو انترکی
شان مین باغ جنان مین ہر زبان حور و غلمان یون کہتے ہین لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار شعر بیان ہو کس سے اور
اُس کے مقامات مثل ہے یہہ کہ چہوٹا منہہ بڑی بات **صفت آل و اصحاب فیض مآب رضی اللہ عنہم** اور ہزارون
تحائف کبار اور ہدایائی بیشمار اُس کے آل و اصحاب فیض مآب پر نازل ہو جیو ابیات کہ ہے جس کے باعث قیام جہان
کسی نے یہ پایا ہے رتبہ کہان - انہین کے سبب حشر تک بر زمین - رہیگا شگفتہ یہہ گلزار دین - احوال خود سخندان
عیسی نفس اور نیشان سخن رس پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے - کہ یہہ ہیچدان دل پریشان محمد بخش نام متخلص بہ مہجور خلف
حکیم خیر اللہ مغفور شاگرد میان جرات ہمیشہ نقلہائے عجیب و قصہ ہائے غریب سے ذوق و شوق رکہتا تہا اگرچہ
اس نالائق روخلائق نے سابق مین انشائے گلشن نوبہار غیرت گلزار اور انشائے چار چمن دل لگن پر از قصص دلفریب و
فسانہائے عجیب بعبارت رنگین اور مضمون تو آئین زبان اردو مین تحریر و تسطیر کئے ہین مگر اس زمانہ مین تعطیل اور
زندگی قلیل مین بلبل فکر گلشن خیال مین یون چہچہہ زن ہوا کہ ابر و ساوہ عروس کاغذ کو حلیہ نگارش افسانہ رنگین اور
اور حکایات نگارین سے محلی کیجئے اور زلف معشوقۂ سخن کو شانہ کاری زبان خامہ جادو طراز سے بصد آراستگی سنوار
کر نام دلارام اس نیک انجام کا **انشائے نورتن** رشک چمن گلزار جہان مین سرسبز کرئے اور اُس کا گلدستہ
نورستہ نو باب پر مرتب کیجئے بقول میر حسن رہیگا جہان مین مرا اس سے نام - کہ ہے یادگار جہان یہ کلام
اور مولوی جامی علیہ الرحمہ بھی سچ کہتے ہین **بیت** نوشتہ بماند سیہ بر سفید - نویسندہ را نیست فردا
امید - **پہلا باب** عاشقون اور معشوقون کے افسانہ مین **دوسرا باب** عورتون کے چرتر دن
مین **تیسرا باب** دادخواہون کے عدل مین **چوتہا باب** بادشاہون کو اور فقیرون کے مصرع
کہنے اور شاعرون کی فی البدیہہ مطلع کہنے اور بادشاہون کے چہہ کہنے اور کبیشرون کے کبت کہنے

مین پانچوان باب ظریفون سے لطائف مین چھٹا باب عاقلون کی نقلون مین ساتوان باب احمقون
کی نقلون مین آٹھوان باب افیونیون کی نقلون مین نوان باب بخیلون اور منحوسون کی نقلون مین +
لیکن جوہریان سخن سنج اور مقومان بیرنج کی خدمت فیضدرجت مین التماس ہے کہ فکر رسا اور طبع تیز با دریائی سخن مین
غوطہ زن ہو کر اس انشائے نورتن رشک چمن بے بہا کو جواہر عبارت سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے مسلسل بیانی و تسلسل
معانی مین کوئی گوہر لفظ بے جلا نظر آئے تو اسکو دستیاری صنعت کاری سے چرخ اصلاح پر چڑھا کر جلا کرین اسلئے کہ
شعر خورشید نظر جو کہ رو بر سنگ + تحقیق کہ لعل بے بہا شد + مگر اے مہجور بے شعور اس کتاب نایاب کی دستار
رشک بہار پر حضور پر نور کی توصیف کا طرہ نہو تب تک اس عبارت پر فصاحت کی بندش اور لپیٹ آگے سے
پیچھے تک کسی پیچ سے نہ کھلے گی تو اب لازم کہ قصیدے کے طور پر الفاظ رنگین اور مضامین نگارین بہم پہنچا کر اس رنگ کا
باندھو باندھ کر کہ جسکے صلے مین ایسی دستار سربستہ مع خلعت پر نور حضور لامع النور سے عنایت ہو کہ جس سے افلاس
بقیا اس تیرے سر سے لٹی کر جائے اشعار ہدیہ تجکو تبانا تہا ضرور + اس لئے کہتا ہون سن اے بے شعور + شاخ
نرگس سے کوئی لیکر قلم + یہ قصیدہ برگ گل پہ کر رقم قصیدہ نواب وزیر الممالک رفعتہ الدولہ رفیع
الملک غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ کی مدح مین ابیات مدح تیرے
کیا کرون اے زینت ہندوستان کشور تقریر مین گویا نہین میری زبان + جود و بخشش مین ترا ثانی نظر آتا
نہین + روم سے لے شام تک اور شام سے تا اصفہان برسے اے ابر کرم جیسا ترا ابر عطا + دو رکنون کیا عجب ہے جو کہ ہو
پیدا وہان + بار احسان سے ترے اے مہر بخشش آجتک + ہے زمین پیر زیر بار ساری اور روتا ہے آسمان + چار سو تیری
سخاوت کا ہے شہرا آجکل تیرے رفیق + زر سے پر رکھتی ہین اپنی جیب کو اب ہر زیان + اسطرح گر دیکھو تو چرخ پیر انجم
کے جمع + اپنے کیسے مین نہ رکھتی ہوگی ہرگز کہکشان + جیسے کی تونے سخاوت کی نظر سے کبھی + اپنے جیتے
جی نہ دیکھا پھر کسیکا آستان + ہر تونگر سے یہان کے ڈیوڑھی دولت رکھتی ہین + تیری دولت سے در دولت کے
ستارے پاسبان + تیری ہمت ایسی اعلی ہے کہ ادنی سا نفر + بخشدے اصطبل سے کتنون کو گھوڑے گھوڑیان تعریف
شجاعت مین شجاعت کے ترے اوصاف کیونکر لکھہ سکون + ہے میر خامہ اور زبان مین اتنی طاقت ہے کہان تجکو
وہ حق نے دیا ہے تجہکو اب اس دور مین + گیو اور رستم سے گو ہے زور بہرام و پہلوان + شک نہین اسمین کہ ان دونون کو
وہ انگشت سے + اسطرح ٹکرائے تو جیسے ہو طفل بے زبان + اور اگر دست مبارک سے ذرا انکو فشار + دونون آپس مین بہم
ہو جائین یک قالب و دو جان + اور زمین پر دے ٹپک سنے کا جو عزم طبع ہو + تو نہ پہر ڈھونڈھے سے انکا کہین نام و نشان
تعریف شمشیر وصف کس منہ سے کرون تیری حسام تیز کا + جوہر معنی اگر پیدا کرے تیغ زبان + لیکن اتنا جانتا
ہون اگر ضربت لگائیے + کاہ سے بدتر نظر آنے لگے کوہ گران + شک نہین اس مین کہ اسکو کاٹ کر مثل حباب

یکقلم کر دے قلم گاؤزمین کے اُستخوان + تعریف اسپ تیرے گلگون کی صفت مین کیا کرون اے شہسوار
فرش گل پر تو گلستان مین جو ہو گرم عنان + یون پہرے نرمی اسپ جسطرح باد سحر + چلتی ہے آہستہ آہستہ میان
بوستان + اور اِس گلگون کی جلدیکا بیان مین کیا کرون + گر اُسے پہینکنے ڈپٹ کر منہ سے اتنا کہکر ہان اِس
طرح غائب ہو ہانکے ساتھہ وہ جیسطور سے + دیکھکر معشوق کو اُڑجاوے رنگِ عاشقان تعریف فیل آسمان
جان وحشمت ہی سواریکا جو فیل + کیا کہون اُس کی بلندی اور اُسکی خوبیان + وصف مین دانتون کے اُسکے
ایسے دو مصرعہ کہون + روز و شب روشن دلونکے جو ہین ور روزبان + مطلع دیکھکر دانتون کو اُسکی یون کہین
اہل جہان + یہ شبِ تاریک مین روشن ہین دو شمعین یہان + عقد پروین کہئے اُس کے پانون کی زنجیر کو + کہکشان
کا بان ہی اور مہر و مہ کی چرخیان + ماہ نے پیچک کو اپنی کہولکر اُس کے لئے + چرخ کی گردش مین راتون کو بٹی ہے
ریسمان + اُسکی ہودج مین جو تُو بیٹھکر تو رشکِ مہر + دیکھکر تجکو عجب ہے یون کہین اہل جہان + عمر بہر دیکھا نہ تہا
خورشید تابان رات کو + سیر یہ دیکھی ہے مین پر آج زیر آسمان + تعریف محفل بزم کا تیرے یہ نقشہ ہی اگر دیکھے
کوئی + عمر بہر ششدر رہی گہر جا کے وہ آئینہ سان + دیکھے تو ہمنشین پہنے ہوئے زرین لباس + گرد بیٹھی ہین
تیرے یون سب بچہائے کرسیان + جسطرح تارے چمکتے ہین قمر کے آس پاس + تیرا کمرہ صاف دکہلاتا ہے
رنگِ آسمان + ہولی کے موسم مین تیری بزم کا دیکھا یہ رنگ + غٹ کے غٹ باندہی ہوئے دامن حسینان
جہان + چہرے ہین رنگ شفق مین شکل مہ ڈوبی ہوئے + ہاتہہ مین مثل ثریا بہر کے سب پچکاریان + آنکھہ اُٹھا کر
جسطرف دیکھا تو باندہی اپنا غول + ہر طرف کو پہرتے ہین اِس وضع سے سب رنڈیان + دستِ رنگین مین ہی دف
اور گیند گل صد برگ کے + چہاتیو پر بہی ڈوپٹون کی بندہی ہین گاتیان + اور کہین آپسمین ہولی کہیلتی ہین وہ
سبہی + اِن پریرویونکا نقشہ کیا کرون مین اب بیان + کوئی ملتی ہے عبیر اور کوئی ملتی ہے گلال + اور کوئی پہینکے
دے رہی ہی تالیان + اور کوئی منہ سے گلابی کو لگائے انڈتی + پہرتی ہی ہر سمت کو کہولے ہے نشہ مین
چہاتیان + کوئی ہاتہہ اپنا دوگانہ کے گلیمین ڈالکر + اُسکے ہونٹونکے لب جو پر لیتی مچہلیان + کوئی پہنی لال کپڑے اور ہی منہ
پر گلال + جلوہ گر یون ہے شفق مین جیسے مہر آسمان + اور کوئی سادہ رو منہ پر ملے ہی یون عبیر + دیکھکر جسکو یہی کہتے
ہین دانائی جہان + غور سے دیکھا تو یہ جانا کہ ہلکی ابر مین + چاند اُترا ہی زمین پر چہپکر زیر آسمان + اور کسی نے جو کسی کے منہ پہ
پہینکا ہی عبیر + تو وہ خم گردن کئے ملتی ہی اپنی انگہڑیان + اور کسینے جو کسیکی زد سے مارا ہے گیند + وہ تو جہنجہلائی ہی ہٹی اپنے
پکڑے چہاتیان + اور کسیکو جو کسی نے تر کیا ہی رنگ مین + اور کہڑی وہ کانپتی ہین بیدسی تہرتہر وہان قطعہ اور کوئی
دستِ حنائی مین چہپائے قمقمہ یون کہڑی ہی اُن پریرویونکے غٹ کے درمیان + دیکھکر جسکو یہ کہتے ہین عجب ہے جوہرے
پنجہ مرجان مین کوئی لعل ہے گویا نہان + آپسمین سب وہ باد ف وچنگ و رباب + یہ غزل مہجور کی پہرتی ہین ہر سو گاتیان

چمن ہے کام ہے اسے مہربان - خار آنکھون مین نظر آتا ہے اس بن بوستان - آپ ہم ڈوبے ہوئے ہین اپنے غم کے رنگ مین - کس سے کھیلین پھاگ کس کے ساتھہ گائین ہولیان - چنگ کی آواز تیر آہ ہے دل کیلئے - ہے صدائے توجہ سے بدتر سرود مطربان - تب سے چلاتے ہین بیٹھے گوشۂ زندان مین ہم - جب سے باہر اپنے قبضہ سے ہے وہ ابرو کمان - دشت الفت مین حباب عشق کا ہو کیون نہ لطف - لیلی محمل نشین کا قیس ہو جب ساربان - الغرض ان ماہرویون کی زبان سے یہ غزل - محفل عشرت مین سن اور دیکھہ ہولی کا سمان - یون حباب اہدیت مین کی دعا بحضور شہ - یا الٰہی جب تلک قائم رہے سارا جہان - یون ہی با عیش وطرب دنیا مین دائم خوش رہے - غازی الدین حیدر نواب فخر خسروان - اور جو دشمنی باطنی ہون دوست ہو آکی اجل - خواہ اس مین طفل ہون یا پیر ہون یا نوجوان ہو ||

پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانہ مین داستان ایک عورت کی طلب کرنے مین ایک مرد نویسندہ کو خط لکھنے کیواسطے اور اس کا عاشق ہونا اس عورت پر اور اس کا ڈوبنا تالاب مین اس عورت کے شوہر کے فریب سے اور آب اجل کا گذرنا سر معشوق سے اسی تالاب مین آٹھہ روز کے بعد

نیشان نامۂ حقیقت اور محاکیان ملاطفۂ محبت یہہ حکایت پُرغم نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ قلمرو ہندوستان مین ایک شخص نجیب الطرفین صحیح النسب جواہر رقم صاحب دست قلم قدیم الایام سے سکونت رکھتا تھا قضائی کار فلک کجرفتار بیدار نے اس کا دفتر یک قلم ایسا ابتر کیا کہ وہ جگر خراش برائے تلاش معاش اپنی بود وباش چھوڑکر جلا وطن ہوا بعد انقضائے چند ایام اس ماہ تمام کی عورت مہر طلعت نے خط نویسی کے لئے ایک نویسندہ شکستہ احوال وابستۂ ملال کو بلاکر ڈیوڑھی مین بٹھایا اور زبان حرف زن ہوئی کہ اے راقم صحیفہ یون تحریر کر کہ اے آب آداب مکتوب الفت واسطے القاب منسوب مودت اس بات کا خدا شاہد حال ہے کہ جس دن سے اس دل پر حسرت کے جگر مین خار ہجران چھوڑکر ادھر روانہ ہوئے ہو اس دن سے مین پر ملال اپنی بیقراری اور آہ وزاری کا حال کیا لکھون دولہن بیگم صاحب کے بقول شعر دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹے - عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہے خواری سے کٹی - اور سچ ہے بقول شخصے دوہرا اپنے پیتم لال سے مل بچھڑے جن کوئی - بچھڑت دکھہ جانے وہی کہ جو کوئی بچھڑا ہووے - فی الحقیقت شعر جدا کسی سے کسی کا کبھی حبیب نہ ہو - یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو - لیکن دیکھئے کہ یہ حجاب شب تنہائی اور پردہ روز جدائی ہوائے وصال سے جامع المتفرقین کس دن اوٹھائے گا اور ہم تم باہم بس باغ جہان مین بے تامل مثل بلبل چہچہہ زن کس دن ہون گے اور دل جو افسردہ مثل گل پژمردہ ہے شکل گل خندان صبح امید سے دیکھئے کب شگفتہ ہوگا اور طائر روح وصال کو باغبان قضا وقدر فصل امید کب جلوہ گر کرے گا اور عندلیب یہ عشرت شاخ تمنا پر گلشن ہستی مین دیکھئے کسوقت کرپال کہتی ہے اور اگر خدا نخواستہ یہ صحر لیئے مفارقت

ہمارے اور تمہارے درمیان اسی روش پر حائل رہا تو یہ چشم اشکبار مثل آبشار دریا بہا کر طوفان برپا کریگی اور یہہ یقین ہے کہ چمنستان جنون کشتِ دماغ مین وحشت کی چمن بندی کرکے حرمان کی ٹہری جماویگا تو بقول سراج اکبرآبادی حالت ہوگی شعر چلی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا۔ مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی اب آگے اشتیاق مواصلت اور اتحاد موانست کہانتک تحریر اور تسطیر کیجئے بقول اس دوہرے کے سراج پریتم پتیان تو لکہون کہ جو کچھ انتر ہوئے۔ ہم تم جیورا ایک ہین پر دیکہت کے ہین دوئے۔ فی الحقیقت اس شعر کے موافق شعر جسکی نسبت مین آہ آہتہ پہر جی بجے۔ اوسکو جدا جان خط کیونکہ لکہا کیجئے۔ لیکن رسم زمانہ قدیم الایام سے نامہ و پیغام کی ہے اس سبب سے اس دور افتادۂ غم آمادہ نے اپنے حال کثیر الاختلال کا عریضہ ارسال کیا ہے پر اس دل طپیدہ غم کشیدہ کی امید ہے کہ اس خط پر فرحت کے پہنچتے ہی وہان سے آپ بہی نامۂ محبت شامہ اس طرف کو روانہ کیجئے تاکہ مہجور بادیہ غربت یہ صعوبت کی تشفی خاطر فاتر ہو چنانچہ مشہور و معروف ہے المکتوب نصف الملاقات غرض وہ نازنین ماہ جبین بادل اندوہگین اوس سراسر نویسندے کے روبرو ایک پردہ کی اوٹ مین بیٹھی یہ حال پرملال کہہ رہی تھی اور ادہر عشق کا فراش پردہ پردہ مین اس نویسندہ آفت رسیدہ کا پردہ فاش کرنے کے درپے ہوا اور حکم عشق کا افواج غم کو یہہ شقہ پہونچا کہ صبر و شکیبائی کا خیمہ اس کے ملک دل سے باہر نکالو اور درد و محن کا اسپک وسعت سینہ پر چوب آہ سے استادہ کرو اور شمگیرہ چشم کے آگے حیرت کی قنات روک کر بیخودی کے سراچہ اس ہرزہ گرد بر درد کو وحشت کی سلامت کوچہ مین چہوڑ دو تب تو بقول سراج شہ بیخودی نے عطا کیا اسے جب لباس برہنگی۔ نہ خرد کی بخیہ گری رہے نہ جنون کی پردہ دری رہی۔ حاصل کلام اوس ماہ تمام سے یہ دلفگار ناساعد روزگار جو ایکبار دوچار ہوگیا یک بیک مثل آئینہ متشندر و حیران ہوکر چپ ہو رہا ایک لحظہ کے بعد بصفائی دل کہنے لگا کہ اے آئینہ رو اگر تیرے دل مین غبار کدورت نہ بیٹھی اور عارضی نہ آئے تو ورا اس حال پرملال کو زبان مبارک سے پہر دوبارہ ارشاد کر کس واسطے کہ میرے عقل ناقص مین ذرا نہین آیا اس مین اوس پری رخسار رشک گلزار نے پہر دوبارہ وہ حقیقت محبت آمیز وحشت انگیز اوس مبہوت عشق کے روبرو زبان جادو بیان سے بیان کی غرض اس بخت سیاہ جانکاہ کے دہن سے پہر یہی سخن نکلا کہ اے طوطی خوش الحان وائے سحر البیان پہر کہو پہر کہو المدعا اوس رشک ماہ منیر صاحب تقریر نے اوس کشتہ الفت خستہ محبت کے سامنے مکرر سہ کرر حقیقت ہجرت زبان سحر البیان سے اظہار کی مگر اوس نویسندۂ جفا کشیدۂ دل طپیدہ کی زبان سے پہر یہی سرزد ہوا کہ اے نازنین ماہ جبین پہر کہو الغرض اوس ماہ طلعت مہر برج عفت کو صاف دریافت ہوا کہ یہ عزیز بے تمیز کچھ سڑائی سودائی سا نظر آتا ہے یہ خیال کثیر الاحتمال وہ تمثال دل مین کرکے اپنے محل برج آسا مین رونق بخش ہوئی اور آہ یہ بخت سیاہ بہ شکل خامۂ چاک جگر سرنگون ہوکر صحرا کی طرف یہ کہتا ہوا چلا اے بلبل گل نو دمیدۂ شاخسار ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

پھر کہو اے صلصل سرو جوئبار پھر کیا ہوا غرض اُس بندۂ خدا عاشق بت جانفزا نے یہ کلام صبح و شام ورد کیا
اور اپنے ملت سے دست بردار ہوکر مذہب عشق اختیار کیا اور امیر خسرو کا یہ شعر زبان پر لایا شعر کافر عشقم
مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اور بتوں کی پرستش سے ایکبار بیزار ہوکر
بتخانۂ دل میں اُس صنم حور لقا بیوفا کو تصور کر کے سنگ آستی پر بٹھا کے پوجا کرنے لگا اور کسی دلفگار کا یہ شعر آبدار
با دیدہ اشکبار زبان پر لایا شعر قد اگنگ و جمن بر ہر دو چشم اشکبار من + نمی آئی چرا از بہر اشنان درکنار من
اور بجائے زنار وہ عاشق زار تسلسل اشک کی سیلی گلے میں ڈالکے بستر خاک آسنی پر بیٹھکر آہ و فغاں کا ناقوس پھونکنے
لگا اور بجائے اشنان وہ خستہ جان سر بر خاک و ہول اُٹھانے میں مصروف ہوا اور رام رام کے نام جپنے سے اپنے آرام کو
مطلق آرام تھا مگر اس دلارام خوشخرام کی تعشق میں یہ شعر ورد زبان تھا شعر کبھی دلکو مری آرام ہوگا + مرا وحشی جو مجہسے رام ہوگا +
اور کبھی وہ نو گرفتار دیوانہ وار کو بکو پھر کے پھر کہو کہتا پھرتا تھا اور کبھی وہ صحرانورد پر درد صحرا میں بگولے سے ہمسری کرتا اور سیر ضیاء
کا مطلع پر درد پڑھتا مطلع کبھی صدمہ بگولہ کا کبھی صرصر کی زحمت ہے + ہماری خاک میں اُٹھتی پھرا اے ابر رحمت ہے اور
کبھی وہ غریق ورطۂ محبت شفیق بادیۂ غربت لب دریا بیٹھکر اشک کا دریا بہاتا اور سلیمان شکوہ کا یہ مطلع پڑھتا بیت +
دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا + توکلت علی اللہ تعالیٰ + اور کبھی زیر کہسار با دیدہ اشکبار اپنی بیکسی بے بسی پر
سر و تپہر سے ٹکراتا اور یہ شعر پڑھتا شعر کوہ کن میں اور قیس مرا صحرا میں + سر پٹکنے کو رہا کوئی نہ ہمسر اپنا + رفتہ رفتہ اس

قصہ پُرآشوب نے یہانتک سر بلند کیا کہ اُس ماہ بُرج عفت اور مہر آسمان عصمت کا شوہر رشک قمر سفر سے گھر مین جو
آیا تو اُسکے بھی گوش ہوش تک یہ احوال پُرملال پہنچا اس واردات واہیات کو سنتے ہی وہ نیکذات دریائے
غیرت مین مستغرق ہوگیا آخرکار لجۂ فکر مین غوطہ زن ہو کر اُس شناور بحر الم نے دل ہی دلمین بقول میر تقی
اشعار مشورت کی کہ مار ہی ڈالین۔ وقضیۂ اس بلا کو ہم ٹالین۔ پھر یہ سوچی کہ ہون گے ہم بدنام۔ سُنکے
آخر کہین گے خاص و عام۔ کیا گنہ تھا کہ یہ جوان مارا۔ کس نے مارا ہے کہان مارا۔ فتنہ خفتہ یہ جو ہو بیدار
کھینچنی ہونگی ذلتین بسیار۔ کیجئے ایک ڈھب سے اسکو تنگ۔ تا نہ آید ہو اپنی جانب ننگ۔ یہ تدبیر اُس بے
پیر نے دلمین ٹھیرا کر ایک شخص غیر سے کہا کہ اے بھائی اس مرد سودائی محبوب ناشکیبائی سے کہہ دے کہ وہ
عزیز باتمیز جس ماہرو مہر جبین پر تو ذرہ وار بیقرار ہے وہ دریکتائی بحر خوبی اور لعل بے بہائے کان محبوبی کل
ہمدان دلسوز کے ساتھ بیرون شہر تالاب پر آب مین غسل کیواسطے تشریف لیگئی تھی سو قضا و قدر سے
اُس تالاب آفت آب مین وہ رشک مہتاب مثل گوہر نایاب ہوگئی قطعہ لیکن افسوس بجر و نیا مین زندگانی
سے تجھے کیون سیراب۔ منصفی عشق چاہتی ہے یہ۔ تو بھی جا کر وہین ہو غرق شتاب۔ ورنہ اسے ننگ
محبت واسطے بے عزت و بیمروت مثنوی تیری اس زندگی پہ لعنت ہے۔ سخت تو مرد بے حمیت ہے۔
یعنے جس سے کمال الفت ہو۔ وہ بدریا غریق رحمت ہو۔ بحر ہستی مین اور تو دنرات۔ اسطرح سے رہے بقید حیات
بس اسمین ہے آبرو تیری۔ اور عزت ہے کو بکو تیری۔ جسطرح ڈوب کر موئی وہ نگار۔ اسطرح تو بھی جان دے
اے یار۔ ورنہ اس عاشقی کا اے ناکام۔ پھر نہ لانا زبان پر اپنے نام۔ یہ سب گفتگو وہ بدحواس شخص کو
کو سکھا کر آپ تو اپنے گھر مین آبیٹھا اور اُس خانہ خراب بے حجاب نے اُس غریق بحر الفت اور رفیق رنج و محنت
کے سامنے با دیدۂ اشکبار یہ اظہار کیا کہ اے شناور بحر الم وائے ہمکنار لجۂ غم کل بلائے ناگہانی سے تیری مایۂ
زندگانی فلانے تالاب آفت آب مین ڈوب کر مر گئی یہ احوال پُرملال وہ تو سُنکر دل مضطر سے پہلے تو دو ایک گھڑی
گرداب الم مین غوطہ زن رہا آخر الامر یہی جی مین لہر آئی کہ اس بحر ہستی سے کنارہ کیجئے اور دریائے فنا سے بادیدۂ
اشکبار ہمکنار ہو جیئے اور امواج اجل کی زنجیرون سے پائے زیست کو سلاسل کیجئے کیونکہ بقول جرأت شعر
بدریائے محبت زورق آسا غم کے مارے ہم۔ کبھی ہین اس کنارہ ہم او کبھی ہین اُس کنارہ ہم۔ آخرکار وہ غریق ورطۂ محبت
اور رفیق لجۂ محنت اُس تالاب پُر آب مین جا کر رنج و زحمت سے غریق رحمت ہوا القصہ چند ایام کے بعد اُس ماہ خوش
خرام کو معتبران صادق اور مخبران فایق سے جو یہ خبر وحشت اثر تحقیق معلوم اور مفہوم ہوئی کہ وہ نوشیدۂ [illegible]
اس واردات سے آگے ہیہات فلانی تالاب مین ڈوب کر مر گیا اس قصہ جانگداز اور ماجرائے غم انبار سُنکے آہستگی سے اشک حسرت
پیکر حبیب ہو گئی پُر دل مین یہ کہنے لگی قطعہ اُسنے یہ کیا بُرا کیا افسوس۔ کس مصیبت سے جی دیا افسوس۔ مین نے اُس

بیٹھ جھلائے کیون کیا افسوس۔ غرض وہ روز شمع شب افروز جگر سوز کو روتے روتے کٹا لیکن دلمین عشق کا چور رشتہ محبت کو آتش غم سے بھڑکانے لگے اور دل مثل پروانہ اُس کے شعلۂ شوق وصال مین جلنے کی پروانہ رکھتا تھا اور آنکھون مین تیرگی غم کی چربی سے جالے لگے اور گلگیر اجل بھی اُس شمع و شعلہ خو کے سر سے لگن لگا کر یہہ کہنے لگا۔ شکیب میرا جگر سوختہ کی جلد خبر لے۔ کیا یار بھروسہ ہے چراغ سحری کا۔ المدعا جبکہ رات کا وقت بیہات در پیش آیا تو بے اختیار بحر محبت نے یہ جوش مارا کہ اُسکی کشتی عقل باد مخالف بیقراری سے پارہ پارہ ہوئی اور صبر و شکیبائی کا لنگر ٹوٹ گیا اور حواس خمسہ کا مستول جہاز دماغ سے گر پڑا غرض ناخدائے عشق کے مشورہ سے وہ ماہ مانند ماہی بے آب سب کنارہ کرکے اُس تالاب پر آب لگے کنارہ پہنچکر یہ کہنے لگی۔ اشعار پاس تیرے اب اے تمنائی۔ جان دینے کو مین بھی ہون آئی۔ تیرے مرنے سے عاشق مضطر۔ زندگی اب وبال ہے مجھپر۔ جان اپنی کرے تو مجھ پہ تباہ۔ اور مین جیتی رہون جہان مین آہ یہہ نہین چاہتی ہے غیرت عشق۔ طعنہ زن مجھپہ ہے حمیت عشق۔ یہہ اشعار جانگداز وہ مایہ ناز آواز شیرین سے گا کے اُس تالاب مین کود پڑی لیکن بقول میر تقی۔ موج ہر اک کمند شوق تھی آہ۔ لپٹی اُس کو بہ رنگ مار سیاہ۔ دام گسترِ عشق تھا تہ آب۔ جس کے حلقہ تمام تھے گرداب۔ حسن موجون مین یون نظر آئے۔ نور مہتاب جیسے لہرائے۔ تھین جو اُسکی حنائی انگشتان۔ غیرت افزائے پنجہ مرجان۔ جسدم وہ آب ہو کے بہا۔ سطح پانی کا آئینہ ساز رہا۔ کشش عشق آخر اُس ماہ کو۔ لیگئی کھینچتی ہوئی تہ کو۔ کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین۔ ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین۔ یون جو ڈوبے کہین تو جا نکلے۔ غرق دریائے عشق کیا نکلے۔ مگر اُس عاشق زار پر اضطرار تہ آب میر معصوم کا یہ مطلع زبان پہ لایا۔ مطلع پس از مردن مرا آن سرو قامت برمزار آمد۔ قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد۔ الحاصل وہ ماہ پارہ جذبہ عشق سے اپنی عرق سے ہمکنار ہوئے۔ اور واقعہ حیرت افزا رقت انتما اُس شمع و نیکو کے شوہر خستہ جگر کو وقت سحر جو دریافت ہوا تو آہ بحال تباہ گریان با دل بریان لب تالاب حیرت آب پر آکر کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف مردون کا ہجوم بادل مغموم معبد شور شیون میر تقی کا یہ شعر پڑھا ہے شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا۔ کہ ان دونون لعلون کو چور کیا۔ اُس روداد کو یہ خاکسار بادر ملاحظہ کرکے مثل ماہی بے آب بیتاب ہوکر کہنے لگا۔ مثنوی عشق نے گھر ڈبو دیا میرا۔ دُر نایاب کھو دیا میرا۔ ہم نگا ہون مین کو بکو میری۔ ڈوبی عزت اور آبرو میری۔ ہائے اے قاضی الحاجات واے مجیب الدعوات یہ حرف روسیاہی بقلم مجھ شکر شگاف کے تیرہ گون پر کس شکل سے آیا۔ کہ ایک نوعروس دامن دریدہ شکستہ احوال وابستہ لال کے ہمراہ میرے دلخواہ نے عشق کی فیلسوفی سے اپنے جان دی یہ بھی قسمت کا لکھا اور پیش آیا جو میرا خانمان یون یکقلم زیر و زبر ہو گیا بقول قصیمین ابن زیست سے بہتر ہے کہ اب موت پہ دل دہر ئے۔ جی میں ہے جاکر کہین یا ڈوب کہین مرئے۔ کس طرح کٹین راتین کسطرح سے کٹین راتین کسطرح سے دن بھرین۔ کچھ بن نہین آتا ہے حیران ہون کیا کرئے۔ کیا کام کیا دل نے دیوانہ کو کیا کہئے۔ اسے سامعان قصہ

شاعران ترجمۂ الفت وہ طپیدہ غم رسیدہ مائل رقت وحیرت تہا مگر اُس کے خویش واقربا نے اس تالاب پر غذاب مین
جال فی الحال جو ڈلوائے تو وہ دونون غریق بحر الفت باہم دست وبغل بقول میر تقی اس شکل سے نکلے مثنوی
ایک کا ہاتہہ ایک کا بالین۔ ایک کے لب سے ایک کو تسکین۔ جو نظر اُنکو آن کرتے تھے۔ ایک قالب گمان کرتے
تھے۔ نکلے باہم ولی موئے نکلے۔ دونون دست وبغل ہوئے نکلے۔ غرض ہر چند با دل دردمند لوگون نے
چاہا کہ اُن دونون کو جدا کر کے تجہیز وتکفین کیجئے۔ لیکن ممکن عقل تہا کہ جنہون نے اس شکل کی مصیبت سے جان
دی ہو وہ یون سہج مین جدا ہون بقول میر تقی بیت کیون نہ دشوار ہووے اُنکا فصل۔ جان دیکر ہوا ہو جنکا وصل
آخرش چار وناچار اُن دونون جان دادہ کو ایک ہی قبر مین با دیدۂ پرخون مدفون کیا۔ اب آگے اُس کے شوہر خستہ
جگر کی بیقراری اور اشکباری کی حالت کیا لکہون بقول جراءت شعر قلم کو بھی طاقت نہین رقم کی۔ کہ اب چہاتی سے
پہٹتی ہے قلم کی۔ لمؤلفہ زبان کو تہام لے اب تو بھی مہجور۔ نہایت طول رکہتا ہے یہ مذکور۔ نہ اونی اسمین ہے
تاثیر مخلوق۔ نہ عاشق اس سے بچتا ہے نہ معشوق داستان بیگما کے عشق مین عظیم بیگ کا جان
دینا اور کوئی محبوب مین تابوت عاشق کا بہاری ہونا اور اس اعجوبہ تماشہ کے
بعد اُس محبوبہ کا آپ کو جوہر کرنا اور جنازہ معشوقہ کے ہمراہ تابوت عاشقکا سکبار ہونا
اے سامعان تشریح محبت واے سخن نیرشان تلمیح بلاغت سابق مین جلاد عشق نے کیسے کیسے جوان پُر
ارمان اپنے قبضہ مین لاکر تیغ الم سے بے آب جوہر کئے ہین کہ تمام اصیل ونجیب پناہ مانگتے ہین چنانچہ مشہور
ومعروف ہے بقول میر تقی۔ گیا قیس ناشاد اس عشق مین۔ گئی جان فرہاد اس عشق۔ ہوئی اُس سے شیرین
کی حالت تباہ۔ کیا اُس نے لیلی کا خیمہ سیاہ۔ سنا ہوگا وامق پہ جو کچہ ہوا۔ نل اس عشق مین کسطرح سے مرا
جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے۔ دمن کا بھی احوال مذکور ہے۔ کوئی شہر ایسا نہ دیکہا کہ وان۔ ہوا ہے نہ آشوب محشر عیان
کب اس عشق نے تازہ کاری نہ کی۔ کہان خون سے غازہ کاری نہ کی۔ ترا نمین ایسا ہی نہین تازہ کار۔ غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار
اور حال ہی مین ایک پیر زال سکھ مثال عدیق مقال باشندہ لکہنو کی زبانی ہے کہ ایک میری ہمجولی سنہ بولی بہن رشک چمن بیگما
نامی بہ مجہسے نہایت محبت رکہتی تہی لیکن وہ ماہ لقا رشک بدر الدجی بار ہا فرماتے تھے کہ بہنیا یہ تحاد نیک تہا و عالم تجرد نے
اور خانہ آبادی مین موقوف کرنا کیونکہ بقول شاعرہ غنیمت شمر صحبت دوستان کہ گل پنج روزست در بوستان الحاصل
وہ آئینہ رو نیکخو حجلہ سنگین محل مین ایک اہل تو کل کو خدا ہوئی اور وہ جو زنگ بدرنگ کدورت وحسرت اُس کے آئینہ دل پہ رہتا تہا
سو صفائی کے ساتہ صیقل خوشی سے دور ہو گیا اور نہال امید شبنم حرقت سے گلشن دل مین سرسبز ہوا اور غنچہ آرزوئے
عشرت نسیم نشاط روز بروز شگفتہ ہونے لگا اور بلبل عنفوان شباب شاخ مراد پر پہول پہولکر چہچہنے لگا غرض وہ غنچہ حدیقہ
محبوبی اور وہ گلستان خوبی اپنے مکان دلستان رشک بوستان مین لیل ونہار مثل جوش بہار رہنے سہنے لگی قضا اُس دور

پیرزال صدق مقال کی زبانی ہے کہ جب اس جگر کباب خانہ خراب کی یہ حالت پر ملامت دیکھی تو ایک شب بصد ادب مین نے چرب زبانی سے اس تیرہ بخت کی رشتۂ الفت اور سوز محبت کو اُس شمع رو پر روشن کرکے کہا کہ چراغ خاندان عصمت وائے دودمان شبستان عفت یہ ہے بقول گنا بیگم شعر شمع کی طرح کون رو جانے - جبکہ دلکو لگی ہوئی ہو سو جانے لیکن قائم کی زبانی - شعر درد دل کچھ کہا نہین جاتا - آہ چپ بھی رہا نہین جاتا - آخر کار بصد قول و قرار اُس سے کہا کہ اے بہن رشک چمن ایک عاشق نوراد ہمسر مجنون و فرہاد نے شادی کے روز تجھ رشک لیلی و غیرت شیرین کو محافہ سے اُترتے دیکھا تھا اُس دن سے اُس شکستہ باغ پُر داغ کا احوال پر ملال کیا بیان کرون سر تا پا وبال جان پریشان سنبل پریشان مین اور اُس گل کا گریبان مانند گل بد آمان چاک ہے اور تیری نرگسی چشم کے خیال مین وہ روز و شب آنکھون سے آب جو جاری رکھتا ہے اور تیری مژگان رشک سنان کی تصویر مین شام و سحر خار ہجران اُس کے دل مین کھٹکتا ہے اور تیرے لعل خندان کے دھیان مین غنچہ کی طرح آٹھ پہر گردن جھکائے چپ چپاتہ رہتا ہے اور کبھی تیرے دست حنائی رشک پنجہ مرجان کی یاد مین بر رنگ اور نگ قطرۂ خون دیدۂ خونبار سے ہر دم ٹپکتا ہے اور اُس کے دل کی بیکلی کا یہ عالم ہے کہ کسی روش نہین جاتی اور تیرے فراق پر اشتیاق مین روز و شب بحال پر تعب مانند بلبل دور از چمن نعرہ زن ہے اور رنگ رخسار جو اُس گلعذار کا مثل گل ورد سرخ تھا سو کاہش غم سے مثل صد برگ زرد ہو گیا اور ہر بار وہ دل افگار بجناب پروردگار مثل چنار ہاتھ اٹھا کر مرزا سودا کی طرح یہ دعا مانگتا ہے نظم یا درد دل کا دور ہو یا دل کو تاب ہو - قسمت مین جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو - اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین - اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو - غرض اُس غیرت گل نے بصد تامل یہ فسانۂ دلسوز و قصۂ غم اندوز سنکر جواب نہ دیا - لیکن دلمین یون کہنے لگا کہ ہائے مین نے یہ کیا ستم کیا کہ وہان جاکر ایک مرد رعنا کو پامال الم کیا اور ظاہرا وہ دلربائے باوفا اُس فسانہ جگرسوز و غم اندوز کو ٹال گئی اور یہی گفتگو درمیان لائی الحاصل اُس تغافل شعار سلیقہ وار نے بقول مصحفی ابیات - دل بستہ عیش و تازہ رکھا - رسوائی سے خود کو باز رکھا - مقدور تلک رہے وہ خندان - کھُر اُس کا رہا یہ از گلستان - اور ادھر اس سرگشتہ بلائے ہجران بے سر و سامان کی حالت پر مصیبت کیا بیان کرون رفتہ رفتہ جب اُس از خود رفتہ کو بیخودی نے بستر ضعیفی پر پہنچا دیا اور توانائی بھی اس لاغر مضطر کا ہاتھ ہیہات ناتوانی کے ہاتھ مین دیکر پہلو تہی کر گئی اور آواز عشق سے اُس مریض الفت کو صبح و مسا رنج و محن کی دوا پلانی شروع کی اور مادہ خون کو خلط صفرا سے زائل کر کے مرض یرقان اسکو عاشقون کے روبرو زرد رو کیا اور گرمی فرقت آہ جان سوز سے تپ بار دل کو تیز کرنے لگی اور اعراض مہجوری و مجبوری سے التہاب جگر سے طپش دل کو مختلط کر کے سرسام کیا الحاصل وہ گرفتہ دل نیم بسمل اُس حال پر ملال سے ایکسال اور بسر لیگیا لیکن اس عرصہ مین وہ عورت نیک خصلت کبھی کبھی اُس دلفریب کے پاس آتی مگر اُسنے غرور کبریائی اور بے پروائی

سے اُس بندۂ خدا کو کبھی نہ پوچھا کہ رنجور مذکور کا حال پر اختلال کیا ہے گر دوسرے سال کے بعد بقول مصحفی اشعار باوصف غرور کبریائی - اوسکی بھی طبیعت اُسپر آئی - گھر والون سے اپنے بیٹھکر دور سے سُننے لگی جی سے اُس کا مذکور - اور گاہے بحالت بیقراری واشکباری وہ گرفتہ دل نیم بسمل بقول مسرور رباعیات کرتی تھی آہستہ آہ جان گداز - نہ کھلجائے کہین چاہت کا راز - نہ کسی سے گفتگو کی بات تھی - رات دن رونے کی بس اوقات تھی - اُس پریزاد ناشاد کی یہ حالت پر از رقت دیکھکر مین یون گویا ہوئی کہ اے ماہر دنیکو نیری تو چند روز جانسوز مین یہ حالت پُر ملالت بہم پہنچی کہ تیرا جی ہی جانتا ہے اور وائے بجان اُس کے کہ جو دو برس کامل یونہین درد و محن مین گذر گئی پر اب اے غنچہ لب بقول قاصر مطلع دل سیر مسیحا سے ہی بیمار تمہارا - وارثہ عالم ہے گنہگار تمہارا - کیونکہ بقول مسرور رباعیات صبر کی اب تو نہین طاقت اُسے - ایکدم دشوار ہے فرقت اُسے - زندگی اُسکی ترے ہی ہاتھ ہے - تجکو مردہ کو جلانا بات ہے - لیکن تو بقول حزین شعر نہین تو یہ رُک رُک کے مرجائیگا - اسیطرح جی سے گذر جائیگا - یہ سخن دلشکن وہ ماہ پیکر سنکر آہ پر درد کھینچکر کہنے لگی بقول جرأت شعر ملین کیونکر اگرچہ غلبۂ الفت کی شدت ہے - انہین ہے پاس رسوائی ہمین لوگون کی دہشت ہے - لیکن اسے بہن دل لگن میری اور اُس کی ملاقات بے آفات کی اُس صورت کے سوا اور کوئی شکل نہین ٹہرتی کہ اس مہینہ مین کچھ تقریب شادی درپیش ہے سب عورات قبیلہ اور زنان ہمسایہ باہم آئینگے اگر تو اسکو بھی لباس زنان مین آراستہ و پیراستہ کرکے اپنے ہمراہ لے آئے تو مضایقہ نہین الغرض اس طور اُس مہجور رنجور کا مدار وصل ٹہیرا لہ روز دل افروز بھی شب ہجر کو کوتاہ کرکے درپیش آیا اُس نازنین مہ جبین نے پوشاک زنانہ برنگ زعفرانی مع زیور جواہر نگار اعجوبہ کار ایک کشتی دریا تراد مین لگا کر میرے گھر مین پہنچا دے الغرض اُس رشک حور غلمان اور غیرت مہر درخشان کو بناسنوار کر لباس عروسانہ سے ایک محافۂ زرنگار مین سوار کرکے رونق بخش محفل شادی ہوئی لیکن اُس دانائے دہر یکتائی عصر نے بدانائی بصد زیبائی الگ الگ مکان دلستان مین اُس گل حیا کو کو داکر اُتروادیا اور ادہر اودہر پھر کے گاہے اپنے جمال ماہ تمثال سے اُس تشنۂ دیدار کو سیراب کر جاتی اور گاہے ایک جہلک برق وار اُس دلفگار کو دور سے دکھا کر غائب ہو جاتی لیکن اس تشنہ رنج و محن خستہ تن کا یہہ نقشہ تہا بقول مصحفی ابیات آنکھون سے سرشک عمل جاری + دل پہ وہی جوش بیقراری + اس عین خوشی مین ہجر کا غم + اجزاے نشاط وصل درہم + اور اس مہمان خانے مین وہ جو عورات عمدہ اور زنان حور لقا صاحب بصد تزئین رونق افزاے محفل تھین اسکے الگ بیٹھنے سے سب باہم منغص ہوکے کہتی تھین کیا معنی یہ عورت ناسیرت ایسی کونسی خاندان عالیشان سی ہے جو ہم سب سے نفرت کرکے الگ بیٹھی ہے علی ہذا القیاس یہہ ہمارے پاس آپ آنیکی تکلیف کرتی ہے اور نہ ہمکو خوشی سی کہتی ہے کہ اے بیبیو بحضرت عباس تمہین میرے پاس بلا دو اس تشریف لاو صاف اس بات سے یہ معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ یہ عورت اپنے حسن پہ نہایت مغرور ہے اور کوئی کہتی تھی کہ بی بیو مین نے دریافت

پھر اس بد دماغ کو خلل دماغ ہے جو یون ہم لوگون سے متنفر ہے اور کوئی زرگر یہان کہتے تھے کہ یہ سیمتن کم سخن اپنے
زر و زیور کے گھمنڈ مین بالا بالا رتبہ جہانگیری کو پہنچی ہے جو اس روپے اوسکو الگ سونا بیٹھنا پسند خاطر ہے
جامہ زیب دلفریب ہاتھہ ملکے کہتی تھی کہ یہ گلبدن رشک چمن اپنے لباس فاخرہ بیش بہا کی تمکنت مین ایسا
گار بٹھا دماغ رکھتی ہے کہ حجرہ کے صحن تک بھی نہین آتی یہ رمز و کنایہ اُن بیبیونکا صاحب خانہ سنکر یون
حرف زن ہوئی کہ اے بیبیو یہ خوش جمال نیک خصال کچھہ اپنے لباس بیقیاس اور زیور جواہر نگار کے سبب یہ کار
پر بد دماغ ہوکر الگ نہین بیٹھتی ہے اس مہر پیکر رشک قمر کو کچھہ خلل دماغ اور خفقان بے پایان ہے اس سبب
وہ نازنین رشک حور عین تم سب کے قرین نہین آتی کہ کسی پریرو نیک خو کی خدمت مین کچھہ گستاخی نہو جائے
بقول شخصے مصرع ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را۔ اس گفتگوئے دلجوئے سے سب مہمانون کی تشفی خاطر کر
کہنے لگی کہ اے بیبیو اگر ایک گھڑی کی اجازت بشاشت سے عنایت کیجئے تو ایک بازی چوسر کھیل کر اُس پری
حجاب رشک مہتاب کو شگفتہ خاطر کر آؤن یہ کلام فرحت انجام سنکر ہر پری پیکر کہنے لگی کیا مضائقہ ہے
مصرع خوشی اپنی بھی اسیمین ہے خوشی جسمین تمہاری ہے۔ المدعا وہ ماہ دلخواہ اس رشک آفتاب کے
پہلو مین جلوہ گر ہوکر حجرۂ برج آسا مین جلوہ قران السعدین دکھانے لگی اسوقت اُس حجرہ کا اُن دونون
پریون سے یہ عالم تھا گویا ایک ہالہ مین دو ماہ یا ایک صدف مین دو گوہر آبدار یا ایک فانوس مین دو شمع
کافوری روشن اور منور ہین اس کیفیت مین او کیفیت سنو کہ جسوقت چوسر بچھا کر اُس نازنین ماہ جبین نے
پہلے پانسہ پھینکا تو چھہ تین تو آئے تو وہ نو گرفتار محبت بیمار الفت یون بولی کہ اے دلدار غمگسار سچ فی
الحقیقت ہی کہ تو نے اس محبت پر صعوبت کی بڑی مصیبت اوٹھائی ہے لیکن مین ابھی ہنوز نو آموز عشق
ہون بہر نوع تجھکو میری غمگساری اور دلداری کرنی ضرور ہے تاکہ میرا حال پُر ملال نو عدیگر ہنو اُسکے بعد
اُس دل تفتہ جگر خستہ نے جو پانسہ پھینکا تو پو بارہ پڑے اُس پانسہ کو دیکھکر یون حرف زن ہوا کہ اے یار جانی
واسطے مایۂ زندگانی یہ پو بارہ نہین ہین یہ میرے حسب حال صدق مقال ہے کہ مجکو دو برس بیتے ایک تیگ
اور ایک مہینہ ہوا ہے کہ تیرے عشق مین عقل کے چھکے چھوٹ گئے تو اس خمسہ کے پنجہ بند مین کوئی رہائی کی چال نظر
نہین سوجھتی دوسرے یہ ہوش و حواس کا بھی تنگ ٹوٹ گیا اور خرد کی نرد کٹ گئی آگے دیکھئے حضرت عشق اس بازی
مین کیا رنگ کہاتے ہین اس غم سے جی پک گیا اور کوہ الم کی سل چھاتی کی متصل اڑی تھی ہجر اور خیال خام نے
دماغ مین خلل پیدا کیا اور وحشت دل گھبرا کر چھوڑتی ہی تاب و طاقت نے سب ہار دی تو کوئی داؤن ایسا
نظر نہین آتا جس سے اس غم کے ہاتھون سے چھوٹ کر لالون لال ہوجاؤن یا بساط جہان سے ایک قدم کیا اوٹھ
جاؤن کیونکہ بقول جرأت شعر سخت تجھہ بن قلق اس دلکا ستاتا ہے مجھے - کیا اوٹھاتا ہے تو یہ گھڑی دہ تا ہے الخ

چوسر کی بازی دو تو دل و نیم کی میر بساط عشق نے دو ٹے ہین لاکے اسواسطے شہزادی کہ دو تہینے کے بعد اُنکی
تر دو جان پر ارمان کو مار ڈالے اس گفتگو سے دو بدو من شب وصال اُس پائمال الم سے پہلو تہی کرنے لگی
اور وداع سحر کا آثار ہونے لگا اس پری جمال وہ کبک دری نے بدانائی برائے رفع بدنامی اس نیمجان
پر ارمان سے کہا کہ اے دلدار مونس غمگسار جی تو نہین چاہتا ہے کہ تجھکو اسوقت رخصت کرون لیکن کیا کیجئے
مصرع زمین سخت اور آسمان دور ہے - اور بقول شخصے شعر جدائی کا ہم تیرے غم کیا کرین - فلک یون نہین چاہے
تو ہم کیا کرین - مگر تو اپنی خاطر فاتر جمع رکھ انشاء اللہ تعالی اسی شکل پر گاہے گاہے مواصلت کی صورت
رہیگی پر اسوقت صلاح وقت یہ ہے کہ ابھی روز روشن نہین ہوا مبادا بوقت فردا تیری چال ڈھال سے
کوئی پہچان جائے تو موجب ہتک جانبین ہے بصد اشکباری اور بیقراری اُس مہر درخشان کو اُس ماہ
سیما نے تارون کے وقت چشم فتنہ مین خاک ڈالکر رخصت کیا بعد ازان زنان ہمسایہ کو باری باری واہ
کر کے مسرور کی یہ غزل زبان پر لائی غزل یون نہ کوئی عشق کا بیمار ہو - ہائے دشمن کو بھی یہ آزار نہ ہو -
اے خوشا اوقات اُس وارفتہ کی - رات دن جسکی بغل مین یار ہو - کسکو طوبی کی ہوس ہے دوستو
ہم ہون اور وہ سایۂ دیوار ہو - ہجر کی شب کیا کرے ضبط فغان - دل کی بیتابی سے جو ناچار ہو - حضرت
عیسی کی قم سے کیا اُسے - جو کسیکا کشتہ رفتار ہو - کیا بجھے شربت سے اُسکی تشنگی - یار کا جو تشنۂ دیدار ہو
زیست ایسے شخص کی مسرور کیا - یار جسکے پاس غمخوار ہو - ادہر تو اُسکی یہ حالت پر رقت تھی ادہر وہ نیم
بسمل نیمجان و بیدل جو گھر گیا تو بقول میر تقی یہ حالت ہوئی ابیات نہ جی کو تسلی نہ دلکو قرار - کف غم مین سر
رشتہ اختیار - کبھو یاد کر اُسکو نالان رہے - کبھی ٹک جو بھولے تو حیران رہے - نہ دم بھر کبھی دیدۂ تر لگے - نہ
گھر مین سے لگے جی نہ باہر لگے - کبھی یان کبھی وان بحال خراب - وہی بیقراری وہی اضطراب - لیکن گاہے
گاہے وہ پری رو کچھ برائے تشفی خاطر فاتر اُسکے پاس بادل پر یاس اصیل بھیجکر خبر وحشت اثر منگوا
لیتی تھی اتنے عرصہ مین آزار غم نے یہانتک طول کھینچا کہ وہ غریب قریب مرگ ہوا آخر کار یہ دل افگار
خستہ تر از روان نانی سے ملک بقا کو رحلت کر گیا یہ واقعہ غم افزا بر ملا اُسکی مادر خستہ جگر دیکھکر با دیدۂ گریان و دل
بریان یون کہنے لگی مثنوی اے نور نگاہ ماہ ثانی - افسوس تری یہ نوجوانی - افلاک نے خاک مین ملائی -
مجھکو تری موت کیون نہ آئی - اے کاش تمہارے بدلے بیٹا - مرجاتی جوان تو خوب ہوتا - مجھ پیر آ گئے ہائے
صد وائے - افسوس کہ تو جوان مرجائے - یہ بے چین کر کے اُسکی مادر مضطر بستر خاک پہ بیہوش ہو گئی لیکن اُسکے
دوست و آشنا اور خویش اقربا نے غسالون سے غسل دلوا کے پارچہ نفیس سے کیا اور میت کو صندوق مین رکھکر برائے تزئین
ایسا ایک دوشالہ سبز اُسپر ڈالا کہ جس سے وہ تابوت عاشق کا نہین سرسبز ہو گیا اور اُسپر پھولونکی چادر لہلہاتی ڈالکر جو جال

اُس تابوت پُرالم کا یہ عالم تھا گویا تختۂ چمن پُراز نسترن دوش صبا پر روان ہے رفتہ رفتہ اِس تشنۂ محبت خستۂ الفت
تابوت جذبۂ عشق سے اُسی طرف کو روانہ ہوا جدہر اُسکی معشوقہ جان نثار و محبوبۂ غمگسار کا مکان دلستان تھی آخرالامر
وہ تابوت بنات النعش وار بے اختیار سنگین محل مین سنگین ہو کر یون اشارہ زن ہوا مرزا گیسٹا عشق کے بقول شعر
تو ساتھ ہو حسرت دل محروم سے نکلے ۔ عاشق کا جنازہ تو ذرا دہوم سے نکلے اور بقول حکیم حیات اللہ قلاش
شعر بعد کشتن رحم بر حالم نہ فرمائی چرا ۔ ہمرہ تابوت بر گورم نمی آئی چرا ۔ غرض حمالون نے ہر چند چاہا کہ یہ گرانبار
محبت اور آثار قیامت کسیطرح سے چلے لیکن مطلق اُس تابوت حیرت افزا کو جنبش نہ ہوئی اس واردات کا عجائبات
دیکھکر ہجوم خیر و کل مین بے تامل غل ہوا اور آپس مین یون ہم سخن ہوئے کہ آیا دیکھئے اس وقت کیا قیامت برپا ہوتی ہے
جو یہ تابوت گرانبار مثل کوہسار یہان سے نہین ہلتا ہے اس واقعہ عجیب و غریب کے نظارہ کو ہر بالا تمام لینے اپنے
بام پر جلوہ گر ہوئین القصہ یہہ خبر وحشت اثر اس عشوہ گر خستہ کو جو پونہچی حد مین اُس مضطر نے پنجۂ ضبط سے دل
کو تھام کر غسل کیا اور پوشاک سفید بجان تو امید تن پر آراستہ کرکے اور بیش قبض شوہر ہاتھہ مین لیکر بہر طواف کشتۂ
خویش وہ جگر ریش بر لب بام باشتیاق تمام نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تابوت عاشق مبہوت
بقول مصحفی اشعار چلتا نہین جا سے اڑ رہا ہے ۔ کہرام گلی مین پڑ رہا ہے ۔ بس دیکھتی ہی اُسے بہرا کے آہ
مارا بہ شکم وہ دشنۂ ناگاہ ۔ لگتی ہی اُس بیش قبض آبدار خونخوار کے وہ لالۂ خون مین غلطان ہو کر جان بحق
تسلیم ہوئے اور تیغ عشق نے یہ جوہر دکھلائے کہ اُس گلبدن رشک چمن کی خونناب کی دہار زیر بام آئی یہ
رودار دیکھکر اُس کا شوہر خستہ جگر کوٹھے پر جو آیا تو کیا دیکھتا ہے بقول مصحفی شعر
ہے بام پر غرق خون وہ گلفام ۔ خورشید ہو جیسے بر لب بام ۔ آخر کار اُس مبتلائے الم پر غم کو اُس دم
کچھہ نہ بن آیا ۔ چار و ناچار اُسکو با دل زار ہاتھون ہاتھہ تکفین کرکے وہ جنازہ غم آمادہ لیکر گہر سے باہر نکلا تو عجب
طرح کا ایک شور محشر برپا ہوا گویا قیامت آئی کوئی تو زار زار مثل ابر بہار گریان با دل بریان یون حرف زن تہا شعر
کبہی دیکھا نہ ہے سنا ہے ۔ جو اس دم اس گلی مین ماجرا ہے ۔ اور کوئی خاک پر پچھاڑین کہا کہا کر یہہ کہتا شعر اِس عشق
نے کیا غضب دکہایا ۔ اِس ماہ کو جو خاک مین ملایا ۔ اور کوئی عالم حیرت انگشت در دندان کاٹتا اور یہہ سخن دلشکن
کہتا تہا کہ شاید اِن دونون مین پوشیدہ آگے سے محبت ہوگی جو آج یون ایکبار اظہار ہوئی قصہ مختصر جب
جنازہ غم آمادہ معشوقہ جان نثار کا آگے ہوا تو پیچہے وہ تابوت بہی خود بخود چل نکلا لیکن بقول مصحفی نظم
دونون وہ جنازے جب روان تھے ۔ حیرت زدہ پیر اور جوان تھے ۔ کہتے تھے یہ طرفہ ماجرا ہے ۔ کیا مردہ نے
زندہ کو لیا ہے ۔ آخر اُن دونون خاکسار جان نثارون کو تکیہ پر باہم زیر خاک تسلیم کیا اُس دم بقول الٰہی بخش
شعر جب قبر مین اُن دونون کو اکبار اُتارا ۔ غل تہا یہی الفت نے اُنہین مار اُتارا ۔ معشوقہ نے

اب آگے کیا لکھون ہیہات ہیہات - نہین ہوتا کسیکا اسطرح ہاتہہ - غرض یہ عشق تو وہ بد بلا ہے - کہ جس کی آگ مین ہر اک جلا ہے - کہان مجنون کہان فرہاد بیدل - کہان شیرین کہان لیلی کا محمل - کہان عذرا کہان وامق دل افگار - کہان نل اور دمن سے ماہ رخسار - ہزارون گھر لٹائے عشق نے آہ - ہزارون جی جلائے عشق نے آہ - نئی اسکی حکایت ہر جگہہ ہے - نئے اُس کی شکایت ہر جگہہ ہے - بس اے مہجور آگے اب الم کے - نہین حاجت کوئی قت ہے رقم کی - اور بقول شخصے فی الحقیقت شعر یہ ہمنے کیا لکھا ہے اور کیا پڑہا ہے - محبت کا قصہ ابھی تو رہا ہے

داستان یعنے ایک شہر کے مسافرخانہ مین نقش صندلین دست نازنین پر تاجر کا عاشق ہونا اور اُس کے فراق مین مرنا اور اُس کی وصیت کے موافق اُسی مکان مین کا دفن کرنا اور دریافت حال کے بعد جذبۂ عشق تاجر سے معشوق کا جان دینا

تجاران دلفروش وخریداران متاع جوش وخروش ہیہ غم قصہ اندوز وفسانۂ جگر سوز کاغذ شغاف پر کلک جگر شگاف سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک سوداگری پری پیکر نورستہ گلشن جوانی وگلدستہ باغ کامرانی بلبل شاخسار عنوان شباب وصلصل سرو بوستان شاداب ایسا حسن وجمال رشک بدر کمال رکہتا تہا کہ اگر اس دور مین زلیخا ہوتی تو اُس یوسف ثانی کے روبرو کبھی یوسف مصری سے نبات کرتی اور اگر لیلی ماہ رخسار اُس روزگار مین قید حیات ہوتی تو اُس کے عشق مین خود مجنون ہوجاتی اور اگر شیرین اُس شیرین دہن رشک سمن کو ایکبار دیکھتی تو مثل کوہ کن وہ خستہ تن اپنی جان شیرین تیشہ غم سے ہلاک کرتی اور اگر عذرا اُس کا شہرہ سنتی تو بشکل وامق وہ سینہ شق گرفتار رنج وبلا ہوتی اور اگر دہن رشک چمن اُس غنچہ دہن کی نرگسی چشم کو ایک نظر دیکھتی تو اپنے دل کی بساط نل کیطرح چوسر غم مین ہار دیتی غرض سچ تو یون ہے بقول شخصے شعر گویا بزمین ستارہ آمد - یوسف بجہان دوبارہ آمد - لیکن اس حسن اور جمال بے مثال پر بقول میر تقی اشعار عشق رکہتا تہا اس کی چہاتی گرم - دل وہ رکہتا تہا موم سے بہی نرم - سر مین تہا شور شوق دل مین تہا - عشق ہی اُس کے آب گل مین تہا - اور دولت وحشمت سے منعم حقیقی نے اُس عالی قدر کو اسقدر آسودہ خاطر کیا تہا بقول میر حسن شعر طویلہ کے جو ادنے تہی خر - نہین نعلبند مین ملتا تہا زر - الغرض وہ رشک گلزار برائے سیر شہر ویار برفقائے خوش کلام وندمائے نیک انجام اپنے شہر سے عازم سفر ہوا مگر اُس کے جاہ وحشمت اور شان وشوکت کا کیا بیان کرون مثنوی اسباب تمام خسروانہ - بہلون پہ لدا تہا سب خزانہ لشکر مین جو کوئی لشکری تہا - دولت سے اُس کے وہ جوہری تہا - کہنے کو تو تہا وہ شخص تجار - شاہون کی ہوگی پہ یہ سرکار - الحاصل وہ رشک حاتم بن طی منزل بہ منزل مراحل بمراحل راہ طے کرتا ایک شہر عالیشان مین داخل ہوا

داخل ہوا تنوی اُس شہر لیا لرون مین اوصاف - ہر لوچہ تہا آئینہ سا شفاف - اعجوبہ نگار ہر کان
تھی - اور ہر گلی گلی روان تھی - پتھر کے مکان تھے وہ اعلی جنت سے جو تھے کہین و بالا - الغرض یہ سوداگر
پری پیکر اُس شہر مینو چہر کی سیر کرتا اُس عمارت عالیشان جنت نشان کے قریب گیا کہ جس حویلی رشک
گلزار مین شاہان ذوالاقتدار اور تجاران عالی وقار اکثر آکر مقیم ہوتے تھے غرض اُس مکان عالیشان مین
وہ عالی وقار معہ خویش و تبار رونق بخش ہوا لیکن بقول ضمیر شعر سمجھا نہ کہ ہونگے ہم ہین کے - دنیا کے
رہین گے اور نہ دین کے - القصہ اس مکان دلکشا جانفزا کے جلوخانہ مین تمام سپاہ اور بنگاہ ما خیمہ و خرگاہ
منزل گزین ہوئے اور رفیق قدیم اور شفیق ندیم اُسکے خانہ باغ مین اپنے رخت سفر اُتار کر ہر کار یکبار مشغول ہوئے
کوئی پاک طینت نیک خصلت برلب جو وضو کرنے لگا اور کوئی آئینہ رو اور آلودہ گرد و غبار قریب آبشار نہانے
مین مصروف مالوف ہوا اور کوئی رشک چمن غیرت سمن بعد آرزو ولب جو زمین پوش گلدوز بچھا کر بہار و انش ملاحظہ
کرنے لگا اور کوئی ہموطن مثل بلبل دور از چمن اپنے گلرو کی تصویر مین اُس باغ کو دیکھکر شمیم کا یہ شعر پڑھنے لگا
شعر تیرے دیوانہ کو ہے جینے سے حرمان باغ مین - زخم آتے ہین نظر گلہائے خندان باغ مین - اور
کوئی تاک کا سایہ تاک کر استراحت فرما ہوا اور کوئی ماہ وش روش پر کسی گل اندام کے ساتھ گلبازی
کرنے لگا اور یہ شعر سودا کا زبان پر لا شعر رونق کسی گلشن کے نہ زینت کسی سر کے - مثل گل بازی
نہ ادھر کے نہ ادھر کے بیان شب اس ضمن مین جسوقت مطرب فلک نے دائرہ آفتاب کو
غلاف آفتاب مین کیا اور رقاصۂ شب نے لولی زہرہ اور مشتری کو ستار ثریا اور قانون کہکشان
دیکر چاندنی کے فرش پر نوشاہ قمر کے سامنے مجرے کے واسطے بہیجا اُسوقت اُس سوداگر پری پیکر نے طائفہ
ہائے رشک گلزار اور مہر رویان پری رخسار کو یاد فرمایا غرض کہ ہر ایک ماہ وش پوشاک نفیس معہ
سازندہ ہائے جلیس فرش محمودی پر سامنے آکر جلوہ گر ہوئی مثنوی ناچ کا اُنکی کیا کرون مین بیان
منہ مین لکنت ہے کرتی میری زبان - بہاؤ بتلاتی تھی کوئی ٹھہر - کوئی آنکھین لڑاتی تھی ہر سو - کوئی
گھونگھٹ نکالکر منہ پر - سر دامن لگاتی تھی ٹھوکر - ناچتی تھین وہ جب باین انداز - نقد جان کرتی تھی ہر اک
نثار - کوئی دستار باندھ کر بانکی - کھولکر بال مار کر گاتی - پشواز اپنی کو اوٹھا کر آہ - تا کمر دونون ہاتھ
لا کر آہ - کھڑی بھرتی تھی اس طرح سی گت - جس طرح سے ہو برق کو حرکت - اور کوئی ایک سمت ہنس ہنس
کر - رکھ کے انگشت کو زنخدان پر - سر و گردن کو اپنے کر کے خم - بہاؤ بتلاتی تھی کھڑی ہر دم - اور کوئی
ایک سمت کو اٹھا کر ہاتھ - ناچتی تھی وہان سبھون کے ساتھ - اور یہ گاتی تھین خوش ادا پٹا - میرا بانکا
سہرے وہیون والا - غرض کیفیت رقص اور وہ نغمہ فرش عجب عالم رکھتا تہا کہ بیان سے باہر ہے

ایک طرف کو سورج کہیان اور دیوار گیریان اور کنول ہانڈے حنائی ایسے روشن اور منور تھے کہ جنکے ملاحظہ سے دل کا کنول کہلتا تہا اور ایک طرف کو لالٹینین اور فانوسین جواہر نگار اعجوبہ کار سبز و سرخ آبی و آتشی شمعہائے مومی و کافوری اسقدر روشن تہین کہ جنکے دیکھنے سے فانوس تن مین دل کو فروغ ہوتی تھی اور ایکطرف طایفوں کے غٹ نفیس نفیس پوشاکین تن پر آراستہ کئے اور سرتا فرق جواہر مین غرق اس شکل سے بیٹھے تھے۔ شعر دیکھکر جنکو جائے بہوک اور پیاس۔ کبہی بہجت سے دل ہو دسے اوداس۔ حاصل کلام وہ تاجر عالیمقام اس کیفیت سے دو پہر شب بسر لیگیا اسکے بعد معہ ہمنشین و ہمدم و انیس و محرم خاصہ نوش جان فرماکر بارہ دری مین برائے استراحت پلنگ پر لفاست پر جلوہ گر ہوا قضائے کار نامساعدت روزگار سے لیٹے لیٹے اُس ماہ طلعت مہر صورت کی نگاہ ناگاہ بارہ دری کے کونہ مین صندل کی چہاپونپر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ اُن صندلی چہاپونمین ایک چہاپہ خوش نگار غیرت گلزار اُس روش پر کسی غنچہ دہن کے ہاتھ کا ہے کہ جسکے دیکھنے سے پنجۂ غم سینہ سے دل کو کہینچتا ہے اُس چہاپہ کو دیکھکر وہ سوداگر خستہ جگر دست افسوس تاسف انوئے غم پر مار کر یون گویا ہوا کہ ہائے مجہہ جگر افگار دل بیمار کے دیکھتے جنگل شہباز عشق سے کیونکر رہائی ہوگی۔ بقول تنخصی شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی۔ رہی جاتی ہے جی مین بات جی کی۔ اور کبہی وہ نو گرفتار محبت اور سرشار مئے الفت بے اختیار سیماب وار بیقرار ہوکر پلنگ پر اٹھہ بیٹھتا اور بچشم پرنم بصد الم اُس چہاپہ کو دیکھتا اور یہ کہتا بقول میر مظہر علی زار شعر چہوٹ جائین غم کے ہاتہون سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین اور کبہی وہ مبتلائے غم والم و آشنائے ستم آنکہون پر رومال رکہکر بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار روتا اور ضمیر کی یہ غزل پڑہتا غزل نہ سر کی خبر نہ ہوش پا ہے۔ کیا جانئے مجکو کیا ہوا ہے۔ دیکھی نہ کسی کی مینے آبرو۔ خنجر سا دل مین کیون لگا ہے۔ واقف بہی نہین شکل سے جسکے۔ افسوس کہ جسپہ دل چلا ہے۔ یوسف کو بھی تو نے اسے زلیخا۔ دل خواب مین دیکھکر دیا ہے یہ عشق مراقبہ دیکہیے مینے۔ دیکہا نہ صنم کو تہ سنا ہے۔ آگاہ نہین جسکے نام سے بھی۔ اسے واسطے وہ جہین کہب گیا ہے۔ کیا کئے ضمیر تجہہ سے واللہ۔ یہ عشق ہے یا کوئی بلا ہے۔ بیان سحر اس عرصہ مین پنجہ خورشید نے گریبان سحر کو چاک کیا اور خادم فلک آفتاب کا آفتابہ لیکر معہ زیر انداز شفق سمت مشرق سے نمود ہوا اسوقت وہ سوگوار خستہ جگر منہ ہاتہ دہوکر جو مسند زر نگار رشک بہار پر آبیٹہا تو عجب حالت تھی کہ آنکہون کو جو دیکھئے تو چشم بد دور یہ نقشہ تہا بقول میر تقی شعر ڈبڈبائی آنکہہ آنسو تہم رہے۔ کا نشہ نرگس مین جون شبنم رہے اور جو اُسکے لب خندان رشک گل تر تھے اُن پر عشق کی گرمی اس قدر غالب تھی کہ مارے خشکی کے پپڑیان بندہ گئین تہین اور اُسکے چہرہ کا رنگ جو مثال فروغ سرخ تہا سو کاہش ......

تشکل گل صد برگ ہوگیا اُس پامال کا یہ احوال پر ملال دیکھکر کوئی انیس ہمدم اور جلیس محرم جو پوچھتا تھا کہ
اے گل باغ وفا غنچۂ حدیقہ محبوبی یہہ اس گرفتگی طبیعت پر از رفت کا موجب و سبب کیا ہے نصیب اعدا شب
کو سوائے شگفتگی خاطر کوئی آثار حزن و ملال نہ تہا تو وہ از خود رفتہ دلخستہ لختہ جگر ایک آہ سرد بہر کر حسرت
کا یہہ شعر زبان پہ لاتا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھہ جسم ناتوان کی - رگ رگ مین نیش غم ہے کہئیے کہان کہان کی +
اور جو کوئی غمگسار غم خوار تشفی اور تسلی دیکر کہتا تہا کہ اے غریق ورطۂ محبت و اے رفیق دجلۂ الفت اسقدر مضطر
ہو تو وہ ہیجان کشتۂ ہجران اور زیادہ ڈہاڑمین مار مار کر روتا بقول خواجہ حسن سچ ہے شعر دل دلاسے سے
ہی کرتا بیقراری بیشتر - خانہ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر - آخرکار وہ دل افگار رخت گدائی تن پر آراستہ
کرکے فقیر ہو بیٹہا اور وہ اسباب بیحساب لٹا کر سہہ مو سچ کہنے لگا کہ اے صاحبو تمہارا جدہر جی چاہے اودہر تشریف
لیجاؤ کسواسطے کہ اب مجکو انیس غم اور جلیس الم کے سوا کوئی نہین خوش آتا بقول مرزا صاحب شعر عشق است غمگسار
دل دردمند را - آتش گرہ زکار کشاید سپند را - غرض اُس دل طپیدہ آفت رسیدہ کا سوائے غم کے کوئی
یار غمگسار نہ رہا - تو یہہ شعر خواجہ حسن زبان پہ لاوے شعر پایا ہے بیکسی مین عجب مین نے یار دل - مین
غمگسار دل کا مرا غمگسار دل - اور گاہے وہ عاشق زار جو کوچہ و بازار کی طرف جاتا تو اُس کی حالت پر ملالت پر
کوئی دست بسینہ ہوتا - اور کوئی لوگون مین انگشت نما کرکے یون کہتا کہ یہ سودائی چہاپہ کا شیدائی ہے القصہ
اسی حال پر ملال سے یہ ماہ رنجخو کئے مہینہ بسر لیگیا - لیکن جس مکان دلستان مین یہ تماشہ نقش
دیوار ہوا تہا اُس مکان جنت نشان کی ایک عورت صاحب عصمت ملکیت رکہتی تہی اور اُس کی طرف سے
ایک پیرزال شیرین مقال اس حویلی رشک گلزار کی مختار تہی آخرکار ایک روز یہہ غم اندوز با دل زار اُس مختار
مکان کے پانون پر سر رکہکر یون گویا ہوئی کہ اے سرمایۂ خوبی و اے پیرایۂ محبوبی برائے خدا بحق مصطفےٰ
سچ کہہ کہ اس مکان دلستان مین کس پریزاد رشک شمشاد کے ہاتہہ کا وہ چہوٹا صندلی چہاپا ہے کہ جسکو
ہیہات اپنی حیات سے دست بردار ہون یہ تقریر اُس دلگیر تشویر کی وہ سنکر کہنے لگی کہ اے کان ملاحت
و اے معدن صباحت اس صندلی چہاپے پر تو نے درد سر پیدا کیا تجکو کچہہ خبط ہے یا تو وحشی سٹری
سودائی ہے کہین بہی دل دینے کا دستور ہے جو تو اپنے بہلے چنگے جی کو روگ لگاتا ہی یہ کلمات نصیحت آمیز
دُرریز اُس مختار مکان کی سنکر یہہ کہنے لگا کہ اے نیک بخت صاحب عصمت تو سچ کہتی ہے لیکن جامی کا قول ہے
شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد - بسا کین دولت از گفتار خیزد - الحاصل اُس مختار مکان کو دریافت ہوا کہ یہہ دل
افگار جان نثار - عاشق صادق ہے تب بلبل زبان گو گلشن تقریر مین یون نطق مین لائی کہ اے گل گلزار محبت و اے
بلبل شیدا سار الفت یہہ مہینے کے قریب ہوئے ہین کہ ایک تاجر عالی وقار مع عیال و اطفال اس مکان عالیشان مین نازل ہوا تہا

چنانچہ شادی سالگرہ کی تقریب جو درپیش ہوئی تو اُس عالیمقام نیک انجام نے کئی مقام بسبب اتفاق اس فراق مین کئی اور اُسکی وہ عورتین ماہ پیکر رشک مہر انور رسومات شادی سب بجالاوین لے عاشق صادق یہ چھاپہ اُن حورلقا عورتون کے ہاتھہ کے ہین اور حسن بت چین کے دست نازنین کے چھاپنے پر توجگر اوگار نقش دیوار ہے وہ اُسکی دختر رشک قمر کے مبارک ہاتھہ کا ہے آگے اُس کے حسن جمال کی تعریف کرنا کلام کی فضولی ہے مگر بقول میرحسن شعر برس پندرہ یاکہ سولہ کا سن - جوانی کی مرادون کے دن - اور اُس کے سراپا کی صفت سراپا کیا بیان کرون اس قدر کافی ہے کہ وہ حورلقا ماہ سیما سراپا قیامت کا ٹکڑا ہے بقول میرتقی شعر جدہر وہ فراگم رفتار ہو - قیامت ادہر سے نمودار ہو - اس گفتگو دربدر سے اُس نغمہ جگر کے شعلۂ شوق کو اور اشتعالک ہوئی بقول شخصے شعر شعلہ بھڑک کے اوٹھنے لگے دل کے داغ سے - آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے - الحاصل یہ سوختہ آتش فرقت اور برشتہ الفت آہ جگر سوز ولدوز کھینچکر یون حرف زن ہوا کہ اے مختار مکان واسئے آرام جان وہ تاجر قافلہ سالار تشریف کدہر لیگیا ہے اور کس شہر مینوچہر کا متوطن ہے اسکے جواب مین وہ مختار مکان آہ وفغان کرنے لگی کہ اے دور افتادہ منزل محبت واسئے غم آمادہ مراحل الفت اُس کے وطن رشک چمن سے تو مین آگاہ نہین ہون مگر اُسکے قبائل حورشمائل کی زبانی یون سُننے مین آیا ہے کہ ایک سال فرخندہ مال کے بعد پہر اس مکان دلستان مین مقرر مقرر آئینگے سوائے مبتلائے روزگار واسئے شیدائے نقش دست نگار اس بات کو چہہ مہینے گذر گئے ہین اور چہہ مہینے کا عرصہ اُس کا روان سبک عنان کی ادہر مراجعت کرنے باقی ہے یہ گفتگو اُس نیکخو کی گوش زد کرکے یہ شعر کسی کا پڑہنے لگا شعر ہیہم پہ وصل یار کی ٹھیری - آہ پہر انتظار کی ٹھیری - لیکن یہ عشق خانہ خراب بقول میرتقی اشعار خار دل غریبان ہے - انتظار بلا نصیبان ہے - آرزو ہے امیدوارون کی - دردمند جگر فگارون کی - اور کبھی اُس کے خیال پرملال مین یہ کہتا تھا کہ اے یار جانی واسئے سرمایۂ زندگانی بقول طوفان سہ نگویم بوصلت مراشاد کن محرومی من دمی یاد کن + القصہ اس دچار بلائے ناگہانی اور مبتلائے آفت آسمانی کو اسی شش وپنج مین پانچ مہینے ور چند روز غم اندوز گذر گئے کہ دیکہین وہ ماہ مقصد سپہر امید پر کب جلوہ گر ہوتا ہے اور جب چہہ مہینے مین دس پانچ روز باقی رہے اُس دور افتادۂ غم آمادہ کی وہ حالت ہوئی کہ الانتظار اشد من الموت اور بقول خلیفہ شاہ محمد سچ ہی شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک - آتش شوق تیزتر گردد - اس عرصہ مین اُس بیدل کو وہ چہہ مہینے کامل حالت اشکباری وبیقراری مین گذر گئی تو بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہوکر میان جرارت کا یہ شعر زبان پہ لایا شعر نہ آیا یار افسوس - چلی اب تن سے جان زار افسوس - آخر کار اُس مختار مکان کو بلوا کر یہ وصیت کی کہ لے دوائے دردمندان واسئے شفائے مریضان امیدواران برائے خالق کون ومکان بعد انتقال مجھہ بے وصال کو اسی مکان بے نشان مین دفن کیجیو کہ جس مقام پر وہ صندلی چھاپہ ہین کیون کہ...

حرارت شعر غم دلبر سے دل بریں نہیں ہے۔ امید اب مجھکو جینے کی نہیں ہے۔ اسنے مختار مکان اسے غمخوار
یان اسواسطے کہتا ہون کہ جیتے جی تو اس سرمایۂ زندگانی یار جانی سے وصل میسر نہ ہوا مبادا وہ ماہ
لقا دہر کو رونق افزا ہوا و میری تربت کو بخرام ناز بصد انداز ٹھوکر لگا کر سرافراز و ممتاز کرے تو عجب نہیں
کہ زیر خاک مجھ غمناک کی تسکین خاطر ہو جائے اب مختار مکان اس میری وصیت اور نصیحت مین جو قصور
کرے گی تو واللہ باللہ مین چاک گریبان محشر مین تیرا دامنگیر ہونگا آخر کار وہ جگر افگار یہ گفتگو کرتے کرتے
یک آہ جانسوز مانند چراغ سحری گل ہو گیا یہ ماجراے جگر سوز و حیرت اندوز دیکھکر مختار مکان بے اختیار
زار زار مثل ابر بہار رونے لگی اور ضمیر کے یہ اشعار آبدار زبان پر لائی مثنوی ایسا تجھے اسنے
غم نے گھیرا۔ آخر کو ہوا وصال تیرا۔ لذت نہ اٹھائی زندگی کے۔ حسرت رہی ہائے جی مین جی کی۔
دل تیرا ہوا نہ شاد ہی ہے۔ اے عاشق نامراد ہی ہے۔ القصہ مختار مکان دل بریان نے
مکان وصیت مین اس کشتۂ الفت کو دفن کیا اس عرصے مین کئی دن کے بعد وہ تاجر عالی وقار
معہ خویش اقربا اس مکان جنت نشان مین نازل ہوا کہ جس کے انتظار مین وہ سوداگر خستہ جگر اپنے
متاع زیست بازار عشق مین بیچکر عدم کو روانہ ہو گیا تھا۔ لیکن اے یار بقول مرزا علی لطف اشعار
عشق کوئی زور ہے خونریز ہے۔ عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہے۔ واقعی گر چارہ سازی پہ آئے۔ لاکھ
معشوقون کو عاشق کر دکھائے۔ دل مین گر لائے خیال آہ گرم۔ موم سا آہن کو کر دکھلائے نرم
زندگی مین گر رہے عاشق سے فصل۔ خاک مین دے بعد مرنے کے یہ وصل۔ چنانچہ اس کے مطابق
میر تقی بھی یہ کہتے ہین شعر وصل جیتے جی ہو میسر گر۔ لائے معشوق کو یہ تربت پر۔ المدعا وہ قافلہ جیرونما
اس مکان دلستان مین اترا مگر وہ نازنین مہ جبین کہ جس کے نقش دست کے عشق مین کوئی دست
اجل مین گرفتار ہو گیا تھا وہ سرمایۂ زندگانی غافل از بلا سنے ناگہانی اس جائے راحت افزا مین کیا دیکھتی ہے
کہ ایک تربت کسی غربت زدہ کی ایسی ہے کہ سوائے باد صبا اس کا جاروب کش کوئی نہین نظر آتا اور بجائے
چراغ اس تیرہ روز کا داغ دل روشن ہے اور پاسبانی کو اسکی تربت پر غربت پر بعید حسرت موجود ہے لیکن
لیکن بقول ضمیر اشعار اس قبر کو دیکھتے ہی وہ گل۔ کہنے لگی دل سے کر تامل۔ آگے تو نہ تھی قبر ادھر اب ہے
معلوم نہین کہ کیا سبب ہے۔ یہ احوال پر ملال حیرت افزا دہ ناشکیبائی دیکھکر مثل سیماب ایسی بیتاب ہوئی
کہ عنان صبر سب دل سے چھوٹ گئے۔ اور توسن طبع میدان وحشت مین جولانی کرنے لگا آخر کار مختار مکان کو
بلوا کر سب الگ ایک ایک بعد گفتگوئے بسیار وہ دل افگار یون کہنے لگی کہ اے نیکبخت صاحب عصمت تیرے جو مکان دلستان
مین ہم آگے اتر گئے تھے تو یہ تربت یہان پر نہ تھی پھر کہہ اس جا پر قبر ہونے کی کیا وجہ ہے یہ سخن دلشکن

وہ مختار مکان سنکر بادیدہ تر یون کہنے لگی بزبانی ضمیر نظم اے توگل بوستان خوبی - وے زیب وہ مکان خوبی - اے کام دل امیدواران - وے عقدکشائے بستہ کاران - غم ہووے تجھے نہ تا قیامت - اللہ رکھے تجھ سلامت - اے مایۂ ناز و پیرایۂ اعجاز شعر اب آگے کیا کہون احوال جی تو سنتا ہے - زبان کرتی ہے لکنت اور کلیجہ منہ کو آتا ہے - قصہ کوتاہ اے عزت ماہ اس تربت پر حسرت کا یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز ہے کہ ایک سوداگر پری پیکر حشمت شاہانہ اور شوکت خسروانہ سے اُتر کر اِس مکان دلستان کو مطبوع و وسیع ملاحظہ فرما کر نازل ہوا تھا قضائے کار بوقت خواب اس بیتاب کو تیرے ہاتھ کا چھاپہ جو نظر آیا تو اُسی وقت سے اُس دل طپیدہ جگر دریدہ کی اجل دست گریبان ہوئی الحاصل تیرے فراق پر اشتیاق مین سب اسباب بے حساب لٹا کر چند روز ہوئے ہین کہ وہ جگر سوز غم اندوز ملک عدم کو سفر کر گیا اگرچہ مجھ جگر کباب بیتاب نے تیرے ادہر پھر آنیکا وعدہ بھی کیا تھا لیکن بقول ضمیر شعر مین غمزدہ کیا کہون کہ کیا ہے - اِس قبر کا سن یہ ماجرا ہے - اِس احوال پر ملال کثیر الاختلال کو جو گوش زد کیا تو مرزا علی لطف کے بقول اشعار تھی مجال اِس گفتگو کی پھر کسے - بات کی دل نے نہ دی فرصت اُسے - بیکلی سے ایسی ہی گھبرا گئی - رک کے جان ایک دم مین لب پر آ گئی - اپنے ہی مطلق نہ تھی اوسکو خبر - ہووے کسکو پاس ناموس پدر - مضطربانہ افتان و خیزان برق وار پہنچی اُس مرقد تلک حدِ بیقرار - کرکے اک آلودہ حسرت کی نگاہ - گر پڑی مرقد پہ اُسکے کرکے آہ - ہوگیا اک دم مین سب قصہ تمام - عشق نے آخر کیا اپنا ہی کام - کہ یکایک اُس کشتۂ حسرت کی تربت شق ہوئی اور اُسمین وہ عزت ماہ آسما سما گئی یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز اُسکی مادر خستہ جگر دیکھکر بحالتِ مضطر خاک پر تڑپ کر یہ اشعار زبان پر لائی مثنوی اے راحت جانِ من کجائی - وے روح روان من کجائی - جسطرح سے تو نے جی دیا ہی - اسطرح کوئی بھی مر گیا ہی - افسوس ہے صد ہزار افسوس - مر جائیے تو یون نگار افسوس - آخر کار اُسکی مادر اور پدر اہل ماتم پر غم کو ہر ایک نے یون سمجھایا کہ مشیت ایزدی سے کسیکو چارہ نہین بہرحال اُس حور تمثال کو تمہین اب صبر کرنا واجبات سے ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہے (الصبر عند صدمۃ الاولی) یعنے صبر کرنا نزدیک صدمہ پہلے کے ہی المدعا وہ سوداگر بادل ناشاد بصد بیقراری و اشکباری چہلم تک اُس مکان خستہ نشان مین مقیم رہی بعد چہلم وہ اہل ماتم سنگ صبر اپنے سینہ بریان پر رکھکر وہان سے بصد تباہی راہی ہوئے مثنوی اب آگے کیا لکھون اِس غم کا دفتر - ہوا جاتا ہی میرا حال ابتر - بس اے مجبور تو اپنی زبان تھام - ہمیشہ سے یہی ہے عشق کا کام - کہ بعد از مرگ عشاق دل افگار - رہے واقف مشتاقان

داستان ایک بادشاہ طفل ماہی گیر پر عاشق تھا اور بادشاہ کی بیٹی ماہی گیر کے عشق مین ماہی وار بیقرار تھی ایکدن جوان ماہی گیر شہزادی پر عاشق ہوا اور شہزادی نے اُس

اپنا

عاشق سے ماہی گیر کیواسطے اُس کا دل طلب کیا اُسنے اپنا دل نذر کیا اور جان بحق تسلیم ہوا آٹھین دن کے بعد شہزادی نے بھی اُسی جوان کے عشق مین جان بحق تسلیم کی ؛

راویان غواص وجلۂ معانی اور حاکیان امواج لجۂ خوش بیانی یہ حکایت گرداب الم اور روایت سحاب پر غم بالائے کاغذ آبی مثل موج دریا سیاہی رواں یون لکھتے ہین کہ ایک بادشاہ شہنشاہ دریا دل گرداب الم کا ساحل ایک ماہی گیر دلپذیر جسکے دام عشق مین اسیر تہا لیکن اُس بادشاہ عالم پناہ نے اُسکو ارباب محفل مین لانا ننگ و بدنامی بادشاہی جانا اور ایک نظر آٹھ پہر اُس کو نہ دیکھنا یہ بھی شاق تہا اسواسطے بادشاہ عالیجاہ نے اُس ماہی گیر خوش تقریر کو فراست سے یہ خدمت بخشی کہ ایک مچھلی کا دل نیم بسمل محفل عالی منزل مین شب کو بلا ناغہ لایا کرے لیکن اُس ماہی گیر رشک ماہ منیر کے دام عشق مین اُس بادشاہ کی دختر رشک قمر بھی ایسی گرفتار تھی کہ ایک روز اُس دل افروز کو نہ دیکھتی تو مانند ماہی بے آب بیتاب ہو جاتی اور اپنی اشکباری و بیداری پر وہ بے خور و خواب بصد اضطراب یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی مطلع ہوں آشنائے غفلت چشم پر آب کیونکر پانی کے اندر آئے مچھلی کو خواب کیونکر۔ وہ دختر شہریار دلفگار گرفتار دام بلا برائے تفریح طبع بارہا سر راہ جھروکے مین بیٹھکر مرزا علی لطف کے بقول شعر و شیون کی سنگدلی انداز سے۔ صید کرتی تھی کمند ناز سے۔ قضائے کار زمانہ ساز و عدوئے روزگار سے ایک جوان پریزاد خوشکل رعنا خوش تن یا ماہ سیما مہر لقا شکار شہباز عشق گرفتار انداز عشق جو اُس طرف سے گذرا اور نگاہ اُس رشک ماہ سے ناگاہ دوچار ہوگئی تو میر تقی کا بقول مثنوی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی۔ وہ نظر ہی سے وداع طاقت تھی۔ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ۔ صبر رخصت ہوا ایک آہ کے ساتھ بیقراری نے کجادائی کی۔ تاب و طاقت نے بیوفائی کی۔ لیکن وہ ماہ وش اُس خیالکش کی طرف کب خیال وصال کرتی۔ کسواسطے کہ ہمیشہ ماہی گیر کے دریائے انتظار مین اُس کی شست نگاہ آہ پڑی رہتی تھی اور اُس کے سوا مرزا علی لطف کے بقول مثنوی مہر اُس پر کیونکہ ہو اُس ماہ کو۔ کیا مناسب ہے گدا سے شاہ کو۔ کب غرور حسن کو ہے یہ دماغ خود نمائی سے کہان اُسکو فراغ۔ صید لاغر کو اٹھانا خاک سے۔ ننگ سمجھے باندھنا فتراک سے۔ حاصل کلام وہ [illegible] بقول میر تقی مثنوی کے جھاڑ کر دامن کو بصد صد پارہ۔ اُٹھ گئی سامنے سے یکبارہ۔ وہ گئی آنکھ سے خاک مین مل گئی وہ رعنائی۔ اب آگے عاشق زار نو گرفتار کی حقیقت بر رقت صفحہ غم پر نوک قلم سے کیا مرقوم ہے بالیقین وہ [illegible] سرگشتہ و ششدر محو نظارہ ماہ پارہ کہڑا تہا وہین کہڑا رہ گیا۔ لیکن بقول عشرت نظم ابھر کو تھا اسیر تہا اُس کا دل ہے دام۔ کیونکہ یہان تو عشق تہا گسترده دام۔ یان اُس کا کیا ابھی واں ہی ہلا عشق اسیر کا ہو گیا زنجیر۔ القصہ در سوم سر شب چہارم جو وقت ماہی گیر کا شب سے برائے تسخیر ابیان

سیارگان غفلت کہکشان مین ماہ کا چارہ لگاکر دریائے فلک مین پھنسکی وہ ماہی اگر دلپذیر اپنے معمول سے سرِشام شہزادی غیرت ماہ کے قریب آکر مے نوشی مین مالوف و مصروف ہوا اسی کیفیت اور نشۂ عشرت مین وہ شب بوالعجب جب پہر کے قریب گذری تو وہ ماہی گیر رشک ماہ منیر بخوف شاہ بحر و بر نشۂ غفلت سے ایکبار ہوشیار ہوکر شاہزادی رشک پری سے رخصت طلب ہوا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے دریائے جود و سخا وائے صدف گوہر بے بہا آج تلاطم امواج عیش و عشرت کے باعث سے میرے دام داری کا وقت گذر گیا مگر اس گرداب فکر مین دل غوطہ زن ہے کہ اگر آج مچھلی کا دل بادشاہ بحر و بر کے مطبخ مین نہ پہنچیگا تو خدا جانے اس آن کیا طوفان برپا ہوگا اے مایۂ عشرت اسوقت میرے حال پُر ملال پر بقول مرزا بیدل شعر بحرے پیچ بموج اشک غم پروردما۔ چرخ میگردد و ما در فکر یار وردما۔ یہ سخن دلشکن اُس ماہی گیر دلپذیر کا شاہزادی رشک پری سُنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے غریق بحر ہراس وائے رفیق دریائے یاس ایک مچھلی کے دل کے واسطے اپنے لجۂ غم مین ناحق ڈوبتا ہے اے دلدار دلفگار تجھکو مچھلی کا دل اِس منزل مین منگا دون گی اپنے خاطر فاطر کو ساحل امید سے ہمکنار کر اس کلام بدانجام سے اُس ماہی گیر دلپذیر کو شگفتہ دل کرکے ایک خواص خاص سے یون چپکے سے فرمایا کہ اے محرم راز پردہ ناز ایک کارد تیز خون اور طشت طلائی اُس بیدل کے پیچھے لے جا اور وہ جوان پُر ارمان دلفگار جو میرا تشنۂ دیدار کھڑا ہے اُس سے یون کہہ اے عاشق صادق دختر شہریار تیری دلدار کہتی ہے کہ اپنے دل ناشاد نامراد کو سینہ سے فی الحال نکال کر میرے پاس بلا وسواس بھیجدے تو مین جانون کہ بیدل عاشق کامل ہے ورنہ بقول میر تقی شعر دل اگر تھا عزیز اے ناکام۔ کیون عبث عشق کو کیا بدنام۔ الحاصل وہ خواص خاص حسب ارشاد دختر شہریار ایکبار وہین جاکر موجود ہوئی کہ جس جا پہ وہ جوان پُر ارمان بے آب و تاب محو خیال جانان کھڑا تھا ایکبارگی چھری اور طشت کو آگے رکھکے یہ سخن زبان پر لائی کہ اے گرفتار اجل وائے دلفگار بے بدل تیری مایۂ زندگی اور پیرایۂ کامرانی تیرا دل طپیدہ آفت رسیدہ طلب کرتی تھی اگر تو نے میدان عاشقی مین قدم مارا ہے تو دل تہِ دریائے یاس مین دھوکر موت کا بیڑا اٹھا اور حکم دلدار بلا تکرار بجا لا چنانچہ مرزا بیدل کہتے ہین شعر بیدل آن صیدے کہ ممنون گرفتاری بود۔ ساغر سرشار داند حلقہائے دام را۔ یہ گفتگو وہ دیوانہ اُس عربدہ خو کی وہ کشتۂ الفت وہ سوختۂ آتش محبت سُنکر بقول شخصے کہنے لگا۔ شعر دل لیکے ہمارا کہین برباد کروگے۔ لو دل تو ہین ہم دیکھتے ہین کیا یاد کروگے۔ الحاصل اُس بیدل نے اپنا دل سینہ بے کینہ سے نکالکر اُس خواص خاص کے حوالہ کیا اور یہ شعر کیفی کا زبان پہ لایا شعر نقد دل رکھتے تھے سو یار کو مطلوب ہوا۔ للہ الحمد چھٹے رنج سے کیا خوب ہوا۔ غرض وہ نیم بسمل بیدل تو خاک پر تڑپ کر جان بحق تسلیم ہوا اور وہ خواص با اختصاص اُس بیدل کا دل دختر شہریار جفاکار کے پاس لیگئی مگر اپنے دل مین بقول عشرت یون کہتی تھی شعر دیکھیو نیرنگ بازی عشق کی۔ بیداد ہے پر حیلہ سازی عشق کی

سرکار وہ ماہی گیر نابکار اُس صید شہباز عشق کا دل باورچیخانہ مین لیگیا اور کباب پر جلد کباب چاہا لاسکی سیخ
پر لگا کر براے شاہ عالیجناب کباب طیار کرون کہ یکایک اُس دلفگار سے یہ آواز خداساز صادر ہوئی مصرع ظلم
بردی و دلداری نہ کردی - یہ احوال کثیر الاختلال کباب پر جگر کباب اور تمام احباب سُنکر حیران و ششدر رہگئے المدعا یہ خبر
وحشت اثر بکاول باورچیخانہ کا ساعت کرکے بعد ادب دست بستہ شہنشاہ عالم پناہ سے بقول عشرت یون عرض
کرنے لگا اشعار کہاے شہ مہر سپہر عز و جاہ - ماہتاب سلطنت عالم پناہ - وے شہ عالیقدر والا گہر آج دیکھا ماجراے
طرفہ تر - یعنے سر شب بہر شاہ نیکنام - ایک دل مچھلی کا آتا تہا مدام - آجکا دل اُن و لونسے کچھ کلان - طرفہ تر آیا ہو بے نام
و نشان ماورُسکے سوا یہ ماجرا عجیب و غریب ہے کہ اس دل بیدلسی یہ صدا بار بار آتی ہو - مصرع ظلم بردی و دلداری
نکردی - لیکن بقول عشرت شعر مین یہ حیران ہون یہ کیا اسرار ہے - یہ دل ماہی عجب پر خار ہو - یہ کلام وحشت التیام
وہ شاہ بحر و بر سنکر گرداب حیرت مین غوطہ زن ہوا اور لجۂ تفکر مین پیچ و تاب بسیار ایکبار اُس بکاول سے یون فرمانے
لگا کہ اس دل شکوہ کن کو حضور پر نور مین حاضر کرتا کہ دریافت صاف ہو کہ وہ دل کس تیغ جفا کا نیم بسمل ہے الحاصل
حسب الرضاے عالی متعالی وہ دل میان طشت زرین بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا اور بعد اضطرار ایکبار یون آواز دینے
لگا مصرع ظلم بردی و دلداری نکردی - یہ ماجرا حیرت افزا بادشاہ عالیجاہ ملاحظہ فرما کر دم بخود رہا اور تمام حضار محفل مین
اُس دل نیم بسمل کے احوال پر ملال پر مانند ماہی بے آب بیتاب ہوئی اور میان عشرت حضرت عشق کی شان مین یون
لکھتے ہین نظم - واہ رے ظالم تری پیدا کیان - طرفہ ترین کچھ تری چالاکیان - خاک مین کہاکہین ملکو چہپا - دلکو تر پاو
کہین ظاہر کیا - الغرض بادشاہ جمجاہ نے اُس ماہی گیر بے پیر کو طلب فرماکے پوچھا کہ اے صیاد ماہیان دریا واسطے جلاد
مظلومان باوفا تونے آج کس صید نا امید کو تہ دام بلا کیا ہو جو یہ دل نیم بسمل مچھلی کے ویسی تپیا نہایت افزون ہے اور اسکے
سوا ہر زمان شکوہ کنان ہے یہ ارشاد حضور پر نور دہ صیاد بے شعور سُنکر یون گویا ہوا کہ اے مہر سپہر حشمت و اسے مہتاب
آسمان شوکت اس دل کی آواز خداساز ہی مین بھی حیران ہون مگر اس دل کی نالانی اتنی کا یہ سبب ہے کہ آج ایک مچھلی کلان تہ دام
کے درمیان آکر پھنسی تہی غرضکہ آپکے اقبال و دولت سے غلام نے بزور تمام اُسی تہ دام کرکے اسکا شکم چاک کیا تو اگر
معلوم مفہوم ہوتا ہو کہ یہ مچھلی کسی بحر عشق کی ہو کہ جسکے دل سے درد کی صدا آتی ہو اور یا یہ ماہی کسی عاشق صادق کو
مثل حضرت یونس علیہ السلام نکل گئی تہی اور یا اس ماہی کی سرشت مین صانع قدرت نے عشق مخلوق کیا ہو المحاصل
وہ ماہی گیر ہیکلہ فرجام اتقریر بے تاثیر کرتا تہا لیکن بادشاہ عالم پناہ کے دلکو اصلا تشفی نہوتی تہی بہرحال وہ شب پر تعب تو
گذر گئی - میان سحر اور صبح شتاب جلادہ ملک سے خورشید کو خون شفق مین غلطان کرکے مثل نیم بسمل طشت مشرق مین رکھا اس شہنشاہ
نادل زمان نے شکمہ تو شیہ زان کو توال خوشخصال سے فرمایا کہ اس دلفگار آوازدار کو سر بازار دروازہ شاہی
مین رکھوا دیئے اور چند اشخاص خاص پاسبانی اور خبرداری کو تعین کر دیئے شاید اسکا راز مخفی کسیطرح ہویدا ہو

افشا ہوجائے تو عجب نہین القصہ وہ دل نیم بسمل ادہر سرباز ار مصروف شکوہ یار روانہ ہوا اور ادہر کا احوال پُر
ملال کلک جگر شگاف قرطاس پُر الم پر کیا رقم کرے یعنی دختر شہریار ماہ رخسار جفا کار نے اُس بیدل کا دل بیدلی سے
طشت آزمائش مین لیتے تو لیا مگر جسوقت وہ جوان پُر ارمان کشتۂ تیغ جفا اور ذبیح خنجر دغا زیر زمین دفن ہوا
اُسیوقت اُسی ساعت سے جذبۂ عشق نے مرزا علی لطف کے بقول مثنوی یہ بیان کیا پیوند اُس کو خاک
کا - دل وہان بہیجا اُس سفاک کا - شاد و خندان یا تو مثل گل تھی وہ - یا کہ رشک افزائے
صد بلبل تھی وہ - پرحیا از بسکہ دامنگیر تھی - چپ مثال بلبل تصویر تھی - گرچہ تہا شدت سے ضبط
اضطرار - پر کہین ہوتا ہے دلپر اختیار - رفتہ رفتہ اشک سے خون ہوگیا - یا تو غم تہا یا کہ جیجون ہوگیا ہمسری
تھی گل سے جس عارض کو ننگ - ہوگیا صد برگ سا صاف اُس کا رنگ - فرش گل پہ بیکلی سے زار تھی - ہر رگ گل
اُسکو نوک خار تھی - اور میان عشرت کشتۂ الفت کی زبانی ہے مثنوی سونپتے ہی خاک مین وہ دلفگار - ہوگئی دام
محبت کی شکار - آتش غم دل پہ جو بہڑکی دو چند - مضطرب جلنے لگے مثل سپند - غرق دریائے ندامت تھی
مگر - جذب دل اسیر ہوا یہ حملہ ور - روز و شب بے خواب و خور با چشم تر - بیٹھتی تھی آکے اُسکی خاک پر - سیر صحرا
سے ہوئی وہ دلفگار - کشت گلشن ہوگیا آنکھو نمین خار - بیٹھتی غرفون مین سیر آب کو - روکے اٹھتی اُس
دل بیتاب کو - ذکر جام بزم سے تہا اوسکو ننگ - ہوگئی تھی زندگی سے اپنے وہ تنگ - تھی جو آمد
ورفت اُس صیاد کی - سدرہ اُسکی وہ حالت ہوگئی - اے سامعان حکایت پرغم و اے شاعران
عطارد رقم ادہر تو دختر شہریار دل افگار اپنے عاشق زار جان نثار کی سوگوار تھی اور ادہر وہ دل نیم بسمل
طشت طلامین دروازہ شاہی پر مانند قندیل بے عدیل لٹکتا تہا اور ایک ہجوم با دل مغموم اُسکے گرد روز و شب
اس قدر تہا بقول میر تقی شعر تہا ہنگامہ اک سر پہ یان اُسکے جمع - پتنگے اکہٹے ہون جو گرد شمع - لیکن
اس راز مخفی اور آواز غیبی سے کوئی ماہر نہ تہا قضائے کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشن ضمیر عاشق دل
صادق منزل سر پر تاج الفت رکہے گلے مین محبت کی کفنی ڈالے اشک مسلسل کی سیلیان ڈالے ہاتھ مین
آہ کی بیراگی لئے فراق کا کچکول کمر سے لگائے اُس جائے حیرت افزا پر وارد ہوا کہین رہگذر مین وہ دل
باہ و فغان شکوہ کنان دلبران بیوفا تہا یہ فقیر روشن ضمیر اس بے نصیب کے قریب گیا اور یون گویا
ہوا بقول عشرت ابیات ہے دلون کو عاشقون کے اضطرار - لیکن اے دل ہو نہ ایسا بے قرار -
پردہ ہائے غم مین ہے پنہان سرور - بے قراری اتنی اے دل کیا ضرور - یہ حرف شگرف وہ درویش
جگر ریش کہکر راہی ہوا اور یہ دل طپیدہ آفت رسیدہ چپ ہوگیا اور فی الحقیقت ہے شعر بے زبان
سے کس طرح نکلے جواب - جبکہ حاصل ہو جواب با صواب - اور یہ واقعہ حیرت افزا ہوش ربا

سرو جوان اس زمانہ کی دیکھکر ششدر ہے اور یہ ماجرائے عجیب و غریب خبرداران صدق مقال اور جو کیداران کو توال

کی زبانی بادشاہِ عالم پناہ کے گوش ہوش مین پہنچا کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے ہمکلام ہونیسے وہ دل پر آواز

گشتہ ناز چپ ہوگیا ہے۔ شعر۔ اب نہین وہ بیقراری کی صدا۔ ہے گل تر مردہ سا بجس پڑا۔ اس سخن حیرت

افزاسے شہنشاہ عالیجاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی۔ لیکن وہین ارشاد فرمایا کہ اس درویش کو جلدی تلاش کرکے

بارگاہ شاہی مین حاضر کرو غرض لوگون نے بہ تلاش بسیار اس درویش کو جلد تلاش کرکے بارگاہی شاہی مین حاضر کیا

غرض لوگون نے بہ تلاش بسیار اس درویش عالیمقدار کو روبرو بادشاہِ عالم پناہ کے حاضر کیا کہ اے صاحب کشف و

کرامات واسطے فخر فقیران عالی درجات اس دل کی شکایت بے نہایت کا اور چپ ہوجانے کا کیا سبب ہے یہ کلام شاہ

عالیمقام کا استماع کرکے فقیر روشن ضمیر نے کہا کہ اے بادشاہ بحر و بر و اے شاہ والا گہر یہ دل ماہی کا نہین ہے یہ دل کسی

ناامید دام عشق کے صید کا ہے یہ دل دریائے الم کا غریق رحمت ہے یہ دل گرداب ستم کا آشنا ہے یہ دل کشاکش الم کا

مستغرق ہے اور اس کا ماجرائے پوشیدہ کیا بیان کرون بقول شخصے مصرع کہین کہنے سے اولی ہے نہ کہنا

حاصل کلام کی یہ بادشاہ عالیمقام جب اس راز مخفی کے افشا کرنے مین نہایت درپے ہوا تو اس درویش مرشد

نے اس دل نیم بسمل کو مثل ید بیضائی حضرت موسے علیہ السلام ہاتھہ مین لے کر یہ کہا کہ اے بادشاہ عالم پناہ

اگر تجکو کوہ طور عشق کی تجلی دیکھنی ہے تو بسم اللہ میرے ہمراہ چل اس دلفگار کا حال پر ملال تجپر ظاہر ہو جائیگا غرض شاہ

و گدا باہم اس دل پر غم کو لئے جو اُٹھے تو وہ دل بیتاب مثل سیماب اس درویش کے ہاتھہ مین جذبہ عشق سے یون

چل نکلا کہ گویا کوئی دست درویش خود بخود کھینچے لئے جاتا ہے آخر کار وہ دلفگار بادشاہ اس گدا کو اپنے پیچھے اس

مکان حیرت نشان پر آیا جس جا یہ قالب تن بیوطن تہ خاک پڑا تھا اس تربت نشان لامکان پر وہ نابود اپنے بود موجود

سمجھکر کھڑا ہوگیا اور اس فقیر روشنضمیر کے ہاتھہ سے مثل سپند آتش رسیدہ چھٹک کر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب تڑپنے

لگا کہ یکایک گور کن عشق نے اس کشتہ محبت کی تربت شق کی اور بقول عشرت ابیات دل نے وا دیکھی جو اس کشتی

کی قبر۔ پھر کہین دل کو بھلا آتا ہے صبر۔ دیکھہ خالی آپ سے اپنا مکان۔ جا پڑا اس زخم پر شکوہ کنان۔ یہ حالت

طرفہ تر وہ شاہِ بحر و بر ملاحظہ فرما کر دریائے تحیر مین مستغرق ہوا اور تمام خدام مع خاص و عام زبانی مرزا علی لطف

یون کہتے تھے نظم عشق کوئے طرفہ آفت خیز ہے۔ عشق کوئے زور ہے خونریز ہے۔ واہ رے اے عشق

نیرنگی تیری۔ گاہ خوشی اور گاہ دلتنگی تری۔ اور ادہر دختر شہریار سوگوارہ اپنے دل افگار کی تربت پوشیدہ

غرفے سے دیکھہ رہی تھی کہ یکایک وہ رشک لیلی مجنون وار بے اختیار قصر شاہی سے اس طرح تربت عاشق

پر کود پڑی کہ جس طرح کوئی شہباز اپنے شکار پر بے اختیار گرتا ہے لیکن بقول عشرت ابیات

آہ بھر کر قبر مین جو مین گرے۔ گرتے ہی بس جان بحق تسلیم کی۔ جذبہ تھا از بس دل بیتاب کا ؎

ہوگیا پہر چاک سینہ خاک کا۔ مثل گل جو قبر اُس کی کہلگئی۔ یہ مثال اشک یمین مل گئی۔ نام ہی باقی رہا اُس کا وہان
پہر نہ پایا اس سوا کچہہ بہی نشان۔ اب آگے حالت پُر رقت شہنشاہ جانکاہ اور خادمان محل کی عشق نالہ وآہ کیا
بیان کرون بقول مصحفی **ابیات** ہر اک وہان جو پُر عجب تہا۔ وندان کے ساتہ ربط لب تہا۔ کہتے تہے کہ
انہین چاہ ہوگی۔ مدت سے دلون مین راہ ہوگی۔ اور گریہ وزاری واشکباری کا اُس محل سپہر دل مین یہ تلاطم
تہا کہ گویا طوفان نوح دوبارہ برپا ہوا بقول عشرت اشعار عرق جبین دخت شاہی ہوگی۔ کشتی شاہی تباہی
ہوگئی۔ لیجیے مہجور تمام اپنی زبان کو۔ نہ اتنا طول دے اس داستان کو۔ یہ ادنے اس محبت کا اثر ہے۔
نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے نوحہ گر ہے۔ نہ شیرین ہے نہ خسرو ہے نہ فرہاد۔ نہ وامق ہے نہ عذرا۔ نہ شک شمشاد۔ ایاز
مہروش ہے اور نہ محمود محبت سے ہوئے سب بود نابود۔ ہوا ان کا نہین جینا گوارا۔ دمن کو بہی محبت ہی نے
مارا۔ داستان خاص محل کے خواص پر خدمتگار بادشاہ عاشق ہوا اور زہر ہلاہل کہا کر
نہ مرا بادشاہ یہہ ماجرائے حیرت افزا سنکر متعجب کمال ہوا اور حکمائے حاذق کو طلب فرما
کر مستفسر حال ہوا طبیبون نے جواب دیا کہ تاثیر عشق کے سبب سے زہر نے اثر نہ کیا وگرنہ اسکی
زیست محال ہے فقط وصل معشوق مانع وصال ہے بادشاہ نے دونون عاشق معشوق
کو باہم واصل کیا پہلے عاشق نے جان دی تہوڑے دنون کے بعد جذبۂ عشق سے معشوق
نے دار بقا کی راہ لی۔ راویان رطب اللسان اور حاکیان شیرین بیان یہ افسانہ غم آلودہ زہر الم معمورہ
بر نوک قلم الماس سے یون تحریر کرتے ہین کہ زمانہ سلف مین شہر بغداد مین ایک بادشاہ جمجاہ اس قدر ممسک و
منحوس کمبی بوس کہ سپاہ خیر خواہ کو تنخواہ ماہ بماہ نہ دیتا تہا آخر کار اطبائے عالی مقدار و حکمائے والا تبار سب
متفق ہو کر کہنے لگے کہ کوئی تدبیر بہ تاثیر مفرح القلوب اس قانون کی حکمت سے کیجئے کہ یہ بادشاہ کسی نحو سے
ہماری صرف اوقات کا جبر گیران ہوا اور آزار افلاس نے قیاس خلق کا اُس کی آرزوئے بخشش سے دور ہو جائے
المطلب اُن اطبائے حاذق اور حکمائے صادق نے باہم ہو کر ایک زہر ہلاہل بارنخل اجل ایسا بنایا شعر کہ سونگہو سے جسے
مار سیہ۔ یہ بحر مرگ مثل موج آہ رائے۔ الغرض وہ زہر ہلاہل ایک چہوٹے شیشہ مین بہر کر حکیمان ممالک محروسہ قریب شہنشاہ گیتی پناہ
لیگئے۔ بعد آداب تسلیم ایک حکیم فہیم وہ تحفۂ عجیبہ نذر گذرانکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ اس تحفہ کا دارو مدار یا پراثر
کی توصیف و تعریف مین زبان رطب البیان الکنا ہے یہ گفتگو دو بد و طبیب نیکخو کی بادشاہ مسموع فرما کر یون حرف زن
ہوا کہ اس چیز عجیب و غریب کا خواص تمام بیان کر کہ یہ دوا پُر بلا کس مرض و مند کو فائدہ مند ہے یہ کلام شاہ عالیمقام کا
سنکر وہ طبیب حاذق و لبیب حاذق ارسطو طبیعت فلاطون خصلت لب زہر خوردہ رعب شاہی کو تقریر تریاقی سے
کہولکر یون گویا ہوا کہ اے رونق گلستان شاہی و اے زیب بوستان آگاہی یہ شیشہ زہر سے بہری ہے اگر اس کی ایک سینک

میل فیل کے دانت پر بطور خط کھنچیدہ تھی تو مانند آب بہ جاتا اُس کا ایک قطرہ سر کوہ پر شکوہ پر ٹپکائی تو عجب نہین کہ مانند حباب دریا
فنا ہوسکتا ہو۔ یہ سنکر حیرت افگن بادشاہ سنکر کہنے لگا اشعار ارے حاضر ہے کوئی جلد جاؤ۔ وہ ہاتھی فیلخانہ مین سے لاؤ کہ جسکو دیکھکر
فیل فلک کا خطرے سے آب ہو جائے زہرہ۔ غرض حسب الحکم شاہی ایک فیل نہایت طویل ایسا حاضر ہوا کہ جسکو وصف مین مرزا یون کہتے
ہین۔ شعر۔ وہ بیشے مین ہے کوہ لشنے مین ہے ابر سیاہ۔ عرش رفعت مین وش مین چرخ اٹھک۔ المدعا بادشاہ نے بہر امتحان بقول
حکیمان مسیح الزمان ایک سینک اُس زہر پر قہر سے تر کرکے جو ہاتھی کے دانت پر آفات پر لگوائی ایک خط کھنچتے ہی یہ معلوم ہوا کہ
ہاتھی تھا یا کہ کالی پانی کا حباب تھا کہ ہوا لگتے ہی آب ہوگیا و یا کہ چہاگل پانی کی تھی کہ ٹھیس لگتے ہی روان ہوگئی یہ تاثیر بے
نظیر اس ہلاہل تخم اجل کی دیکھکر بادشاہ نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور اُس کے صلہ مین ہر حکیم قدیم کو خلعت فاخرہ اور جواہر
بے بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور رخصت بعد بشاشت کیا اور اسیدن سے زہر پر قہر نے اُسکے دلکو یہ تاثیر بخشی ہے
کہ وہ باتین زہر ناک جو تھین اُنسے دست بردار ہوا اور اشعار آبدار رنگین کیجو زبان پر لایا قطعہ۔ ہی ظلم ارے رنگین بہت معیوب ہے
عاجز و غیر رحم کرنا خوب ہے۔ کرے نیکی تجھسے جتنی ہوسکے۔ تخم یہ اچھا ہے لوگر ہوسکے۔ نیک و بد کیا تجھے اٹکل نہین راہ سے
بے راہ ہرگز چل نہین اور فی الحقیقۃ ہے بقول شخصے۔ سہ نحستی سم ظلم بد باشد۔ زہر کے ہار ہائے قند کند۔ عاقبت درزما
ظالم را۔ داد مظلوم درد مند کند۔ القصہ اُس بادشاہ جمجاہ نے وہ شیشئی زہر پر قہر کی ایک خدمتگار امانت دار کو دیکر
ارشاد فرمایا کہ اس شیشی کو سنگ حوادث سے بچا کر بحفاظت سے خاص محل میں ہیبل کی ڈیوڑھی پر لیجا کر فقیرین خواص
خاص جا روغہ دار الشفا کو سپرد کرکے رسید لیجیے آ بموجب حکم بادشاہی وہ خدمتگار دلفگار شیشی زہر پر قہر کی لیکر چلا لیکن
اثنائے راہ مین وہ بیکحصال یہ خیال مین لایا کہ ایسی چیز شاذ و نادر کمان میسر ہوتی ہے برائے دشت آید بکار اسیر امانت
مین خیانت کیجئے بقول ظہور شعر۔ چرالون مین تو کوئی کیا کہیگا۔ کبھی کچھ کام میرے آرہیگا۔ المدعا وہ عزیز یا تمیز اس
مین سے چہارم بخوف و غم لیکن جو آگے بڑا تو قضا ئیکبار ایکبار قضا بصورت انسان نکر نمودار اور آشکار ہوئی اور
یہ شعر ظہور کا زبان پر لائی۔ شعر۔ ہنسا ہے ہاتھ مین گو تو قضا کے۔ قضا کو بیچلا ہے یہ چرا کے۔ یہ بات واہیات اُسکی
سنکر اُسکے دلکو کمال زہر معلوم ہوئی اور یون گویا ہوا اشعار مین کسکا چور ہون چوری ہے کیسی۔ نہ کہنا کسیکو پھر تو
ایسی۔ جو زہر آلودہ کہتا ہے کوئی بات۔ قسم ہے نحنت ہوتا ہے وہ بدذات۔ یہ گفتگو وہ بد و قضا سے کرکے حضور پر نور کی ڈیوڑھی
پر حاضر ہوا اور فرمایا خواجہ سرا کو محل کے اندر بہر طالب شیرین خواص غنچہ لب بہیجا لیکن بقول ظہور شعر۔ بہیج شکر خواص جا دون آئی اچھا
پردہ کو شکل اپنی دکھائی۔ خواص خاص کیا غاشیہ بلا تھی۔ تھی انسان پردہ پر دیکھین قضا تھی۔ اب آسکے اسکو سراپا کی صفت
کیا کرون حقیقت مین وہ سراپا قیامت تھی۔ شعر۔ اگرچہ نام کو شیرین تھی وہ ماہ۔ ولیکن زہر کی تھی گانٹھ واللہ۔ غرض اُس
خدمتگار دلفگار سیہ بخت بے سر فرما و نا شاد کو پہلے تو اُس شیرین کے بال مشک سنبل نے سم الفار عشق کھلایا اور زلف افعی مثال نے تفتہ
کی سانپ آنکھو نہین زہر اثر وہم کر دیتی او پیشانی لاثانی کو دیکھکر آئینہ وار ششدر و حیران ہوا اور ابرو دو ایک ابیات شعر آبدار ہلالی وردو

سرو دست گھایل کر دیا اور تیر مژگان نے ہدف سینہ کو مانند خاک تودہ چھلنی کیا اور خنجر نگاہ نے اُسکے دل نحیف کو
دیکھتے دیکھتے نیم بسمل کر دیا اور عارض رشک گل ملاحظہ کرکے بوستان حیرت مین مثل نرگس حیران ہوگیا اور بینی کو
دیکھکر جان غمناک ناک مین آرہی اور لب لعل فام کو دیکھکر جان بلب ہوگیا اور تنگی دہن اُس غنچہ دہن کی دیکھکر
در جنگ گویائی پر قفل خاموشی لگ گیا اور دانتون کی آبداری دیکھکر چشم گہربار تار مژہ مین موتی پرونے لگی چاہ ذقن
کو دیکھتے ہی عشق نے چاہ الم مین جھنکا کر دلکو ڈانوان ڈول کر دیا اور اُس مہرو کی صفائی گلو نے اُس ذرہ بیمقدار
کا دست غم سے گلا گھوٹنے لگی اور گردن صراحی دار نے گردن پکڑ کر جلاد عشق کے حوالہ کر دیا اور شانہ دیکھکر تیر قضا
کا نشانہ ہوگیا اور بازون کے عالم نے نقد جان دست برد کر لیا اور ساعد سیمین نے گریبان وحشت پہاڑ کر دامنگیر
جنون کر دیا اور کلائی کی نزاکت کا صدمہ جگر تک پہونچا اور دست حنائی بصد خونخواری دل نیم بسمل ہم پنجہ ہوئی
اور انگلیون کے عالم نے عشق کی ناخن بندی کرکے عاشقون مین انگشت نما کیا اور چھاتیون کو دیکھکر کچھہ چوٹ بھی
سینہ مین لگ گئی اور پیٹ کی صفائی ملاحظہ کرکے عشق کے لپیٹ مین آگیا اور ناف پُر از صاف نے گرداب غم مین
غوطہ زن کیا اور سرین کی گلاہٹ دیکھکر دل بر مین پہلو تہی کرنے لگا اور ران کی صفائی نے مثل آئینہ حیران کر دیا
اور ساق سیمین نے اس دل غمگین کو ہمزانوے اجل کیا اور پانے نگارین کو دیکھکر بیقراری اور اشکباری پانون پھیلائے
غرض ہر صورت وہ کشتہ وحشت پامال غم اور الم ہوا قصہ مختصر اُس تفتہ جگر نے اُس عشوہ گر و جفا جو کر وہ شیشی
زہر پر قہر کی آگے لیجا کے بقول ظہور شعر کہا لیجئے امانت شہ کے جانی - ہوئی زہر اب ہمین یہ زندگانی - غرض وہ
خواص خاص اس کشتہ یاس بدحواس کے ہاتھہ سے ہیہات وہ شیشی زہر پر قہر کی لیکر اور زہر عشق پلا کر محل کے اندر چلی وہ مسموم
تیغ والم اور کشتہ تیغ ستم یہ دو ہر آکسی کا زبان پر لایا وہ بر ابانہ چہرے جات ہو نہین جان سے موئی - ہر دو مین بچے جاؤگی تو مر
مدون گی تو مرئے - الدعاوہ حور لقا اپنے مکان جنت نشان مین جا کر زینت بخش ہوئی اور طپیدہ جفا کشید بصد ملال یہ خیال
پر ملال لایا کہ اُس آرام جان عاشقان کا وصل بغیر از وصال محال ہے بقول جرأت شعر وصل ہونیکا کچھہ بناؤ
نہین - وہان لگاؤ دل جہان لگاؤ نہین - یہ بیقراری اور آہ و زاری دل سے دور ہونے نہایت اشکال ہے پس اب یہی
تو بہتر ہے کہ اس جان شیرین کو شیرین کے اشتیاق مین فرہاد آسا تیشہ زہر ہلاہل سے ہلاک کیجئے بقول میر سوز
مصرع فرہاد ہم ہیں جو مرین سر پٹک پٹک - غرض وہ دلگیر پر تشویر یہ تدبیر دلنشین کرکے اُس زہر کی پینے پر مستعد
ہوا مگر پیر دل مین یہ خیال پر اختلال آیا کہ اگر اس زہر پر قہر کے پینے سے جان شیرین شیشۂ قالب سے
فرار ہوگئی تو موجب بدنامی شہنشاہ عالم پناہ ہے کس واسطے کہ جمیع صغیر و کبیر برنا و پیر کہین گے کہ یہ عزیز بے
تمیز بادشاہ عالیجاہ کے خواص خاص پر مفتون و شیدا ہو کر مر گیا اس بات سے یون بہتر ہے کہ یہ زہر پر
قہر یہان سے لیکر گھر مین چلئے اور وہان جا کر چپکے سے مر رہئے یہ مشورہ غم افزا اُس مسموم عشق نے

اشعار آبدار ظہور کے پڑھنے لگا اشعار خوشی رہ تو چلے ہم اپنے گھر کو
ولے کرکے اُس زہر پر قہر کو لیگیا اور یہ تاب جب تک نہ نکلیگی میرے جان تن تب تک ہ تغافل کی قسم
وصیت کرتے ہین تجہہ بیخبر کو ۔ نہ تو آئیگی میرے پاس جب تک نہ نکلیگی میرے جان تن تب تک ۔ تغافل کی قسم
تو جلد آنا ۔ عدم کو تا مین جون جلدی روانہ ۔ نہ دکہلانا عذاب نزع مجکو ۔ قسم ہے نشہ الفت کی تجکو ۔ چلا یہ کہہ کے پہروہ
جان ناشاد ۔ چلے ہم اپنے گھر کو خانہ آباد ۔ القصہ وہ زہر پر قہر اُس مسموم عشق نے شیشہ حلق مین پر کرکے اپنے خانۂ ویران
اور کاشانہ پریشان کی راہ لی ۔ اور بادشاہ جمجاہ بعد فراغ سیر و شکار محل خاص مین آکر جویان شیرین گویا ہوئی
کہ وہ شیشی زہر پر قہر کی فلانا خواص جو شیرین خواص کو دے گیا تہا وہ کہان ہے یہ کلام شاہ عالیمقام شیرین منکسر امانت
خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی لیکن بقول ظہور اشعار جو مین دیکہی وہ شیشی شہ نے خال ۔ یکایک آگئی چہرہ پہ لائی ۔
یہ فرمایا کہ ہے یہ جائے حیرت ۔ امانت مین ہماری ہو خیانت ۔ یہ کس کی زندگانی دار فانی مین تلخ ہوئی جو اُس نے زہر
ہلاہل کو چرالیا یہ گفتگو بادشاہ تند خو کی سنکر سب خواصین دست بستہ عرض کرنے لگین اے شاہ بحر و بر والا گہر ہم پرستاران
جان نثارون کا کیا زہرہ ہے جو حضرت کی امانت مین خیانت کرین اُس حالت پُر غضب مین وہ شاہ عالم پناہ محلسرا سے
برآمد ہوا اور امین خاص کو طلب فرماکر یون ارشاد کیا اے عزیز بے تمیز تجکو مین نے زہر پر قہر کی شیشی کیا اس قدر بہی سمجہ
تہا نہین واللہ باللہ اس کی تقریر ایسی ہوگا کہ تیری زیست تلخ ہوجائیگی اس کے جواب مین اُس مسموم عشق نے ڈرتے ڈرتے
عرض کی اے شاہ گیتی پناہ فی الحقیقۃ بقول ظہور سہ اُسی جب مین در شاہی پہ لایا ۔ بناکامی مرے وہ کام آیا ۔ یہ احوال پُر ملال
سنکر بادشاہ مانند تصویر بلبل گلستان حیرت مین خاموش ہوگیا ۔ اور دلمین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ عزیز ناچیز کیا کسی نے ایسا
زہر پر قہر نوش کرے اور ابتک جیتا رہے یہ بات حسب ظاہر کچہہ عقل مین نہین آتی القصہ بادشاہ عالیجاہ و نے حکیمون کو طلب
فرماکر یون ارشاد کیا کہ یہ مسموم مغموم کس سبب سے ابتک قید حیات مین ہے الغرض حکیمون نے اُس سبب زہر خوردہ کی نبض
دیکہکر عرض کی کہ اے شاہ فلاطون طبیعت وارسطو خصلت یہ مسموم مغموم ظاہر مین زندہ ہے اگرچہ نبض اُسکی سے معلوم
و مفہوم ہوتا ہے کہ اسکو کسیکی افعی زلف نے ڈسا ہے کہ تاثیر زہر کو فرو کردیا اگر اس مضطر خستہ جگر کو اس کا شربت دیدار ملے تو فائدہ
کہ یہ جان بلب بگہتی ہی اپنے دلبر کو پانی کیطرح بہ جائے بقول ظہور اشعار کسیکی زلف پیچان کا سیہ مارہ ۔ لیس گر سکو ڈس گیا
ہے ظاہر آثار ۔ اگر وہ سانپ اُس کے آگے لہرائے ۔ یہ کہکر لہر پانی ہو کے بہ جائے ۔ یہ سخن حیرت افگن حکیمون سے سنکر بادشاہ کہنے لگا
یہ بات خلاف عقل ہے اُس کے جواب مین حکیمون نے عرض کی اگر اس بات مین مو برابر فرق ہو تو ہم خانہ زادون کو زہر سے
ہلاک کیجئے اور حضرت کو اسمین کچہہ تامل ہو تو ہماری نسخہ تشخیص کو امتحان کیلیئے الغرض بادشاہ نے حکیمون سے ارشاد کیا اگر
اس کا معشوق دریافت ہوا تو اُسکو بلواکر موصل کیجئے تاکہ یہ مسموم تلخی ہجر کے عذاب سے مخلصی پاوے یا جان شیرین کو
دار فانی مین آسانی سے گنوا لیئے یہ کلام بادشاہ عالی تبار کا سنکر سب اطبائے حاذق اور حکمائے صادق باہم ہو کر عرض کرنے
لگی کہ خداوند نعمت سپہر کرامت غالب ہے کہ جو رشک حور اُس کے ہاتہہ سے زہر کی شیشی لیگئی ہے اُسی سے اس بیچ و تاب کو زہر عشق کا

حکیموں کا سُنکر بادشاہ نے اُس مسموم مغموم سے پوچھا اے تفتہ جگر دل مضطر سچ بتا تیرے ہاتھ سے زہر پُر قہر کی مُشتی
کون بس کی گانٹھہ لگیئی تھی یہ گفتگو بادشاہ تُند خو کی سُنکر وہ عازم ملک عدم مسموم زہر غم یون گویا ہوا کہ اے بادشاہ عالم
پناہ وہ جو شیرین خواص سرکار والا تبار کی ہے اُس کا افعی زلف میرے دل حزین کو ڈس گیا لیکن اے شہنشاہ گیتی پناہ
پھر قول تمہارا سے سچ ہی مین اُسکی کاکل پرخم کو دیکھئے - اس آزردہ کو دیکھئے اور ہمکو دیکھئے - قصہ مختصر بادشاہ جمجاہ
نے فرہاد خواجہ سرا خوش زیبا کو ارشاد کیا کہ اسوقت خلوت کر کے شیرین خواص خاص کو بلا لا الغرض جسوقت بادشاہ
عالیجاہ کے قریب اطبائے خاص اور اُس کشتہ یاس کے سوا کوئی نہ رہا تو وہ فرہاد خواجہ سرا مہر لقا شیرین خواص کی
طلب کے واسطے محلسرا مین گیا اور ادہر اس ناشاد رشک فرہاد کو جو دریافت ہوا کہ وہ شیرین دہن شیرین نام تجھہ تلخ
کام مضرت ملانے کو آتی ہے گر بقول میر حسن شعر کہہ اک دل کو امداد ور جسکو یاس - لو سر ہبی لبک چہرہ اوداس +
اور ہر بار وہ دل افگار لکو تشفی دیتا تہا کہ اے دل اب تیرا وصل نہایت متصل ہے بقول ظہور شعر ملیگا بوسہ لعل شکر
خند - یہ زہر تلخ سب ہو جائیگا قند - اور کبھی وہ جگر افگار اُس کے انتظار مین بصد بیقراری ہر باری شمیم کا یہ مطلع زبان
پر لاتا مطلع دم نکلجا کہین مجھہ نحیف زار کا - یا کہین جلدی میسر وصل ہو دلدار کا - اس حالت پر ملالت مین وہ ماہ رخسار ایکبار
نمودار ہوئی غرض بقول ظہور نظم قریب شاہ وہ جب آن پونہچی - تو اُس مردہ مین گویا جان پہونچی - محبت کا جب آیا
جوش پر جوش - ہوئین شرم و حیا دونون فراموش - یکایک اُس تمنائے ہم آغوش مین اُس مسموم مغموم نے خوف بادشاہ
کو گوشہ دل سے فراموش کر کے کمان صبر سے مثل تیر پران ہو کر اپنے لب کو لب معشوق کیا اور اُس کمان ابرو کو قبضہ
آغوش مین کہینچکر یہ شعر کسی کا زبان پر لایا شعر کمان ابرو میرے گہر کیون نہ آئے - کہ جسکے واسطے کہینچے ہین چلے -
لیکن بقول مرزا سودا شعر فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل - زہر غم ہجر اثر کر گیا - غرض وہ جگر افگار عاشق زار
ہدف سینہ پر تیر قضا کہائے مرنے پر لبس بیٹہا تہا - پریکان شادی مرگ کی خواہش مین یکایک اُس ماہ کے گلے لگتی
ہی زہر پر قہر نے ہجر کی تاثیر کو شربت وصل سے مبدل کرتا تہا جو اثر بخشا تو وہ مسموم مغموم مثل موج دریا آب ہو کر بہہ
گیا لیکن حرارت عشق اور تاثیر زہر سے وہ بلائے آفت کی نشانے اس قدر گرمی رکہتا تہا کہ جس زمین پر وہ آب
روان ہوا احباب آسا اُس مقام پر پہپولے پڑ گئے لیکن بقول ظہور اشعار بہ رنگ ابر پانی ہو بہا وہ
سحاب غم سے نکلی مہ لقا وہ - یہ چمکی برق جو ابر سیہ مین - ہوئی حیرت دل حیران شہ مین - القصہ وہ شاہ
عالم پناہ اُس مسموم مغموم کے آب ہونے سے نہایت ملول و اندوہگین ہوا اور وہ جو زہر پر قہر کے کم ہونیکا دل
پر غضب پر تعجب تہا سو اس تلخکام کی جان شیرین جانے سے فرو ہو گیا اور پریزاد ستم کی حالت پر ملالت
کا احوال نہ پوچھو دریائے حیرت مین اور لجۂ ندامت مین غوطہ زن ہو کر یون کہتی تھی نظم یہ کیسی
اُس کے دلبر لہر آئی - جو اپنے جان شیرین یون گنوائی - ہمین مین جانتے تھی سے فی الحقیقت

کہ یہ یون ہے غریق بحر الفت ۔ غرض وہ پری خسارہ جگر فگار بخوف شاہی سے قلق کو ضبط کر کے مثل بلبل تصویر
خاموش ہو گئی اور صحبا پر وہ دل بیتاب آب ہو کر بہ گیا تھا اسیر بادشاہ والا گہر کی نظر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ
ایک لعل بے بہا مثل اخگر چمک رہا ہے یہ احوال پر اختلال بادشاہ دیکھکر حکیموں سے پوچھنے لگا کہ یہ لعل بے بہا اسکے
جسم پر آب سے کس طرح پیدا ہوا یہ گفتگو بادشاہ کی اطبا سنکر کہنے لگی اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ لعل بے بہا نہیں
ہے اس مسموم سموم کا دل بسمل ہے لیکن حرارت قلق جگر سے پتھر ہو گیا ہے لعل بدخشان اسکے پاسنگ
کو نہین پہنچتا غرض بادشاہ جمجاہ نے ہر ایک جوہری رشک پری کو جو دکھلایا تو وہ جوہری باشعور بقول ظہوری یون
گویا ہوا شعر بہلا اس بے بہا کا کیا بہلا ہو ۔ سر قاتل پہ جسکے خون بہا ہو ۔ غرض بادشاہ عالیجاہ نے اس لعل
عجیب و غریب کو توشکخانہ مین سپرد کر کے توشکچی سے یون فرمایا کہ اس لعل خوش نگار رشک بہار کو بیچ مین نصب
کر کے خلعت فاخرہ مین لگا رکھنا انشاء اللہ تعالی بشرط زیست بروز عید اوسکو ہم اپنے سر پر چڑہائین گے اور
شیرین خواص سے جو اسکو فرمایا کہ تیرا عاشق جان نثار کہسار عشق پر فرہاد آسا کوہ کنی کر گیا لیکن تو اپنی جان کو
تیشۂ غم سے نہ ہلاک کرنا الغرض بادشاہ جہان پناہ نے شیرین مائل رقت کو رخصت کر کے استراحت فرمائی
مگر شیرین بادل اندوہگین جو اپنے مکان دلستان کیطرف چلی تو یہ آواز خدا ساز گوش ہوش مین آئی مثنوی
اے قاتل عاشقان محروم ۔ وے ظالم بیدلان مظلوم ۔ میرا تو عدم ہوا ٹھکانا ۔ تو بھی مرے بعد جلد آنا ۔ تجکو
قسم اپنی کافری کی ۔ سوگند تجہے ستمگری کی ۔ عاشق کو نہ اپنے کر فراموش ۔ خالی ہے تیری بغیر آغوش ۔ یہ ندا سنکر
رہا وہ مبتلا سنکر بحالت بے صبری اپنے مکان دلستان مین جا کر زینت بخش ہوئی لیکن اسی صدمے سے یہ حالت
پر ملالت بہم پہنچی کہ وہ جو عارض رشک دانہ انار رخ گل پر طعنہ زن تھے سو کاہش غم سے بسان زریب زرد ہو گئے
اور بقول میر حسن ابیات وہ آنکھین جو رہتی تہین بس بہوش کر ۔ تو گویا تھے موتی بہرے کوٹ کر ۔ ٹھہرنے لگا جان
مین اضطراب ۔ لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب ۔ تپ ہجر گہر مین کرنے لگے ۔ اور اشک سے چشم بہرنے لگے ۔ خفا
زندگانی سے ہونے لگی ۔ بہانہ سے جا جا کے سونے لگی ۔ نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا ۔ نہ کہانا نہ پینا نہ لب کہولنا ۔ جہان
بیٹہنا آہ کرنا ادسے ۔ محبت مین دن رات گہٹنا ادسے ۔ غرض وہ نازنین اندوہگین بے بیقراری اور آہ و زاری سے
تنگ ہو کر دم بدم کسی کا یہ شعر پڑہتی تہی شعر دو روزہ دور ہستے آن یار جانی میکشد مارا ۔
بیا اے مرگ ورنہ زندگانی میکشد مارا ۔ اور اپنے تنہائی ناشکیبائی پر یہ مطلع مصحفی کا پڑہتی
مطلع مریض عشق را کس از پئے درمان نمے آید ۔ اجل از بیم بدنامی بہ بالین ہم نمی آید ۔ اور کبہی بحالت
جان کنی کہتی تہی اجل پر وفا کیا کرے ۔ فراق یار چنان زار و ناتوانم ساخت ۔ کہ بارہا اجلم آمد و مرا نشناخت
القصہ اس عرصہ مین روز عید سعید بعد عرصہ بعید پدید ہوا ہر ایک خواص خاص و بیگمات محل بے تامل اپنی اپنی آرائش مین

مصروف ہوئین لیکن وہ ماہ بحال تباہ اپنے عاشق جانزادہ کے فراق مین یہ مطلع مصحفی کا پڑھتے تھی
مطلع تری دوری سے اے پیارے یہ دلپر درد و غم ہے۔ کہ روز عید بھی گویا ہمین ماہ محرم ہے۔ اور ادھر بادشاہ
عالم پناہ نے خلعت فاخرہ تن آراستہ و پیراستہ کرکے وہ جیغۂ دل کشتۂ زہر جفاکار سر پر چڑھا کے بعد ادائے
دوگانہ نماز عید الضحی سوار ہوا الحاصل بعد انفراغ نماز دوگانہ عید مذکور ہر ایک سے نذرین لیکر او خلعت سے سرفراز
وممتاز فرما کر محلسرا مین داخل ہوا وہان بھی ہر ایک بیگم جواہرات برائے تصدق و نذر لا کر موجود ہوئے قضارا شیرین
بادل غمگین نذر معمولی مع نقد جان ہاتھہ مین لئے شہنشاہ کے آگے جو آئی شعر جو پہر مین کیا کہون اللہ اللہ
عجائب طرح کا ہی ماجرا آہ۔ کہ یکایک دل مقتول اپنے قاتل کو غافل سمجھکر مثل مرغ نیم بسمل جیغہ سے تڑپ کر جدا ہوا اور
اسکے قدمونکے آگے گر پڑا اسمین شیرین دل حزین چاہتی تھی کہ اس بلیات سے بھاگ کر الگ ہو اتفاقاً پائے حنائی جو اسکو ٹھوکر
نیچہ لگ گئی تو وہ لعل بے بہا اپنا خون بہا لیکر مثل دریائے خون بہ گیا اور جوئے خون سے یہ آواز خدا ساز سرزد ہوئی شعر
بہا خون ہو کے دل زخمی دوبارہ۔ یہی تہا خون بہا صاحب ہمارا۔ یہ نداہوش باش خونی جگر کی شیرین اندوہگین نے
سنکر گریبان کو تا بدامان مثل گل چاک کیا اور مانند سنبل بالونکو پریشان کرکے با دیدۂ پُرخون اس سیل خون پر بیٹھ گئی
اور بقول ظہور شعر یہ کہکر اپنے سر پہ ہاتھہ مارا مین آئی جسکو تہا تو نے پکارا۔ کہ یکایک جذبۂ عشق نے اسکو بھی بہ رنگ شمع
جانگداز۔ ایکبار بہا کر اس سیل خون سے ملا دیا تو اسوقت ان دونونکا یہ رنگ ظاہر ہوا گویا لعل و مروارید کا دریا نمایان ہے یا
شفق شام سفیدی سحر سے دست و گریبان ہے غرض بقول میرتقی شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا۔ کہ ان دونونکا لعلونکو
چورا کیا۔ یہ واقعہ حیرت افزا غم اتمام ان دونونکا وہ بادشاہ دیکھکر یکایک بحر حیرت مین غرق تا فرق ہوکر کہنے لگا
دیکھا نہ سنا تھا یہ تماشا۔ اے وائے جو ہمنے آج دیکھا۔ اور اسکی ہمجولیان بدیدۂ گریان بصد تاسف یون گویا تہین
مثنوی گو تیری یونہین لکھی تھی جانی۔ افسوس کہ تیری جوانی۔ ہر دم ہے ہمین پہ یہ کہنا۔ کیا تو نے ابھی جہان کا دیکھا
مرنے سے ترے تمام گھر مین۔ کہرام ہے صبح و شام گھر مین۔ ہر سمت سے ہے صدا یہ آتی۔ شیرین ترے بن
ہے جان جاتی۔ مجبور غرض ہر ایک عورت۔ کرتی تھی الم مین ہر ایک رقت۔ اور جس نے سنائی نئے یہ
روداد۔ کرنے لگا وہ بھی آہ و فریاد۔ آگے نہین سب قلم کو طاقت۔ اس غم کی لکھی جو سب حقیقت

داستان ایک شخص طوائف پر عاشق ہوا اور محفل رقص مین تپنچہ مار کر آپکو ہلاک کیا اس جوان پُرارمان کے مرنے کے بعد جذبۂ عشق سے وہ طوائف بھی فوت ہوئی

کاتبان دست و قلم بیکار اور محرران سینۂ دلفگار اس افسانۂ جگر سوز اور قصۂ غم اندوز کو مفصل یا تہین یون جلوہ

کرتے ہین کہ ایک جوان پُرارمان نہال باغ جوانی گل حدیقہ کامرانی یوسفِ ثانی زلیخا طبیعت مجنون صفت
ایک کسبی رشک لیلی پر اسقدر مبتلا تہا کہ اُسکو بقول مروت شعر نہ اندیشہ پا نہ اندوہ فرق۔ شب و روز دریائے
وحدت مین غرق۔ لیکن وہ کسبی غیرت لیلی جس محفل عالی منزل مین برائے رقص جاتی تھی وہ جوان دل پریشان بھی
اُس شمعرو کے ساتہ مانند پروانہ رہتا تہا اور جو کوئی یاردن رشتہ واردن غمخواردن مین چرب زبانی سے کہتا کہ اے
چراغ بزم محبت واسطے سراج دیدہ الفت تو اُس شمعرو نیکخو سے لگن لگاکر کیون اس شکل سے گریان رہتا ہے
تو وہ جگر سوز غم اندوز بقول گنا بیگم یون کہتا شعر شمع کی طرح کون روجانے۔ جس کے دل کو لگی ہو سو جانے۔ المدعا
وہ ماہِ لقا دل افروز ایکروز کسی دولتمند دل خورسند کے مکان دلستان مین گئی۔ وہ عاشق جان نثار پروانہ وار بھی اپنے
شمعرو کے ہمراہ اُس محفل مین جا پہونچا قصہ مختصر تو وہ ماہ پیکر زہرہ جبین بصد تمکین ناچنے کو کہڑے ہوئی تو اُسوقت کے عالم کا کیا
بیان کرون شعر کھڑی بہرتی تھی اسطرح سے گت۔ جسطرح سے ہو برق کو حرکت۔ اور ہتیلی کو ہتیلی پر رکھکر اور گردن کو
خم دیکے جو بصد ناز و ادا آگے چلتے تھی۔ تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ کسی بیدل کا دل وہ سنگدل دونون ہاتھون مین لئے ہے اور
جو ساعد سیمین رشک شاخ نسترین کو بالائے سر لیجا کر پنجہ رشک مرجان کو جنبش دیتی تھی تو یون ظاہر ہوتا تہا گویا
جراوت شعر خریدارون کو کہتی تھے کہ تم جاؤ۔ متاع حُسن کا ہواب بڑا بہاؤ۔ اور کبھی وہ مہر و شعلہ خو جو دونون ہاتہون سے
دوپٹہ کو سر سے آگے کہینچکر بصد خرام ناز چلتی تھی تو یون دکہائی دیتا تہا کہ گویا ماہ تابان زیر سائبان آگیا ہے اور بقول
میر حسن کیا کہون اشعار وہ گھٹنا وہ بڑہنا اداؤن کے ساتہ۔ وہ کہانا وہ رکہ رکھ کے بہاتی پہ ہاتھ۔ کبھی دل کو پاؤن
سے مل ڈالنا۔ نظر سے کبہی دیکہنا بہالنا۔ دوپٹہ کو کرنا کبھی منہ کے اوٹ۔ کہ پردہ مین ہوجا مین دل لوٹ پوٹ۔ اور گانے
کا احوال پر ملال کیا بیان کرون اگر تان سین ہوتا تو اُسکی تان دلستان پر خیال کرکے علم موسیقی سے دست بردار
ہوتا۔ غرض بقول میر حسن ابیات عجب تال پڑتی تھی انداز سے۔ کہ بیکل تھی ہر تال آواز سے۔ وہ بھی گٹکری پے اُڑنے
نور کی۔ مسلسل تھی ایک پھلجھڑی نور کی۔ اور اُس کے ساتہ سازندوں نگا اس قانون سے ساتہ تہا کہ
جنکی سارنگیون کی آواز خوش انداز پر عاشق زار دل افگار کما نچہ الٰہ سے گلا کاٹتے تھے اور دست وحشت
گریبان تا بدامان تار تار کرتے تھے اور طبلے کی گمک پر اُس بزم مین دائین بائین کے لوگ عالم حیرت مین ہوکر
بیٹھتے تھے اور منہ چنگ خوش آہنگ کی آواز اسقدر خوش تھی کہ ہر خوش لہجہ کے منہ پر قفل خاموشی لگ گیا
تہا لیکن اے یار وہ جوان دل پریشان محفل کا یہ عالم دیکھ کر دل مین یون کہنے لگا سچ تو یون ہے کہ مرد
دستان یاد داستان اس کو کہتے ہین اور کبھی اُس شمعرو کے روبرو جاکر باآہ جگر سوز و غم افزا
زبانی قاصر یون کہتا شعر کیا سوز جگر اپنے کی تحریر کرون مین۔ جل جائے وہین
زبان تو تقریر کرون مین۔ لیکن بقول میر تقی۔ شمع سے دل تڑپتا ہے متصل میل

عزم بسمل ہے یا کہ دل میرا۔ بیکلی جی کو تاب دیتی ہے طاقت دل جواب دیتی ہے ۔ اب ٹھہرنا نہیں ہے پائے ثبات
ایک میں اور ہزار تصدیعات ۔ یہ احوال پُرملال اُس جوان خستہ جان کا وہ آئینہ رو نیکو سُنکر نہایت مکدر خاطر
خاطر ہوئی اور بعد در سر رعنائی اُس کے چہرہ آرزو کو غازہ مراد سے آراستہ نہ کیا پھر تو وہ جوان خستہ جان کیسا یہ
قطعہ زبان پہ لایا قطعہ درد دوری کا مبتلا جانے ۔ دل بے درد کی بلا جانے ۔ جو گذرتی ہے جان پر میرے میں ہی
جانتوں ہوں یا خدا جانے ۔ ایک لحظہ کے بعد وہ برق رفتار تیز گفتار ایک بار رقص کرتے کرتے جو آگے بڑھ کے پھر پیچھے
ہٹے تو وہ جوان پریشان اُس کے گوش ہوش کے قریب جاکر بقول مسرور یوں کہنے لگا اشعار صبر کی اب تو نہیں
طاقت مجھے ۔ ایکدم دشوار ہے فرقت مجھے ۔ صدمۂ ہجران سے گھبراتا ہے دل ۔ کب تک رکھوں چھاتی پہ غم کی سل
زندگی میری ترے ہی ہاتھ ہے ۔ تجھ کو مردہ کا جلانا بات ہے ۔ یہ سخن اُس خستہ تن کا وہ حور لقا ماہ سیما
سموع کرکے بناز معشوقانہ اور بانداز محبوبانہ کہنے لگی ۔ شعر یوں ہی سب کہتے ہیں ہر جا عشق میں ۔ پر کوئی
مرتے نہ دیکھا عشق میں ۔ یہ سخن اُس شمع انجمن کا وہ نفتہ جگر کشتہ تیغ الفت مذبوح خنجر محبت سُنکر اپنے پیٹ
میں آپ تیغہ مار کر یوں حرف زن ہوا شعر جو عاشق ہیں سو اس طرح سے مرجاتے ہیں ۔ جسطرح جان سے
ہم اپنی گذر جاتے ہیں ۔ یہ کلام رقت التیام زبان پر لاکر وہ غمناک آغوش حسرت میں عروس غشی لیکر بستر
خاک پر غلطیدہ ہوا اور روح نفسانی وحیوانی پیالہ تن سے رنجک کی طرح اُڑ گئیں اور فرد دل حواس کا گندہ واغ
سے گر پڑا ۔ اور کمانی تاب وطاقت کی دست غم سے ٹوٹ گئی اور نال قالب حرارت عزیزی سے خالی ہونے لگی
اور قبہ حیات پُر صفا کا دست قضا سے چھوٹ گیا اور آہ ونالہ کا فر وتنجرے میں تنگی کرنے لگا یہ واقعہ حیرت
افزا وہ کبھی شک لیلی دیکھکر وہیں مجنون وار بیقراری ہوگئی اور اُس جوان نیمجان کے سر کو اپنے زانو پہ رکھکر یہ
اشعار آبدار بشکل سوگوار زبان پہ لائی ۔ مثنوی اے عاشق جان نثار میرے ۔ وائے مونس غمگسار میرے
اے کشتہ تیغ ابروئے من ۔ وائے مائل چشم جادو من ۔ اے شمع دودمان الفت ۔ وے بلبل بوستان
الفت ۔ کیا یہ تیرے جی میں ہائے آئی ۔ جان اپنے جو تونے یوں گنوائی ۔ صدقہ تیرے وقت آپسین کے
صدقہ تیرے نالہ حزین کے ۔ منہ کی تری مردنے کے صدقہ ۔ جان تری جان کنی کے صدقہ ۔ مرجائیگا تو جو
کوئی دم میں ۔ تو میں بھی مروں گے تیرے غم میں ۔ بے تیرے یہ میری زندگانی ۔ کس طرح کٹے گی یار
جانی ۔ مرنا ہی مرا عرض بجا ہے ۔ یہ شعر کسینے سچ کہا ہے شعر دل سے طپیدا زغم نہانی ۔ اے لے تو
حرام زندگانی ۔ یہ ابیات پُر نکات وہ نازنین اندوہگین اُس کے لاشہ جگر خراش پہ پڑھ رہی تھی نہ یکایک رد
داد بیداد کا غل بے تامل جو اٹھا تو اُس محفل رشک بزم اندر کا یہ احوال پُرملال کیا کہوں بقول میر حسن شعر
خوشی کا جو عالم تھا سو ماتم ہوا ۔ ورق کا ورق سب وہ برہم ہوا ۔ اس عرصہ میں اس جوان

اس جوان نیم جان کے خویش و اقربا کو یہ خبر وحشت اثر جو پہنچی تو ہر ایک بحواس پُر ہراس اسکے پاس آکر بقول
میر تقی نظم اک اُسے تیر سے ڈراتا تھا۔ ایک برچھی اُسے دکھاتا تھا۔ ایک آیا تو ہاتھ مین شمشیر۔ ایک بولا کہ اب جیتے
کیا تاخیر۔ اسے یارو اس فسون ساز جادو طراز نے خنجر ناز او تیغ انداز سے دیکھو تو کیسے نوجوان پُر ارمان کو
قتل کیا ہے تو اب اپنی زندگی نظم قتل کرنا ہی اس کا بہتر ہے۔ آج مرنا ہے اس کا بہتر ہے۔ کیونکہ یہ برملا ستم ایجاد
کرتی ہے عاشقوں کے گہر برباد۔ یہ گفتگو دو بدو ایک تند خو عربدہ جو کی وہ نگارین سُنکر اپنا سر ہر ایک کے پانون
پر رکھکر کہتی تھی نظم قتل کا میرے گر ارادہ ہی۔ تو بہلا اسمین دیر کیا ہے۔ ہاتھ کھینچو نہ قتل کرنے سے۔ زندگانی
ہی میری ہے مرنے سے۔ میری غیرت کو یہ نہین ہے قبول۔ میری الفت کو یہ نہین ہے قبول۔ کہ مین جیتی رہون یہ مرجائے
کیونکہ بے یار زندگی بہائے۔ یہ نہین چاہتی طریقت عشق۔ طعنہ زن ہی مجہپہ حمیت عشق۔ یہ سخن دلشکن اُس نازنین
اندوہگین سے وہ جوان نیمجان عالم نزع مین سُنکر ہر خویش و برادر و یارون سے کہنے لگا اے بہائیو جو کوئی اس مہ
جبین غمگین کو کچھہ کہیگا واللہ باللہ مین چاک گریبان اُسکا بروز جزا دامنگیر ہونگا۔ نظم کیونکہ اُس نے مجھے نہین
مارا۔ یہ تیر قضا کا ہے سارا۔ اسمین اُسکی بہلا کیا ہی تقصیر۔ چاہتی تھی میری یون ہی تقدیر۔ سچ ہی قسمت
مین جو کچہ ہے لکھا۔ وہ کسی شکل سے نہین مٹتا۔ یہ کلام وہ ماہ تمام نہین کہنے پایا تہا کہ بات کی بات مین تمام
ہوگیا یہ واقعہ رقت انتما حیرت افزا وہ کسی رشک لیلی دیکھکر مجنون وار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور سر پر جو
بال سراسر غیرت سنبل تھے اُنکو دست الم سے نوچ نوچکر صبا کے حوالہ کئے اور عارض جو رشک گل تر تھے اُنکو
مارے تھپڑون کے لالہ سان پرخون کیا اور گریبان کو مثل گل بالکل چاک کرکے صبح محشر پر طعنہ زن ہوئی
اور گاہے اُسکے منہ پر اپنا منہہ رکھکر کہتی شعر کس و تیرے رو سے سرخرو ہون۔ مجرم ترے منہ سے منہ موڑون
اور کبہی اُسکی پیشانی ماہ ثانی سے اپنی پیشانی رگڑتی۔ اور کہتی اسے نیر سپہر غیرت واسطے مہر جبین الفت
ہے مصرع پیش آتی ہی تہی جو کچہہ کہ پیشانی مین ہے۔ یہ آفت رسیدہ دل طپیدہ تو اس طرح زار و نزار تہی لیکن
اس جوان نیمجان کی مادر مضطر جو ڈولی مین سوار ہوکر آئی تو بے اختیار منہ پر دوہتڑ مارتی یون کہنے لگی
مثنوی اے رونق گلشن جوانی۔ وے زینت باغ کامرانی۔ مرنے کے تیرے ابھی نہ تہے دن۔ پورا نہ
ہوا تہا بیس کا سن۔ کیسا ہی مین تیرے یہ آئی بپتا۔ جو خاک مین پا نسرانع دیا۔ کس سے تیرے غم
کی بات ہیہات۔ ظاہر کرون آہ مین تیرا آفات۔ اس پیر فلک کو ہاے جانی۔ بہائی نہ تیری سے تو جوانی
مرنے کو تو سب جہان مریگا۔ پر کوئی نہ یون جوان مریگا۔ افسوس کہ تو نے جان دیکر
برباد کیا مجھے بھی دلبر۔ بے تیرے مین جی کے کیا کرونگی۔ جس طرح بنیگا مین مرونگی
القصہ اُسکے اقربا اہل عزا وہ نعش جگر خراش روتے پیٹتے جو گھر مین لاتے تو پھر دوبارہ

قیامت برپا ہوئی یعنے ہرایک کنبہ کی عورت بعد رقت بین بجین کرکے رونے لگی اشعار کوئی کہتی تھی اے میرے
لبہائی - بے اجل تیری موت کیون آئی - ہس تیری بیکسی کے مرنیکے - جان سیح جانئے یہ ہین صدقے - تونے دنیا کا
کیا ابھی دیکھا - یک بیک آگئی جو تیری قضا - الحاصل اُس بیدل کو تجہیز و تکفین کرکے اور غسالون نے نعش کو غسل
دیکر کفن صاف مین رکھکر ایک صندوق مین روپوش کیا اور بقول مصنفی نظم تابوت پر ایک میزاک دوشالہ لالک
بازیب وشان جوڑالا - چادر پہولون کی لہلہاتی - بہشتی تھی صبا کی جس سے چھاتی - یون سبز دوشالہ تھا
بہ تزئین - جسطرح کہ آسمان پہ پروین - تابوت کہ تختہ چمن تھا - جس تختہ پہ جوش نسترن تھا - الغرض اُس تابوت
کو سب روتے پیٹتے سوئے گورغریبان گریہ کنان لیچلے - اور وہ کسی رشک لیلی پابرہنہ باسر عریان چاک گریبان
تا بداماں افتان و خیزان بآہ جانگاہ ہمراہ تھی لیکن جس بازاری کی ایکباری اُسپر نگاہ پڑتی تھی بے اختیار دیدۂ گہربار
سے گوہر اشک اس لعل بے بہا پر نثار کرتا تھا المطلب بعد بیقراری و آہ وزاری گورغریبان مین پہنچکر نماز جنازہ سے
فراغت کرکے جو اُسکو دفن کرنے لگے تو وہ کسی غم آمادہ دلدادہ بھی سر قبر عاشق آکر کہنے لگی مثنوی اتنا میرا
کام یہ کرو تم - مجکو بھی اسمین گاڑ دو تم - بے اسکے مین جی کے کیا کرونگی - مین بھی اسی قبر مین گڑونگی - یہ میرے کہان
نصیب ہے - جو اُسکے گردن قریب ہے - ہر - جو اس سے مجھے جدا کرینگا سا تحقیق مجھے درد و غم وہ دیگا - غرض اُسکو ہر ایک نے
بعد منت و نصیحت قبر سے جدا کرکے اُس عاشق جانزادہ کو با دیدۂ پُرخون مدفون کیا بعد رسوم چادر گل وغیرہ
اُس کسی رشک لیلی کو ہر ایک نے بدیدہ گریان بآہ و فغان کہا کہ اے بی بی اب گھر چل یہان بیٹھنے سے کیا حصول
بقول شاہ قدرت اللہ ابیات یاران و ہم رفیق و شفیقان و دوستدار - سب آشنا ہین زندگی مستعار کے - جب
مند گئی یہ آنکھہ تو اے دوست بعد مرگ - بھٹکے ہی کون گرد کسیکے مزار کے - لیکن وہ سوگوار پُراضطرار اس قدر
بیتاب ہوئی کہ ہرگز کسی سے مطلق ہمکلام ہوئی آخر کار ناچار سب خویش و تبار اُس جوان جان نثار کے گھر مین آئی
اور اُس نازنین اندوہگین کا احوال پُرملال مادر عاشق جانزادہ سے بہ تفصیل اظہار کیا یہ روداد بیداد اُسکی مادر مضطر سُنکر بعد
بیقراری و آہ وزاری ڈولی پر سوار ہوکر تربت دلبر آئی اور اُسکے سوگوار غمگسار سے کہنے لگی اے بیٹی مجھہ کمبخت
مان کا کہنا مان کسواسطے اس خاک کے ڈھیر پر بیٹھی ہے اے بیٹی اگر تیرے یہان بیٹھنے سے وہ
جی اوٹھے تو کیا مضایقہ مین بھی تیرے شریک حال ہون ابیات ورنہ اس غم الم سے
کیا حاصل - میری جان یہ مقام ہے مشکل - اس مین چارہ نہین کسی کو ذرا - چہ امیر و وزیر
شاہ وگدا - کوئی مرنے کے ساتھ مرتا گر - تو نہ جیتا جہان مین کوئی بشر - اسمین چارہ نہین کسیکو ذرا -
اے نور ضیائے چشم امیدواران وائے ولئے دل دردمندان اُٹھکر میرے گھر چل مین تجکو اپنی بیٹی کی جا پر
رکھونگی اور جو کچھہ خدمتگاری اور دلداری ہو سکے گی بسر و چشم بجالاؤنگی کیونکہ تیرے دیکھنے

دیکھنے سے بیٹی کا غم پر ستم فرو افرو ہوگا اور تیر ابھی وہان ٹہرنا ان ہمسایہ مین قدری قلیل دل حزین بہلجائیگا ورنہ
بقول میر حسن شعر وگرنہ تو رک رک کے مرجائینگے۔ اسیطرح جی سے گذر جائیگی۔ غرض ہر چند با دل درد مند
اُسکی مادر مضطر نے اُس نازنین اندوہگین کو سمجہایا لیکن اُس بلبل حدیقہ سکوت نے گلشن تقریر مین ذرا بھی
زبان نطق سے آشیانہ کیا بلکہ درج دہن کو اور قفل خاموشی لگ گیا الحاصل وہ بیدل پھر اپنے گھر مین آکے
مصروف رقت ہوئی مگر وہ نازنین اندوہگین صبح و شام اُس قبر کی جاروب کشی کرتی اور شب کو اُسکے تعوید کو
چہاتی سے لگاتی اور وقت صحرا اوٹھکر پھر اُس قبر کے گرد جاروب کشی اور چہڑکاؤ سے فراغت کر کے بیٹھکر با
دیدہ اشکبار جرادت کے یہ اشعار وہ دل افگار چپکے چپکے پڑہتی تھی مثنوی یہ درد و غم سے حال دل ہوا ہے
کہ وہم لینا بہے مجھے مشکل ہوا ہے۔ مری قسمت مین گریہ دکھہ لکھا تھا۔ تو یارب کیون مجھے پیدا کیا تھا۔ کوئی جز غم
نہین ہے غمگسار اب۔ فقط ہے بیقراری قرار اب۔ کسی صورت سے کل آتی نہین ہے۔ الٰہی کیون اجل آتی
نہین ہے۔ مرون تو جائے یہ درد جدائی۔ الٰہی کیا اجل کو موت آئی۔ اس عرصہ مین جو کوئی کبھی زبردستی سے کہانے
کو کہلا دیتا تو جبرًا اور کرہًا کچھہ کہا کر چلو پانی وہ تنگ زندگانی پی لیتی مگر بقول میر حسن اشعار نہ کہانیکی سُدہ
اور نہ پینے کا ہوش۔ پھر اُسکے دل مین محبت کا جوش۔ جو پانی پلانا تو پیتا آسی۔ غرض غیر کے ہاتھہ جینا
اُوسے۔ الغرض اُس جوان جان دادہ کا چہلم بھی نہونے پایا تہا کہ ایک روز وہ جگر سوز قبر کو سینہ بے کینہ سے
لگا کر بقول سرور یون کہنے لگی مثنوی دیکھتا جو ہے وہ کہتا ہے مجھے۔ پاس ننگ و نام کچھہ بھی ہے تجھے
یہ بھی جینے کا کوئی اسلوب ہے۔ ایسے جینے سے تو مرنا خوب ہے۔ تنگ کرتا ہے مجھے اب اضطراب۔ اسے اجل تو
کیون نہین آتی شتاب۔ الغرض درد و الم سے وہ نگار۔ ابر باران کیطرح لیل و نہار۔ اسقدر روئی کہ آخر
مرگئی۔ عاشقون مین اپنا نام کر گئی۔ مرگئی رو رو کے جب وہ گلعذار۔ دیکھکر ہر اک رہا حیران کار۔ تذکرہ
آپسمین سب کرنے لگے۔ سچ ہے جذبہ عشق اسے کہتے ہین۔ المطلب اُس غنچہ لب کو اُسکے عاشق کی
تربت کے برابر بصد شور و شیون دفن کیا لیکن سچ تو یون ہے مثنوی واہ رے اسے عاشق چالاکی
ترے۔ واہ رے اسے عشق سفاکی تری۔ ایک کو غیرت سے مارا اسطرح۔ ایک کو فرقت سے مارا اسطرح
ہر جگہہ تیرے نئے انداز ہین۔ عقل سے پوشیدہ ترے راز ہین۔ جسکو چاہا بات مین گھائل کیا۔ جسکو چاہا آن
مین بسمل کیا۔ عاشقون کا تو غرض سرتاج ہے۔ ہر کوئی عاشق ترا محتاج ہے۔ وصف تیرے کیا لکھے مجبور ہا عاشقون سے

داستان لکھنؤ کے قاضی زادہ کی ایک ماہر و نیکخو پر اثنائے راہ مین عاشق ہونا
اور اُس داستان میں زیر مکان جان دینا اور معشوقہ دل فگار کا اُسکی لاش پہ مرنا

راویان حکایت غربت او رحاکیان روایات عجیب شاہد سخن کو حجلہ مینا سے یون جلوہ گر کرتے ہین کہ خلافت شہنشاہ اکبر بادشاہ مین ایک قاضی زادہ خوزادہ لکہنو کا باشندہ برائے سیر کوچہ و بازار ہمراہ یاران غمگسار گہر سے باہر نکلا کہ بقول میر تقی شعر ناگہ ایک کوچہ سے گذر ہوا۔ آفت تازہ سے دو چار ہوا۔ یعنے ایک ماہ تمام بر لب بام نظارہ کنان تھی کہ یکایک اُس تیرہ بیقدار کی آنکہہ جو اس جادو چشم سے دو چار ہوگئی تو بقول میر تقی کیا کہون ابیات تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی۔ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی۔ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتہ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتہ۔ بے قراری نے کج ادائی کی۔ تاب و طاقت نے بیوفائی کی۔ القصہ وہ نازنین مہ جبین تو بصد ناز و انداز منہہ کو موڑ کر کوٹہی کے نیچے اُتر گئی اور اُس خاک بسترنے بام عشق کے اول زینہ پر قدم رکھکر یہ شعر قائم کا پڑہا شعر قسمت تو دیکہہ ٹوٹی ہے جا کہ کہان کمند۔ دو چار ہاتہہ جبکہ لب بام رہگیا غرض وہ عاشق زار و دلفگار اُس گلی مین بستر خاک پر بحال مضطر بیٹہہ گیا اور آنکہون کو بالائے بام بخواہش آن ماہ تمام مثل نرگس حیران و نگران کیا لیکن وہ ماہ جبین رشک لعبت چین پہر کبہی سر بام آکر جلوہ گر نہوئی آخر کار اُس عاشق زار دلفگار جگر سوز کے ایکروز تپ فرقت کی شدت سے ہاتہہ پانون مثل برف سرد ہوگئے لیکن آنکہین سوئے بام بخواہش آن ماہ تمام جو نظارہ کنان تہین اُنکی ٹکٹکی مین فرق نہ آیا تب تو ہر اک عقلمند و دانشمند کی عندلیب تجویز گلشن بیانی مین یون نعرہ زن ہوئی یعنے جس سمت اس کی نگاہ مردہ دل افسردہ کی آنکہین مثل نرگس حیران و نگران ہین اُسی مکان رشک گلستان مین اسکا غنچہ مقصد پوشیدہ ہے اگر وہ کسی وش اُس ورافتادہ غم آمادہ کے قریب آئی تو غالب ہے کہ اُسکا گل مراد نسیم وصال سے شگفتہ ہوجائے کیونکہ یہ عاشق بقول میر تقی شعر خار خار دل غریبان ہے۔ انتظار بلا نصیبان ہے۔ المطلب اہل ہمسایہ نے بصد منت و سماجت اُس محبوبہ ناز و معشوقہ فسون ساز کے پدر عالیمقدار سے جاکر عرض کی کہ اے معدن نجابت و اے کان شرافت ایک نوجوان کا خون ناحق تیرے سر پہ ہوتا ہے اگر تو اپنی دختر رشک قمر کو ایکدم کیواسطے اُس بے دم کے پاس بلا وسواس بہیجدے تو غالب ہے کہ اُسکا دم اُسدم اپنے دمساز کو دیکہکر سوئے عدم نجائے یہ کلام حیرت التیام اُسکا پدر مضطر شکر نہایت ششدر و حیران ہوا آخر کار ناچار ہوکر اُس عالیمقدار نے الاتبار دختر رشک قمر کو مواصلت کی اجازت دی لیکن وہ ماہ جبین جو ہنوز اُس اندوہگین کے قریب آکر چشم دو چار ہوئی یکبیک قوت عشق کی بدولت اُٹہہ بیٹہا اور اُسکی طرف بغور دیکہکر یون کہنے لگا شعر کہ تجہکو دیکہہ لین پہر ایکباری۔ بس اتنی ہی تمنا ہے ہماری۔ یہ کہکر وہ مضطر بستر تنہائی پہ گر کے جان بحق تسلیم ہوگیا یہ واقعہ حیرت افزا اُس کے محبوب دل مرغوب ملاحظہ فرماکر بے انتہا بے قرار ہوکر اُسکی نعش جگر خراش سے لپٹ کر یون بیان کرنے لگی مثنوی اے عاشق جان نثار میرے۔ قربان مین عشق کے ہون تیرے۔ کیونکہ نہ ملون مین ہاتہہ ہمکو۔ جی کی رہی جی کی جی مین

ت پہ ہے - اپنی نہ تھی بنی نہ میری - فرصت پہ نہ دے قضا نے تیری - یہ کہتے کہتے وہ مضطر خستہ جگر بہ آخر کو آخر ہو گئی - یہ واقعہ الم افزا اُسکی خویش و اقربا دیکھکر نہایت بیقرار اور اشکبار ہوئے لیکن صبر کے سوا کچھہ چارہ نہ دیکھا بعد رقت اُن دونون کشتہ الفت کو ایک ہی قبر مین مدفون کیا مثنوی خاک مین خاک ملگئی آخر - بات کو کہنے کو یہ ہی آخر - عشق کی یہ بھی ایک حرفت ہے - ورنہ انسان کی کیا حقیقت ہے
عشق کی داستان اے مجہد بحد العقل سے بہت پر دور

دوسرا باب بدکار عورتون کے چرترون مین نو ایک عورت نے قید شوہر مین حیلہ بیماری سے بڑہیا کے ہاتھہ جوان مجرو کو گھر مین فریب جادو سے سر شوہر پر طلب کیا اور اُس سے بدفعلی کرکے بہیجدیا اور اُسکے شوہر نے کچھہ دریافت نہ کیا

فسون سازان فصیح شعائر جادو طرازان بلیغ گفتار کا نغز مکائد پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک جوان ذوفنون سیرت فیلسوف صفوت زنان مکار دلشوان بدکار کا حال سُنکر اپنی زن کم سخن کو یون رکہتا تہا کہ ہرگز زن ہمسایہ و پیرزن دایہ تک بہی اس نیک اساس کے پاس نہ آنے دیتا بقول بخشی اشعار بخشی زن خود دارو خویشتن را مقید او بر بستہ - مار زہر است از سر تا دم - زن فریبا ست نہ سر تا پائی بلکہ

کے قول کو نہ سمجھا سے نہ ہر زن زشت و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد ۔ غرض وہ نابکار اُس عزت گلزار
کے پہلو مین آٹھ پہر مانند خار بیٹھا رہتا تھا اور گاہے کسی کار ضروری کو مجبوری جاتا تو گھر کے دروازہ کو باہر سے
مقفل کر جاتا قضاے کار وہ نابکار اپنے معمول سے دروازے کو مقفل کرکے ایک روز کہین کو گیا تھا اُسکو
بعد حسب اتفاق ایک نخود فروش باآواز پرخروش اُس کوچہ مین وارد ہوا وہ گرفتار بلا اور مبتلاے جفا
چنے والے کی صدا سنتے دریچہ پر آئی اور ایک ایک کوڑی پٹ کی دراڑ سے باہر نکالکر وہ سیم بازو سے خورشید
وہم تراز وشے ناہید اُس نخود فروش باہوش سے کہنے لگی کہ اے مرد دانا ہرزہ گرد زمانہ تو دو اس
کوڑی کے چنے تولکر دہلیز کے راہ سے پہنکدے یہ دانہ زدنا چار اشد چنکر اٹھا لیگئی اس عرصہ مین
وہ مردک اچانک آ پہنچا اور اُس نخود فروش کو دیکھکر آتش غضب سے جل بھنکر مثل گلخن بنگیا اور اُس
قفل کو جھٹ سے کھول کر اپنے زن کم سخن سے کہنے لگا کہ اے خاتون بدطالع واے بیرامون اوقات
ضایع یہ کون سے حرکت ناشایستہ تجھ سے وقوع مین آئی شعر کہین بھی عورتین نیکون کی آکر کہڑی
رہتی ہین ہوت سو دیکھو دریچہ پہ یہ سخن ناشکر وہ زن پرفن سنکر در جگ دہن کا قفل سکوت کلید زبان سے
کہولکر کہنے لگی کہ اے عزیز بے تمیز تو عبث خفا ہوتا ہے کہین بھی کوئی بہلا آدمی اپنے جورو بیچاری کو
کو قید حیات مین یون محبوس اور خائف رکھتا ہو اور کوئی بڑے بوڑھی مجھ بے یاس کی پاس ہوتی تو چیز
احیاے کار بہر طور بند نہ رہتا اور اُسکے سوا گہر کی بستی دونی نظر آتی اُسکے جواب مین وہ جوان بے ایمان
کہنے لگا کہ ہم کو زنان وفادار کا اعتبار نہین ہے بقول شخصے قطعہ بخشی زن سررشتہ بکراست ۔ پارسا را
وماہ فکر کنند ۔ گر بخواہد زن جفا کارہ ۔ بر بدیہ ہزار مکر کنند ۔ اس کلام پر اتہام سے وہ زن کمال
بدظن ہوئی اور یون کہنے لگی کہ اے عزیز ناچیز یہ گفتگو واہی تباہی ناحق کرتا ہے حق تو یون ہے کہ
وہ زنان مکار اور نسوان بدکار ہین وہ اپنے خاوندون دانشمندون کے سر پر سبب بچھکر گذرتین
ہین اور کچھ نہین ہوتا اگر اپنی وہ مثل ہے کہ توڑ کر توڑ بقول شخصے شیر کہائے تو منہ لال نہ کہائے تو
منہ لال یہ گفتگو وہ عربدہ جو زشت روکی سنکر بولا کہ وہ اور ہی نامرد ہوتے ہین کہ جنکی جورو دین نہان خرچ
جاتی ہین اور تیر جور ۔ اور ون کی زلون کا کیا مقدور ہے جو کسی سے چشم بد دور آنکھ ملا سکین اور خیال بد کا تو
کیا ذکر ہے یہ سخن وہ زن پرفن سنکر خاموش ہوگئی مگر دلمین کہنے لگی کہ دیکھو تو گیدی کی تیری خبرداری اور
ہشیاری ذرا سی کیسی راہ سے نکالتی ہون القصہ بعد چند روز وہ شمع شب افروز بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہونے
اور ایکبارگی ہیا ہی درد جگر کی اظہار کی ہر چند اُس جوان نے اطباے حاذق اور حکماے صادق کو
دکھایا لیکن کسی سے مکار کا آزار تشخیص مین نہ آیا مگر ایک حکیم فہیم

حکیم فہیم نے اُس سقیم بے حرارت اور سالیم پر فطرت کی نبض دیکھکر بقول تسنیم اُسکے شوہر شکستہ کمر کو کہا شعر مسیحانہ فلاطون کی دوا ہی مرغوب + تیرے بیمار کو کیا جانئے کیا ہی مرغوب + قصہ مختصر جب اوسکا شوہر بی پر دعا اور دوا بیجا کی کر چکا اور گلشن امید مین گل مقصد نسیم فرحت سے نہ کہلا تو بحالت یاس وہ بجوان یہ شعر کسیکا زبان پر لایا شعر طبیب عشق را در مان کدام است + علاج جان کند اور اچہ نام است + یہ گفتگو اسکی جو رسنکر کہنے لگی اے جوان نادان میری بیماری بے اختیاری کی تو نے بہت تدبیر بے نظیر کی لیکن کسی سے شفا کلی حاصل ہوئی خیر آنچہ گذشت الماضی لا یذکر مگر اے ناکام ایک کام یہہ بھی کر مجھہ گرفتار اجل کو کسی دایہ کاملہ کو دکھلا کیونکہ عورتونکا معالجہ عورتونسے خوب ہوتا ہی بقول آنکہ الجنس مع الجنس کلام وہ نافرجام سنکر کہنے لگا اے بی بی کیا مضایقہ مجکو ہر طرح تجھہ رشک حور کی صحت منظور ہے الحاصل وہ سادہ لوح تلاش لب یار اور تجسس ہشیار سے ایک پیرزن علامہ دہر اور دالہ عصر کو اپنے گھر مین بلایا غرض اوس دایہ کا ملہ نے ہر ایک کل سے اس ہیکل کو دیکھا تو کوئی کل بے کل نپائی یہ ماجرا حیرت افزا وہ دایہ قابلہ دیکھکر اُس بیمار مکار سے یون حرف زن ہوئی کہ اے افسر مکاران و اے رہبر بدکاران تو نے آزار مکائد سے اس بیچارے کو کیون دق کیا ہے یہہ بات اُس دایہ صاحب کرامات کی سنکر وہ زن پرفن کہنے لگی کہ اے دایہ گرانمایہ میری بیماری پر فطرت کا یہ باعث ہے کہ اس بدبخت کو میری عصمت اور نیکبختی کا مطلق اعتبار نہ تھا اور ہر چند کہ مجھہ دل افگار پر یہ آزار ہے اسکی صورت کے سوا کسی نامحرم مرد کی آجتک شکل نہین دیکھی اسبات کا خدا دانا اور بینا ہے مگر یہہ میرے سامنے بڑا بول بولا ہے سو اسکا نتیجہ مین دیکھایا چاہتی ہون اسمین کچھہ کیون نہو یہہ کلام اوس بلا کا وہ دایہ کاملہ سنکر بولی کہ اے کدبانو یہ کتنی بڑی بات ہے اس حال مین تیرے شریک ہون غرض وہ دایہ اُس بیمار کے پاس سے اٹھکر اُس جوان بدگمان کے قریب آکر کہنے لگی کہ اے عزیز نا چیز تو نے ایسی عورت خوبصورت ماہ طلعت کو یون گھلا گھلا کے تمام کیا مصرع افسوس ہے جدہر اما فسوس بقول آنکہ شعر طالع نبد کا نہ کیونکر ہیسہ ہو ماہرو پر جسکے یہ اندھیر ہو اس کے جواب مین وہ جوان بدگمان کہنے لگا اے پیرزال نیک خصال بقول تسنیم شعر تدبیر کوئی اب نہین بن آتی ہے مجھکو وہ دیکھون ہون تقدیر جو دکھلاتی ہے مجھکو وہ دایہ گرانمایہ کہنے لگی کہ اے عزیز باتمیز تو ناحق اسقدر اس کی فکر کرتا ہے اور غم کہاتا ہے انشاء اللہ تعالے مین تمہارا اس بیمار کو ایک روز مین مسند صحت پر بٹھا دیتی ہون اُس کلام نیک انجام کو سنکر وہ سادہ لوح کہنے لگا از ینجا بہ بہتر ہے نیکی اور پوچھہ پوچھہ اے پیرزال نیک خصال مال و منال تو کیا چیز ہے اگر میرا نقد جان اس آرام جان کے کام آئے تو ایکبار نثار کرنے کو حاضر ہون یہ سخن وہ پیرزن پُرفن مسموع کرکے

کہنے لگی اے جوان نادان اگر تو نے مبلغ خطیرہ اُس ماہ منیر کی تدبیر مین صرف کئے ہین تو ایک پانچ سو روپیہ
اور بھی خرچ کر بقول اُسکے جی ہے تو جہان ہے والله باللہ تیری شمع شب افروز جو ایکروز مین محفل صحت مین نہ
جلوہ گر ہو تو گلگیر شمشیر سے میرا سر کاٹ ڈالنا کیونکہ میری بھی بیٹی کو بھی مرض ہو گیا تھا غرض مین نے بھی
تمام جہان کے ملا سیانے حکیم طبیب چہانے لیکن کسی سے میرا مطلب نہ بر آیا آخرکار بقدرت کردگار
ایک فقیر روشن ضمیر سیاح بے پرواہ میری قسمت سے آکر وارد ہوا اُس بندۂ خدا نے میرے حال پہ
ترحم کرکے ایک ٹوٹکا جادو کا پانچ سو روپیہ لگا کے ایسا بتا دیا کہ اُس بیمار کا آزار بالکل دفع ہو گیا سو وہ
ٹوٹکا میرا بیٹا اپنی جان اور ایمان کے برابر رکھتا ہے اگر تو پانچ سو روپے خرچ کرے تو ایک شب کی شب
اوسکو چوری سے لے آؤن اور تیری جورو کا آزار گرانبار دور کرکے پھر وہین پہونچا دون مگر یہ بات
پر کرامات کسی پہ ظاہر نہ ہو کیونکہ میرا بیٹا نہایت بدمزاج ہے جو اسحال محال سے آگاہ ہو جائیگا تو
مجکو جیتا نہ چھوڑیگا یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام سُنکر اُس پیرزال کذب مقال کے پانون پہ سر رکھ
کے کہنے لگا یہ بات تو میری جان بخشی کرے گی تو تمام عمر تیرے گرانبار احسان سے سر نہ اوٹھاؤ
نگا اس کے جواب مین اُس پیرزال کذب مقال نے کہا کیا مضائقہ لیکن اُس ٹوٹکے کی یہ شرط ہے
کہ تو آپ اپنے سر پہ اوٹھا لا اور ابھی پہنچا دے کیونکہ غیر جنس کو اُس کو نہین چھونا آگے تو مختار ہے
غرض اُس پیرزال کذب مقال نے جو جو اُس سے کہا اُس نے قبول بے عدول کیا بقول شخصے مرتا کیا
نہ کرتا القصہ وہ پیرزن پُرفن اُس الو کے دام فریب مین لا کے اپنے گھر مین آئی اور ایک جوان گلستان
الجبرو کو بلا کر کہنے لگی کہ اے ہمایون بخت عنقا رخت تیرے لئے ایک چڑیا سونے کی مین نا چیز لے آئی
ہون شعر شوق سے باز کو اُڑا یا کرے۔ اور گھوڑے کو نت کدایا کرے۔ وہ مثل ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب مگر ایک
ٹشکے مین بیٹھکر چلنا پڑیگا وہ جوان خوش آن سوچون کو تاؤ دیتا ہوا کہنے لگا اے بڑی بی صاحب
ٹشکا تو کیا چیز ہے اپنے افسون سازی سے تم ہمکو آبخورہ مین بند کرکے لیچلو گی تو چلنے کو حاضر ہون
شعر ہم نہین ایسے جوان باتون سے ہٹ جائینگے۔ اور اگر لڑنے کو چاہو گی تو کٹ جائینگے۔ غرض
وہ دلالہ اکالہ اُس جوان گلستان کو گھر مین بٹھا کے پھر اُس جوان بدگمان کے پاس بلا وسواس آئی
بیان شب اس عرصہ مین جسوقت جادوگر سپہر نے دیو آفتاب کو سبوچۂ مغرب مین بند کیا او عامل
فلک نے مجمر کہکشان پر سپند انجم جھڑکنا شروع کیا اُسوقت وہ پیرزال افسون ساز اُس جوان سادہ
لوح کو اپنے گھر لائی اور اُس بدنظر کی نظر سے پنہان اور پوشیدہ اُس جوان سحر نشان کو مٹکے مین بٹھا
اُس سادہ لوح سے یون حرف زن ہوئی کہ لو میان صاحب یہی مٹکا ٹوٹکے کا ہے اسے اپنے سر پہ آہستہ آہستہ

پہویہ سادہ لوح بخوشی تمام اُس مشکے نافرجام کو سر پہ چڑہا کر گہر مین لایا لیکن یہ سرِ نہ سمجہا کہ اسمین سراسر شگوفی
ہے الحاصل اُس پیرزن پُرفن نے اُس بیچارکو بلباس نفیس آراستہ و پیراستہ کیا اور عطر سے معطر کرکے ہار
پان اور چنگیر اور پاندان رکہوا دیئے اور ہر چار طرف اگر کی بتیان بے پایان روشن کردین اِسکے بعد وہ
پیرزن صاحب خانہ سے یون کہنے لگی کہ میان صاحب تم کوٹہری کے اندر نجانا کیونکہ اِس مین جان کا
ضرر نہایت ہے غرض وہ جوان بدگمان اپنے جورو سے نہایت تعشق رکہتا ہے خیر سنگ آمد سخت آمد سمجہکر
کوٹہری کے در پہ پلنگ بچہا کر بستر خاک پہ لیٹ گیا اور آغوشی و بیوفی مین عروس حسرت کو لیکے سرگرم خواب
غفلت ہوا اور ادہر اُس جوان یکتائی دران نے فتیلہ کام دیو کا نکالکر چراغ ملبوسی مین روشن کیا غرض
اس ابلیس پُر تلبیس نے تمام رات حاضرات خاطر خواہ کی

بیان

سحر اور جبوقت شب کی پیرزادہ کے
سر پر سے قمر کا تسبیح سدوا اُترنے لگا اور شہید مرد مشرق کو موذن خروس مصلائے شفق پر بانگ دی
دے بلانے لگا اسوقت اُس پیرزن پُرفن نے اپنا ٹوٹکا جادو کا پہر مشکے مین بند کیا اور اُس سادہ لوح
سے کہا کہ لو صاحب اپنی بی بی کو دیکہو وہ آزار گرانبار کیا ہوا یہ کاٹہ کا اُلو اپنے جورو کو صحیح و سالم دیکہکر
مثل گل خندان پیرہن مین پہولا نہ سمایا اور بزبان بلبل بے تال چہچہ زن ہوکر یہ شعر مسرور کا زبان پہ لایا

شعر کیون نہ وہ گل کی روش باغ جہان مین شاد ہوا۔ خانما برباد ہوکر جس کا پہر آباد ہوا۔ یہ عالم اُس
فرحت دل عشرت منزل کا وہ پیرزال بدخصال دیکہکر کہنے لگی کہ میانصاحب اُس خوشی اور فرحت
مین صبح رخصت ہوئی خدانخواستہ اگر نور کا تڑکا ہوجائیگا تو تمکو مشکا لیجلنے مین خفت اور ندامت ہوگی
اور مجہہ بیوہ کا بٹیا پوکی خانہ سے جو گہر مین آئیگا اور مشکا نہ پائیگا تو میرے کاشد سر کو سنگ غضب سے
توڑیگا اب الکریم اذا وعد وفا کو بجا لایئے۔ اور اِس ٹوشکے کو جہان سے لائے ہو وہان پہنچا آیئے
تاکہ ہماری تمہاری دونون کی حرمت اور عزت مین فرق نہ آئے القصہ وہ پیرزن پُرفن مشکا سحر
پرفریب کا سادہ لوح کے سر پر رکہوا کر لے چلی اتفاقاً اُس نور ظہور کے وقت ایک حلوائی اپنے دوکان
کے نیچے کڑہائی دہو رہا تہا کہ یکایک اُس حلوائی خوش چشم کی نظر اُس عزیز بے تمیز پر پڑی تو کیا دیکہتا
ہے کہ ایک جوان خوش اسلوب دل مرغوب پوشاک نفیس پہنے سر پر مشکا لئے سامنے سے چلا آتا ہے اور
اُسکے پیچہے پیچہے ایک پیرزال بدخصال لکڑی ہاتہہ مین پکڑے سر کو ہلاتی کہٹ کہٹ کرتی چلی آتی ہے اس کیفیت
عجیب و غریب کو وہ حلوائی دیکہہ رہا تہا کہ یکبیک وہ شخص مشکا سر پہ لئے قریب آ پہنچا مگر اُس جا پہ کڑہائی
وغیرہ کے دہونے سے وہان کی زمین چپکنی ہو رہی تہی اتفاقاً اُس سادہ لوح کا پانون جو لغزش ہوا
تو چاروں شانہ چیت گرا اور وہ مشکا فریب جادو کا ٹوٹ گیا مگر وہ جوان اور جہان آ جبہ دیکہہ کو جہاں پو ...

ہاتھ مین جوتی لئے اٹھہ کہڑا ہوا اور اس سادہ لوح کے گریبان مین ہاتھ ڈالکر کہنے لگا او ابلہ مسخرے راہگیروں کے ٹہیکے
ٹہکانے سے مارتا ہے وہ تو خدا نے خیر کی کہ کوئی ٹہیکرا ٹہکانے کا میرے سر پر نہین لگا ورنہ ابھی جوتون کے مارے
تیرا سر نجاکر ڈالتا ادہر تو وہ جوان جرات نشان جوتی اُسکے سامنے لئے اپنی گہری گہری کہ رہا تھا لیکن اس سادہ لوح
کو کچھہ بن نہ آتی تھی جوکہ جوتی پیزار لڑتا اور ادہر وہ پیرزن پُرفن اس جوان غیرت بُرہان کے ارتلے مین پاپوش
قریب سے پاون خاک ہوکر دامن کو پکڑے کہتی تھی کہ بلالوں مجھکو تمنے ناحق ناک چوٹی گرفتار کیا یہ میرا
سکا ہیرے پنے کے مول کا بازار رسوائی مین غارت کیا میان صاحب مین خانہ خراب جو اس ٹہکے کو کبھی ہاتھ
لگاتی تھی تو میرا بیٹا مجھکو ہمیشہ کہتا تھا نہ رہی اسکو ہاتھ نہ لگا نہین تو تیری ٹانگین تن سے جدا کر ڈالونگا غرض
یہ سادہ لوح ایک تو اس کی باتون سے چوکنا تھا کہ جو اس کی جورو سے جفت ہو گیا تھا اور دوسرے اُس
بڑھیا کی زاری اور بیقراری سے روح قالب تن مین تل کی تھی الغرض اس جوان دلستان کو ہزار سماجت
اور بصد منت ہاتھ پاون پڑکر رخصت کیا اور اُس پیرزن پرفن کو کچھ اور زر نقد دیکر راضی کیا لیکن وہ
حلوای یہ رسوائی دیکھکر کمال متعجب ہوا اپر دل مین کہنے لگا یہ شعبدہ کبھی نہ دیکھا تھا جو آج دیکھنے مین آیا مگر یہ
اسرار اے یار خالی از علت نہین ہے اور یہ سادہ لوح اس رسوائی اور بے عزتی کو جورو کے اچھے ہونے کی خوبی
مین مطلق خیال مین نہ لایا لیکن وہ مسخرا یہ نہ سمجھا کہ جو اُسنے کہا تھا سو کر دکہایا مگر کسی شخص نے سچ کہا ہے
کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے **مثنوی** گرچہ رنڈی کی ذات ہے بدذات + مرد کو چاہئے ملے یہ بات +
کہ سدا اس سے الامان مانگے ۔ اس سے محفوظ ہی خدا رکھے + ہے اگر تجکو کچھہ بھی عقل وشعور
قول سعدی پہ کر عمل مجبور + زن بد در سرائے مرد نکو ۔ ہم درین عالم است دوزخ او +

حکایت ایک زن مکارہ نے اپنے آشنا کو اُسکے شاگرد سمیت شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکالدیا اور اُس سادہ لوح نے کچھہ نہ دریافت کیا

محرران عبارت رنگین ومنشیان حقیقت نگارین کاغذ پر قلموں کی کلک گلگون سے بخط گلزار یون لکھتے ہین کہ ایک زنگریز
رنگین وضع تماشا بین طبع ایک عورت ماہ طلعت کے رنگ عشق مین نہایت شرابور تھا لیکن اُس عزت گلزار
رشک بہار کو وہ رنگریز عشق تو انگیز انواع انواع رنگ کے دوپٹے اڑہا کر جمال خوش رنگ کی بہارین لوٹتا اور
برای ملاقات نظم کبھی پوشیدہ اُس تک آپ جاتا ۔ کبھی فطرت سے اپنے گھر بلاتا + غرض وہ سحر ملن ہونا نہ دل تک
موصل تھا بہر صورت بہر رنگ ۔ قضائے کار اس بدکار نابہنجار کو ایک روز شمع شب افروز کی محفل تک
جانے کی دوکا نداری سے فرصت ایک ساعت نہوئی اور آتش عشق نے قدم اشتیاق کو

دیگ محبت مین جوش کرنا شروع کیا تو وہ زنگریز غم انگیز آپ کو زنگریز بدیش خود درماندہ سمجھکر ایک شاگرد امرد سے کہنے لگا
اپنے ورد ولبند ہمدم بقول ہمدم شعر نہ قاصدی نہ صبای نہ مرغ نامہ بر ہے - کسی زبیکسی بمیر دخبر سے + از برای خدا
و بحق مصطفےٰ شکل صبا تیز پا جاکر میری محبوب دل مرغوب کو بلا لا تاکہ بقول میر حسن شعر ہوے لطف جب لیجیے کہین وصل یار
احوال بیطرح ہے دل بیقرار کا + الحاصل وہ شاگرد یگانہ اُستاد زمانہ اس فاسقہ فاجرہ کے بلانیکو روانہ ہوا اور وہ مقصد
پہنچتے ہی اُستاد نافرجام کا پیغام بدانجام اشتیاقی کے گوش گذار کیا لیکن وہ استادنی اغوائے شیطانی سے شاگرد امرد
کو نعم البدل سمجھ کے اُسکو گوشے مین لیگئی اور دونو ہاتھ سے بلائین لیکر یون گویا ہوئی کہ یہ زرد زرد تیرے اس چمپئی رنگ
بادامی چشم پر قربان ہوگئی اور اس سرمئی انکھڑیون پر جو یہ تیرہ بخت کی آنکھین ہزار ہزار بار نثار ہو جائین اپنے رشک گل معشوق
اسوقت عشرت کے شہاب سے میری اشتیاق کو سرخرو کر تو دل کی جانکاہی سے چمن حلاوت مین سرسبز و شاداب
ہو جاؤن الغرض وہ روسیاہ اس مضطر نژاد سے رنگ عشرت جما کے لالون لال ہوگئی اور اُس طفل گلابی جسم
کی وہ حالت ہوگئی جس طرح کوئی کہار سے ایک بار رنگ کاٹ لیتا ہے اور بقول میر حسن شعر یہان تو یہ عالم
تھا اور طور یہ - اب اسپر اتم سنو اور یہ + کہ وہ زنگریز دلاویز شاگرد امرد کو ادہر بہیجکر راہ چشم براہ تھا اور
یہ شعر عماد الملک کا زبان زد تھا شعر دل تڑپے ہے اور دیدہ تکے راہ کسی کی - ایسی نہ اٹکا نا مرے اللہ کسی کی
آخر کار اُس بدکار بیقرار کو صبر نہ آیا تو ایک بار سیخ یار دار ہاتھ مین لے کر اُٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے پیلا
پیلا ہو کر آنکھین شنگرفی سے نکالکے یہ کہنے لگا معلوم اور مفہوم نہین ہوتا کہ کس سبب سے وہ مردک
ابہی تک نہین بقول جرات شعر یا گھر ہی کو وہ بھولا یا راہ پہیر کی ہے - یارب تو خیر کیجو قاصد نے دیر کی ہے
المدعا وہ زنگریز محبت انگیز دروازہ مطلب پر جو آیا تو اُس فاحشہ نے جلد ہی سے اُس شاگرد یگانہ
اُستاد زمانہ کو ایک مکان پوشیدہ مین چہپا رکہا اور اُس زنگریز دلاویز سے کہنے لگی اے یار وفادار
و اے غمخوار جان نثار نظم خیر تو ہے مزاج کیسا ہے - آج تیرا جو حال ایسا ہے + تیری
آئی بلا لگے مجھکو - نت سلامت خدا رکہے تجھکو + یہ واردات واہیات آج کیا درپیش ہے جو تو بطرح
تیغ بکف بحال عجیب مجھ بے نصیب کے قریب آیا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا اسے غفلت شعار
لعنت بکار ایک پہر کامل ہوا ہے کہ وہ شاگرد بوالعجب تیری طلب کو آیا تھا نہ تو جواب باصواب لیکے آیا اور
نہ تو میرے پاس بلا وسواس آئی اسکا کیا سبب ہے موجب ہے یہ گفتگو عربدہ جو اُس زنگریز وحشت انگیز کے
وہ فاجرہ فاسقہ سنکر کہنے لگی اے تو بھی نرا کاٹ کا اُلو ہے کوئی زن پردہ نشین مخفیون سے قریب محلہ
آشنی کو پیغام و سلام کے واسطے بہیجتا ہے وہ کمبخت زبان سخت دروازے پر آیا تھا اور

یک ڈھیلا سا مار کر بھاگ گیا مجکو اس بات سے ندامت کمال ہوئی اور ہمچشموں مین آنکھ چرانی پڑی کیونکہ
لوگون کو دریافت ہوا ہوگا کہ یہ عورت نیک خصلت بھی کسی سے لگاوٹ رکھتی ہوگی اسے عزیز بے تمیز
عورت کے بلانیکو عورت بھیجتے ہین کسو واسطے کہ وہ موقع اور بے موقع سمجھکر سلام و پیغام کرتی ہے
مثل مشہور ہے ہر کارے و ہر مردے اور قول بخشی کا بھی ہے شعر بخشی کار ہر کسی مپسند۔ طبیعت عود
از خسے ناید + مرد باید کہ کار مرد کند۔ کار ہر کس ز ہر کسی ناید + یہ گفتگو دو بدو اُن دونون مین ہو رہی
تھی کہ یکایک اُس زن پرفن کا شوہر بے خطر سامنے سے ایک بار نمودار ہوا اور اُس زنکر یز وحشت انگیز
کا طائر رنگ گلشن رخسار سے پرواز کر گیا اور بے حواس ہو کر کہنے لگا اے کان فطرت و اے معدن
فراست بڑا غضب پر تعجب ہوا کہ اب مین جان بلب کیا کرون اسکے جواب مین وہ زن پرفن بولی کہ اے وحشی جوف
غلط اس تلوار بارہ دار کو ننگا کرکے بہ شکل سودائی ادہر اُدہر دوت دبک کرتا ہوا یہان سے کافور ہو جا
آگے مین سمجھ لون گی غرض اُس رنگریز طبع تیز نے یہی کیا اور جھٹ تلوار کو میان سے ایک بار کھینچکر مست
کھیلتا ہوا دروازے سے باہر نکلا یہ ماجرائے عجیب اور واردات غریب صاحب خانہ دیکھکر بحالت ششدر
اپنی زن پرفن سے کہنے لگا کہ اے بی بی یہ کون ننگی شمشیر دست بقبضۂ تیز رفتار تند گفتار تجھسے دو بدو گفتگو کرکے
یون ایک بار فرار ہو گیا وہ زن پرفن اپنے شوہر بیخبر کی سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی اے میان کچھہ نپوچھہ
مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت + خدا و رسول نے تیری آج بڑی مدد کی اگر آج تیرے اوپر سے اپنی
جان قربان کر ڈالون یا گھر بار سب لٹا دون تو بھی بجا ہے کیونکہ اس مست بدسرشت کے ڈر سے ایک لڑکا کسی
بھلے آدمی کا بھاگا ہوا میرے گھر مین آکر کہنے لگا اے بی بی مجھہ نادان کی جان اسوقت ایک شریر کے ہاتہ سے بچالے
اسکا اجر تجکو خدا اور رسول مصطفےٰ دیگا اے میان سو اُس لڑکے کو مینے کوٹھری مین چھپا رکھا ہے ہر چند مجھہ سے
اس شریر اور سودائی نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہے مجکو بتادے نہین تو تجھے اس تیغ تیز سے چورنگ کردون کا یہ
اختلاف عربدہ جو وہ مجھسے دو بدو کر رہا تھا کہ اسمین تو جو سامنے سے نمودار اور آشکار ہوا نہین معلوم اُس بوم کو
کیا خوف و خطر نظر آیا کہ جو وہ یہان سے بکتا جھکتا دفع ہو گیا یہ واردات واہیات وہ اُلو اس جہانپوکی زبانی
سنکر کہنے لگا کہ اے بی بی وہ لڑکا خوف و خطر کا سہا کہان ہے وہ زن مکار کار کہنے لگی اے میان اُس کوٹھری
کے درمیان پنہان ہے غرض وہ سادہ لوح اس لڑکے کی جبین اور ابرو کو بوسہ دیکر کہنے لگا کہ اے نازنین
ہمین تجکو خدا نے آج بڑی آفت سے نجات دی سچ تو یوں ہے جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے حاصل کلام
اُن بدانجام نے اُس طفل کو آب و طعام سے سیر کرکے بصد تشفی و تسلی رخصت کیا اور یون کہا کہ
اے بیٹا ابن لہانہ خانہ شماست جب تمہارا جی چاہے بے تکلف چلے آنا اور اپنی زن مکارہ سے کہنے لگا

کہ اے زن وفادار اس طفل دلدار کو تو بھی ذرا چھاتی سے لگا پیار کرلے تاکہ اسکے دل سے خوف وخطر نکلجائے
مثنوی نہون مرد ایسے ہی احمق اگر ۔ نہ کیون عورتونکو ہو خوف وخطر ۔ غرض ایسی زن سے خدا کی پناہ
جو شوہر کے ہو سامنے بدنگاہ + خدا اسکو اندہا کرے قہر سے ۔ بذلت نکالے دیار شہر سے ۔ تری بات
مہجور سچ ہے تمام + ولے شیخ سعدی کا سُن یہ کلام + زبیگانہ گان چشم زن کور باد ۔ چو بیرون شد از خانہ در گور باد

چترز ایک شخص نے کئی دفتر عورتون کے مکر وفریب کے لکہکر اپنے پاس رکہے تھے ایک دن ایک عورت نے ایسا چتر کیا کہ اسنے کبہی دیکہا نہ سنا تہا

دبیران سخن سنج اور محرران بے رنج یہ حکایت پر ندرت صفحۂ حریر پر یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ ایک عزیز باتمیز نے زنان حیلہ ساز اور عورتان دغاباز کی مذمت مین چند دفتر چتر کے اسواسطے تحریر کئے تہے کہ اُنکے پڑہنے سے کوئی رنڈی بدکار ناہنجار فریب پیش نہ لیجائے اور ہمیشہ زن مکار وبدکار کو میں ہی ہر ایک قاعدے سے زیر وزبر کیا کرون لیکن قول بختنی کا نہ سمجہا **نظم** بختنی مکر در زنان پیداست ۔ تا ندانی تو سہل غدر زنان + گر نویسد کسی زشغف دردن ۔ صد سفینہ شود ز مکر زنان + اتفاقاً وہ عزیز باتمیز ایک نو آباد محلہ مین گذرا تو ایک مکان جنت نشان مین متبسم ہوا لیکن اُسکے قریب ایک محل بے بدل کے دریچے مین ایک عورت خوبصورت پر فطرت بیٹہی تہی اس مین ناگاہ اُس کی نگاہ جو اُس جوان نادان کے اسباب پر پڑی تو کیا دیکہتی ہے کہ اور تو اسباب انتخاب بیحساب ہے لیکن کتابین کچہہ جلد سے افزون ہین یہ احوال کثیر الاختلال ر نقاب باوفا ملاحظہ کرکے خاموش ہوگئے لیکن اُس جوان نادان کو ایک کنیز جان عزیز سے بلوا کے کہنے لگی اے عزیز باتمیز تیرے اسباب انتخاب مین جلدہاے کتاب بیحساب جو ہین اسکا کیا موجب اور جہت ہے یہ کلام وہ خودکام سنکر کہنے لگا یہ کتابین زنان فاجرہ وفاسقہ کے مکر مین مینے تصنیف کی ہین کیونکہ انکی ذات نہایت قسم واہیات سے ہے بقول عنایت اللہ **شعر** عزیزا مکن کید زنان خوار ۔ بفیند با بود دانا گرفتار ۔ یہ گفتگو وہ زن بدخواہ اُس عزیز باتمیز کی سنکر کہنے لگی اے صاحب اب آپ پوشاک بیباک اُتار کر آرام فرمائیے پلنگ خوش رنگ موجود ہے دو چار گہڑی کے بعد تشریف شریف اپنے مکان دلستان پر لیجائیگا ابہی وصل و زر وسیاہ کے ہمراہ شراب نوشی ہم آغوشی مین وہ جوان انجان مصروف ومالوف ہوا اس عرصے مین اُسکا شوہر بیخبر در پر آواز زدہ ہوا تو اُس زن پرفن نے ایک کنیز باتمیز سے کہا ارے فلانی دروازہ کہول دے میاں آئے ہین وہ جوان نادان کہنے لگا بی صاحب اب مین کہان جاؤن اُس زن پرفن نے کہا اس صندوق مین گم ہو جاؤ مین اوپر سے قفل دیدونگی تمہارا پردہ فاش نہوگا وہ جوان نادان صندوق مین جاکر مخفی ہوا اور صاحب خانہ

گہر مین آکر دیکہا تو عجیب ماجرا حیرت افزا ہے کہین دستار رشک بہار رکہی ہے اور کہین جامہ گہیردار مردانہ پڑا ہے اور کہین سپر اور تلوار اعجوبہ کار رکہی ہے اور شراب ناب کے شیشے مع گلاس زرنگاری بصد طیاری جلوہ نما ہین نقشہ اپنے گہر کا وہ حیرت زدہ دیکہکر اپنی زن پرفن سے کہنے لگا اری یہ کیا واردات واہیات ہے وہ زن پرفن جوابدہ ہوئی میان صاحب ایک جوان مہمان آیا تہا سو اُسکے واسطے یہ سامان بے پایان مہیا کیا تہا صاحب خانہ یہ سخن دل شکن سنکر کہنے لگا وہ جوان بیجان کہان ہے اس عورت پر فطرت نے کہا اِس صندوق مین پنہان ہے اسکو کہولکر دیکہ لے جسمین اُس نے صندوق کی کنجی زن پرفن کے ہاتہ سے لی کہ یکایک وہ عورت پر فطرت کہنے لگی اے جان مرا یاد ترا فراموش والہ تجہہ باہوش کو کس فطرت سے آج بہلایا ہے کہ تجکو عمربہر یاد رہیگا اور لونڈی سے کہنے لگی اے کنیز عزیز یہ سپر و شمشیر اور پوشاک مردانہ جسمین بیگانہ کی لائی ہے اسکو پہنچا دے بخدا یہ بت جانفزا اگر یہ فطرت بر حیرت نکرتی تو بازی نہ لیجاتی اس گفتگو دوبدو سے اُس اُلو کو اس جہانیونے ایسا خاموش کیا کہ اُسکا قفل سکوت کلید تقریر سے نہ وا ہوا اور وہ جوان نادان صندوق فطرت مین پنہان رہا آخر کار وہ زن مکار پہر شوہر بیخبر سے کہنے لگی کہ آج میرے سر مین درد اسقدر ہے کہ جس سے سراسر دل کو الم ہے کسی حکیم فہیم سے اسکی دوا پوچہہ آ تو اس درد واہیات سے نجات پاؤن کیونکہ بقول میر تقی شعر درد سر کا پہر پہر ہے اب ۔ زندگانی ہے درد سر ہے اب + وہ اُلو اُسکے دام فریب مین آکر باہر دوڑا گیا اور اُسکے بعد وہ زن پرفن صندوق کو کہول کر کہنے لگی کیون جی یہ بہی چرتر تمہارے دفتر مین لکہا ہے یا نہین غرض اس جوان نادان نے اُسکا چرتر خوشتر دیکہکر وہ دفتر ناکام تمام دریا برد کیا حیرت مین ہو گیا اور یہ قطعہ بخشی کا زبان پر لایا قطعہ بخشی زن تجلگی مکر ہست ۔ نیست خالی زمانہ از ابلیس + کید و مکرے کہ از زنان آید + نا ید آن ہیچ وقت از ابلیس + نظم ۔ سچ ہے مجبور فرقۂ نسوان + ہے عجب طرح کا میرے جان

انکے مکرون سے خدا کی پناہ ۔ گہر کے گہر انسے ہو گئے ہین تباہ ×

چرتر ایک شخص نا تجربہ کار زناہنجار نے دلالہ کے ہاتہ عورت کو طلب کیا اور دلالہ نادانستہ اُسکی جورو کو اُسکے پاس لیگئی اور عورت نے ایسا حیلہ کیا کہ وہ شخص آپ نادم ہوا

تجاران جنس معانی اور خریداران متاع خوش بیانی یہ حکایت بیش قیمت و دلپذیر بہ بازار تقریر یون بیان مین لاتے ہین کہ سوداگر پیری پیکر برای سوداگری براہ تری کسی ملک کو روانہ ہو گیا تہا اور اُسکے بعد گہر والی بیبی نے صندوقچہ عصمت کلید بیحیائی سے کہلوا کر متاع ناموس اور جنس پارسائی کی فروخت ناجائز شروع کی بعد مدید و عرصہ بعید اُس سوداگر نے سفر سے آکر اپنے شہر کے کاروان سرای مین داخل ہو کر ایک پیرزن پرفن کو

طلب کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے پیرزال نیک خصال میرا جی چاہتا ہے کہ چندروز دل افروز اس شہر مینو چہر میں رہ کر زندگی کی حلاوت اُٹھاؤں کیونکہ بقول فہیم شعر دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے - زیست لطف آدمی کم جو دم ہے سو غنیمت ہے ٭ یہ کلام اس عالیمقام نیک انجام کا وہ پیرزال نیک خصال سنکر کہنے لگی اے سوداگر پری پیکر رشک قمر مہر انور تیرے واسطے ایسی پری رخسار غیرت گلزار شعلۂ نور رشک حور لاؤں بقول مصحفی شعر کیا حسن سے ہو اُسکے خبر اہل زمین کو سورج نے بھی دیکھا ہو جس پردہ نشین کو ٭ یہ گفتگو وہ بانجو سوداگر سے کر کے نادانستہ اُسکی جورو ماہرو دل فریب کے قریب آ کر کہنے لگی اے ماہ تمثال خوش خصال تیرے واسطے ایک شکار فربہ اور طیار لائی ہوں اُسکو اپنے دام فریب میں لا کر طائر دولت اور کبوتر حشمت کو شوق سے اُڑا لینے ایک سوداگر ملک التجار مالدار کسی شہر کا تیرے ملک میں صادر اور وارد ہوا ہے سو اُسکی یہ خواہش دل ہے کہ کوئی عورت خوبصورت ہو تو اُس سے چندروز اس شہر فرحت اندوز میں اوقات بسر کیجیے سو اے ماہ لقا باوفا میں نے تجکو تجویز کیا ہے اگر مزاج وہاج میں گذرے تو اس امر میں تامل نکر بقول شخصے مصرع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ یہ کلام وہ بدانجام اس پیرزن پرفن کا مسموع کر کے کہنے لگی ازین چہ بہتر المطلب وہ غنچہ لب بصد زیب و زینت آراستہ و پیراستہ ایک ڈولی میں سوار ہو کر اُس پیرزن پرفن کے ہمراہ ہوئی رفتہ رفتہ وہاں پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ اُس مکان دلستان میں تو میرا شوہر جلوہ گر ہے القصہ جو اُن دونوں کی نگاہ ایک بار دوچار ہوئی یکایک وہ عورت پرفطرت چادر سر سے پھینک کر بصورت مہیب اور بحالت عجیب اس غریب کے قریب جا کر ایک دو ہتڑ اسکے سر پر جڑ کے یہ سخن زبان پر لائی اے بھڑوے مسخرے میں تو تیرے فراق پر اشتیاق میں ایک ایک روز ماہ جانتی تھی ایک ایک سال کے برابر کاٹتا اور تو آج اس شہر میں وارد ہوا اور صادر تو یہاں اس واسطے مقام ناکام کیا کہ رنڈی بازی یا دغابازی بشوق تمام کیجیے چہ خوش چرا نباشد اے چھنڈو نکھٹو اتنے روز دن باہر رہا اور تیرا دل بہت ا رنڈی بازی سے جی نہیں بھرا جو آج کے روز یہاں ٹھہر رہا ہے اے بے حیثیت بے حقیقت وہ تو تجکو وہین خبر وحشت اثر تیرے داخل ہونیکی ہوئی تھی کہ جسوقت تو اس شہر میں داخل و صادر ہوا تھا لیکن اس ٹڑھیا کا خدا بھلا کرے کہ جسنے تیرے مکان بے نشان کا پتا لگا دیا غرض وہ عورت پرفطرت اس احمق کو مارتی دہاڑتی گھر کو لیگئی مثنوی واہ ری تیری عقل واہ شعور - بخشی کا ہے قول سچ مشہور ٭ بخشی زن کہ جنگجو باشد - طاقت جنگ او ندارد گیو - ہمہ عالم ز دیو بگریزد - از زن جنگجو گریزد دیو ٭

چرتر زن دہقانی بدکارہ حاضر جواب

باغبان گلزار خوش بیانی و مزارعان کشت زار معانی مزرعہ قرطاس صاف میں اس حکایت نغز کی یون تخم ریزی کرتے ہیں کہ ایک زن عورہ بدوہ دہقان دہقانی بے معانی کی بے حساب حاضر جواب تھی چنانچہ ایک روز

وہ تیرہ روز اپنے شوہر گیدی خر کیواسطے ستو مثل لڈو گوندہ کر ایک رکابی مین بہر کر کاشتکار پر بہار کو لیچلی لیکن اثنائے
راہ مین ایک جوان نونہال خوش جمال گندم رنگ کو دیکھکر خرمن ننگ و ناموس کو آتش شوق سے جلاکر
اُسکے قریب گئی اور یون گویا ہوئی اے گل خوبی ولے حدیقہ محبوبی بقول سعدی نظم غنیمت شمر صحبت دوستان
کہ گل پنج روز ست در بوستان + ترے بہلائی کا گر ہو سکے + شتابی سے بولے جو کچھ ہو سکے + الحاصل وہ عورت
پر فطرت اُس جوان عالے شان کو دام فریب مین لاکر ایک مکان ویران مین لیگئی اور بعد الفراغ تخم پاشی
عیاشی وہ زن رہزن استنجے کو گئی اور ادہر اُس جوان انجان نے رکابی کو شتابی جو واکیا تو ستو مثل لڈو
نظر آئے اُس جوان شیرین دہن نے چالاکی دست صنعت سے اُس ستو مثل لڈو کا ایک پیل مست
بدصورت پر ہیبت بناکر پہر اُس رکابی کو غلاف کر دیا اور یہ زن پرفن بعد خلاصی عیاشی اُسکے پاس سے
بلا وسواس اُٹھکر اپنے شوہر کے قریب جاکر ستو کی رکابی رکھکے چپ ہو گئے وہ خر بے دم جو زہر مار کرنیکو بیٹھا
تو کیا دیکھتا ہے کہ ستو کا ایک ہاتھی رکابی مین رکھا ہے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھکر کہنے لگا اے الست
عقل کی نسبت یہ ستو کیسے واہی تباہی بناکر لائی ہے تو وہ زن پرفن بولی اے میان کچھ نہ پوچھ آج کی شب پُر
غضب مینے یہ خواب پر عذاب دیکھا تھا کہ تیرے پیچھے ایک فیل بدہیبت دوڑتا ہے اور تو اُسکے ڈر سے بہاگا
بہاگا پہرتا ہے یہ خواب پُر عذاب مین نے ایک بزرگ سے وقت سحر بیان کیا تو اُسنے یہ تعبیر پرتاثیر دی کہ ایک
ہاتھی ستو کا بنا کے اپنے شوہر کو کہلا وے تو اُسکی نحوست پر کدورت دور ہو جائیگی اے اُلو ستو کا یہ موجب
سبب ہے لیکن وہ احمق یہ گفتگو جورو بدخو کی نہ سمجھا اور بخوشی تمام یون گویا ہوا مثنوی خدا اجر اسکا بہت
دیوے تجہے - کہ ایسی بلا سی بچایا مجھے + ولیکن نہ سمجھا وہ اس بات کو + کہ یہ پیل پُر مکر تھا تند خو + جو مجھ جور
پیسا ہوتا و مست + تو گھر اُسکا رہتا نہ بے بند و بست + زن بد سے لیکن ہمیشہ خدا - رکھے حفظ مین اپنی ہے یہ دعا

مُزر زن دہقانی نے ایک شخص سے بد فعلی کی اور اُسکو خفت دی اور خاوند کو راضی رکھا

زارعان مزرعہ حکایت اور جامعان خرمن روایت سطح کاغذ پر دانہای سخن کی یون تخم پاشی کرتے ہین کہ ایک زن
دہقانی ہمیشہ کی نہایت پر فطرت تھی اتفاقاً وہ مادر جام ایک روز بالاے بام نظارہ کنان تھی قضاے کار ایک
جوان طرحدار سے دوچار ہو گئی تو وہ جوان پر ارمان اس گندم گون کو دیکھکر خرمن صبر و شکیبائی کو بدست فرخ عشق
بیٹھا اور بقول میر حسن یون کہنے لگا شعر صبر و قرار و ہوش و دل و جان کہو چکا - اب چھوڑون کیونکہ تجھکو
ہونا تھا ہو چکا یہ احوال پر ملال اُس جوان ماہ تمثال مہر خصال کا وہ زن بد فعال بدانائی کمال دریافت کرکے نیچے

کوٹھے کے آئی اور اُس جوان نادان کے گوش ہوش اور گردن رشک سمن کو ملکر گھر مین چلی گئی یہ جوان پر ارمان
بعد انتظار بیشمار اپنی گھر مین آیا مگر بعقدہ دل مین گرہ بند ہوا المطلب ایک پیرزال بداعمال سے پوچھا کہ اے
پیرزال میرے احوال کثیر الاختلال کا کیا بھید ہے براے خدا سچ بتا وہ پیرزن پرفن جوابدہ ہوئی کہ اے جوان
نادان تیرے گوش اور گردن ملنے سے چشمک زن پرفن کا یہ اشارہ اور ایمان ہے کہ تو کسی رنڈی ذات کو میرے
پاس بلاوسواس براے پیغام وسلام روانہ کرتا میرے اور تیری ملاقات بے آفات ہو یہ کلام بد انجام اُس پیرزال
کذب مقال کا وہ جوان نادان سنکر کہنے لگا شعر تجھسا غمخوار وہمراز کہان پاونگا۔ اس فسوس ساز کے نزدیک جو پہنچا آونگا
غرض اسی جوان نادان نے پیرزن پُرفن کو اپنے دلدار ماہ رخسار کے قریب بہیجا القصہ وہ پیرزال بداعمال جو ہین اُس ماہ پارہ
کے قریب گئی وہین اُسنے اُس پیرزن کا مُنہ خاطرخواہ سیاہ کر کے تابدان کی راہ سے نکالدیا یہ پیرزن دلشکن بایں
صورت سواد اس جوان مہر رفعت کے قریب جو آئی تو وہ جوان حیران و پریشان ہوکر کہنے لگا ہائے یہ رسوائی اور
بے حیائی کیا در پیش آئی یہ گفتگو وہ پیرزن بذو سنکر کہنے لگی اے جوان نادان اُسکو رسوائی اور بیحیائی نہ سمجھہ
یہ اشارا تیری ملاقات بے آفات کا ہے یعنے اس روسیاہی اور تابدان کی نکاسی کا یہ مطلب بوالعجب ہے کہ تو
بوقت شب تابدان کی راہ سے اُسکے پاس بلاوسواس جانا یہ سخن حیرت افگن وہ جوان نادان سنکر خاموش ہوگیا
بیان شب اس عرصے مین جسوقت شام سیہ فام نے سیاہی شب سے رخ خورشید کو کالا کیا اور تابدان کہکشان
کو سطح فلک پر نمود کیا اسوقت وہ جوان پر ارمان تابدان کی راہ سے اُس زن مکارہ کے قریب گیا اور یہ شعر
شمیم کا زبان پر لایا شعر دل کو یقین ہوا کہ بس جی سے جا چکے۔ جب ہم تمہارے دام محبت مین آ پھنسے القصہ
وہ زن پرفن ایک گوشہ مین لیجا کر کشتکاری بدکاری مین مشغول ہوئے قضاے کار یہ دو نو نابکار ایک بار خواب
غفلت مین بیہوش ہوکر سو رہے بیان سحر اس عرصہ مین جسوقت کہیت ستارون کا آغاز سحر سے مرجہانے
اور کملانے لگا اس وقت زندگی کا شمر اسیر دغا ایک بار کشتکار کو راہی ہوا اتفاقا جس گوشے مین یہ دو نو
نابکار ایک بار خواب غفلت سے کہیت آلے تھے اسیطرف سے ہوکر نکلا یہ احوال کثیر الاختلال وہ دہقانی
بے معنی دیکھکر خاموش ہوگیا لیکن پاؤن کی کجری نقرئی اسواسطے اتار لی کہ بوقت سحر منکر نہو جائے غرض
وہ کجری سُنہری لیکر اپنے کشتزار رشک بہار کو روانہ ہوگیا اور ادہر جو اُس زن پرفن کی آنکھہ کہل گئی
تو اپنے حال بداعمال سے ماہر ہوئی اُس جوان پر ارمان کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اپنے شوہر
بے خبر کے پاس بے ہراس آکر کہنے لگی اے مونس و غمخوار اور اے جان غمگسار آج یہ گنہگار بے
مزگی طبیعت جہان لیٹی تھی وہین سو رہی اور اس وقت خواب غفلت سے جو میرے آنکھہ وا
ہوئی تو دیکھے اپنے پہلو مین بجنہ زینت آغوش کو نپایا اے جان جہان اس مکان پریشان مین کیا سوتا ہے

شعر چل اُٹھہ یہان سے ہمراہ میرے وہان + مین غفلت سے سوتی تھی تجھہ بن جہان + دیکھہ تو کیا خوب
دل مرغوب ٹھنڈی ٹھنڈی سہانی ہوا چلتی ہے کوئی دو چار گھڑی بافراغت الگ استراحت کیجئے وہ الو
اس غوغائی کے کہنے سے وہین آکر سو رہا ایک گھڑی کے بعد اپنے شوہر بے خبر کو جگا کے کہنے لگی دیکھہ
یہ کیا غضب پر تعب ہے ایسا کہین سنا ہے کہ جس جا جورو خاوند خواب مین ہون اور وہان سسر بڑا
بڑا بوڑہا آن کر اپنے بہو کے پاؤن کی گجری اپنے ہاتھہ سے لیجائے + شعر ہائے کیسا یہ بد زمانہ ہے
ہے وہ بیگانہ جو یگانہ ہے + یہ کلام وہ نافرجام اپنے شوہر ناکام سے کر کے پھر سو رہی الحاصل وہ
پہر کے وقت اس کا خسر گھر مین آکر اپنے فرزند دلبند سے کہنے لگا اے نادان انجان دیکھہ اپنی جورو
بدخو کا تماشا بے محابا کہ شب کو ایک شخص غیر کے ساتھہ فلانے گوشہ مین بافراغت ایسی سوتی تھی کہ
یہ اُسکی گجری مین سے اتاری اور اُس بیخبر کو خبر نہ ہوئی یہ گفتگو عربدہ جو وہ بدخو باپ کی سنکر کہنے لگا یہ
بڑہاپے مین تجکو اے بوالہوس کیا تربہس لگا تہا جو تونے یہ حرکت ناشایستہ کی ارے وہ تو میرے
باہم سوتی تھی چنانچہ اُس نے تو مجکو وہین اُس بات واہیات سے آگاہ کر دیا تہا غرض تو بھی
احمق مطلق ہے کوئی بھی بہو بیٹی سے یہ سوانگ کرتا ہے جو تونے یہ اختراع کیا مثنوی یہ سنکر کہا
اُس نے ہان واقعی + یہ تقصیر مجھہ سے نہایت ہوئی + اگر مجھکو معلوم ہوتی یہ بات + تو ہرگز مین اُسکو
لگاتا نہ ہاتھہ + غرض اُس کا سسر ابصد انکسار + یہ کہنے لگا مین ہون تقصیر وار + نہ مجبور زن ایسی حراف ہو نہ اپنی
حکایت ایک عورت نے اپنے آشنا کو شوہر سے روپوش کیا اور وہ جوان اناڑی سے اپنے گھر گیا
فیلسوفان زمان اور واقفان جہان کا غذافشان پر نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک زن پرفن
یار دلخواہ کے ہمراہ عیش و طرب مین مصروف و مالوف تھی کہ یکایک اُس کے شوہر گیدی خرنے دروازہ
پر آکر آواز دی اس عرصہ مین اُس زن پرفن نے اپنے ہمدم دیگرے کو مرغی کے دڑبہ مین چھپایا اور مینڈہا
جو گھر مین بندہا تہا اُسکو کہولدیا اُس کے بعد دروازہ کی کنڈی کہولکر خاوند دل پسند کو بلا لیا وہ گیدی خر
اوسکو ننگے سر حال پریشان اُس آن دیکھکر کہنے لگا ارے کیا سبب ہے موجب ہے جو تونے اتنی دیر مین دروازہ
کی کنڈی کہولی اور اُس کے سوا تیرے بال و بال جان کیون سراسر پریشان نظر آتے ہین مثنوی یہ سنکر کہا اُسنے
اے میری جان + بھلا اس سبب کا کرون کیا بیان + تیرے گھر مین مینڈہا جو ہے یہ بندہا + مجھے اُسنے آج ایسا عاجز
کیا + کہ جس سے مرا ناک مین دم ہے آج + بجز قتل اُس کا نہین کچھہ علاج + یہ حال کثیر الاختلال وہ مردک ازبک
سنکر لیکیا تلوار یا رہ وار لیکر مینڈہے کے مارنے کو طیار ہوا غرض یہ کہ مینڈہا بے تقصیر کو مارنیکی داؤگہات کرتا تہا لیکن وہ
مینڈہا تیر بانُسکے ہاتھہ نہ چڑہتا تہا اتفاقاً وہ مینڈہا دوڑتا دوڑتا تہک جو گیا تو اُس مرغی کے دڑبہ پر کہڑا ہو گیا کہ جسپر

ازبک نے ایکبار تلوار زور سے اُس ہنڈہی پر ماری تو وہ تو چوٹ بچا لیا لیکن اُس کی دہمک سے ذرا سا ڈبہ
ٹوٹ گیا اُسمین اُس جوان اور اُس بے ایمان کی آنکہہ وچار ہوگئی تو یون حرف زن ہوا ہے تو کون فرغا
بگم جو اُس ڈبے سے نکل آیا وہ بولا اسے تو مجکو نہین پہچانتا ہے ابے مین ملک الموت صاحب فوت ہون بغیر
تمام جنس اور انسان اور حیوان کی جان میرے قبضے مین ہے سو اس ہنڈہی کی جان اے نادان قبض کرنے آیا ہون
یہ سخن دلشکن اُس جوان انجان کا اُسکر کہنے لگا اگر مین اسکو قتل نکرون تو تو کیا کرے وہ جواب دہ ہوا کیا مضایقہ ہم اپنے آسمان
اپنے ستون پر چلے جائینگے مثنوی یہ کہکر وہان سے وہ پرفن جوان + بچا لیگیا صاف ہی اپنی جان + بچا آپ بھی اور
ہنڈہے کا جی + بچایا عجب طرح سے جی + جو مہجور ہوتا نہ وہ ذوفنون + تو دونون مین ہوتا عجب کشت و خون +

چہتر ایک عورت نے مکاری سے چراغ بجہا دیا اور شوہر کے روبرو اپنے آشنا کو گہر سے باہر کیا

راویان روشنضمیر اور حاکیان خوش تقریر اس حکایت دل افروز کو محفل بیان مین یون روشن کرتے ہین کہ ایک زن پرفن تیرہ روز اپنے یار دلسوز کو ساتھ لئے ہوئے پلنگ خوشرنگ پر بیٹہی تہی کہ یکایک اُس کا شوہر بیخبر دروازہ پر آپہنچا اُس روسیاہ پرگناہ نے اُسکی پانوکی آہٹ پاکر چراغ جہٹ باد ہوائی سے بجہا دیا اور اُس آشنا کے دلسوز کو اپنے پیچہے چہپا کر بٹہا لیا اس عرصہ مین وہ گیدی خبر آکر کہنے لگا اے تیرہ بخت روسیاہ رخسار آج کیا واردات واہیات درپیش ہے کہ ابہی تک گہر مین چراغ نہین روشن کیا وہ کہنے لگی کہ اے محرم راز و اے ہمدم دلنواز یہ تیرا محلہ نہایت پرفطرت ہے واللہ مالنہ مین محلہ مین لوگ لگا کر چہوڑونگی اشعار بہلا کیون نہ میری طبیعت جلے + چلن ہون یہان کے جو ایسے بُرے + خدایا محلہ یہ ہووے تباہ + و یا اُس کا دنیا مین ہو روسیاہ + یہ گفتگو جو روزشت رو کی سُنکر وہ الو کہنے لگا اے بی بی خیر تو ہے یہ ماجرا حیرت افزا کس صورت پر ہے وہ کہنے لگی اے میان یہان کی رنڈیان عجب پرغضب ہین یعنے آج اس محلہ مین ایک رنڈی نے یہ چہترا اپنے شوہر بیخبر کے ساتھ کیا کہ ایک سُشنڈا اشنا پاس لئے بیٹہی تہی اور اس کا شوہر بیخبر جو باہر سے آیا تو اُس نے جہٹ پٹ چراغ کو بتامل گل کر دیا اور آشنا کو پیچہے چہپا کر بٹہا دیا اس گفتگو مین اپنے سر کی چادر شوہر کے منہ پر ڈالکر کہنے لگی اے میان اسیطرح اُسنے اپنے خاوند کے منہ پر چادر اپنے ونگڑے کو نکالدیا یہ سخن پرفن اُس کا یار دلدار سنکر چپکے سے دبے پانون وہان سے راہی ہوا اور یہ گیدی کہنے لگا اے بی بی تجہہ اس واہی ماجرے سے کیا تعلق تُو سمجھی مثل اپنی کرنی اپنی بہرنی + مصرع مارا چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت مثنوی واہ حرفت تیری زبان عیار + کس چلن سے نکالا اپنا یار + دیکہکر عقل زن کی اور شعور + بخشی کا یہ کہنا اے مہجور بخشی زن تمام حیلہ بود + تا نداری تو قول شاہ باور + صد جگر از زبان شود خستہ + زخم تیشہ باشد زبان آور

چہتر تنبولی کی جورو نے ایک مرد مفلس کو بدفعلی کے واسطے نوکر رکہا اور وہ شخص اُس تنبولن کے شوہر کا آشنا تہا ہر روز جو حال گذرتا نادانستہ تنبولی سے بیان کرتا تنبولی نے اُس شخص کو

اور اپنی جورو کو پنچون مین طلب کیا اور حال گذشتہ پوچھا اُس نے مفصل بیان کیا پھر عورت کی اشارت سے بیان واقعی کو خواب و خیال سے مبدل کیا اور تنبولی کو انفعال دیا

محرران اوراق بوستان اور رہبران اشتیاق نخلستان اس حکایت پر فطرت کو بیان کی نیواڑی مین یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک زن پان فروش باہوش کی دُکان دلستان پر ایک سپاہی بحالت تباہی آنکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے بہار سبز بختان گلشن دولت واے آبشار خیابان چمن حشمت تیری خدمت فیضدرجت مین عرض ہے کہ افلاس بتقیا نے میری دولت دنیوی سب ڈبولی ہے اب کوئی اوبان اس آن سرسبزی کا نظر نہین آتا اور گردش افلاک نے مجھ غمناک کے آہ تباہ کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے غرض اُس زمانہ کی نیرنگی نے کمال بدرنگی دکھائی ہے اگر تو اپنی دکان دلستان کا تنبگلہ رہنے کو دے اور کچھ اکل و شرب کی خبر لی تو مجھپر تیرا احسان بے پایان ہوگا اور اس عرصے مین جو میرا روزگار پائیدار ہو جائیگا تو مین بھی تیری خدمت بجالاؤن گا یہ کلام اُس خودکام کا وہ تنبولی سُنکر کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + الحاصل یہ جوان پریشان اُسکی دکان دلستان رہنے سہنے لگا لیکن اُس تنبولی کی جورو بدخو نہایت بدکار تھی اتفاقاً ایک روز یہ سپاہی غم اندوز اُس کے مکان عالیشان کیطرف ہوکر گذرا اور وہ تنبولن رشک چمن دریچہ مین بیٹھی نظارہ کنان تھی ناگاہ ایک روز جوان پریشان پر جو نگاہ پڑی تو ایک چیرے سے جوان کو طلب کر کے کہنے لگی کہ اے جوان پریشان تو ہمارے نوکری کرے گا تو ایک دو روپیے روز کا فرحت اندوز حاضر ہے یہ جوان پرارمان کہنے لگا بی بی مین اس تلاش دلخراش مین سرگردان ہون بقول فدوی شعر آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے + سایہ کیطرح ہم نہ اودہر کے نہ اودہر کے + غرض اُس عورت بدبخت کے اسی ایک گوشہ مین لیجا کے اُس تنبولی کی نیواڑی کو کام دیو کے ہاتھ سے پامال کیا بعد الفراغ مباشرت اُس عورت نے دو روپیے اس جوان پریشان کو دیئے اور یہ کہا اسی وقت تو با فراغت بیان آیا کرنا غرض یہ سپاہی واہی دو روپیے لیکر خوش خوش تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا اے یار وفادار آج ہمنے بڑا شکار خوش نگار مارا یعنے ایک عورت خوبصورت نے ہمکو دو روپیے روز پر نوکر دلبر بنا کر رکھا ہے وہ تنبولی دل شکستہ نادانستہ پوچھنے لگا اے یار غمخوار اُسکا مکان دلستان کہان ہے اُس نے جواب دیا اے وار وفادار اس کوچہ کے قریب وہ حویلی دلفریب ہے وہی ہم مجرد دن کا ٹھکانا ہے بقول میرحسن شعر مرا تو تو ہمدم ہے دن رات کا + مجھ تجھسے پردہ ہے کس بات کا + یہ بات واہیات تنبولی سُنکر کہنے لگا کہ کچھ دال مین کالا نظر ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب پتہ میرے مکان دلستان کا دیا ہے پھر کہنے لگا اے یار وفادار کل بھی وہان جائیگا یا نہین وہ جواب دہ ہوا کہ اے میرے بھائی

رائی جس کا نمک کھایئے اُس کی نوکری ترسجائیں گے یہ بات آدمیت سے بعید ہی اور اُس کے سوا تحفہ
خاصہ کھانا کھانے کو اور پری رخسار بوسہ وکنار اور عیش و طرب کو پھر اس سی بہتر اور کیا بات ہوگی یہ گفتگو
عربدہ جو تنبولی سنکر چپ ہو رہا دوسرے روز اُس جوان دل افروز نے جو ارادہ چلنے کا کیا تو وہ تنبولی
بولا کیون یار غمگسار وہین جائیگا اب قصد ہے کہنے لگا شعر ہان مرے یار وہین اس گھڑی ہم جاتے
ہین + دو روپیے روز جہان سے ہین ہاتھ آتے ہین + یہ بات واہیات اس بدذات کی سنکر کہنے لگا
کہ بھلا جا تو سہی آج تیرا جانا معلوم ہو جائیگا یہ سپاہی واہی تباہی تو اپنے مکان مقصد کو گیا اور اُسکے
بعد یہ تنبولی بھی دکان سے اُٹھکر اُس کے پیچھے ہوا جو ہین وہ سپاہی واہی اُس تنبولن دلفریب کے قریب
بیٹھا تہا کہ اُس تنبولی نے دروازہ کھڑکھڑایا اُس عورت پرفطرت نے اُس سپاہی کو ایک بوریئے مین لپیٹ
کر گوشے مین کھڑا کر دیا اور چیرے سے کہا دروازہ کھولدے کہ یکایک وہ تنبولی بصورت مہیب اور بحالت
عجیب اوہر اودہر دیکھہ بھال کے اپنی جورو بدخو کے قریب آبیٹھا اور کہنے لگا آج مجکو اشتہاے انتہا سوے
معلوم ہوتی تھی اسواسطے آیا ہون کہ کچھہ مٹھائی رکھی ہو تو لے آ کہ اسے نقل کرون غرض وہ زن
شیرین دہن کچھہ لڈو اندر سے لے آئے اور ایک جا دونون بیٹھکر کھانے لگے اس مین اُس رنڈی نے
کہا اے رشک یوسف مصری اگر کچھہ دل مین نہ شک کرو تو اس بوریئے کے اندر لڈو پھینکین دیکھین تو
سہی کس کا لڈو بوریئے کے اندر جاتا ہی اور جو میری یہ نہ بات مانیگا تو خوب بیزار رہتی کرونگی وہ احمق مطلق
رنڈی کے پھیر مین آکر کہنے لگا تمسخر مین اے دلبر نے کیا ہی آخر کار دونون نابکار اس بوریئے مین لڈو پھینکنے
لگے غرض جو لڈو اُس بوریئے کے اندر گئے وہ گزک اس طلبی جوان کے ہو کر گویا اندر بہشت کے گئے المطالب
یہ بوالعجب جب اپنی دوکان پر پشیمان پر گیا تو اس زن پرفن نے اُس سپاہی واہی کو بوریئے سے نکال کر
کہا اے دلبر سولی میرے پاس نہین تو مارے تپھڑون کے تیرا حلوا نکالونگی اسمین میرا ہاتھہ کا گٹا اور کنگن
کیون نہ ٹوٹ جاوے غرض اُس بدقوام نے اپنی چاشنی چکھا کے سپاہی کو بعد بشاشت رخصت کیا اور کہا یہ
گپ چپ کی مٹھائی اتو یہان سے کہا جا لیکن اسکی چرخیان اکٹھیان تجھسے بھر لونگی غرض وہ سپاہی واہی
پھر اُس تنبولی کے پاس بلا وسواس آکر کہنے لگا کہ اے یار وفادار آج تو بڑا غضب پر تعجب ہوا یعنے جو ہین
مین وہان پہنچا تہا کہ وہین اسکا شوہر ہجر باہر آیا غرض وہ عورت نہایت پرفطرت تھی کہ اسنے ایک بوریئے مین مجکو
چھپایا بلکہ لڈو بھی وہین کھائی کو پہنچائی یہ سخن دلشکن اس سپاہی واہی کا سنکر کہنے لگا ارے یہ تو صاف صاف اُس
شخص کا ماجرا حیرت افزا ہی الحاصل قہر درویش برجان درویش سمجہکر چپ ہو رہا تیسرے روز وہ جوان فرح
اندوز جو وہان چلنے کو ایکبار طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کیون جی وہین کا ارادہ کیا یا کہین اور کا قصد ہے اسنے جواب

بہلا جائین + دو روپے روز جس جگہہ پائین + یہ سپاہی واہی تو کہکر ادہر راہی ہوا اور اُس کے بعد
وہ تنبولی اوٹہا + عرض جو ہین یہ گہر مین جاکر بیٹہا تہا کہ وہین تنبولی بہی آپہنچا اُس جوان پریشان نے
کہا اے جان اب کیا کرون اُس عورت نے کہا اس حوض پُر آب مین غرقاب ہوجا اور ایک تربوز کا چہلکا
اپنے سر پر رکہہ لے اور اِدہر اُدہر ٹہلا کر یا المدعا وہ سپاہی واہی یون ہی عمل مین لایا لیکن مارے خوف کے
زہرہ آب تہا اسمین وہ تنبولی جنونی آکر تلوار آبدار سے بوریئے کو چورنگ کرنے لگا یہ ماجرا حیرت افزا وہ
تنبولن پُرفن دیکہکر کہنی لگی اے ملعون ذوفنون تجکو خبر تو ہی جو کل سے وحشی خبطی کیطرحسی حرکتین کرتا ہی عرض وہ
تنبولی حیران وششدر ہوکر اُس کے پاس بیٹہہ گیا وہ زن پرفن کچہہ امرود انار اور نارنگی اور فالسے اور سیب
لا وہ اسکے روبرو رکہکر کہنے لگی ابہی سوئی ہو تمہین دیر ہے کیونکہ تیری والدہ شریفہ آج انمول سری بائی کے یہان گئی
اور اگر زیادہ بہوک ہو تو اِس کو نہ مین انناس بہی اکٹہا رکہے ہین جا من چاہی تو کہا لے اور جو بہوک کم
رکہتا ہو تو کچہہ کیلے تو ہی اکیلے کہا کر سبزی منڈی کو روانہ ہوجا الحاصل وہ خود غرض مردود کہنے لگا
اور اُس زن پُرفن کو اپنے یار دلفگار کا خیال ہوا تو اپنے شوہر بیخبر سے کہنے لگی اے میان تجہپر قربان ہو
گئی مین یہ جو حوض مین تربوز کا چہلکا پڑا ہے اُوسکو جو نشانہ مارے وہ سو تربوز جیتے یہ گیدی خر بے
خبر اُسکو امرود اور نارنگیون سے نشانہ زن ہوا وہ جوان پریشان وہ امرود بے تہوا اور وہ نارنگیان
وہان نوش جان کرنے لگا دو چار گہڑے کے بعد وہ تنبولی ادہر اپنی دُکان دلستان کو گیا اور ادہر
اُس عورت بدخصلت نے اپنے فوارے کو حوض سے نکالکر حوض مطلب کو پُر کیا عرض بعد خلاصی
از دست زن بدکارہ وہ جوان طرحدار تنبولی کے پاس آنکر کہنے لگا اے یار وفادار آج تو مجکو خدا
نے بہت بچایا یعنے اُسکے شوہر گیدی خر نے آتی ہی گہر مین جس بوریئے مین آگے چہپایا تہا اُس کو
اُس نے ایک بار تلوار سے پرزہ پرزہ کیا نہین معلوم کس بوم نے اس بداعمال کو میرے احوال سے آگہ کردیا
لیکن وہ عورت نہایت پرفطرت تہی کہ اُس نے مجہے ایسا چہپایا تہا کہ وہان فرشتہ کو بہی دخل نہ تہا وہ تنبولی
بولا اے عزیز بے تمیز پہر تو کہان پنہان تہا کہنے لگا آج اُس دلدار نے مجکو حوض پُر آب مین میرے سر پر
تربوز کا چہلکا رکہکر چہپا رکہا تہا بلکہ امرود وغیرہ بہی وہین اُس مہ جبین نے کہانے کو پہنچائے تہے یہ تقریر
سنکر تنبولی دل مین کہنے لگا تقول شخصے شعر یار در خانہ ومن گرد جہان میگردم + آب در کوزہ ومن تشنہ
لبان میگردم بروز چہارم وہ سپاہی بے غم جو چلنے کو طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کہ کیون جی وہین جانیکا
ارادہ ہے وہ جواب وہ ہوا شعر بہلا کیونکر نہ جائین وان جہان سیر + بظاہر زر ملے کار نہان سے + یہ کلام
وہ ناقہم جام زبان پر لاکے وہان سے راہی ہوا اور اُس تنبولی نے جلکر جہین کہا رہ تو مرغ خانہ خراب آج تیرا

ی مرجائیگا یہ دلمین کہہ کر اُس کے پیچھے چلا اس مین جو ہین وہ سپاہی واہی اُس کے پاس بیوسواس آکر بیٹھا
سہالہ تنبولی بھی جا پہنچا اُس عورت صاحب فراست نے اُسکا کھٹکا پاکر ایک صندوق مضبوط مین اُس سپاہی
کو بند کر کے قفل لگا دیا اور وہ تنبولی آگ بھبھوکا ہوا ہوا جو آیا تو نہ دیکھا آؤ نہ دیکھا تاؤ ایک بار گھر کے سائبان
کو آگ لگا دے اُس زن پُرفن نے یہ خانہ خرابی شتابی دیکھکر کہا کہ اے خانہ خراب جگر کباب گھر تو اپنا تو نے آتش
نادانی سے جلایا خوب کیا مگر میرے جہیز کا صندوق لاکھون روپیہ کا جلیگا تو میرے والی وارث تجھکو بوٹیے مین
رکھکر پھونک دین گے یہ گفتگو اپنے جورو بدخو کی سُنکر جھٹ صندوق کو سر پر اُٹھا کر باہر رکھدیا بارے مردان
ہمسایہ نے جھٹ پٹ ہاتھون ہاتھ آگ تند کو بجھالیا آخرکار اُس نابکار کو سب نے لعنت ملامت کر کے قائل
کیا القصہ تنبولی اپنے مکان کی سوختگی بیچ دُکان پریشان کو گیا اور ادہر اس زن فاجرہ فاسقہ نے اُس کو
صندوق سے نکال کر بعد حصول مطلب بصد بشاشت رخصت کیا یہ سپاہی واہی تباہی پھر اُس تنبولے
کے قریب آکر کہنے لگا اے یار دلسوز آج کے روز اور بھی آفت قیامت ہوئی یعنے آج تو اس کمبخت بدبخت
نے آتی ہی سارا گھر کو جلا دیا لیکن وہ زن شعلہ رو نہایت باشعور تھی کہ مجھے صندوق مین چھپا کے اپنے شوہر کو
کہنے لگی تیری اسمین خیریت اور حرمت ہے کہ میرے باپ کا صندوق آتش نادانی سے بچا وے تو تو خاک مین
ملجاوے گا اے یار گرانبار آج اس صورت سے خدا جانے بچایا نہین تو جل بھنکر کباب ہو گئے
ہوتے یہ گفتگو دو بدو سُنکر تنبولی کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ ماجرا حیرت افزا تو اور لوگون کے ساتھ
بھی بیان کرے وہ سپاہی واہی کہنے لگا اے احمق مطلق سانچ کو آنچ کیا اگر کوئی بادشاہ شہنشاہ
ہم سے پوچھیگا تو ہم صاف صاف کہدین گے القصہ اُس تنبولی نے اپنے جورو بدخو کو تو اُس کی
مان کے گھر پہنچا دیا اور اُس سپاہی واہی کو ساتھ لیکر سسرال بداعمال مین گیا اور پنچایت
جمع کر کے کہنے لگا اے بھائیو میرا کہنا سراسر جھوٹ ہے لیکن جو یہ سپاہی للہی کہے اُس کو تم
سب سچ جانو غرض سب لوگون نے قبول بعید دل کر کے کہا اے میان سپاہی تمہاری سرگذشت
کیونکر ہے صاف صاف بیان کر دیہ سپاہی واہی کہنے لگا اے پنچو سچ تو یون ہے کہ پنچ مل خدا اور
خدا مل پنچ اس تنبولی مرد اجنبی نے ہمارے ساتھ کمال احسان کیا ہے کہ اُس سے عہدہ بڑا ہونا مشکل
ہے لیکن اُسکی دوستی مجھے ایسی بہا گوان ہوئی ہے کہ دو چار روز نہ گذرے تھے کہ فلانے محلہ مین بڑی حویلی
والی عورت خوبصورت نے مجھکو عہدہ اردلی کا دیکر دو روپیہ روز کا نوکر کہا چنانچہ پہلے روز جو مین ہم اندوز گیا تو پہلا
خیگا نکل آیا دوسرے روز نہین معلوم کسی جاسوس منحوس نے اُسکے شوہر گیدی خر کو خبر کی کہ اُس نے مجھے آدبایا
لیکن وہ عورت پر فطرت نہایت تھی کہ بورئیے مین چھپا رکھا بلکہ لڈو وہین کھانے کو پہنچا ئے الغرض

غرض تیسرے دن مجھہ غریق بحر الفت اور شناور دریائے محبت کو اُس نے حوض پر آب مین نایاب کیا چوتھے روز بدآموز نے میرے جلانے مین اپنا تمام گھر جلا دیا لیکن اُس شعلہ خو نے مجھکو ایک صندوق مین چھپا رکھا اور اُس کے سر پہ رکھوا کے آتش غضب پر تعب سے بچا لیا یہ گفتگو و بدو سپاہی واہی کی پنچ لوگ سن رہے تھے کہ اُس تنبولن پرفن نے دل مین کہا ہائے اس احمق مطلق نے شیشہ ننگ وحیا کا سنگ رسوائی سے ناحق توڑا یکایک وہ دلارام بالائے بام بنکھاری کہ اس واہی کی گفتگو و بدو مین جو آنکھ اوپر اٹھ گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی عورت ماہ طلعت بالائے بام جلوہ گر ہے اور زبان غنچہ سان دہن مین ڈالے سر ہلاتی ہے اس ایمائی پُر فریب کو معلوم کرکے وہ چپ ہو گیا اُس مین پنچون نے کہا اے بھائی سپاہی آگے کیا ہوا کہنے لگا اس عرصہ مین کہین جو عمل بے تامل ہوا تو ایکبار میرے آنکھ بیدار ہو گئی وہ پنچ پرپنچ کہنے لگے اے باتمیز یہ ماجرا تو سچ کہتا ہے یا خواب پراضطراب بیان کرتا ہے وہ بولا مین بیچارہ غریب آوارہ نصیب محل بدل کہان سے نصیب ہو لیکن یہہ تو البتہ ہے کہ جھونپڑی رہتا ہون اور خواب دیکھتا ہون محلون کا اے یارو بچشم غور تو خیال کرو کہ جو کوئی دو روپیہ روز کسیکو دیگا آٹھہ پہر اپنے پاس نہ رکھیگا یہ گفتگو و بدو شنکر سب پنچ پرپنچ کرکے کہنے لگے کہ یہ سپاہی بیچارہ آفت کے مارے سے متہم کرتا ہے قطعہ الغرض اُس تنبولی کو + الشاقائل کیا خفا ہو ہو + وہ تنبولن ولیکن لے مہجور پاک طینت بنے سبھون کے حضور +

چہترا ایک عورت شنکر مول لینے کو گئی شنکر فروش سے بدفعلی کی اور شاگرد شنکر فروش نے عیاری سے شنکر کے بدلے خاک باندھ دی شوہر اُس کا متغصر ہوا اُس عورت نے حاضر جوابی سے اُسکو خوشحال کیا

راویان شیرین دہن اور ناقلان رنگین سخن بجالا کر زبان یون بیان کرتے ہین کہ ایک زن پرفن بقال بد افعال کی دکان پر طوفان مین شنکر لینے کو گئی وہ بقال بداعمال اُس زن شیرین سخن کی گفتگو مین محبت کی چاشنی پاکر گھل گھل کے باتین کرنے لگا اور وہ زن بدکار ناہنجار بقال بداعمال کو گندم رو خرمن جوانی کا خوبرو پاکر ایک بار بے اختیار آسیائی حسرت آٹے کیطرح پس گئے الحاصل اُس بقال بدخصال اُس زن شیرین دہن کے گوشہ چادر مین ایک آثار شنکر خوشگوار تولکر باندہی اور کنندسار کے گوشہ مین اپنا منہ کالا کرنے لو لیگیا لیکن بقال بدخصال کے شاگرد اُستاد زمانہ نے جو دیکھا کہ یہ زن پُرفن سیر بہر شنکر ناحق لئے ہوئے جاتی ہے وہین وہ دُزدگردہ شنکر خوشتر تو گوشہ چادر سے کھول کر شنکر مین ڈال لی اور اُس کے عوض تھوڑی خاک بدست

چالاک سے گوشۂ چادر مین باندہ کر جیب ہو رہا اس مین وہ زن پرفن بعد انفراغ جسمانی اور خلاص نفسانی دکان بقال سے بزودی تمام بجائے شکر خاک ناپاک لیکر گہر کیطرف روانہ ہوئی ایک ساعت کے بعد وہ گہر مین پہونچی تو چادر رکہہ کے استنجے کو گئی تو اُس کے شوہر گیدی خرنے اُس گوشۂ چادر کو جو کہولا تو کیا دیکھتا ہے شکر نہ بورا ہے نہ اور شکر تری ہے + سراسر خاک چادر مین بہری ہے + یہ ماجرا حیرت افزا دیکہکر وہ اُلو جیپ بیٹھا تہا کہ وہ جہانیوا استنجا کرکے جو آئی تو وہ خفگی سے کہنے لگا اے ناپاک زبان چالاک تو شکر خوشتر لینے کو گئی تھی یا چورا ہے کی خاک ناپاک اٹہا نیکو اسمین وہ زن بیحجاب حاضر جواب جو ابدہ ہوئی اسے شوہر خجستہ پیکر اس کا ماجرا حیرت افزا کچہہ نہ پوچہہ جسوقت مین گہر سے نکلکر چار سوئے بازار رشک گلزار مین پہنچی تھی کہ یکایک کسی کے جہگڑے کا بیل خونی جنونی چہوٹا ہوا ایک طرف سے نمودہوا اور اُس کے خوف وخطر سے لوگون کا ہجوم با دل مغموم بہاگتا پہرتا تہا چنانچہ مین بہی اُس کے ڈر سے جو بہاگنے لگی تو میرے پیسے خرید شکر کے آنچل سے کہلکر گر پڑے مین نے اُس بہیڑ مین ڈہونڈہکر پیسے چننے کی فرصت نہ پائی جلدی سے اُس جگہہ کی خاک ناپاک گوشۂ چادر مین بہر لائی سو وہ یہ خاک ناپاک ہے از برائے خدا ذرا اس مین سے پیسے ڈہونڈہ کر نکالدے تو مین پہر جاکر شکر بے خوف وخطر لا دون کیونکہ اب اُس بیل کی بہی آفت فرو ہو گئے ہوگی مین کمبخت ناشدنی تو ہنوز شکر والے کی دکان تک بہی نہ پہنچی تہی کہ بیچ مین یہ شگوفہ پہولا یہ کلام اُس بد انجام کا وہ نافرجام سنکر اُس خاک ناپاک مین پیسے ڈہونڈہنے لگا جب اُس نحو مطلق بیکے احمق کو پیسے خاک مین نہ ملے تو ایکبار بے اختیار جورو کی بلائین لیکر کہنے لگا تمنو سے تری جان پر سے صدقے اے گلعذار + تصدق کردون ایسے پیسے ہزار + تری جان وعزت تو آفت سے آج + بچی ہے خدا کی عنایت سے آج + گیا مال جو تی سے پر جان کی + میرے جان اب خیریت تو ہوئی + غرض اُوسکو مجبور وہ بیحیا + تسلی یہ دیتا تہا لیکر بلا + جب ایسے نہ ہون بے حیا + تسلی یہ دیتا تہا لیکر بلا + جب ایسے نہ ہون بے حیا مسخرے + تو کیون آنکی جورو نہ سر پر کرے + غرض خداوند کریم ایسے

چہتر چار عورتین ایک عورت کے لاشہ بیسر پر اُس کے چشم و دندان ولب کا بیان کرتی تہین اُن مین سے تین عورتون نے اپنے سمجہے کا بادشاہ کو نشان دیا اور اپنا رستہ لیا اور چوتہی عورت بادشاہ کے قید مین رہی ایک سال کے بعد جو کیا تہا وہ دکہا کر دانائی سے بہاگ کر بادشاہ کو نجات دے +

دانان جہان اور عاقلان زمان بالانے کاغذ فطرت یہ حکایت پر فراست یون رقم کرتے ہین کہ ایک چور بد خصلت کا سر کسی سردار با حیات نے کٹوا کے کہین پوشیدہ دفن کیا اور اُس کے دہڑ کو چار سو بازار

شہر غدار مین پہکوا دیا یہ خبر وحشت اثر جو بادشاہ عالم پناہ کو پہنچی تو کوتوال بد خصال کو بلا کر حکم کیا کہ اس لاشہ بے سر کے پاس جو اشخاص آکر تیغ زبان پہ سے گل کترین اُسکی خبر بہر روش ہمارے قریب خبرداران عیار رفتار کے ہاتہ پہنچے الحاصل ایک تجار عالی وقار کی چار بیٹیان غیرت گلعذار ایک رتہ پر سوار چار سو کے بازار مین ہو کر نکلین ایک اژدہام خاص وعام کا وہان دیکھکر وہ سبہی نظارہ کنان یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر ایک جادو چشم انمین بول اٹہی کہ یہ عورت بد خصلت معلوم ہوتی ہے کہ سرمہ خوب لگاتی ہوگی یہ کلام حیرت التیام دوسری رشک پری سنکر کہنے لگی واقعی یہ لالہ رو بد خوبان الوبان سے افزون کہاتی ہوگی یہ بات جب تب نہایت سنکر تیسری خجلت دہ کبک دری جوابدہ ہوئی کہ یہ تیرہ بخت مسی نہایت اچہی لگاتی ہوگی یہ سخن پر فن گوش زد کر کے چوتہی حرف زن ہوئی کہ اس کمبخت بد بخت نے کیا اور کر نجانا۔

شعر

جو ہوتی اسے عقل بر ملا۔ نہوتی گرفتار رنج وبلا +
دیا ہے خدا نے جنہین کچہ شعور۔ نہین اُنسے ہوتا ہے ایسا قصور +

یہ باتین وہ نیک ذاتین کہکر تو اپنے گہر کو روانہ ہوئین اور یہ خبر وحشت اثر مخبران صادق اور محرران واثق کی زبانی بادشاہ کو جو پہنچی کہ فلانے سوداگر پری پیکر کی چار بیٹیان غیرت مہر درخشان رشک ماہ تابان اس طرح کا کلام حیرت التیام کر گئین ہین الطلب بادشاہ عالی جاہ نے اُن چارونکو طلب فرما کر کہا کہ اپنے سخن کا جواب باصواب دو یعنے بے سر عورت کو تمنے کیونکر جانا کہ یہ مسی اور سرمہ خوب لگاتی ہوگی اور پان بہت کہاتی ہوگی یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا گوش زد کر کے ایک جادو نگار سحر بیان جواب دہ ہوئی کہ اس کنیز نا چیز کے شعور بے قصور نے اُس تیرہ بخت کے گوشۂ چادر مین سرمے کی سیاہی دیکھکر دریافت کیا تہا اور دوسری رشک پری سے جو پوچہا کہ تجہہ سرخ فام گل اندام نے کیونکر جانا تہا کہ وہ لالہ رو بہت پان کہاتی ہوگی وہ شعلہ خو جوابدہ ہوئی کہ پیر و مرشد اکثر جا بر اُسکے پیک کی افشان نمایان تہی اور تیسری خجلت دہ کبک دری سے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ تو نے کس طرح دریافت کہ وہ سیاہ بخت مسی خوب لگاتی ہوگی وہ جوابدہ ہوئی کہ حضرت سلامت اُسکے انچل مین جو دہڑی پونچہنے کا نشان بیگمان تہا اسنے میرے گوش ہوش مین خبر دی تہی اور چوتہی فتنے سے جو پوچہا کہ جو تو کہتے تہی کہ کیا اور کر نجانا اُسکے کیا معنے ہین سچ کہ نہین تو تیرا کہا تیرے آگے آئیگا وہ زبان چالاک سفاک جوابدہ ہوئی کہ خداوند نعمت اُسکو شعور و وقوف ہوتا تو اس بلا مین کیون گرفتار ہوتی عقلمندی اور دانائی کے تو یہ معنی ہین کہ کرے اور کر دکہائے یہ سخن پر فن بادشاہ نے اُسکا سنکر اُن تینون کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اسے ایک پختہ کوٹہری مین حبس مقید کر کے یون کہا کہ اے فتنے دہیں تو تو کیونکر کر دکہاتی ہے

نظم

اگر تجہہ مین ہے کچہہ فراست کا زور + تو پیدا یہان

گر گوی اپنا زور + نہین تو اسی قید مین تیری جان + کرونگا مین برباد اے بدزبان + القصہ اُس زن پرفن کو مقید کرکے ایک کوزۂ آب و پارچۂ نان اپنے ہاتھ سے دینا مقرر کیا اور گاہے گاہے یہ سخن بھی پوچھتا کہ کیون سی اے فتنے جہان مین کون چیز لذیذ ہے تو وہ جگر کباب بچشم پر آب جوابدہ ہوتی کہ خداوند نعمت جہان بے نشان مین رنڈیون کو مرد نہایت عزیز و لذیذ ہین تو بادشاہ جوابدہ ہوتے کہ اے فتنے سب رنڈیون کو میسر ہوگا لیکن تجھ ناکام تلخکام کو نہ بہم پہونچے گا تو وہ گشتۂ یاس بلا وسواس کہتی کہ آپ سچ فرماتے ہین لیکن خدا مین سب قدرت ہے چنانچہ کہنے مین میر حسن شعر نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو + کہ آیا ہے قرآن مین لاتقنطو + الغرض اُس زن پرفن نے پھر صورت اپنے دوست نیک سیرت کو یہ پیغام بھیجا کہ اے یار جانی و اے مایۂ زندگانی یہ خانہ خراب جگر کباب ایسی عذاب ہا منجلاب مین ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے لیکن میری رہائی اس دانائی سے ہوتی ہے کہ ایک سرنگ بہر رنگ حسب دلخواہ اے رشک ماہ میرے قیدخانہ سے اور اپنے مکان دلستان تک طیار کراکے مین سمجھونگی المطلب اُس سوداگر خوش منظر نے ایک سرنگ بیدرنگ خاطرخواہ بنوائی غرض ایک روز وہ غم اندوز اُس سرنگ کی راہ اُس رشک ماہ کے قریب جاکر یہ گفتگو درمیان لائی کہ اے یار دمساز و اے غمخوار ہمراز بالفعل تو کچھ جواہر زواہر تحفہ و نادر بادشاہ عالیجاہ کو نذر گذران اور بقصد صفائی آشنائی پیدا کرکے اپنے گھر مین بطریق ضیافت طلب کر پھر جو کچھ ہونا ہوگا ظہور مین آئیگا الغرض وہ سوداگر پری پیکر یونہین عمل مین لایا مگر بادشاہ جمجاہ کو اُس سوداگر خوش منظر سے اس قدر محبت بہم پہنچی کہ اگر اُس کے متاع حسن کو دیدہ میزان مین ایک روز نہ وزن کرتا جنس بیقراری کا نرخ بڑھ جاتا بلکہ سودا پورا ہوجاتا اور اُٹھہ پہر ہنگامہ بازار شوق مافوق کا گرم رہتا **نظم** غرض ایسی بڑھی دونون مین الفت + کہ رہتے تھے ہمیشہ بے کدورت + کبھی اُس پاس وہ شہ آپ جاتا + کبھی اپنے بھی گھر اُسکو بلاتا + الحاصل اس عرصے مین اُس زن پرفن کو سوداگر خوش منظر کا برمحل حمل رہ گیا بعد انقضای چند ایام نیک انجام اُس زہرہ جبین لعنت چین کے ایک طفل رشک مہر درخشان غیرت ماہ تابان متولد ہوا لیکن وہ زن اُس طفل کو دائیون کی آغوش مین دیکر آپ اپنے قیدخانہ مین آبیٹھتی اور جسوقت بادشاہ دیوان خاص مین رونق افروز ہوتے تو وہ سرنگ کی راہ کمراہ سے پھر اپنے خانۂ مطلب مین جاکر زینت بخش ہوتی اس عرصے مین جب چھٹی کا وقت عشرت اندوز جلوہ گر ہوا تو وہ ماہ پیکر اُس سوداگر سے کہنے لگی کہ آج تو بادشاہ عالیجاہ کو مہمان خانہ مین برائے ضیافت طلب کر اور میرے ہاتھ سے لڑکے پیدا ہونیکی نذر دلوا دیکھیو تو بطبل ذہانت سے کیسا طفل حرفت پیدا ہوتا ہے الغرض اُس سوداگر خوش منظر نے بادشاہ عالیجاہ کو اپنے گھر لاکے اُس زن پرفن کے ہاتھ سے نذر فرحت دلوائی اُس طفل کو بھی

اغوش بادشاہ مین دیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ خداوند نعمت اس کنیز ناچیز کی نذر قبول بعید دل ہو لیکن بادشاہ اُس عورت پر فطرت کو دیکھکر نہایت متعجب ہوکر گرداب حیرت و سکوت مین مستغرق ہوگیا بعد شناوری بحر حیرانی ساحل گفتگو سے ہمکنار ہوکے یہ دلمین کہنے لگا کہ یہ تو وہی عورت پر فطرت صاف صاف معلوم ہوتی ہے کہ جسکو مینے جیتے جی مقید کیا ہے بخیر یہ نہین معلوم کیا اسرار ہے - یا میری ہی عقل گرفتار ہے یہ سوچکر کہنے لگا کہ مینے تو اُسکو ایسی جا مقید کیا ہے کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہین اور اسکے سوا مین ہی مین بندخانہ مین اُسکو مقید چھوڑ آیا ہون لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت ماہ طلعت کی صورت اُسکی صورت سے شباہت ہے لیکن یہ بات عجائبات بادشاہ کے دلمین گرہ ہوئی اس خیال کثیر الاختلال مین بادشاہ وہان سے اُٹھکر اپنے مکان دلستان مین رونق افروز ہوا اور وہ زن پرفن بھی سرنگ کی راہ سے جھٹ پٹ اپنے قیدخانہ مین آبیٹھی اور بادشاہ نے اکر اُسکو جو اُسی قیدخانہ مین دیکھا تو وہین بیٹھا پایا الغرض وہ زن پرفن بھی فن کرتی رہی کہ جب بادشاہ سوداگر کے پاس جاتا تو آپ بھی سرنگ کی راہ گمراہ سے جاکر مقابلہ کرتی اور جب گھر مین وہ تشریف فرما ہوتا تو اپنے قیدخانہ مین آبیٹھتی لیکن بادشاہ اس احوال پرملال پر نہایت حیران و ششدر رہتا اور سوداگر آئینہ رو کی آشنائی بصفائی بنہی جاتی تھی کبھی دلپر غبار نہ آتا تھا الغرض ایک روز اُس زن پرفن نے اپنے سوداگر سے کہا اے عزیز باتمیز آج تو بادشاہ جمجاہ کے پاس بلا وسواس جاکر یہ بات کہنا اُس سخنفہم کی ہمشیرہ زادی کی شادی کتخدائی کل کی تاریخ مقرر ہے لیکن وہ مکان رشک گلستان اس شہر مینو چہر سے دس منزل کامل ہے اور میرے طلب کو وہان سے قاصد مہینے کے قریب ہوا ہے کہ روانہ ہوا ہے مگر نامساعدی وقت سے اس کمبخت کو ناگاہ راہ مین اس قدر بیماری ہوئی کہ وہ یہانتک آنیکو قاصر رہا بارے اللہ تعالی کی عنایت سے جو شفا پائی تو وہ بے ہراس آج میرے پاس آیا ہے سو مین اب اس بات سے نہایت حیران و پریشان ہون کہ کل کل کا روز دل افروز شادی کا معین ہے اور مجکو خبر فرحت اثر آج پہنچی شعر کیا کرون آہ سخت حیران ہون + گر نہ وان جاؤن تو پشیمان ہون + سوائے خداوند نعمت نیر حشمت میری عروس تجویز کو حنائے اجابت سے یون رنگین کیجئے کہ حضور پرنور مین وہ جو سانڈنی سو کوس کے دھاوے کی ہے اُسکو عنایت و کرامت فرمایئے تو مین وہان ایک روز مین پہنچکر مہمانوں کے ہمپہلو ہون اور اگر خدانخواستہ میرا وہان جانا نہوگا تو مہار یگانگی ہاتھ سے چھٹ جائیگی اے عزیز باتمیز اگر تجکو وہ سانڈنی دیگا تو پھر مین اپنے توسن طبع کی چالاکی تجکو دکھاؤنگی المطلب وہ سوداگر عیار حسب ایمائے زن پرفن بادشاہ کے پاس جاکر وہ قصہ پرفریب اور افسانہ عجیب بیان کرنے لگا بادشاہ نے اُسکی گفتگو پریاس و حسرت استماع کرکے داروغہ شترخانہ کو طلب فرماکے ارشاد کیا کہ ہماری وہ سانڈنی لیلی نژاد کہ جو سو کوس تک جانے مین پہلو تہی نہین کرتی اُسکی مہار سوداگر مجنون شعار کے ہاتھ مین

حوالے کر دے بموجب ارشاد عالی وہ داروغہ ذہین سے خالی وہ ہی سانڈنی جو اُس سوداگر فتنہ گر کو دینے لگا تو اُسکا ساربان پیر ناتوان بصداہ وفغان کہنے لگا کہ اے داروغہ اگر یہ سانڈنی صبا رفتار رشک بہار کچھہ جادو نے مین گرفتار ہو جائیگی تو پھر تجکو خار حسرت کے سوا کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا کیونکہ ایسی سانڈنی رشک پری باغ جہان مین دوسری کوئی نہین ہے غرض وہ داروغہ یہ مصلحت نیک دل مین کہنے لگا سچ ہے سخن بزرگان رہست بہت الغرض داروغہ شترخانہ نے اسّی کوس کی منزل کی سانڈنی اُس سوداگر بیخبر کو دی اُس سانڈنی نخلت دہ کبک دری پر وہ سوداگر مع زن فتنہ گر او رپسر رشک قمر سوار ہو کر فرار ہو گیا اس عرصے مین بادشاہ عالی جاہ کو جو دریافت ہوا کہ وہ سوداگر فتنہ افروز زن فتنہ گر سے شطرنج دغا کھیلا اور کرامات عیاری سے میری بازی مات کر گیا اور وہ مہرہ ہو شکو جا رخانہ ششدر مین زچ کر گیا۔

مثنوی کوئی ایسی نہین اسپ پیادہ تی چال - جو اُسکا توڑون فرزین بند فی الحال + نہ کوئی گھوڑا ایسا ہے نہ فیل - جو اُسکو مارلون جا کر تعجیل + پیادہ ہے نہ کوئی ایسا چالاک - کہ اُس تک رخ کرے وا پنا سفاک + الغرض وہ شہ شاطر زمان اُس آن داروغہ شترخانہ کو طلب فرما کے کہنے لگا کہ کوئی اور بھی سانڈنی رشک پری ہمارے شترخانے مین سو کوس کے دہاوے کی ہو تو جلد لا ہم تجکو انعام بے بہا دینگے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر کہنے لگا کہ سچ ہے بڑے بوڑہونکا کہنا ماننا مصلحت نیک ہے وقت پر کام آتا ہے آخر اُسکی بات کام آئی اگر آج یہ سانڈنی اُسکے حوالے کر دی ہوتی نہایت پشیمانی کھینچنی پڑتی - القصہ وہ سانڈنی چالاک بادشاہ غمناک کے قریب لا کر حاضر کی وہ بادشاہ عجیجاہ اسپر سوار ہو کر مثل صبا فرفرانہ ہوا اس عرصے مین جب بادشاہ عالیجاہ کی سانڈنی سوداگر او زن پر فریب کے قریب پہنچی تو ایکبار بادشاہ عالیمقدار نے للکار کر کہا کہ اے زن پر فن اب تو میرے ہاتھہ سے جانبر کہان ہو سکتی ہے یہ سخن پر فن سنکر کہنے لگی خدا خیر کرے ہماری سانڈنی پر دغا سے ملگیا مصائبہ ہم اپنے طعام وطرت کا بادشاہ کو مزا چکھا دینگے الغرض جب اُس سوداگر او زن فتنہ گر کی سانڈنی اسّی کوس کی منزل پر پہنچی تو یکایک اُسکی طاقت نے پہلو تہی کر کے اس صحرای ہولناک مین مقام کیا وہ زن مکار اور سوداگر عیار مع پسر رشک قمر اُس سانڈنی کی پشت پر سے اُتر کے سامنے ایکباغ تھا مثل نسیم سحر اُسکی طرف روانہ ہو کر دونو ہی باغ کے دروازے کی اوٹ مین بزور بازوے دانائی جھٹ پٹ روپوش ہو گئے ہین بادشاہ عجیجاہ نے جو آکر ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونون ناپاک ہی باغ مین پوشیدہ ہین اپنی سانڈنی پر سے اُتر کر باغ کے اندر یہ تحاشا یہ کہتا چلا شعر کہان ہاتھہ سے جاتی ہے مرے وہ ناپاک ابھی ہاتھہ مین تلوار کے کرتا ہون ہلاک + یہ کہتے کہتے وہ بادشاہ تو باغ کے اندر مکانات عجائبات مین ڈھونڈھنے لگا اور یہ دونون پر فن تیونکی اوٹ سے جھٹ پٹ نکلکر بادشاہ کی سانڈنی پر سوار ہو کر وہ زن مکار پکار کر یون کہنے لگی کہ اے بادشاہ غفلت پناہ کیا اور کر دکھایا اسے کہتے ہین مثنوی

یہ کہکر وہاں سے وہ زن نابکار۔ بشکل ہوا ہوگئی عجب فرار + تو دست الم ملکے وہ بادشاہ۔ لگا کہنے
میں بے جان مرگیا۔ مرے پاؤن مین اب یہ طاقت کہاں۔ جو گہر تک پہنچ جاؤن بحیرت جان + غرض بادشاہ
تہیہ روتا رہا۔ مگر ہوگئی وہ وہان سے ہوا + جو مجبور ہوتی نہ وہ باشعور۔ تو اُس وقت مین قتل ہوتی ضرور

چترا ایک عورت نے اپنے آشنا کو چور کے بہانے سے شوہر کے سامنے گہر سے باہر نکالدیا اور اسنے دریافت نکیا

دانشوران حکایات عجیب اور سخنوران روایات غریب یہ حکایت پرفراست بزبان فصاحت بیان بیان کرتے ہین کہ ایک زن پرفن اپنے یار غمگسار کو آغوش دلبری مین لئے بیٹہی تہی کہ یکایک اُسکے شوہر گیدی نے باہر سے دروازے پر آکے جو آواز دی تو وہ شخص بے حواس بصد یاس کہنے لگا اے کان فراست و معدن فطرت یہ بڑا زہشت کیا کرے شتر گہر مین آئیگا جب ترا شوہر۔ تو بچیگی میری جان کیونکر۔ وہ زن پرفن کہنے لگی اے جانے نثار اے سرمایہ زندگانی تو اس دالان کے گوشے مین چہپکر کہڑا ہو رہ جسوقت مین اس گیدی کو چہجا مزور کی طرف بہیجونگی تو اسوقت یہان سے فرار ہو جانا ہر آگے مین سمجہہ لونگی غرض وہ عورت بد فطرت اُس آشنائے پوشیدہ کو تاہیر مین چہپا کر دروازے کی زنجیر تب پر کہہ لئے کو آئی تو اُسکا شوہر گیدی بولا اے پری تو نے اتنی دیر کنڈی کہولنے مین کیونکی [illegible] بدیا اے میان کچہہ نہ پوچہو انتشار کیا کہون تجہسے عجب بات ہے گہر مین میرے چور ایک بدذات ہے خوف ہے اس بے حیا کے لئے میان۔ دیر جیسے واقعی کی اس زبان نے شوہر تجربہ کار بے خوف و خطر سے وہ بدذات بد اوقات کنڈی کی کہڑکہڑاہٹ کی آواز سنتے ہی کہین گہر کے گوشہ مین جا مزور کیطرف چہپ گیا ہے یہ بات واہیات وہ گیدی خر سنکر تو جا مزور کیطرف لگو کہانیکو گیا اور ادہر اس زن مکار بدکار نے اپنے چور لگو رکو چور خانے سے نکالکر کہا اے شوہر بیخبر ادہر آ تماشا مقیاس کر رہا ہے دیکہہ وہ چور منہ زور ادہر سے نکلکر فرار ہوا جاتا ہے یہ سخن دلشکن وہ گیدی خر جو سنکر اُسکے پیچہے دوڑنے لگا تو وہ زن پرفن [illegible] پاؤن باندہ ڈالکر پل سے لپٹکر کہنے لگی اے میان [illegible] بخدا تجکو نجانے دونگی کیونکہ اسکے ہاتہ مین [illegible] وہ بدذات تیغ [illegible] زرشک ہلال سے بغیر ترے [illegible] تنہے مین [illegible] بہت احتمال و محال ہے ہائے ایسے موذی کے ہاتہ سے [illegible] ابہی تنہا [illegible] خدا جانے کون کم اصل بدذلیل ہے [illegible] کلکتے کا انگریزی یا ولندیزی یا کوئی [illegible] خراسانی ولایتی افغانی یا کوئی جہازی کوہی [illegible] میرے گہر کے میان کر خوش اغلاق ہوگیا اے خدا اس پیر کی شمشیر [illegible] سچا مگر خدا جانے کیا میرے آگے آگے تیر سا [illegible] سے سید ہی قد کے صدقے ہوکر یہ قمری نثار ہو گئی تہی اے جانی [illegible] ظاہر تو سر کی گرہ آج کچہہ بال بہی نہین لگیا مگر کچہہ [illegible] بہی ملیگا [illegible] کوئی کسا جانے اور اگر [illegible] لاکہہ [illegible] پر تصدق

کہ تینے ناحق خون ناب جگر کہا نا کیا فائدہ غرض اُس ن پرفن سیف زبان نے اُس کچے احمق پُر ہولنی کو اُن باتون کی باڑ دیکر
تیزی رفتار کو بہی گفتار سے کند ذہن کر کے درزبان پر خموشی کا تیغا کر دیا نظم جو مجہو رہوتی نہ وہ ذوفنون
تو دو لونین ہوتا عبث کشت و خون + خدا ایسی رنڈی سے ڈالے نہ کام - بحق محمد علیہ السلام +

چترا ایک عورت نے اپنے دوست کو شوہر کے سامنے بلیات کے حیلے سے گہر سے باہر نکالدیا اور اس دیوث نے معلوم نہ کیا بلکہ خوش ہوا

راویان سحربیان اور ساحران شیرین زبان قرطاس جادو پر یہ حکایت پر مضمون یون رقم کرتے ہین کہ ایک
عورت پرفطرت اپنے دوست دلنواز اور یار دمساز کے ساتہ بوس و کنار مین مشغول و مصروف تہی کہ
یکایک اُسکا شوہر بیخبر در پر آکر دستک زن ہوا تو اُسکے یار غمخوار نے کہا اے بی بی مین مرد اجنبی کیا کرون شعر
سخت حیران ہون اب بحال تباہ + تیری سر کی قسم مجہے واللہ + یہ کلام اس ناکام نافرجام کے وہ زن فن
سُنکر کہنے لگی اے جوان بے اوسان اس قدر ہراسان ہوا اپنی روباہ نامردی کو پنجہ شیر دلاوری مین بوجہکر بیشہ
جوانمردی کی سیر کو دیکہہ تو نیسان فراست کی نیرنگی کیا تماشے دکہاتی ہے جو تیری غزال طبیعت کا چیتا ہے
انشاء اللہ تعالے بے دوست اور بے کفیل برانگیختہ الغرض اُس زن پرفن نے اس بے ننگ کو ایک کہیس
سفید سر سے پاؤن تک سپید ہا اوڑہا کر کہا تو اسی شکل سے دست و بستہ اُس مکان کے صحن مین ادہر ادہر ٹہلتا
پہر وقت فرصت پا کر دبی پاؤن نکلجانا آخر الامر وہ زن پرفن بلاے روزگار یعنی عیار اُس مبہوت کو شکل جن بنا کر اور
انگنائی مین ایستادہ کر کے دروازے کی کنڈی جہٹ سے کہولکر خاوند کا بازو پکڑ کے ہیٹ سے یہ کہنے لگی کہ اے میان
آج گہر کے درمیان عجیب آفت آسمانی اور بلاے ناگہانی نازل ہوئی ہے کہ کبہی دیکہنے کا اتفاق اس اتفاق سے
نہین ہوا یعنی کوئی ملعون جن کی صورت اور دیو کی شباہت صحن مکان مین گہر تا ہے الحاصل وہ زن پرفن
شوہر کی کمر سے لپٹکر کانپتی ہوئی سائبان کے قریب آکر کہنے لگی اے شوہر خجستہ پیکر دیکہہ وہ موا سامنے ٹہل
رہا ہے یہ تماشا بیحیا وہ بے حیا وہ دیکہکر رنڈی سے بہی زیادہ کانپنے لگا اور درود نامعدود زبان پہ
لایا الغرض وہ زن پرفن فریب دانائی سے ڈرتی ڈرتی الگ الگ اپنے خاوند کو لیجا کر پلنگ پر آبیٹہی اور یہ
سخن زبان پر لائی کہ اے صاحب تم اگر شہید مرد اہل درد ہو تو مجکو اپنی تیغ خوف سے نہ شہید کرو مین تمہارا
دونا مع ہاروپان نذر کرونگی اور اگر شیخ سدو بادشاہ درنیک خو ہو تو مجہے دریاے ہراس مین نہ ڈبا و تمہارا
بکرا اور پہٹک بیشک دونگی اور اگر کوئی ابلیس تلبیس ہو تو مین تمہارا ہوک مون دونگی مجہہ تلخکام کی جان مین
نہ ہلاک کرو برائے خدا در بحق مصطفے میرے مکان پریشان سے تم نکل جاؤ یہ کلام قطرت التیام وہ دیو جن
سُنکر دبے پاؤن اپنے گہر کو راہی ہوا اور یہ زن پرفن خوش ہوکر شوہر کیدی خر سے کہنے لگی واہ سبحان اللہ کیا تنبیہ

سبھی تھے کہ مجکو اور تجکو کچھ نہ ستایا اور اپنے مکان دلستان کو چلے گئے واللہ بالبدہ مین وقت سحر انکی نیاز لبصد نیاز دیگر
مستحقون کو کہلوا دونگی المدعا اُس عورت صاحب فطرت نے دوسرے دن ہر طرح کا کھانا پکوا کر اپنے یار غمخوار
کو مع ہمنشین ہمراز و جلیس دمساز شوہر کے ہاتھ بلوا کے خوب دل مرغوب ملیدہ آوردہ کھانا کھلوایا مثنوی
حال اس عورت کا آگے کیا کہین ۔ لیکن اے مہجور باغ خلق مین + ہے دعا اپنی یہی لیل و نہار + اپنے بندونکو جناب
کردگار + زن نٹے بدکار پر فن بد چلن ۔ رست ہے واللہ نکین کا سخن مع حق رکھے سبکو بری زنڈی سی دو ۔ کہ گئی ہین یہ بات اہل سخن

تیسرا باب دادخواہون کے عدل کرنے مین حکایت دو عورتین ایک طفل پر مدعی
ہوئین کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قصہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس لے گیئن حضرت
نے انصاف سے لڑکا اُسکی مادر حقیقی کو عنایت کیا اور دوسری عورتکو تعزیر دی

محرران نیک صفات اور مبینان پاک ذات یہ حکایت بر فہرست کاغذ انصاف پر کلک انصاف سے یون
رقم کرتے ہین کہ دو زنڈیان باشور و فغان ایک پسر رشک قمر چنگ و جدل پر دخل کرتین اور ہر ایک اپنی اپنی
طرف پسر لے پدر کو کھینچتین اور یہ کہتین کہ یہ نور بصر لخت جگر میرا ضیای چشم ہے تو کون ہوتی ہے جو میرے فرزند
دلبند کو زبردستی لیتی ہے شعر اے زبردست زیر دست آزار ۔ گرم تا کے بماند این بازار + لیکن اس بات پر ہیات
کا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہ تہا جو ان دونون کو قائل کرتا یہ قصہ حیرت انگیز اور ماجرائے جگر سوز

حامی دین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حضور مین رجوع ہوا اور انصاف صاف اس قصہ آرزو گسل کا ان دونون نے چاہا اور انکا یہ احوال پرملال جناب امیر علیہ السلام نائب خیر الانام مسموع فرما کر ایک جلاد تیغ بیداد سے فرمایا کہ اس طفل بے نسل کو تیغ بیدریغ سے برابر دو حصے کر کے آدھا ایک عورت نیک خصلت کو دے اور آدھا ایک زن پرفن کے آغوش فطرت مین چھوڑ دے کس واسطے کہ شعر زکیدزن دل مردان دو نیم ست زنان را کید ہائے بس عظیم ست ۔ یہ سخن دلشکن جناب امیر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنکر وہ زن تیرہ دل کہ جسکا طفل بے نسل نہ تھا خاموش ہو گئی لیکن جس عورت نیک طینت کے شکم سے وہ دلبر رشک قمر متولد ہوا تھا بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار رو کر کہنے لگی کہ یا جناب پاک یہ غمناک دل دو نیم جان سقیم اس بات پر بدل راضی و شاکر ہے یہ طفل بے گناہ آہ اسی زن پرفن کے حوالے کر دیجئے لیکن اسکے قتل کا حکم نہ فرمائیے بقول میر حسن شعر ملنے کے گو کہ اسکے مینے سہے ۔ بھلا اپنے جی سے وہ جیتا رہے ۔ اس بلیے پر واکہ آہ کیا بر والقول شخصے شعر دوائی کی نہین جس شخص کو ہر چہ داند دیگرے را دردسے چیزیہ گفتگو اُس عورت نیک خو کی جناب امیر علیہ السلام استماع کر کے فرمانے لگے اے عورت نیک طینت فی الحقیقت یہ پسر رشک ماہ انور تیرے سپہر بطن سے جلوہ گر ہوا ہے یہ اندھیر نہین جو کوئی تیرہ بخت روسیاہ بے گناہ سے لے حضرت پرکرامت نے اُسکا طفل دلوا دیا اور دوسری زن پرفن کو زجر و توبیخ کر کے تشہیر کیا قطعہ تا کہ دنیا مین کوئی بدخصلت ۔ پھر کسی پر نہ یون کرے تہمت ۔ سچ ہے ہمکو رنڈیون سے خدا حفظ مین رکھے اپنی صبح و مسا

حکایت ایک شخص کا غلام بھاگ کر دوسرے شہر مین گیا مالک نے وہان جا کر اسے پکڑا غلام نے آقا کو غلام ظاہر کیا جناب امیر علیہ السلام نے غلام کو دریافت فرما کر اُسکے آقا کو حوالے کیا

سخنوران باوفا اور حاکیان دل صفا کاغذ بیوفائی پر کلک دانائی سے یہ حکایت نو روایت یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک غلام نافرجام اپنے آقا نیک سرانجام کے پاس سے ایکبار فرار ہو گیا بعد انقضائے چند ایام وہ صاحب نیک انجام وسیلہ روزگار سے ایک شہر غدار مین جو وارد صادر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ غلام ناکام بخوشی و خورمی تمام اُس شہر مین مسبر کنان ہے اس عزیز باتمیز نے وہ غلام نافرجام کو پہچانکر دستگیر کیا تو وہ ناپاک زبان چالاک اپنے آقا کی بحر ... ہانہ ... لگا ارے غلام ... بعد تو آج میرے ہاتھ آیا ہے لیکن سچ کہ ... تھا صاحب ... لے آیا تھا ... گفتگو دو بدو ... وہ صاحب ... غلام ... کہتا تھا کہ تو میرا بھاگا غلام ناکام ہے خدا سے ... تمام

مثل الٹے چور کوتوال کو ڈانڈے - غرض اُس بیچارے آقا پر وہ مثل حل ہوگئی کہ سچا جھوٹے کے آگے دبا رہے غرض یہ محکمۂ عظیم اور محضۂ ذمیم جناب امیر علیہ السلام کے پاس وہ آقا باوفا لے گیا اور یوں عرض ہوا کہ یا جناب پاک یہ عجب اتفاق اس آفاق میں درپیش ہے یعنے **فرد** - گل بتاراج رفت خار بماند - گنج بر باد رفت و مار بماند + یہ واردات عجائبات جناب امیر علیہ السلام استماع کرکے فرمانے لگے کہ اگر تمہارا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہیں ہے تو تم دونوں غرفوں میں الگ الگ سر کو نکال کر بیٹھو تمہارا قفل الضاف کلید دانائی سے کھل جائیگا غرض وہ دونو حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر الگ الگ دریچوں میں سر نکالکر بیٹھے اُس وقت جناب امیر علیہ السلام نے یہ کلام جلاد پر بیداد سے کہا اے جلاد دیکھتا کیا ہے ایسی تیغ بیدریغ غلام ناکام کی گردن پر مار کہ سر اُڑ جاوے یہ بات پر کرامات اُس غلام ناکام نے سنکر جلدی سے سر دریچے میں کھینچ لیا اور وہ آقا سچا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا بقول شخصے سانچ کو آنچ کیا یہ حرکات واہیات غلام بدذات کی جناب امیر علیہ السلام ملاحظہ فرما کے اُس کے آقا سے ارشاد کرنے لگے کہ اے عزیز باتمیز یہ غلام ناکام تیرا ہے اور تو اس کا مالک و مختار جو چاہے سو کر لیکن اس بے وفا سے وفا کی توقع نہ رکھ کہ حدیث شریف میں ہے - کہ خیر فی العبید اور سچ بھی ہے **ابیات** بے دغا باوفا نہیں ہوتا - باوفا پر دغا نہیں ہوتا + بے وفائی غلام کی مجبور - واقعی سب جہان میں ہے مشہور +

حکایت کئی شخصوں نے روئی کے گٹھے چرا لئے اور کسی کو دریافت نہ ہوا ایک امیر صاحب تدبیر نے فراست اور کیاست سے چوروں کو تحقیق کرکے تعزیر دی

عاقلان شیریں دہان اور فیلسوفان چیدہ زبان جو بروئی اور زشت روئی اشراف و اجلاف کی روئے الضاف سے یوں بیان کرتے ہیں کہ زمانہ قدیم اور عہد شاہان عظیم میں ما زاغ شہر غدار سے کچھ روئی کے گٹھے اکٹھے چوری گئے تھے ہر چند عقلمند اور دانشمند کوتوال نے تلاش بے قیاس کی لیکن ایک پشم اُس کے ہاتھ نہ آئی باین عدل و الضاف بقول مرزا رفیع السودا اُس شہر بے مہر میں اشعار مارا جاتا تھا چور لکڑی کا سباندھا جاتا تھا دزد لکڑی کا + یہاں نہ رشوت سے کوتوال کو کام + یہاں نہ عالم میں چور ٹنے کا نام + آخرکار سب روئی فروش با ہوش بصد جوش و خروش بادشاہ گیتی پناہ کے در دولت اور آستانہ حشمت پر بگریہ و دادخواہی مستغاثی ہوئے ماحوال کثیر الاختلال سنکر بادشاہ فرخندہ فال بصد ملول دل میں کہنے لگا اگر ان دادخواہوں کی خبر نہ ملیگی تو ناحق لوگوں سے آنکھ چرانی پڑیگی الغرض بہ نرمی سخن ہر امیر صاحب توقیر سے کہا کہ اس کی جستجو تم سب پر سو بسو واجب ہے المدعا ایک

امیر صاحب تدبیر نے یہ تدبیر کی کہ سب مردمان شہر کو دعوت پر عداوت کے بہانے اپنے گھر مین بلوایا الغرض جبکہ
تمام مساکنان شہر مجتمع ہوئے اُس امیر حوش تقریر نے باواز بلند یون کہا کہ عجب اس شہر کے لوگ احمق اور بیوقوف
ہین یعنی صریح جانتے ہین کہ روئی کے کٹھے چوک سے چوری گئی ہین اور بادشاہ عالم پناہ اُسکے تفحص اور تجسس مین سرگرم
ہے اور میرے گھر مین لوگ روئی کے روئین اپنی ریش درو پر افشان کرکے آئے ہین بقول خواجہ حافظ ع چہ دلاور ست دزدی
کہ بکف چراغ دارد + یہ گفتگو دو بدو امیر صاحب تدبیر کی چور سنکر اپنی اپنی ڈاڑہی اور مونچھ کو جھاڑنے لگے یہ ماجرا لگے
بجیث یر فریب وہ امیر دیکھکر لوگو سے کہنے لگا کہ ان شست و پہرے پہرے گالون کی ڈاڑہی ایک پہل بدست غضب
پر تعب توم ڈالو الغرض اُن لوگون کو سرہنگون نے ندافونکی طرح چوب سیاست سے جو دہنا شروع کیا تو یہ صورت
ہوئی کہ تانت باجی اور راگ بوجھا لیکن وہ دزد اشد بھی کہتے تھے کہ سوت نہ کپاس اور کوری سے لٹھم لٹھا یہ پر
اہتمام ناکام ناحق ہے مگر زدو کوب وہ شی ہے بقول شخصے مثل کہ لکڑی کے بل مکڑی ناچی قصہ مختصر چورون نے
چوری قبول بے عدول کی اور وہ چوروئی زشت روئی انٹی کرگئے تھے لاکر حاضر کی اور اپنے رشتہ دارون مین
اس بیچک سے نہایت خجل ہوئے اور اُنکا بل نکلے کیطرح نکل گیا اور اُن چورون مین جو کوئی بد اعمال یا وہ گو تھی
چرخ کی شکل کے تھے اُس مار وہ ہاڑ سے اُنکے ہاتھ پاون ایٹرن ہو گئے نظم ایک مجور زیر چرخ کہین شیخ سعدی
کا یاد رکھیہ سخن + عالم آن بہ کہ باعمل باشد - ورنہ زنبور بے عسل باشد +

حکایت ایک امیر صاحب توقیر کا اسباب بیوانخانے سے گم ہوا قاضی نے دانائی سے پیدا کیا

حاکیان وزد معانی اور راویان عسس زبانی زبان سحر بیان سے یون بیان کرتے ہین کہ ایک امیر صاحب تو قیر
کا کچھ اسباب انتخاب بیوانخانے سے چوری ہوگیا تھا صاحب خانہ نے ہرچند تلاش بے قیاس کی مگر کہین سراغ مثل
چراغ روشن نہوا کہ اُن لوگون مین کسی نے یہ اندبیر کیا قصہ کوتاہ یہ قصہ قاضی شہر علامہ دہر کے آگے رجوع ہوا قاضی مرد
ریاضی تامل بسیار ایکبار اندرون خانہ جاکر کئی چھڑیان برابر تراش کر باہر لے آیا اور یون حرفزن ہوا کہ ان چھڑیون کو
ہر ایک خادم اور ملازم اور صاحبخانہ اپنے اپنے گھر لے جائے مگر وقت سحر بے خطر ان چھڑیونکو میرے پاس بلا وسواس
لے آئے کیونکہ چھڑی کا خواص خاص ہے کہ دزد نامرد کے پاس ایک انگشت بڑھجاتا ہے اور شاہ عالی جاہ کے پاس
برابر رہتی ہے اس دلیل استوار اور عمل پائدار سے مجکو چور منہ زور اور سادہ بے گناہ خوب ثابت ہوجاتا ہے چنانچہ
اس عمل بے خلل سے بارہا چورونکو زیر چوب کھینچا ہے یہ گفتگو قاضی نیک خو کی سنکر ہر ایک نے ایک ایک چھڑی اٹھائی
اور اپنے اپنے گھر کو راہی ہوا مگر جس شخص نے جوانمردی سے دزدی کی تھی وہ گھر مین جاکر دل مین کہنے
لگا اگر یہ چھڑی میرے پاس بلا وسواس زیادہ نکلی تو بڑا غضب پر تعب ہوگا اس سے تو اس چھڑی
دزد فاش کو ایک انگل تراش ڈالئے تو خوب ہو تاکہ ہم چشمون مین انگشت نما نہوسکے

اس بینش بندی اور عقلمندی سے اس دزد نامرد نے اس چھڑی کو چھری سے ایک انگل کاٹ ڈالا و ثبت سحر بے خطر دزد اشتد اس چھڑی کو قاضی مرد ریاضی کے آگے خوشی خوشی لیگیا الغرض قاضی نیک طینت صاحب فراست نے جو ان سب چھڑیون کو گزدانائی سے پیمایش کیا تو ایک پور اس چور مُنہ زور کی چھڑی کم نکلی قاضی نے اس چور دست دراز کو اشارہ انگشت سے سب مین انگشت نما کیا اور ہاتھ پاؤن باندھ کے ایسی کفت پائیان لگوائین کہ اپنی کوتاہی کا قائل ہو کے دست بستہ آنکھہ چرا کر کہنے لگا کہ بس اب مجھے زیادہ ہیچ تشہیر میں رسوا نکرین مین تمہارا مال و اسباب بے حساب حاضر کرتا ہون **قطعہ** آخر کار اسنے لا کے شتاب صاحب خانہ کو دیا اسباب۔ منصفی چاہتی ہے یون **مشہور**۔ جیسے قاضی نے کی بعقل و شعور ؛

حکایت دو شخص چوسر باز سیر بھر بدن کا گوشت بازی بدکر کھیلے ان مین سے ایک نے بازی جیت کر شرط طلب کی دوسرا اپنے گوشت کے عوض زر دینے لگا اسنے قبول نکیا قاضی نے دانائی سے اسے مفت خلاصی دلوادی کچھہ دینا نہ پڑا ؛؛

میر بساطان حکایت کہن اور قمار بازان روایات انجمن بساط فرش طراز تگین پر یون تحریر کرتے ہین کہ دو شخص بازی چوسر بدکر کھیلے کہ جو مقامر شاطر بازی بجا بازی جیتے وہ سیر بھر گوشت مع پوست بدنکا اتالے **شعر** انہون نے عرض کر کے عہد استوار۔ عجب طرح کی بدی یہ جیت ہار + الحاصل ان مین سے ایک عزیز با تمیز بازی رازی ہارا اور دوسرا شخص بخوشی و خرمی اس سے اپنی بازی کا طلبگار ہوا تو وہ غریب بے نصیب اس بازی جانبازی سے پہلو تہی کر کے گوشت اعضا کے عوض مبلغ خطیر اور تحفہ بے نظیر دینے کو حاضر ہوا لیکن اس عزیز ناچیز نے ایک اثار گوشت مع پوست کے سوا کسی شے پر خیال نکیا **شعر** عجب طرح کا تہا یہ قصہ وہان۔ کہ حیران تہے جس سے خرد و کلان + القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی شہر شریف کے سامنے رجوع ہوا اس قاضی شرع متین صاحب تمکین نے کہا اے قصاب خصال اے خام خیال اس ضعیف لاغر تن کے بدن کے گوشت کا خواہان نہو اس کے عوض زر اور دنیا رجوع بخشے درگاہ ہون اس عزیز ناچیز سے لے اور رنج و محن سے فرصت دے غرض ہر چند قاضی دانشمند نے اس کو سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا بقول شیخ سعدی شیرازی کے **اشعار** آہنے را کہ موریانہ بخورد۔ نتوان بردا ازو بصیقل زنگ + باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ۔ نرود میخ آہنی در سنگ + آخر کار ناچار قاضی نے کہا اے عزیز با تمیز اگر اسکا گوشت اعضا تیرے لینے کی مرضی ہو تو خیر بسم اللہ لیکن ایک آثار گوشت کے سوا اگر ایک ماشہ زیادہ تو لیگا تو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیلون کے حوالے کرون گا یہ کلام بد انجام قاضی مرد ریاضی کا ڈ نافرجام سنکر گویا ہوا کہ اے قاضی اس امر پر مین راضی میرا خدا راضی کہ اس کا گوشت مع پوست لینے بحل کیا

ابیات اور جواب اس سے مین کرون تکرار - تو مجھے کیجئے ذلیل اور خوار + مین نے بازی تمام پھر پائی -
پھر کو ذکانہ ایسی رسوائی + الغرض قاضی نے اُسے مجھور نے خوب راضی کیا بزور شعور +

حکایت ایک شخص نے جواہر کا صرہ مہر کرکے قاضی کو سپرد کیا اور قاضی نے اس مین خیانت کی بادشاہ نے فراست کاملہ سے دریافت فرماکر جواہر خاص مالک کو دیا اور قاضی کو نادم کیا

جوہریان اور مقومان تیز زبانی یہ حکایت آبدار اور روایت رشک دُرِ شہوار رشتۂ بیان مین یون پروتے ہین کہ ایک شخص دانا دل اور یگانہ عاقل چند عدد جواہر زواہر ایک کیسے مین سربمہر کرکے قاضی لامعنی کے روبرو لے گیا اور گہر ہائے سخن کو رشتۂ بیان مین یون پرونے لگا کہ اے لعل بے بہا کے کان دیانت وائے صدف بیربائے کان امانت ابیات تجھے بے ریا نیک طینت سمجھ
تجھے باخدا نیک خصلت سمجھ + ضرورت سے ہے مجکو عزم سفر - مین لایا ہون رکھنے کو کچھ تیرے گھر +
سفر سے مین جیتا جو پھر آونگا - تو اپنی امانت یہ لے جاونگا + ہوئی گر وہان ہستی میری تمام -
تو یہ مال تیرا ہے اے نیکنام - یہ کلام نیک انجام قاضی استماع کرکے یون گویا ہوا کہ اے عزیز باتمیز کیا مضائقہ مصرع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست + عرض بعد قیل وقال اس نیک خصال نے وہ جواہر زواہر سپرد کرکے عزم سفر کا کیا اور ادہر قاضی پاجی نے وہ جواہر بیش قیمت اس کیسہ سربمہر کو پارہ کرکے نکال لیا اور اس کی عوض دروغ گو نے جواہر قلب سے اس کیسہ سربمہر کو پُر کردیا اور ایک رفوگر یکتائے زمانہ یگانہ کار کو بلوا کے رشتۂ بیان سے پارہ سخن کو یون رفو کرنے لگا کہ اے دانشمند خطۂ کشمیر والے خردمند روشن ضمیر اس کیسہ سربمہر کو ایسا رفو کر دے کہ اصلا کسی پر افشا نہو اس کا انعام اے نیک انجام جس قدر طلب کریگا حاضر کرونگا غرض کئی ہزار دینار اس کی اجرت ٹھہرا کر اس رفوگر بے خطر نے اس مشکل کار نو اس کیسہ پہ کیا کہ اگر ہزار بینا چشم غور سے ملاحظہ کرے لیکن ممکن عقل نہین جو اُس رفو کے رشتے کو پائے القصہ وہ کیسہ سربمہر اس شکل سے درست اور چسپت کرکے رفوگر نے قاضی کے حوالے کیا اور اُسکا اجر پورا پورا دست بدست لیکر وہان سے تیز پا ہوا القصہ بعد انقضائے چند ایام وہ نیک انجام سفر سے آکر جو اپنی امانت کا طالب ہوا تو اُس قاضی پُر دغل بدعمل نے وہ کیسہ سربمہر حوالے کیا اور اُس عزیز نے اپنے گھر مین جو کیسہ کھولا تو وہ جواہر زواہر پتھر نظر آیا یہ ماجرائے عجیب و غریب وہ عزیز باتمیز ملاحظہ کرکے قاضی کے قریب گیا اور یون کہنے لگا کہ اے قاضی پاجی یہ تو نے کیا انقلاب چہ غضب کیا تو وہ قاضی پاجی کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو مجکو بدزدی و دغابازی کیون متہم کرتا ہے

مثنوی ہین نہین واقف امانت سے تری - لوگ واقف ہین دیانت سے مری - جس طرح کا مجکو کیسہ دے گیا + ویساہی تو مجھسے آکر لے گیا + مجکو زر لینا جو نا قہر کا - تو ہین تھا قاضی تمامی شہر کا + جسطرح جی چاہتا کرتا وہ بات - مال و دولت جس ہین آتی میرے ہاتہ + غرض قاضی نے اُس لعل بیش قیمت کو گفتگوئے دروغ سے تکلیف کر دیا وہ عزیز ناچار ایک بار اکبر بادشاہ عالی جاہ کے پاس جاکر مستغاثی ہوا بعد دریافت حال پر ختلال شاہ گیتی پناہ نے کہا کہ اے عزیز باتمیز وہ کیسہ جواہر غلط کا میرے پاس بلا وسواس چھوڑ جا اور چند روز دل افروز کے بعد پھر تو یہان آنا تیری داد ناشناد ملیگی اپنی خاطر فاتر جمع رکھہ اس کلام صدق نظام سے بادشاہ عالم پناہ نے اُس کو بصد بشاشت رخصت گیا مگر جس مسند زر نگار رشک بہار اعجوبہ کار پر مسند نشین تھا اس کو قریب حاشیہ بادشاہ جمجاہ نے چاک کر دیا اور برائے شکار فرحت آثار طرف کہسار و مرغزار سوار ہو گیا اور ادہر فراش خوش معاش نے چاہا کہ مسند زر نگار رشک بہار کو آراستہ کرے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مسند زرین رشک چمن حاشیہ کے قرین قدرے چاک ہے دیکھتے ہی اس واردات عجائبات کو فراش بشاش کی آنکھون مین بے حواسی کے پردے پر گئے اور یون دل مین کہنے لگا کہ اگر اس مسند کے چاک ہونیکا بادشاہ عالم پناہ پر پردہ فاش ہوگا تو مجکو مارے میخچو ونکے فرش کر دیگا اس احوال پر ختلال سے اُس فراش پر تلاش نے جو اپنے دوست دار جو بیدار کو مطلع کیا تو وہ بیباک صاحب ادراک کہنے لگا اے برادر یجان برابر یہ راز پوشیدہ اگر اور کسی پر افشان نہین ہے تو خاطر شاطر جمع رکھہ اس شہر مینو چہر مین ایک رفوگر کامل و عاقل ایسا ہے کہ تیر اشکاف خوب اسکے دست شفقت سے رفو ہو جائیگا یہ کلام وہ نیک انجام اُس کی زبان سے سُنکر وہ مسند زرین رفوگر کے قرین لیگیا اور یون گویا ہوا کہ اے نادرہ کار سلیقہ شعار التجا تیری خدمت فیضدرجت مین رکہتا ہون اُسکو باجابت قبول کر اور سکا جو اجر اپورا ہوگا اُسکو المضاعف تیری خدمت فیضدرجت مین حاضر کرونگا الغرض اس صاحب ادراک بیباک نے اس چاک مسند کو جیسا چاہئے ویساہی رفو کر دیا کہ اُس فراش خوش معاش کی عقل رفو چکر ہو گئی قصہ مختصر وہ فراش خوش قماش مسند زر نگار رشک بہار کو اُسی روش سے آراستہ کرکے خاموش ہو رہا لیکن اکبر بادشاہ عالم پناہ نے جو مسند پارہ کو دوبارہ درست اور چسپت پایا اُس فراش عیاش کو بلوا کے ارشاد کیا کہ رسپت رسپت کہ اس مسند زرین رشک چمن کو کس رفوگر نادرہ کار سلیقہ شعار نے درست کیا یہ سخن لرزہ فگن بادشاہ عالیجاہ کا فراش بے حواس سُنکر ترسان و لرزان ہوا بادشاہ عالم پناہ نے بہ تشفی تمام یہ کلام کیا کہ اے پر ہراس بے حواس نہو یہ جائے خوف و خطر نہین ہے برائے مصلحت نیک

اس مسند زرنگار عجوبہ کار کو مینے پارہ کیا تھا یہ کلام نیک انجام فراش بے حواس سے جو گوش زد ہوا تو حواس گم
بجا کر کے اس رفوگر بے نشان کا نشان دیا عرض بادشاہ ظل اللہ نے اُس رفوگر نادرہ کار کو طلب فرما کے وہ کیسہ
دکھلایا اور یون حرف زن ہوا کہ یہ کیسہ سربمہر اے روسیاہ تیرے ہاتہ کا درست کیا ہے سچ کہدے وگرنہ تیر اگوشت
مع پوست پارہ پارہ کرون گا آخر کار بخوف شاہ نامدار اس رفوگر چطر نے کہا واقعی اس کیسہ مین رفو بقصد آزرو
غلام ناکام نے قاضی شہر کو کر دیا تھا اس بات مین موبرابر تجاوز و تفاوت نہین ہے حاصل کلام بادشاہ علیمقام
نے قاضی شہر کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ اے قاضی پاجی تجکو صاحب دیانت اور مرد بے خیانت سمجہکر
مینے قضیہ ہائی شہر کی تفصات دی تھی اور تجہ سے یہ فعل سرزد ہوا بقول شخصے مصرع جو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی ۔ مگر اب اس مین خیریت ہے کہ اس عزیز باتمیز کو جواہر زواہر حوالے کردے یہ کلام شاہ عالیمقام
کا قاضی گوش زد کر کے کہنے لگا کہ اے بادشاہ عالم پناہ مینے اس عزیز باتمیز سے جیسا کیسہ سربمہر لیکے رکہا تھا
ویسا ہی سربمہر اُس کے سپرد کیا اس سخن پر ازفن پر بادشاہ متبسم ہو کر یون حرف زن ہوا کہ اے قاضی پاجی طینت
بے جیثیت جس رفوگر نے اس کیسہ رفو کیا ہے وہ خود موجود ہے اس گفتگو بدو سے قاضی کمال نادم و شرمندہ
ہوا اللہ غرض بادشاہ عالی جاہ نے اُس عزیز باتمیز کا جواہر گرانبار قاضی نابکار سے دلوا دیا اور بنیت خانہ کا قضایا سپرد
کیا اور رفوگر نادرہ کار سلیقہ دار کے دونون ہاتہ کٹوا کر کچہہ ایسا تقین کر دیا کہ تا بزیست مع خویش و اقربا خوش
معاش ہے اور عبادت جناب الہی سے غافل نہوا ابیات جو ایسی عدالت کرے شہریار ۔ تو راضی ہے اُس سے پروردگار
جو حاکم کرے عدل سے احتراز ۔ نہین اُس کا مقبول روزہ نماز ۔ یہ حاکم جو مسجود ہین آجکل ۔ خدا انکو غارت کرے بے اجل

ایک شخص نے کئی اشرفیان درخت کے نیچے چھپا کر گاڑ دین وہان سے کوئی کہود کر لے گیا مالک اشرفی اکبر بادشاہ سے دادخواہ ہوا بادشاہ نے حکمت عملی سے پیدا فرما کر مالک کو دلوا دین

زرگران فصیح زبان اور سمبران ملیح بیان یہ حکایت پرفصاحت قرطاس طلائی پر بنوک قلم ضرب المثل اس روش سے
رقم کرتے ہین کہ ایک عزیز خسیس کہوٹی قسمت نے کچہہ شہرفیان اکبر شاہی صحرائی بے پایان مین زیر درخت پنہان اور
پوشیدہ رکہین تہین مگر اُس جا کو وہ بدطینت بے حیثیت گاہے گاہے دیکہہ آیا کرتا تہا قضائے کار بدست چرخ
کجرفتار ایک روز کوئی دست چالاک اُن اشرفیون کو اس چلن سے وہان سے اُڑا لے گیا کہ اصلا کسی پر
افشا نہوا اور یہ نامعقول اپنے معمول سے جو کیا دیکہتا ہے کہ وہ اشرفیان پنہان سب کی سب غائب
ہین عزیز خسیس کثیف نہایت حلا ہنا بقول شخصے دوہرا آگے کے دن پاچہے گئے ہر سے
کیون نہ ہیت ۔ اب پچتائے کیا ہوت جب چڑیان چگ گئین کہیت ۔ الحاصل یہ بے دل روتا پیٹتا اکبر بادشاہ

پیالہ فلانے درخت کی بیخ اے شیخ تو ہی لایا ہے اُس نا فہم ناقص عقل نے کہا قربانت شوم بلے شعر
اس جڑی کی جڑ سے واقف ہون مگر - اُس نہال زر سے مین ہون بے خبر + یہ گفتگو ہی زرگری ٹکسال
باہر بادشاہ گوش زد کرکے یون گرم سخن ہوا کہ اے جہان کے بیمار لیے اگر اُس درخت کی بیخ و بنیاد سے
تو واقف ہے تو اُس بے گناہ کی اشرفیان حوالے کردیے نہین تو ضرب پاپوش سے سر کی چاندی
گداز ہو جائیگی اور سکہ دزدی سے ہُونکا جائیگا المدعا خوب زدوکوب سے اس مفت پرسے وہ اشرفیان
نہان لاکر حاضر کین ابیات سبہی شاہ ہو نگو لے ہیجور اس دارالخلافہ مین - یہی جائز ہے ایوان طریقت اور
شریعت مین + کہ منصف ہو تو ایسا ہو جو عادل ہو تو ایسا ہو + جو عاقل ہو تو ایسا ہو جو عامل ہو تو ایسا ہو

حکایت ایک شخص اپنا مال خوشبو ساز کے پاس رکھکر سفر کو گیا چند روز کے بعد سفر سے آکر اپنا مال اُس سے طلب کیا وہ منکر ہوا ندیا حسب استغاثہ مدعی حاکم شہر نے فراست سے دلوا دیا

راویان معطر مشام اور حاکیان معنبر کلام یہ حکایت پرنکہت صفحہ صندلی پر کلک عود عام اور سیاہی مشک فام
سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک شخص نیک خصلت فرشتہ طینت نے ایک خوشبو ساز دغاباز کو صاف دیانت
بے خیانت جانکر اپنا مال بیزوال سپرد کیا اور برائے سیر کسی شہر کو راہی ہوا بعد انقضائے چند ایام اس نیک انجام
نے سفر سے آکر اپنا مال بیزوال طلب کیا تو وہ دغاباز ناساز مال مردم خور مُنہ زور کہنے لگا کہ اے
عزیز بے تمیز تجھے وحشی خبطی ہوگیا ہے جا فصد لے ان باتون مین خون کی بو آتی ہے مجھ سے کلام پر
اہتمام نکر کوئی تیری سند کا گواہ اور شاہد بھی ہے جو ناحق بہتان بے نشان لوگ کرتا ہے یہ ماجرا
حیرت افزا اُس کے قرب وجوار اور یار غمخوار سنکر کہنے لگے کہ اے عزیز بے تمیز تیرا اہتمام
اُس نیک انجام پر کفایت نکرے گا کیونکہ یہ شخص **مثنوی** دیانت متانت مین مشہور ہے
یہ خود مال دنیا سے معمور ہے + جو چاہے کرے روشنی اس کی مانند - چہپا ہے کہین خاک ڈالے سے
چاند + جو تو اس سے ناحق کو لیجائیگا + تو اپنے کئے کی سزا پائیگا + یہ گفتگو عربدہ جو اُسکے ہمسایے
کی سُنکر وہ عزیز با تمیز خاموش ہوگیا دو روز کے بعد حاکم شہر کی ڈیوڑہی پر جاکر مستغاثی ہوا اس حاکم
عادل زمان نے پوچھا کہ اے عزیز با تمیز کچھ اس کی سند ہے نا اور نوشت وخواند بھی رکھتا ہے یا
نہین وہ طعم گم کردہ جواب دہ ہوا کہ اے حاکم جہان وائے عادل زمان سوائے ذات خدا کوئی
امر کا گواہ حسب دل خواہ نہین ہے مگر اس قول پر شاکر ہون بقول نظامی رحمۃ اللہ علیہ شعر
بہ بینم کہ تا کردگار جہان - درین آشکارا جز از در نہان + اس کا یہ کلام صدق نظام سماع کرکے

حاکم دہشت نے کہا کہ اے عزیز صاحب تمیز تو بیدل تین روز کامل اُسکی دوکان پر جا بیٹھہ مگر منہہ سے کچھہ نہ بولنا بعد روز سوم اسے پرغم میری سواری بعد تیاری اوہر کو وارد ہوگی مین تجکو سلام مسنون الاسلام کرونگا تو علیکم السلام کہہ کر چپ ہو رہنا پھر مین جو کچھہ کہونگا تو جواب وہ نہ ہونا مگر ذرا اپنے سر کو بخیطر ہلا دینا بلکہ کچھہ اس مین مہر سراسر باثر ہے اور میرے رخصت ہونے کے بعد تو اس سے سوال کرنا پھر وہ جو جواب دے توجہہ سے اظہار کیجیو یہ تدبیر پرتاثیر وہ عادل زمان اور حاکم جہان اُوسکو سمجہا کے کاروبار ملکی اور مالی مین سرگرم ہوا اور یہ عزیز صاحب تمیز بصورت وحشیانہ گم کردۂ آشیانہ اُسکی دوکان پر بہتان مین آبیٹھا لیکن کچھہ سوال مال درمیان نہ لایا تین شبانہ روز کامل کے بعد ایکباری حاکم شہر پر قہر کی سواری نمود ہوئی الدعا جسوقت وہ حاکم جہان عادل زمان وہان اُس بے نصیب کے قریب آیا ایکبار اسپ باد رفتار کو استادہ فرماکر رسم سلام مسنون الاسلام بجا لایا اس عزیز صاحب تمیز نے علیکم السلام کہہ کر حسب فرمودہ حاکم زمان مُہر خاموشی سے اپنے لب کو آشنا کیا اور وہ حاکم جہان اور عادل زمان یون حرف زن ہوا کہ اے بیریائے زمان واسطے ناآشنائے جہان تو میرے پاس بلا وسواس گاہے گاہے بھی نہین آتا اور نہ کچھہ اپنا حال پُرملال جہیز افشا کرتا ہے اس کا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ سخن پُرفن حاکم سے سُنکر وہ عزیز جواب وہ نہ ہوا مگر سر کو ذرا جنبش دیکر چپ ہو رہا خیر وہ حاکم زمان تو برائے سیر شہر غدار و باغ رشک بہار کیطرف کو تشریف فرما ہوگیا اور اُس عزیز با تمیز نے ایک دو گھڑی کے بعد پھر اُس خوشبو ساز و دغاباز سے یہ کہا کہ کیون بھائی ہمارا مال ندوگے تمہاری یہی مرضی ہے تو خیر اچھا مگر اس کا نتیجہ برا ہے مثل مشہور ہے مصرع جو ستائے گا کسیکو وہ ستایا جائیگا + یہ گفتگو وہ بدخو سنکر دلمین کہنے لگا کہ یہ حاکم عالیمقدار کا یار غار ہے اگر اس سے اپنا ذکر کریگا تو ناحق حرمت مین بٹہ آجائیگا اور زر کا زر دینا پڑیگا تو وہ مثل اصل ہوجائیگی مثل کہ لاٹھی کی لاٹھی دی اور بانس کے بانس کہائے اس سے بہتر یون ہے کہ بقول شیخ سعدی شیرازی مصرع چرا کارے کنند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ تدبیر پُر تدویر سوچکر کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو نے جسوقت مجکو اپنا مال سپرد کیا تہا کوئی شخص اور بھی میرے قریب تہا یا میرے ہی تیرے یہ معاملہ درپیش ہوا تہا مجکو ٹہیک ٹہیک پتہ دے شاید فراموش ہوگیا ہو کیونکہ مثل اَلاِنسانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الخَطَاءِ وَالنِّسیَانِ غرض اُس عزیز نے جب تمام وکمال پتہ دیا تو وہ دغاباز ناساز یون گویا ہوا کہ ہان راست راست کہتا ہے مجکو بھی یاد آیا تیرا مال بیزوال حاضر ہے لیجا ابیات غرض اُس نے جلدیسے لاکر تمام + دیا مال اُس شخص کو وام وام + ہون ایسے عادل جو اے مہربان + تو معلوم ہو بود و باش جہان + جو حاکم عدالت سے غفلت کرے + تو سارا جہان اُسپہ لعنت کرے + جو عادل ہین انکو تو جمہور سب + دعائین بہلی دیتے ہین روز و شب

حکایت ایک ساہوکار کی امانت لیکر قاضی منکر ہو گیا اور علی مردانخان وزیر ہندوستان سے داد خواہ ہوا نواب موصوف نے حکمت عملی سے امانت قاضی سے لو اکر راضی کیا

قاضیان شرع متین اور مفتیان پیشوائے دین صفحۂ انصاف پر کلک جگر شگاف سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین
کہ ہندوستان جنت نشان مین ایک ساہوکار مالدار اس قدر زر وافر رکھتا تہا کہ شاید سپہر بھی صندوقچۂ کہکشان
مین اتنے انجم نہ رکھتا ہوگا کہ ایک روز باہ جگر سوز اُسکی عورت نیک خصلت نے مشورۂ عاقبت اندیشی سے کہا
کہ اے کان دولت واے معدن حشمت اس دولتِ ناپائیدار مستعار کا کچھ بھروسہ نہ رکھ بقول میرحسن شعر
یہ دولت کسی پاس رہتی نہین ۔ سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین ۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ کچھ اشرفیان خفیہ کسی صاحب
دیانت اور مروبے خیانت کو سپرد کر دے کسواسطے کہ زمانہ کی پستی اور بلندی ہر شخص کے در پیش ہے اگر خدانخواستہ
اس روزگار ناپائیدار کا دیوالہ نکل جائیگا تو پھر اوقات بسری میری اور تیری کہانسے ہوگی اسواسطے کہتے ہون کہ
اگر کچھہ کہین پر کہا ہوگا تو وہانسے زر نقد تہوڑا تہوڑا لینا اور اخراجات لابدی مین صرف کرنا بہلا قوت لایموت سے تو
سیر رہینگے کیونکہ بقول میرحسن شعر سدا عیش دوران دکھاتا نہین ۔ گیا وقت پھر ہاتہ آتا نہین ۔ یہ مشورۂ نیک
وہ ساہوکار حالی وقار پسند خاطر کر کے ایک لاکھہ روپیہ کی اشرفیان اکبر شاہی رات کو قاضی شہر کے قریب لیگیا
اور یون گویا ہوا کہ اے قاضی شرع متین و اے رہبر دین تجھکو صاحب دیانت اور مروبے خیانت جان کر یہ مبلغ
خطیر تیری خدمت فیضدرجت مین لایا ہون اس امانت کو اپنے صندوق دیانت مین رکھہ چھوڑ جسوقت مجھکو برائے کار
درکار ہوگا لیجاؤنگا یہ کلام وہ قاضی نافرجام سُنکر کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ
کہ خانہ خانۂ تست ۔ غرض وہ ساہوکار عالیمقدار وہ اشرفیان پنہان قاضی کو سپرد کر کے گھر مین آ بیٹھا بعد
انقضائے چند سال اس نیک اعمال کا وہ سب مال دست گردش گردون دون اور پیش پا ئے
اخلاص بیے قیاس سے پامال ہو گیا تہا کہ نان شبینہ تک وہ دل افروز محتاج رہنے لگا آخرکار
زوجۂ ساہوکار با دل زار یون کہنے لگی کہ اے گرفتار الم و اے پامال جور و ستم وہ اشرفیان
پنہان جو قاضی کو سپرد کی تہین وہ کس دن کیواسطے رکھی ہین جاکر تہوڑی سی لے اور کار و بار ضروری مین
صرف کر یہ گفتگو اپنی جورو کی سُنکر ساہوکار قاضی شہر کے پاس گیا اور بقصد سخن کو نہیچ دہن سے
نکالکر محک امتحان قاضی پر کس کر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد حقانی اُس امانت معلومہ سے ایک سو اشرفی میرے
دست ہتی مین دیجئے تاکہ کچھ اجرائے کار و ضروری سے فراغت پاؤن یہ کلام وہ قاضی بد انجام استماع کر کے کہنے
لگا کہ اے ساہوکار تجھکو خیر تو ہے کیسی اشرفیان اور کیسا بکتا ہے یہ باتین کہوتی مار کہانے کی نشانی ہین

یہ سخن دلشکن قاضی پاجی سے سنکر وہ ساہوکار دلفگار با دیدہ گریان و سینہ بریان گھر مین آ بیٹھا ایک روز کے بعد اُس احوال پُر اختلال کی عرضی نواب علی مردانخان کو گذرانی نواب موصوف نے اُسکا احوال کماحقہ دریافت کیا یون اُس ساہوکار کے کان مین گوش زد کیا کہ اس بات کو ہرگز کسی کے گوش گذار نہ کرنا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد سو انشاء اللہ تعالی چند روز کے بعد تیری اشرفیان بجنسہٖ تیرے ہاتھ آوینگی اس کلام فرحت انجام سے ساہوکار کو بصد بشاشت رخصت کیا اور نواب موصوف نے دو چار روز کے بعد قاضی کو بصد اشتیاق برائے ملاقات اپنے گھر مین بلایا چند کلام فرحت انجام کے بعد نواب موصوف نے خلوت کرکے قاضی سے کہا کہ اے زینت مسند دین و اے حکم شرع متین تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہے کہ ہم لوگ ہمیشہ عتاب شاہی مین گرفتار رہتے ہین خدانخواستہ ہمسے کوئی تقصیر صغیر و کبیر سرزد ہوجائے اور بادشاہ جمجاہ اسکے مواخذہ مین ہمارا گھربار ضبط کرے تو پھر ہماری زیست تباہ جانے کیونکر بسر ہو اور ہمارے بعد نہین معلوم بال بچون کا کیا حال ہوجائے اسواسطے یہ مصلحت دلپذیر خیال مین گذری ہے کہ میری نو لاکھ روپیہ کی اشرفیان اپنے پاس بلا وسواس رکھہ چھوڑ اور اپنی مہر خاص سے یہ نوشتہ کردے کہ یہ مال بیروال علی مردانخان کے عیال و اطفال کا ہے جسوقت وہ چاہین لیجائین کسواسطے شعر کہ اس گلشن جانگداز کی بہار۔ نہین اک وتیرے پہ لیل و نہار۔ یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنے لگا کیا مضائقہ میرا مکان دلستان حاضر ہے جسطرح آپ فرمائے بجا لاؤن نواب موصوف نے فرمایا کہ بالفعل تو تہ خانے بنوانیکی تدبیر کیجئے اُسکے بعد وہ زر خطیر بتدبیر حاضر ہوگا غرض قاضی بیوقوف نواب موصوف کے فقیر مکین آگرہ میان مکان تہ خانہ بے نشان کی طیار کرنے لگا الحاصل بعد طیاری مکان مذکور قاضی بے شعور نے نواب موصوف کو یہ رقعہ لکھا کہ بموجب ارشاد عالی مکان امانت اور ایوان دولت طیار ہے اب بے خوف و خطر اُس مصلحت معلومہ کو عمل مین لائیے نواب موصوف نے اُسکے جواب مین یہ کلام نیک انجام رقم فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی ایک دو روز مین ساعت سعید زنانی سواریون کے حیلہ سے وہ اشرفیان خدمت شریف مین پنہان حاضر ہوتی ہین لیکن اے بندہ نواز یہ راز کسی پر افشان نہو اور جو نواب موصوف نے یہ رقعہ قریب آمادہ اُس بے حقیقت کو لکھکر بھیجا اور ساہوکار دادخواہ کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ تو فردا اپنا مال اُس بداعمال سے طلب کرنا اور یہ کہنا کہ اگر تو مال میرا الحال نہ دیگا تو مین تیری نالش کی عرضی علی مردانخان کی وساطت سے بادشاہ عالیجاہ کو گذرانونگا اُس کلام نیک انجام سے وہ بدگمان ولدالزنا تیری اشرفیان مقرر دیگا اسمین مطلق فرق نہین غرض وہ ساہوکار دلفگار حسب ارشاد نواب علی مردانخان اشرفیان لینے کو اُس قاضی پاجی کے قریب جاکر وہی کلام عبرت التیام درمیان لایا قاضی اپنے دلمین سوچکر کہنے لگا اگر اسکے لاکھہ روپیہ کی اشرفیان مین آجکل کے درمیان نہ دونگا تو نو لاکھ روپیہ کی اشرفیان علی مردانخان کی بجنسہٖ میرے ہاتھ سے مفت جاوینگی

حرکار کو عیز از افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ دلمین سوچکر قاضی نے سا ہوکار دلفگار کو سب اشرفیان حوالہ کین اور کہا برائے خدا یہ راز مخفی کسی پر افشان نہ ہو کیونکہ میری پاس قضایت کی خدمت بہت نازک ہے اُسکے بعد وہ قاضی پاجی نواب موصوف کی اشرفیان کا منتظر رہا آخرکار وہ مثل ہوئی مثل دو بدہا مین دونون گئے مایا ملے نہ رام + بقول شخصے کہ ہاتھ کی بھی ٹر خو کھوئی + ابیات
سچ ہے مجبور حق دار کا + خدا حق دلاتا ہے یون بارہا + کسی کا کوئی گر کرے حق تلف + تو مر دہ دنیا مین ہے نا خلف

دو شخصون نے اپنا مال ایک پیرزن کو سپرد کیا اور چلے گئے بعد چندروز کے اُنمین سے ایک نے آکر اپنے شریک کو مردہ ظاہر کیا اور وہ مال پیرزن سے طلب کیا چندروز کے بعد دوسرے شریک نے آکر اُس پیرزن سے مال طلب کیا قاضی نے اُس شخص کو مقتول کیا ؕ

راویان فطرت اساس و رحاکیان تہمت شناس یہ حکایت پر ندرت نوک قلم یون رقم کرتے ہین کہ دو شخص کچھ زر نقد ایک پیرزال نیک خصال کو سپرد کر کے یہ کہنے لگی کہ جبوقت اے نیکبخت ہم دونون ہم تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال بیزوال لیجائین شعر باین عہد و پیمان وہ دونون جوان + ہوئے پاس سے پیرزن کے روان + بعد انقضائے چندروز ایک عزیز ناچیز اُن مین سے پیرزن کم سخن کے پاس آکر یون گویا ہوا کہ اے پیرزن لاغر تن قسم ہے وحدہ لا شریک کی کہ میرا شریک مال فی الحال نقد جان لیکر برائے خرید جنس عذاب ملکِ عدم کو روانہ ہو گیا وہ مال بے زوال دست بدست مجکو عنایت کر چار ناچار اُس پیرزال نیک خصال نے وہ مال تمام و کمال اُس کے حوالہ کیا کتنے روز کے بعد وہ دوسرا شخص پیرزن کم سخن کے قریب آکر کہنے لگا کہ اے پیرزن خجستہ پیکر وہ ہماری امانت ہم کو دے تاکہ اپنے کاروبار دنیوی مین مصروف و مالوف ہون یہ سخن حیرت افگن اُس عزیز با تمیز کا سُنکر پیرزال پُر ملال کہنے لگی کہ اے بیٹا تیرا دوسرا بھائی تیری وفات پر آفات ظاہر کر کے وہ اسباب لے گیا شعر یہ بھی قسمت کی کھوٹ تھی میرے یون جو مقروض اب ہوئی تیری + غرض وہ عزیز بے تمیز اُس پیرزن کم سخن کا ہرگز شنفوا نہ ہوا یہ سیاست کمال قاضی فرخندہ فال کے قریب لے گیا اور انصاف طلب ہوا قاضی نے وہ احوال پر اختلال گوش زد کر کے دل مین کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیرزن کم سخن بے تقصیر و بے قصور ہے یہ خیال خیر سگال دل مین کر کے اس ملعون ذو فنون سے قاضی گویا ہوا کہ اے عزیز بے تمیز تو اول شرط کیا کر گیا تہا کہ جبوقت ہم دونون شریک تیرے

تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال بنروال لیجائین اب اپنی شریک مال بدخصال کو ہمراہ لے آ اور
اپنا مال تمام وکمال لیجا تجکو تنہا ایک خرمہرہ اس بڑہیا سے نہ ملیگا یہ سخن دلشکن قاضی کی زبان سحر
البیان سے سنکر وہ عزیز بے تمیز لاجواب ہوا **مثنوی** سچ ہے جس کا سخن دروغ ہوا + اوسکو محفل
مین کب فروغ ہوا + فی المثل بات ہے یہ لاثانی + دودہ کا دودہ پانی کا پانی + لیک مہجور ایسے قاضی پر
آفرین کہیئے روز شام وسحر + جس نے دانائی اور فراست سے + پیرزن کو بچایا تہمت سے

حکایت ایک شخص ہزار روپئے صراف کو سپرد کر گیا جب سفر سے پہرا اور اپنے روپیہ طلب کیئے صراف منکر ہوا قاضی نے فراست و دانائی سے روپیہ دلوا کر رخصت کیا

صرافان بازار دلکش معانی اور نقادان عیار خوش زبانی اس حکایت زر ریز کو امتحان کی کسوٹی پر یون
کہتے ہین کہ ایک شخص نے ہزار روپیہ سکہ حالی رائج الوقت ایک صراف حراف کو بادیانت اور بے خیانت
سمجھکر سپرد کیئے اور آپ برائے کار ضروری بہ مجبوری کسی اور شہر مینوچہر کو سفر کر گیا بعد مدت پدید اور عرصہ
بعید وہ عزیز باتمیز سفر سے آکر اس صراف حراف سے اپنے زر کا طالب ہوا تو وہ دغاباز بدچلن پرفن
یہ سخن زبان پر لایا کہ اے رکابی مذہب ایسی کہوٹی باتون سے تو میری دیانت مین بٹا لگانا چاہتا ہے
چل دور ہو آگے سے نہین تو ایسا ٹہوکونگا کہ تیری جان تن سے نکلجائیگی اور ضرب پاپوش سے تیرے
سر کی چاندی گداز کر دونگا مجہسے نیارے اور بہروپیے کرارے مین نے ایک سکہ صرافی مین بہت
پرکہہ ڈالے ہین بس تیری جہوٹی آنٹ سانٹ کچہہ سود نہ کریگی یہ گفتگو اس عربدہ جو کی سنکر وہ عزیز با
تمیز نہایت جل بہنکر دست افسوس ملتا قاضی شہر کے آگے گیا اور یون دادخواہ ہوا کہ اے قاضی شرع
متین واے حاکم اوامر دین تیری عدالت کی ٹکسال مین میری محنت اور ریاضت کی درشتی منہڈی
نہین سکتی + **شعر** جو انصاف اس کا نہ ہم پائین گے + تو جہوٹون سے سچے نہ بر آئین گے + الحاصل
بعد دریافت احوال کثیر الاختلال قاضی نے اس دادخواہ سے کہا کہ اے عزیز باتمیز اس احوال صدق
مال کو اب کسی سے ہرگز نہ کہنا دو چار روز کے بعد تیرے روپیہ اسکی بے دیانتی کی تھیلی سے نکل آئینگے
بعد قاضی نے اسکو تشفی اور تسلی سے رخصت کیا اور اس صراف حراف کو قاضی نے خلوت مین بلوا کر
کہا اے افسر دیانتداران واے تاج سر ساہوکاران تیری شرافت اور نجابت مردمان راست
درستی سے نیکنوسے کما حقہ ہمپر ثابت ہوئی اسواسطے تکلیف دہ ہوا ہون کہ مین بالفعل اور خدمت پر
سرپر نور سے سرفراز ہوا چاہتا ہون کوئی ایسا رفیق شفیق شریک حال نہین ہے جو اسے اپنی نیابت کا

نہایت صاحب دیانت اور ذی لیاقت سمجھکر نائب صاحب تجویز کیا ہی یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام نافرجام
خربیدم شنکر مارے خوشی کے اپنے پیرہن مین گدہی کیصورت پہولا نہ سمایا مگر وہ احمق مطلق یہ نہ سمجھا بقول شخصے
ع آن میان گم شد ندملک خدا خر گرفت - ایکبار بے اختیار سنسکر کہنے لگا بہت خوب دیکھئے مین بھی کیا سر انجام
کار سرکار باتمام تمام کرتا ہون قاضی نے متبسم ہوکے کہا درین چہ شک است الغرض قاضی نے اُس سادہ لوح
کو باغ سبز دکہا کر رخصت کیا اور اُس دادخواہ کو بلواکر کہا اُس صراف حراف کے پاس بلا دسواس جاکر کہ اے بد
کردار ناہنجار اگر میرے روپیہ نہین دیتا ہی تو چل میرا اور تیرا انصاف صاف صاف قاضی کے روبرو دو بدو انفصال
پا جائیگا اِس گفتگو عربدہ جو سے وہ دغا باز ناساز تیرے روپیہ بلا تکرار حاضر کردیگا آخر وہ دلفگار جو اُس صراف
حراف مکار کے پاس جاکر گفتگوئے فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ بے ایمان نطفہ شیطان دلمین کہنے لگا کہ اگر
اِس سے اب گفتگو و بد و کرونگا یا قاضی کے قریب جاؤنگا تو عدالت کی نیابت مفت ہاتھہ سے جائیگی اِس بات
سے تو یون بہتر ہی کہ اسکے روپیہ اِس وقت دیجئے کہ کوئی کانون کان نہ جانے یہ بندش دلمین باندہ کر وہ سادہ
لوح کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکہہ تیرے روپیہ کل مجکو بھی کہاتہ دیکھنے سے یاد آئی وہ روپیہ بلا
قصور حاضر ہین لیجا مگر مجھہ سے تو یہ قول و قسم کر کہ یہ راز مخفی کسی پر افشا نکرنا تو ایک ہزار کیا مین دو ہزار روپیہ
دونگا یہ عزیز باتمیز اپنے ہزار روپے کو رو بیٹھا تہا نہ کہ دو ہزار ملتے ہین بقول شخصے مثل چپڑی اور دو دو
غرض جس طرح اُس بدطینت نے اُسکو کہا وہی بجا لایا بقول شخصے مصرع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز -
سچ تو یون ہے مثل اپنے غرض کو گدہے کو سالا بناتے ہین الحاصل وہ عزیز باتمیز اِن سے
روپیے لیکر قاضی کی جان و مال کو دعائین دیتا اپنے گہر کو سدہارا اور یہہ لعین بے دین دوسرے
روز بہ لیاقت تمام قاضی نیک انجام کے پاس بہ طمع نیابت قضایت گیا قاضی نے بعد تشفی و تسلی
کہا کہ بالفعل تو ابھی میرے کام مین کچہہ تامل اور تساہل ہے وقت روبکاری سواری بہیجکر تمہین بلوالونگا
یہ کلام قاضی نیک انجام کا سُنکر نہایت ملول وہ نامعقول اپنے گہر مین آیا اور دلمین سخت نادم ہوکر
یون کہنے لگا کہ ہائے نیابت کی طمع مین دو ہزار روپیہ مفت ہاتھہ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی
ابیات بخت و دولت بکاردانی نیست - جز بتائید آسمانی نیست - لیکن اے مہجور گر ہے عقلمند
گوش کر تو یہ فریدالدین کی پند - پر تو باید اے عزیز نامور - گر چنین مکارہ باشی پر حذر؛

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین کیسئہ پُر زر مع لعل
احمر پایا اُسکے باہم دو حصہ کئے بڑے بہائی نے اپنا حصہ چہوٹے بہائی کو دیکر رخصت کیا

اور کہا کہ میرا حصہ گھر جا کر میری زوجہ کو دینا اور آپ سفر کو گیا چھوٹے بھائی
نے زر نقد بڑے بھائی کی زوجہ کو دیا اور پارہ لعل اُڑا لیا اور بھائی سے کہا
مینے تیری زوجہ کے حوالہ کیا یہ قصہ بادشاہ نے فیصل فرمایا ؛

جوہر شناسان کامل فن ورگوہر فروشان تازہ سخن یہ حکایت لعل بے بہا صفحۂ تاپر یون رقم کرتے ہین کہ دو برادر
بجان برابر بحال مضطر سفر کو راہی ہوئے الحاصل پہلی منزل مین وہ اپنے منزل مقصود کو پہنچے یعنے اثنائے
راہ مین ایک کیسہ پُر زر معہ دو لعل خوشتر اُنکے صدف دست مین آیا اس دولت غیر مترقب کو پاکر چھوٹے بھائی
نے کہا کہ اے برادر عزیز القدر حاصل سفر تو بر آیا اب آگے جانے سے کیا فائدہ اپنے غریب خانہ مین چلکر
بہ فراغت تمام بعید آرام اوقات بسر کیجئے شعر کیونکہ ایسی رقم لگی ہے ہاتھ ۔ جس سے اپنے کٹے گی خوش
اوقات ۔ برادر کلان نے کہا اے بھائی فی الحقیقت ہے مگر مجھکو سیر جہان و کوہ و بیابان کی نہایت
رغبت ہے کسواسطے بقول شخصے مثل ان نینون کا یہی لیکھ ۔ یہ بھی دیکھ وہ بھی دیکھ اے
برادر عزیز القدر تو گھر مین چل مین بھی چند روز کے بعد آ رہونگا الغرض اُس مال بے زوال کے بڑے
بھائی نے دو برابر حصے کرکے کہا اے بھائی دل شیدائی یہ میرا حصہ معہ لعل بے بہا میری جورو نیک خو
کو سپرد کر دینا باقی تو اپنے حصہ کا مالک اور مختار ہے یہ گفتگو وہ نیک خو چھوٹے بھائی سے کرکے
آپ برائے سیر شہر و دیار و گلزار روانہ ہوا لیکن اس عزیز ناچیز نے بڑے بھائی کا حصہ اپنے
بھاوج کو دیا مگر لعل بے بہا اپنے جیب دغا مین چھپا رکھا بعد انقضائے چند ایام وہ نیک انجام
سفر سے جو گھر مین آیا تو وہ پارۂ لعل بے بہا نہ پایا تو اپنے جورو نیک خو سے یون ہمکلام ہوا کہ
کہ اے یاقوت لب واے عالی نسب سچ کہہ وہ پارہ لعل بیش قیمت مین نے جو تجھے بھیجا تھا سو
کیا کیا یہ سخن حیرت افگن وہ زن سنکر یون کہنے لگی ابیات مین نہین آگاہ تیرے لعل سے ؛
ہان مگر نقدی مال سے واقف ہون ۔ سو وہ سب موجود میرے پاس ہے ۔ لعل کیا ہے چیز
کیسا اجناس ہے ۔ القصہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے جو پوچھا کہ اے صدف گوہر وفا
وہ لعل بے بہا تو نے کیا کیا اُسکے جواب مین اُسنے کہا تیرا لعل بے بہا تیرے جورو نیک خو کو
مین نے حوالہ کر دیا شعر ہے عجب طرح کی یہ تیری پوچھ ۔ مجھسے کیا پوچھتا ہے اُس سے پوچھ ۔
یہ کلام وحشت التیام وہ مضطر سنکر کہنے لگا کہ وہ تو کہتی ہے کہ مین سینہ شق مطلق نہین واقف
ہون چھوٹے نے کہا دروغ کہتی ہے حاصل کلام باین قیل و قال آپسمین جنگ و جدال ہونے لگی ؛

نہایت صاحب دیانت

خریدم شکر بارے خوشی

سے آدمیان گم شد نہ بانک خدا خبر

کار سرکار باتمام تمام کرتا ہوں قاضی

کو باغ سبز دکہا کر رخصت کیا اور اُس داد خواہ نو

کردار ناہنجار اگر میرے روپیہ نہین دیتا ہی تو چل میرا ادبہ

پا جائیگا اس گفتگو عبدہ جوسے وہ دغا باز ناساز تیرے روپیہ

حراف مکار کے پاس جاکر گفتگو ے فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ

اس سے اب گفتگو وبد وکرونگا یا قاضی کے قریب جاؤنگا تو عدالت کی سو

سے تو یون بہتر ہی کہ اسکے روپیہ اس و پے دیجئے کہ کوئی کانون کان نہ جانے

لوح کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکہہ تیرے روپیہ کل مجکو بہی کہانہ دیکنے

قصور حاضر مین لیجا اگر مجہہ سے تو یہ قول و قسم کرکہ یہ راز مخفی کسی پر افشا نکرونگا تو ایک ہزار کیا

وونگا یہ عزیز باتمیز اپنے ہزار روپیے کو رو بیٹہا تہا نہ کہ دو ہزار ملتے ہین بقول شخصے مثل چہ خر

غرض جس طرح اُس بدطینت نے اُسکو کہا وہی بجالایا بقول شخصے مصرع زمانہ باتو نسازد تو باز

سچ تو یون ہے مثل اپنے غرض کو گدہے کو سالا بناتے ہین الحاصل وہ عزیز باتمیز ایسے

روپیے لیکر قاضی کی جان و مال کو دعائین دیتا اپنے گہر کو سدہارا اور یہہ لعین بے دین دوسرے

روز بہ لیاقت تمام قاضی نیک انجام کے پاس بہ طمع نیابت تقاضا گیا قاضی نے بعید تشفی و تسلی

کہا کہ بالفعل تو ابہی میرے کام مین کچہہ تامل اور تساہل ہے وقت روبکاری سواری بہیجکر تمہین بلوالونگا

یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر نہایت ملول وہ نامعقول اپنے گہر مین آیا اور دلمین سخت نادم ہوکر

یون کہنے لگا کہ ہائے نیابت کی طمع مین دو ہزار روپیے مفت ہاتہہ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی

ابیات بخت و دولت بکاردانی نیست - جز بتائید آسمانی نیست - لیکن اے محجوب گر ہے عقلمند

گوش کر تو یہ فرید الدین کی پند - بر تو باد اے عزیز ما مور گر چنین مکارہ باشی پر خذر

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین کیسہ پر زر مع دو لعل

احمر پایا اُسکے باہم دو حصے کئے بڑے بہائی نے اپنا حصہ چہوٹے بہائی کو دیکر رخصت کیا

بھائی کی جورو نے اس قصہ کی قاضی سے داد فریاد کی قاضی نے اُن دونون کو طلب کرکے
پوچھا کہ اے عزیز باتمیز تو نے جسوقت اس زن کو پارۂ لعل بے بہا دیا تھا اُسوقت کا کوئی گواہ حسب دلخواہ
رکھتا ہے یا نہین اُس عزیز ناچیز نے کہا اس امر کے شاہد عادل ور واقف کامل دو شخص خاص موجود ہین
قاضی نے حکم دیا کہ اُن گواہون کو حاضر کر غرض یہ ملعون ذوفنون دو شخصون کو کچھہ زر نقد دیکر گواہ قلب
اور شاہد تغلب بچی لعل کو جھوٹا کرنے کو قاضی کے آگے لیگیا وہ دونون لعین بیدین بھی قاضی سے قسمیہ
کہنے لگے کہ واقعی اُس پارہ لال جیب سے نکال کر ہمارے سامنے اسکی جورو کے ہاتھہ مین دیا قاضی کم عقل نے
اُس مدعی سے کہا اے عزیز باتمیز اپنا لعل بے بہا تو اپنی جورو سے لے اور اس سے دست بردار ہو یہ سخن
دلشکن قاضی کی زبان سے سنکر وہ زن با دیدۂ گریان اور بمژگان خون چکان بادشاہِ عالم پناہ سے
دادخواہ ہوئی بادشاہِ عالیجاہ نے کہا اے زن دلشکن اسکا انصاف قاضی شہر سے کیون نہین چاہتی
ہے اُس زن کم سخن نے کہا اے بادشاہِ عالیجاہ قاضی شہر نے میرا انصاف صاف صاف نہ کیا بادشاہ
عادل زمان اور حاکم جہان نے تو دونون بھائیون اور دونون گواہون کو طلب کیا اور قدرے قدرے
موم کافوری ہر اک کو جدا جدا دیا اور بنرمی یون فرمایا کہ اس موم سے تم ہر اک لعل کی صورت جدا جدا بنا لاؤ
غرض اُن دونو بھائیون نے جیسا کہ وہ لعل تھا ویسی ہی صورت بے کدورت بنائی مگر دونون گواہ
روسیا ہون نے کبھی لعل کی شکل نہین دیکھی تھی صورت مختلف بنا کر بادشاہ کے پاس لیگئے شہنشاہ
عادل زمان نے اُس زن کم سخن کو بھی فرمایا کہ تو بھی ایک لعل کی شکل طیار کر لا اُس زن کم سخن
نے تو کبھی لعل کی صورت نہ دیکھی تھی مگر عقلیہ اُس نے کہا کہ لعل بے بہا نہایت قیمت رکھتا ہے تو
اُسکی بڑی شکل ہوگی باین دانائی ایک پتھر دواہی تباہی بنا کر بادشاہِ عالیجاہ کے قریب لیگئی بادشاہ
عالم پناہ اُس لعل بے بہا کو ملاحظہ فرماکے دل مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت یہ زن بے تقصیر
ہے اُس نے لعل کبھی نہین دیکھا تھا لیکن جب گواہون کے لعل تغلبی بنانے پر بادشاہ
جمجاہ نے مارے طمانچون کے منہ لال کرواے تو وہ روسیاہ پرگناہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ
عالیجاہ ہم نے طمع زر نقد سے جھوٹی گواہی دے تھی شعر واجب القتل ہین خنجر کے سزاوار
ہین ہم + ہان میان سچ ہے کہ ایسی ہی گنہگار ہین غرض بادشاہِ عالم پناہ نے فراست اور
دانائی اور عقل آرائی سے اُس کے چھوٹے بھائی سے وہ پارۂ لعل بے بہا دلوایا تمہو سے
یہ انصاف مہجور جیسا ہوا + جہان مین کسی سے کم ایسا ہوا + حکومت مین حاکم ہو اس
طرح غرق + تو لعل و خزف مین نہ کیونکر ہو فرق + جو حاکم کو اپنا ہی سمجھو بلاؤ +

تو جو اور گندم بکین ایک بھاؤ + غرض حاکون کو بقول حسن + سناتا ہین کوئی اتنا سخن + کرو
سلطنت لیک اعمال نیک + کہ تا دو جہان مین ہو نام نیک

حکایت ایک زن فاحشہ نے اپنے بیٹے کو مار ڈالکر ایک زن ہمسایہ کے گھر مین گرادیا اور قاضی سے جاکر استغاثہ کیا کہ فلانی عورت نے میرے پسر تنک قمر کو مار ڈالا ہی مین قصاص چاہتی ہون قاضی نے دانائی سے دریافت کرکے انفصال کر دیا

عاقلان دوست پرور اور ناقلان دشمن منظر ایک زن پُرفن کی یون حکایت پُرشکایت بیان کرتے ہین کہ وہ نابکار ناہنجار ہمسایہ مان جایا مین ایک عورت نیک خصال سے دشمنی دلی رکھتی تھی عرصہ جو کے قابو پر کبھی نہ چڑھتی تھی قضائے کار ایک روز رات کو اُس زن پرفن نے شراب ناب پیکر آپ کو اسقدر سرشار کیا کہ اُس نشہ کے عالم مین اپنے پسر جان پرور کو خنجر آبدار سے ذبح کرکے زن ہمسایہ کے گھر مین پھینک دیا اور وقت علی الصباح وہ روسیاہ قاضی کے پاس جاکر اُس عورت خجستہ پیکر پر یون دادخواہ ہوئی کہ اے قاضی شہر میرا فرزند دلبند اس کمبخت نے آہ بیگناہ قتل کیا ہے اگر یہ بھی سیاست سے قتل ہو تو میری تسکین خاطر فاتر ہو نہین تو اے قاضی مین اپنا بھی جوہر تیرے سامنے ظاہر کرونگی اور بروز محشر قاضی الحاجات کے سامنے مین گریبان چاک تیری دامنگیر ہونگی یہ کلام اُس بدانجام کا سُنکر اول زن ہمسایہ کو خلوت مین لیجاکے قاضی نے یون زبان کو سخن سے آشنا کیا کہ اے عورت نیکبخت راست راست کہ نہین تو واللہ باللہ تیرے بدن کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل اور کوؤن کو کھلوا دونگا یہ گفتگو قاضی نیکخو کی وہ زن کم سخن گوش زد کرکے کہنے لگی کہ اے قاضی شرع متین واسطے مسند نشین ختم المرسلین قسم ہے اُس خالق جن و انس کی مین نے اُس کے طفل بے گناہ کو آہ نہین مارا یہ مجھپر الزام پُر اتہام ناحق ہے بقول حسن مصرع کہ اُس کا خدا عالم الغیب ہی۔ قاضی نے کہا اے عورت نیکبخت اگر تو نے اس طفل صغیر کو نخچیر نہین کیا تو میرے سامنے سرتاپا برہنہ ہوجا کہ مجھکو صاف دریافت ہو کہ تو اس حرکت سے مبرا ہے یہ سخن دلشکن قاضی سے وہ عورت صاحب عصمت سر بگریبان خجلت کھینچکر کہنے لگی اے قاضی عیب پوشی گنہگاران واسطے بے ستران مجھکو قتل ہونا منظور مگر مین تیرے حضور تا بمقدور بے ستر میرا سر نہ ہوگی غرض قاضی نے ہرچند اُس دردمند کو سیاست سے دھمکایا اور ڈرایا لیکن وہ برہنہ نہ ہوئی غرض قاضی

قاضی نے اُسکو رخصت کیا اور اُس زن فاسقہ کے خلوت مین طلب کرکے کہا کہ اے زن پُرفن تیرا سخن مجھکو باور نہین آتا ہے لیکن میرے روبرو تو سر سے تا پا برہنہ ہو تو البتہ تیرا کلام بانجام مجکو فرصت ہو اُس زن فاجرہ نے چاہا کہ آپ کو برہنہ کرے وہین قاضی عروار یاضی نے اُس حرکات وسکنات ناشائستہ سے منع کیا اور یون کہا کہ اے زن پُرفن تو نے اپنے بیٹے کو آپ ذبح کیا ہے اس نیکبخت صاحب عصمت کو کیون متہم کرتی ہے غرض کئی کوڑے جو اُس کے سر پر پڑے تو وہ اقرارکنان ہوئی کہ واقعی یہ تقصیر کبیرہ مجھی سے سرزد ہوئی القصہ قاضی نے اُس خجستہ نابکار بدکردار کو دار پر کھینچا تمثوسے تا نہ پھر کوئی ایسا کام کرے۔ نیک ناموں پہ اتہام کرے یہی قاضی کو چاہئے مجہور منصفی مین کیے ذرا نہ قصور۔ اور قاضی جو بددیانت ہو۔ اُسپہ ساری جہان کی لعنت ہو

حکایت ایک شخص سو دینار ایک پیرمرد کو سونپ کر سفر کو گیا اور سفر سے آکر اپنی امانت کا جو طلبگار ہوا تو منکر وہ ناہنجار ہوا مدعی نے پیش قاضی اظہار کیا اُس نے فراست سے انفصال کردیا

پیران روشنضمیر و رجانان خوش تقریر یہ حکایت بے نظیر بالائے قرطاس حریر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک جوان مرد مسلمان نے ایک پیر تن حقیر کو صاحب ایمان مرد مسلمان سمجھکر سو دینار سپرد کئے اور آپ برائے روزگار کسی اور شہر قندار کو راہی ہو گیا مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد سفر سے آکر اُس ساہوکار طمع کار سے جمع مارے اپنی امانت طلب کی تو اُس مکار ناہنجار نے اقرار کا ٹاٹ الٹ کر یون کہا کہ اے جوان تیرہ بختان تو مجھ تن حقیر ودلگیر پر کس لیکھے سے تہمت کا دھرا باندھتا ہے اے دیوانے بداعمال یہ تیری آنٹ سانٹ بھی سود نہ کریگی چلا دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا مارونگا کہ تیری سرشت بھی بھر جاویگی شہر مین نہین واقف تیرے دینار سے۔ سر پھر آتا ہے عبث تکرار سے۔ یہ گفتگو عربدہ جو اُس پیر بے پیر کی سُنکر وہ جوان قاضی شہر کے آگے دادخواہ ہوا قاضی مُردار نے اُس پیر تن حقیر کو بلاکر جو پوچھا تو وہ مال مردم خوار مستہ زور منکر قاضی شرع شریف نے اُس جوان حیران سے کہا کہ اے عزیز باتمیز تو اثبات کا کوئی گواہ اور شاہد بھی رکھتا ہے یا نہین اُس جوان باایمان نے کہا کہ اس امر کا گواہ حسب دلخواہ سوائے اللہ باللہ کوئی نہین چار و ناچار قاضی نے از روئے شرع شریف اُس پیر بے پیر سے کہا اے ضعیف دل نحیف تجھپر قسم واجب ہے یہ کلام قاضی عالیمقام کا سُنکر جوان دل پریشان کہنے لگا اے قاضی منصف مان ولے عادل یہان اس ورد مجکو قسم کہانے سے مطلق باک نہین ہے ایک قسم کیا یہ ہزار قسم کو تحت القند سمجھتا ہے شعر قسم کا مجھے اُسکے کیا اعتبار کہ یکتا ہی جھوٹون مین یہ بدشعار۔ قاضی نے کہا اے جوان عالیشان تو مے

اُسکے صرہٗ دست مین دیا تھا اُوسوقت یہ کس مکان پر بیٹھا تھا اُس جوان باایمان سنے کہا اُسوقت یہ قاطع الشجر نخل بے ثمر اکیلا ایک کیلا کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا قاضی نے کہا اے جوان نادان پھر تو نے کیون اظہار کیا تھا کہ میرا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین پیرا تو گواہ کامل اور شاہد عادل موجود ہے جا اُس درخت سبز رخت کو بے آ وہ تیری گواہی دیجائیگا یہ سخن حیرت افگن سُنکر وہ پیر مرد اُسدم متبسم ہوا اور جوان دل پریشان نے کہا اے قاضی مرد ریاضی درخت نیکبخت یہان کیونکر آئیگا قاضی شرع متین اور حاکم دین نے کہا کہ میری مہر خاص اُسکے پاس لیجا اور اپنے مہر خموشی کو لب تقریر سے دور کرکے کہنا کہ اے درخت سبز رخت تجکو شہر کا قاضی طلب کرتا ہے یہ اُسکی مہر خاص میرے پاس موجود ہے اس مہر سے سرخ رو کر اور روسیاہی نہ دے یہ کلام نیک انجام قاضی سے سُنکر وہ جوان باایمان معہ مہر قاضی اُس درخت کی طرف روانہ ہوا اُس دل پریشان کے روانہ ہونے کے بعد ایک گھڑی کا تغافل دے کے قاضی نے اُس پیر سکار ناہنجار سے پوچھا کہ اے پیر روشنضمیر وہ جوان پریشان درخت کے قریب پہنچا ہوگا یا نہین کیونکہ مجھے اور بھی بہت سے قضایائے ضروری حضوری انفصال کرتے ہین یہ سخن قاضی کی زبان سے وہ پیر بے پیر سُنکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد ریاضی مثل ہنوز دہلی دوراست۔ ابھی وہ گمراہ اثنا راہ مین ہوگا یہ کلام اُس بدانجام کا قاضی سنکر چپ ہو رہا ایک دو گھڑی کے بعد وہ جوان دل پریشان قاضی کے قریب آکر یون گویا کہ زینت مسند دین وائے نائب شرع متین تیرے حکم پر پھر کا وہ درخت سبز رخت مطلق شنوا نہ ہوا قاضی نے کہا اے جوان نادان وہ درخت تیرے جانے کے بعد خود بخود آکر گواہی دے گیا یہ سخن حیرت افگن وہ بے پیر سُنکر کہنے لگا اے قاضی مرد ریاضی کوئی درخت بے ثمر تو میرے روبرو نہین آیا اتنا جھوٹ بولنے سے کیا حاصل اور کیا فائدہ ہے کیا یہ شعر تیرے گوش زد نہین ہوا ؎

شعر کسے راکہ گردد زبان دروغ ۔ چراغ دلش را نباشد فروغ ۔ اس کے جواب مین قاضی نے کہا اے پیر تن حقیر تو سچ کہتا ہے کہ درخت نیکبخت میرے قریب نہین آیا مگر اُس وقت مجکو اُس درخت نے گواہی سے نونہال کیا کہ جسوقت مین نے تجھ سے پوچھا تھا کہ وہ جوان درخت کے قریب پہنچا ہوگا یا نہین تو نے اُسکے جواب مین کہا تھا کہ ابھی کیا ذکر ہے پس اگر تو اُس درخت کی بیخ و بنیاد سے واقف نہ تھا تو یہ کلام نیک انجام تیری زبان سے کیون سرزد کہ ہنوز دہلی دوراست تو یون ہی کہتا کہ مین کیا جانون وہ درخت سبز رخت کہان سر سبز ہے لیکن اُس جوان باایمان نے تجکو اُس درخت کے نیچے روپیے دئیے تھے تب تو تیری زبان نادان سے بے ساختہ یہ سخن نکلا کہ وہ جوان تاحال اُس نہال تک نہ پہنچا ہوگا اب مکر نے سے کیا فائدہ مثل ہے مصرع سخن راست برزبان جاری

اور فی الحقیقۃ ہے کہ دریا کا ہہگا منہ پر آتا ہے اے پیر بیٹے پیر تیری اسمین خیریت اور عزت اور حرمت ہے
کہ اُس جوان مرد مسلمان کے سو دینار بے تکرار حاضر کر نہین تو مارے دُرّوون کے تیرے بدن کا
پوست ادہیڑ ڈالونگا غرض اُس پیر شریر نے اُس جوان با ایمان کی وہ امانت بصد ندامت دے
مثنوی ہے جب ایسے صاحب انصاف لوگ + تو ہر اک کو کیون نہ صراف لوگ + کرین اپنے حرفت
سے رسوائی خلق + عجب طرحکا ہے یہ ایامِ خلق + جسے یاد ہو کچھ فریبون کی بات + اُسے لوگ
کہتے ہین ہے نیک ذات + جسے ظاہرا کچھ بھی ایمان ہے + اُسے کہتے ہین صاف شیطان ہے +
اسی فکر مین ہائے ہو راب + بسر اپنی کرتے ہین اوقات سب + رہی ہے تمیزی نہ بیجا صلی + کہ در فکر دنیا فرین

حکایت ایک ساہوکار نے پیری مین دوسری شادی کی اور اُس سے ایک بیٹا
پیدا ہوا اور ساہوکار کو مرنیکے بعد دو بیٹے بھی پہلی بی بی سے تھے اُنھون نے اُس لڑکیکو حصہ
دیا اور کہا کہ یہ ہمارا بھائی نہین ہے اکبر بادشاہ نے انصاف سے اُسکو حصہ دلوایا ؎

نکتہ دانان کامل اور تواریخ دانان قصہ مشکل قصہ راست و باطل کو بیان عدالت مین یون فیصل کرتے ہین
کہ اکبر بادشاہ کے عصر مین ایک ساہوکار مالدار نے حالت پیری اور ضعیفی مین اور شادی برائے خانہ
آبادی کی لیکن اُسکی اگلی جورو متوفی سے دو پسر رشک قمر موجود تھے غرض اُس کبیر کو جورو مہ رو جوان
پُر ارمان ایسی ملی گویا اُسکے گھر مین قسمت کی بدولت دوسری لچھمی آئی لیکن وہ پیر حقیر اور یہ جوان پُر
ارمان عقدہ ہوا اور حرص کیونکر وا ہو غرض وہ پری خسار غیرت بہار ایک روز برائے تفریح طبع بالائی بام
فرحت انجام قریب شام جو گئی تو اپنے مکان عالیشان کے نیچے کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان ماہ لقا مہر سیما
بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اس عزم آمادہ دل دادہ کو شوہر کا خوف مطلق نہ آیا بہر صورت کوٹھے
کے نیچے اُتر کر دست بستہ کھڑی ہو کر اُس جوان بے ایمان کے مصحف رو کی تلاوت کرنے لگے غرض وہ
جوان با ایمان بعد تلاوت قرآن مجید اُسکو دیکھکر کہنے لگا اے ہمشیرہ صاحبہ آپکا اُسجا ہمو جب اور
بے سبب کیونکر آنا ہوا یہ کلام اُس حالیتعام کا سُنکر وہ مہ رو دو بدو دل مین کہنے لگی + مصرع افسوس
ہے صد ہزار افسوس + بقول شخصے مصرع جی کی جی مین رہی بات نہونے پائی + یہ عزیز صاحب تجھہ
تو مجکو منہ سے بہن کہ بیٹھا اب کیا کرون + شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی + رہے جاتی ہے
جی مین بات جی کی + اس خیال پُر ملال مین وہ آئینہ رو مانند آئینہ حیران و شمشدر کھڑی تھی کہ
اُس عزیز نے بصفائی دل اس سے پوچھا کہ اے آئینہ رو تیکو اس وقت تیرے دل مین کدورت

اور آرسی کیون آگئی یہ سخن اُس رشکِ چمن کا سُنکر وہ غنچہ دہن کہنے لگی اے غنچۂ حدیقہ خوبی واے گُل
باغ محبوبی اسوقت یہ بے سروسامان پر ارمان تیرے عشق مین سیماب وار بیتاب و بیقرار ہوکر آئی
تھی لیکن تو وہ سخن دلشکن و بانپر لایا کہ جسکو سُنکر مرغ دل قفس تن مین مثل بلبل تصویر خاموش ہے یہ گفتگو
اس گلرو کی سُنکر وہ جوان باایمان یون حرف زن ہوا کہ اے بہن رشکِ چمن خدا کی عنایت اور کرامت
سے تیرا شوہر والا گوہر موجود ہے تو مضطر اس قدر ناحق حرص رکھتی ہے برلئے خدا اس حرکات ناشائستہ
سے باز آ یہ کلام اُس عالیمقام کا سُنکر وہ زن ساہوکار دل افگار کہنے لگی اے جوان نادان اگر اس باغبان
کی نسیم مواصلت سے میرا گل مقصد شگفتہ ہوتا تو مین اس روش بیکلی سے تیرے گلے کا کیون ہار ہوتی
یہ احوال پرملال زن ساہوکار کا سُنکر وہ جوان باایمان یون گویا ہوا کہ اے بہن رشکِ چمن اگر حرکات
شہوات نفسانی مین تو گرفتار ہے تو ایک کام نیک انجام کر کہ اپنے شوہر شکستہ کمر کو ہر روزہ مچھلی کے
سر کو روغن گاؤ مین پکا کے روٹی کے ہمراہ خاطرخواہ کھلوا انشاءاللہ تعالے تجکو گرداب الم سے نجات
ہوجاویگی اور تیرا حوض مطلب ابر کرم سے لبریز ہوجاویگا شعر غرض تیرا مطالب بفضل خدا + برآئیگا دنیا
مین اے ماہ لقا + الحاصل اُس بیدل کو جوان باایمان نے اس تسلی اور تشفی سے بصد بشاشت رخصت
کیا اور وہ زن ساہوکار دلفگار گھر مین آکر وہ عمل درپیش لائی بعد چند ایام عنایت آلہی سے اُس کا تیر
مقصد ہدف مدعا پر لبِ معشوق ہوا اور یاس و ناامیدی گوشہ دل پران ہوگئی المدعا چندروز غم اندوز
کے بعد وہ زن غنچہ دہن حاملہ ہوئی اس عرصہ مین اُس ساہوکار عالیمقدار کی مایہ زیست لوٹ کر دست
قضائے دیوالہ نکالدیا اور بعد چند ماہ اُس رشک ماہ کے برج بطن سے ایک لعل بے بہا پیدا ہوا رفتہ
رفتہ وہ مہرلقا جب پانچ چھہ برس کا ہوا تو اُس کے سوتیلے بھائیون نے اُس کی مادر خجستہ جگر کو ورثہ
پدری سے خارج کیا ہرچند اُس نے قاضی اور مفتی سے اپنا حال پرملال اظہار و آشکارہ کیا لیکن
کوئی شنوا نہ ہوا کسواسطے کہ اُس کے واعیہ دارون نے حاکمون سے کہا کہ اس کا خاوند نہایت پُر
حقیر تھا اُوسکو رجولیت اس قدر نہ تھی کہ جس سے یہ لڑکا پیدا ہوتا خدا جانے یہ طفل بے نسل کسکی صلب سے
ہے ہم اُوسکو حصہ پدری نہ دینگے غرض زن ساہوکار گرفتار بلائے روزگار نہایت حیران اور
پریشان ہوئی آخرکار بیچارہ ناچار وہ دل افگار اکبر بادشاہ جمجاہ کے روبرو و بدو یون حرف زن ہوئے
کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ تیرے عدالت کی ٹکسال مین میرے مایۂ ریاست کی روکڑ ناحق ماری
جاتی ہے یعنے اس شخص کے خاوند کا مال بے زوال میرا فرزند دلبند نہین پاتا اُسکے سوتیلے سبکا سب
اپنے قبضہ مین کر بیٹھے ہین القصہ بادشاہ عالم پناہ نے اُس کے واعیہ دارون کو طلب فرما کے

جو احوال دریافت کیا تو وہ مال مردم خور منہ زور یون گویا ہوئے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت یہ ہمارا بھائی الحرامی
ہے اوسکو ہم ورثہ پدری کسطرح دین کیونکہ ہمارے باپ نے اُسکی ماں سے حالت پیری مین شادی کی تھی چنانچہ معروف
و مشہور ہے کہ اوسکو رجولیت کی طاقت نہ تھی خدا جانے یہ لڑکا کس کا زائیدہ ہے یہ سخن پُر فن اُنکی سُنکر اکبر بادشاہ
نے اُس عورت نیک خصلت کو الگ طلب فرماکر پوچھا کہ تیرا یہ لڑکا کس کے نطفہ سے ہے نہین تو تیرا پیٹ چاک
کرکے گردے نکلوا ڈالونگا غرض اُس زن کم سخن نے اُس جوان باایمان کا تحقق اور مجہلی کے سرونکا قصہ اکبر
بادشاہ جمجاہ سے مشروحًا اظہار کیا بعد دریافت احوال پُر ملال بادشاہ نے قاضی اور مفتی اور کوتوال کو طلب
کرکے ارشاد کیا کہ اس زن بیوہ پُر حیا کا انصاف تمنے صاف صاف کیون نہ کیا جو ہم تک اُسکی نالش پہنچی اُن
سبنے آپسمین ایک زبان ہوکر جواب دیا خداوند نعمت سپہر کرامت تحقیقات اور انصاف کی رو سے اُسکے فرزند
دلبند کو ورثہ پدری نہین پہنچتا ہی یہ گفتگو و بد و سُنکر بادشاہ خادمون سے فرمایا کہ اس لڑکے کو حمام بآرام کروا
کے آو الغرض حسب الحکم وہ لڑکا بعد انفراغ حمام بخوشی تمام حضور پُر نور مین حاضر ہوا اُسوقت بادشاہ عالیجاہ نے ارشاد
کیا کہ اس لڑکے کو فرش پر اس روش سے دوڑاؤ کہ اس کے پھول سے بدن پر شبنم سا پسینا نکل آئے غرض
وہ لڑکا جب خوب ادہر اودہر دوڑا اور تمام بدن گلفام عرق عرق ہوگیا تب بادشاہ نے اُسکے پسینے کو
رومال محمودی سے پچھوالیا اُسکے بعد پہر اُسکو دوڑاکر عرق پچھواکر رومال نچڑواکر سونگھا بو اُسکے پسینے سے
مچھلی کی بو پیدا ہوئی بادشاہ نے آپ اوسکو سونگھکر اور خادمون کو سنگھواکر فرمایا کہ دیکھو اسمین کس شے کی بو
آتی ہے ہر ایک نے اُس پسینے کو سونگھکر عرض کی کہ اے ماہ کرامت و اے مہر حشمت اُسکے عرق مین ماہی
مراتب کی بو معلوم ہوتی ہے تب بادشاہ عالیجاہ نے ہر ایک صاحب عدالت و ارباب صداقت سے ارشاد
کیا کہ اس عورت نیک خصلت سے دریافت کرو کہ اُسکے شوہر شکستہ کمر کو دنیا داری کی طاقت ایکباری کس
شکل سے ہوئی تھی غرض سب عدالت نے جو اُس سے پوچھا تو احوال نسخہ ماہی سقنقور کا ظہور ہوا تب بادشاہ
گیتی پناہ نے پُر غضب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ یہی عدالت و انفصال کرتے ہو کہ جیسا اُس زن الم سخن کا انصاف
کیا غرض بادشاہ عالم پناہ نے اُس کمبخت کو ورثہ پدری دلواکر بعد شناخت رخصت کیا ابیات غرض
سچ تو یون ہے میان جہان۔ یہی منصفی چاہئے مہربان۔ جو ایسے ہی عادل ہون بادشاہ۔ تو ہو جائے
پاک لخت عالم تباہ۔ جو جمہور منصف نہ ہو شہریار۔ سدا اُس پہ ہو لعنت کردگار ؎

حکایت ایک شخص حلوائی کی دوکان پر مٹھائی لینے گیا اور اُس کا غلہ چرا کر
منکر ہوا حلوائی اُسے اکبر کے حضور مین لیگیا بادشاہ نے دانائی سے انفصال کردیا

عاقلان ذوی الاکرام اور ناقلان شیرین کلام یہ حکایت پر بلاغت کہ جس کا ہر ایک سخن مصری کی ڈلی ہے دکان بیان
مین یون چنتے ہین کہ ایک حلوائی مقبول خدائی کی دوکان عالیشان پر ایک عزیز بے تمیز مثل مگس حریص
کچھہ مٹھائی لینے کو گیا اور ایک روپیہ جیب سے فی الحال نکالکر اُس حلوائی مولائی سے کہنے لگا کہ اس روپے کی
مٹھائی اے حلوائی تازی تازی اندر سے ایسی لادے کہ اوسکو جو کوئی رشک یوسف مصری نقل کرے وہ
منہ پر کچھہ نبات لائے اور اگر خدانخواستہ مٹھائی اچھی نہ ہوگی تو مارے تھپڑون کے تجھہ بدقوام کا منہ لال
کرکے اجل کی چاشنی چکھاؤنگا اور ایسی بیزار پٹی کرونگا کہ تیری عقل ریوڑی کے پھیر مین آجائیگی اور
جو مٹھائی پوری نہ تولیگا تو مارے گھونسون کے تیرا حلوا نکالونگا یا تیرے ہاتھہ کا گٹہ توڑ ڈالونگا یہ گفتگو اُس
بدخو کی سنکر حلوائی ایسا چپ ہو رہا کہ جیسے کوئی گپ چپ کی مٹھائی کھاتا ہے بعد تامل بسیار یون جوابدہ
ہوا بھائی تجھکو آب و تاب کی مٹھائی دونگا کہ وہ صفائی ماہ و خور مین نہوگی میری بات مین ہرگز شک کرنا
مین قلندر نہین ہون جو میری بات مین لے دل برفی ہوا اور اگر تجھکو باور نہین ہے تو لے ایک لڈو آپ
سے کھا جا دیکھہ تو کیسا در بہشت کا کھلتا ہے الحاصل اُس حلوائی نے عین صفائی سے اُسکے ہاتھہ سے
روپیہ لیکر غلہ مین رکھہ لیا اور آپ اٹھکر کوٹھری کے اندر گیا اس خریدار ناہنجار نے اُس کا تمام غلہ فی
الحال اپنے رومال مین الٹ لیا غرض حلوائی نے روپیہ کی مٹھائی بہت تحفہ اور آبدار ایک ٹوکری مین
لگا کر اُسکے حوالہ کی اور یہ ملعون ذوفنون وہانسے مٹھائی لیکر ایکبار فرار ہوا اُسکے بعد اُس حلوائی کو
جو کچھہ پیسون کی خواہش ہوئی تو غلہ مین کیا دیکھتا ہے کہ روپیہ اور پیسون کا تو کیا ذکر اور ذکر کوڑی ایک
کوڑی بھی کہس لگانے کو نہین نظر آتی یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر دلمین کہنے لگا شعر کوئی مجھپہ یہ کیا
غضب کرگیا۔ کہ جس سے مین جیتے ہی جی مرگیا۔ پھر یکایک سوچکر کہنے لگا کہ جو شخص مٹھائی دانائی سے
ابھی لینے آیا تھا غالب ہے کہ اُسی عزیز بے تمیز کی یہ دست چالاکی ہے غرض وہ حلوائی مثل سودائی دکان سے اٹھکر
اُسکے پیچھے دوڑا آخر کار وہ نابکار ایک گلی مین کہین ہاتھہ آیا اوسکو کھینچکر وہ حلوائی سوائی سے دوکان پر لایا
اور اپنا مال بیزوال طلب کرنے لگا وہ عزیز ناچیز منکر ہوکر یہ کلام با دشنام زبان پہ لایا کہ اے بھڑوے تو بھلے آدمیون پر
ناحق تہمت کا دھرا باندھتا ہے تیری چکنی چکنی باتین کچھہ سود نہ کرینگی مجھکو تیرا غلہ لیتے کسنے دیکھا ہے جو تو ناحق طوفان
پر بہتان برپا کرتا ہے القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ اکبر بادشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پہنچا بادشاہ نے
دونون کو طلب فرماکے ہرچند چشم نمائی کی مگر وہ عزیز بے تمیز یہی کہا کیا خداوند نعمت سپہر کرامت یہ
حلوائی سودائی ہے یہ رومال مالا مال مجھہ پر ملال کا مال ہے آخر کار ناچار بادشاہ نے اُس رومال کو توشکخانہ
مین رکھوا دیا اور مدعی اور مدعا علیہ کو فرمایا کہ اپنے اپنے گھرون کو جاؤ جس شخص کے ہونگے اُسکو پہنچینگے

غرض وہ دونون گھر کو راہی ہوئے لیکن اکبر بادشاہ نے دل مین کہا کہ عجب قصہ لاحل ہے کہ جس کا حل ہونا نہایت اشکال ہے کیونکہ اس کا کوئی شاہد گواہ حسب لخواہ نہین ہے بقول شخصے مصرع غیب کی بات کوئی کیا جانے + المدعا ایک شب بادشاہ نے نہایت دل مین غور کرکے وقت سحر اُن دونون دادخواہون کو طلب فرمایا ایک خواص خاص کو ارشاد کیا کہ ایک طشت گرم پانی کا جلد حاضر کرنا کہ دادخواہون کی گرمی آب انصاف سے سرد ہو غرض موجب حکم بادشاہ عالم پناہ آب گرم کا طشت وہین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اس رومال پُرمال کو اس طشت مین غرق کردو غرض اُس رومال پُرمال مین آب گرم مین جو مستغرق کیا تو ایک لمحہ کے بعد بادشاہ نے اُسکو ملاحظہ فرمایا تو کیا اظہر ہوا کہ اس طشت کے پانی پر چکناہٹ کے ترمرے یون نمایان ہوئے جس طرح شب دیجور مین اختر فلک چمکتے ہین یہ واردات عجائبات بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ فرماکے اشہب تیزگام زبان کو میدان عدالت مین یون جولان کیا کہ یہ روپیہ اس حلوائی تمنائی کے واقعی ہین کسواسطے کہ اسکے ہاتھ کی چکناہٹ جو روپیہ پیسون کو لگتی تھی سو اس طشت کے آب گرم نے اب حباب آسا ظاہر کردی اور اس دروغگو بے آبرو کو سب کے سامنے دریائے ندامت مین ڈبو دیا اگر اس کے روپے ہوتے چکناہٹ سے کیا علاقہ رکھتے حق تو یون ہے کہ حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے شعر غرض بادشاہ این قیل و قال + کیا عقلمندی سے یہ انفصال + جو مجبور ایسی کرے منصفی + تو کیونکر نہو خلق اُس سے خوشی +

حکایت ایک اخوند جلاہے کی لونڈی کو ورغلان کر اپنے گھر مین لیگیا اور جلاہے نے طلب کیا اخوند نے کہا یہ میری لونڈی ہے قاضی نے دانائی سے لونڈی کو جلاہے کے حوالہ کیا ؛

مالکان تحریر اد نشان دلپذیر یہ حکایت بے نظیر صفحۂ تحریر پر نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک اخوند خود پسند بھنی لایعنی ایک جلاہے کی کنیز کو گرنجت کا قاعدہ پڑھا کر مکتب پوسیدہ مین اوہی بات کا سبق دینے لگا لیکن اُس جاہل کو اپنی قابلیت اور مقطع صورت کا مطلق خیال نہ آیا کہ یہ باتین زیبندہ ہین یا نہین الحاصل بعد چند روز جلاہے جگرسوز کو دریافت ہوا کہ میری کنیز بے تمیز محبت کا تانا توڑ کر فلانے اخوند کے گھر مین عیش و عشرت کی تہاری پھیلائے بیٹھی ہے یہ احوال کثیر الاختلال معلوم و مفہوم کرکے بیحد بیقراری و سوگواری اُس اخوند ناقابل کے قریب گیا اور رشتہ بیان کو زبان کی سلائی پر چڑھا کے یون پیچ کرنے لگا کہ اے معلم بے ایمان و اے تخم شیطان تو بھی اپنے کام کا بہت خامہ اور بہت گاڑھا ہے پیر گلبدن

تن زیب لونڈی کو میٹھے میٹھے کلام نافرجام سے اُڑا لیا تجھپر غضب الٰہی نازل ہو یا ظلم شائستہ تھا نہین ایسا گرفتار
ہوا کہ تیرے ہاتھہ پانون کو جھولا مار جائے کیونکہ مین اُسکے گلشن فراق مین شب کو شبنم کیطرح یون ہاتھہ مل
کے روتا ہون کہ اشکون سے سب میرا بستر اندام ہوجاتا ہے اور بیچینی سے کخواب آتا ہے فی الحقیقت
بقول شخصے شعر کروٹین لیتے ہی لیتے صاف اچٹ جاتی ہے نیند + جس کا دل دلبر مین ہووے اُس
کو کب آتی ہے نیند + اے اخوند خود پسند آج ہزار جاسوسی ایک خاکروب دو دیسے ورنیافتہ ہوا
کہ میرے عشرت کے تہان کا ریزہ تیرے مکان کے صحن مین بیٹھا ہے اپنے سرکی سرمی معاف کر
رہا ہے اُسواسطے چار و ناچار خانے مین تیرے آیا ہون کہ میری عرض کو اپنی خدمت فیصد رحمت مین پذیرا
کرکے اُس کنیز باتمیز کو میرے ساتھہ کردے نہین تو یہ مسلم سمجھہ لینا کہ اس کا ثمر محمودی نہ ہوگا یہ تقریر نا گریز
اُس جلاہے کی سُنکر اخوند عقلمند کہنے لگا کہ اے بمعنی لایعنی نمونہ شیطانی کیا واہی تباہی بکتا ہے وہ
کنیز عزیز اس شخص کی زر خرید ہے تو کون ہے جو اس کا خریدار نا ہنجار پیدا ہوا اشعار چل دور ہو
سامنے سے میرے + شیطان چڑھا ہے سر پہ تیرے + اُتریگا نہین بغیر بیزار + معلوم ہوا مجھے بتکرار
+ الحاصل یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی مرد ریاضی کے آگے رجوع ہوا اخوند خود پسند نے تو اکیبار اظہار کیا کہ
یہ لونڈی میری زر خرید ہے اور جلاہے نے بھی کہا کہ اے قاضی شرع شریف خدا تجکو اس مسند پیغمبری
پر قایم و دائم رکھے انصاف سے اُسکو صاف تحقیق کر کہ یہ لونڈی میرے پاس ایک مدت مدید سے ہے
اس اخوند نے چھینے کے قریب ہوا ہے کہ وحشت کا مکتب کہاکے اُسکو عشق کا درس دیا ہے المدعا
قاضی نے جو اُس کنیز بے تمیز سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کس کی کنیز ناچیز ہے وہ لونڈی اخوند کی کنونڈی جواب دہ
ہوئی کہ یہ گنہگار دلفگار اس اخوند دولتمند کی لونڈی ہے یہ جلاہا جھک مارتا ہے جو میرا دعوے کرتا ہے یہ اُسکی بات
واہیات سُنکر قاضی مرد ریاضی خاموش ہوگیا اس کے بعد حکم کیا کہ اس کنیز ناچیز کو قیدخانہ مین مقید رکھو
دو چار روز کے بعد احوال دریافت کرکے جسکی لونڈی ہوگی اُسے لیجائیگی غرض قاضی نے دو تین روز کی
مہلت بتعجلت دیکر اخوند اور جلاہے کو طلب کرکے اُس لونڈی کو اپنے سامنے بلوالیا اور قلمدان و لستان
آگے رکھکر اُس کنیز بے تمیز سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کسکی لونڈی ہے اپنا اظہار آشکارا کرتا ہون اُسکو لکھکر
تجکو رہائی کا حکم دونا الغرض جسوقت وہ کنیز بے تمیز اپنا احوال فی الحال نوک زبان بیان کرنے لگے قاضی
نے باہستگی کہا ابھی رہجا ایک ذرا اس دوات مین پانی ڈال لا تو تیرا احوال بے ملال صفحہ حریر پر تحریر کرون وہ
کنیز بے تمیز بصد خوشی دوات بے آب مین جو پانی ڈال لائی تو تمام دوات پر آب ہوگئی یہ ماجرائے عجیب
قاضی خوش نصیب نے دیکھکر جلاہے سے کہنے لگا اے عزیز یہ کنیز تیری ہے اسکو اپنے گھر لیجا اور یہ اخوند دروغ گو ہے

اگر اُسکی لونڈی ہوتی تو کیا اوسکے قاعدے سے نہ واقف ہوتی اسقدر دوات مین پانی کیون ڈال لاتی اور اخوند سے بعد غضب کہا کہ اے فیلسوف زمان وے بیوقوف جہان تونے پرائی لونڈی کو کیون اپنا زیر مشق بنایا تجہہ منحرف کور و سیاہی کا خطر تہا کہ ایک جولاہے شکستہ احوال جگر شگاف کو غبار خاطر کرکے گلزار جہان مین بیچ رہونگا واللہ باللہ کیا کرون اگر تو مرد مسلمان با ایمان نہ ہوتا تو تیرے ہاتہہ قلم کروا ڈالتا اور نہایت زیر و زبر کرتا پہر کچہہ پیش نہ جاتی ابیات غرض قاضی نے اُس اخوند کو خوب ـ کیا نفرین سے لوگون مین محجوب ✤ نکرتا گر بدی ایسی وہ بدذات ✤ تو کیون کہتا کوئی جہہ سے بات ـ ہمیشہ سے یہی دیکہا سنا ہے ✤ برائی کا نتیجہ برا ہے

چوتہا باب مصرع کہنے بادشاہون اور گداؤن مین اور فی البدیہہ شاعرون کے مطلع کرنےمین اور بادشاہون کے چہچہ کہتے ہین اور کبیشرون کے کبت کرنےمین

شاعران فصیح زبان اور کبیشران ملیح بیان اوراق گلہائے بوستان پر قلم شاخ نرگس حیران سے یون رقم کرتے ہین کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ جس شاہزادی وزیرزادہ امیرزادے کو خوبصورت نیک سیرت سنتے تو اُسکی نوکری جس فرقہ مین بہم پونہچی ہر اُس فرقہ مین ملازم ہوکر اُس کے جمال مہر تمثال سے اپنی آنکہون کو روشن اور منور کرتے حسب اتفاق ایک شاہزادہ خزادے کی نوکری شیخ موصوف کو سنائیسون مین

بہم پہنچی چنانچہ ایک روز شاہزادہ عشرت اندوز نے یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع شنیدہ کے بود مانند
دیدہ + لیکن اِس کا مصرعہ ثانی اُس یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی کی زلیخائی طبیعت مین نہ دُر آیا آخر کار جتنے شعرائے
ذوی الاقتدار شاہزادہ والاتبار کے ملازم تھے ہر ایک سے ارشاد بادل شاد کیا کہ اِس کا مصرعہ دوسرا جو شاعر
بہم پہنچائیگا اُس کو بحر دنیا مین اپنا ہمردیف کرونگا اور اگر اُسکا مصرعہ ثانی بآسانی کسی سے
بہم پہونچائیگا تو بہ البدیہ اُس سے اسطرح پیش آؤنگا کہ اُسکا قافیہ تنگ ہوجائیگا یہ مضمون ترغیب زبون سب
شاعرون کو سنا کر شاہزادہ آپ بھی بحر فکر مین غوطہ زن ہوا اور شاعرون نے بھی دریائے تلاش مین خوب
ڈوب کر غواصی کی لیکن اُس مصرعہ کا دوسرا مصرعہ خاطر خواہ نہ بہم پہنچا رفتہ رفتہ یہ ماجرا حیرت افزا
شیخ سعدی شیرازی رہ کے گوش ہوش تک پہنچا مگر اُنکے گھوڑے کی سواری کی باری کچھ درازی کی تھی
تھی آخر کار جس نفر کار مکار کے گھوڑے کی چوکی سحر کی تھی شیخ موصوف اُسکے قریب جا کر بحالت غریب کہنے لگے
اے عزیز با تمیز صبح تیرے گھوڑے کی سواری باری مین تیز پا مثل صبا دوڑ کر بجا لاؤنگا اور جو کچھ
انعام واکرام شاہزادہ عالیمقام مجھکو عنایت وکرامت کریگا وہ سب بے رنج وتعب تیرے عناصر
دست مین دونگا کہ تیرے عیال واطفال کے کام آئیگا یہ کلام نیک انجام وہ نفر بے خبر سنکر نہایت
خوش ہوکر دل مین کہنے لگا ازین چہ بہتر یعنے محنت اور مشقت تو یہ کریگا اور زر نقد میرے ہاتھ
آئیگا بقول شخصے مثل کمائین خانخانان اور اڑائین میان فہیم + یہ خیال بالا مال وہ نفر بے تمیز دلمین
لا کر شیخ موصوف سے کہنے لگا کیا مضائقہ تیرا کلام معقول مین نے قبول بجیدول کیا الحاصل وقت سحر
شیخ صاحب چوکی کا گھوڑا لیکر آستانہ شاہی پر حاضر ہوئے غرض شاہزادہ نیک زادہ اُس اسپ باد
رفتار پر ایکبار سوار ہوکر برائے سیر مرغزار ولالہ زار راہی ہوا اِس عرصہ ناگاہ اثنائے راہ مین شاہزادہ کو
وہ مصرعہ جو یاد آیا تو سب شعرا اور رفقا سے یون حرف زن ہوا کہ کیون جی ہمارے مصرعہ کا مصرعہ ثانی
کسی با معنی نے نہ بہم پہونچایا عجب اتفاق ہے یہ کلام شاہ عالیمقام کا شیخ صاحب مسموع کر کے دست بستہ عرض کرنے
لگے خداوند نعمت غلام ناکام گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ وہ کونسا مصرعہ تنہا ہے کہ جس کا مصرعہ ثانی بآسانی
بہم نہین پہونچا ہے یہ بات واہیات گوش زد کر کے شاہزادے نے جواب ندیا اسمین ایک امیر صاحب توقیر پر
تاثیر نے کہا پیر ومرشد برحق کیا مضائقہ یہ بھی بندہ خدا ہے شاید اِس کا ناوک خیال نشانہ مقصود پر پہنچے تو اس
مین کچھ عجب نہین بقول شخصے شعر گاہ باشد کہ کودکِ نادان + بر غلط بر ہدف زند تیرے + یہ سخن اُس امیر کہن کا
سنکر کہنے لگا اے نفر زبان آور میرے مصرعہ کا اگر جواب باصواب تو دیگا تو مارے زیر بندہ گرنجی تیرا قافیہ تنگ کرونگا
غرض بہزار ناز معشوقانہ ویکتائی زمانہ شیخ صاحب کے روبرو یہ مصرعہ موزون پڑھا یا مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اسکے جواب مین شیخ موصوف نے توسنِ زبان کو میدان سخن مین جہکا کر اور شاہزادے کیطرف ہاتھ
بڑہا کر کہا اے یوسفِ ثانی ہمسرِ ماہ کنعانی + شعر ترا ویدہ و یوسف را شنید + شنیدہ کے بود مانند دیدہ
+ مصرع موزون رشکِ شمشاد شاہزادہ والا نژاد گوش زد کرکے مانند غنچہ گلشن سکوت مین چپ ہو گیا
بعد تامل بسیار و غیرت گلزار بلبلِ زبان کو چمن تقسیر مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا اے عندلیبِ باغ سخندانی
و لئے گلشن معانی معلوم ہوتا ہے کہ تو سعدی شیرازی ہے یہ کہکر بعد عجز و انکسار شیخ ذوی الاقتدار
رہوارِ برق رفتار پر سوار کرکے وہ نونہال حدیقۂ خوبی و گلِ باغ محبوبی بعد خوشی و شگفتگی آگے روانہ ہوا
قطعہ لیکن مہجور + اب کہان وہ لوگ + قدر کرتے تھے جو سخندان کی + اب یہ حالت ہو مردمانِ جہان
بات سنتے ہنین غزلخوان کی + نقل ہے کہ ایک شخص جگر افگار دل داغدار کسی شہریار والا تبار
کی دختر رشکِ قمر پر عاشق زار اور مست و سرشار تھا بادشاہ عالیجاہ گیتی پناہ نے مشورہ وزرائے عظام
و ندمائے عالیمقام سے اس جوان عاشق زار جگر افگار کو طلب فرما کے کہا کہ اے عاشق جانباز
و اے شایق بتان طناز اگر تو اس شخص کی دختر رشکِ قمر پر اس قدر مثلِ کتان چاک
گریبان ہے اور میدانِ عاشقی مین جوانمردی و دلاوری کا قدم مارا ہے تو تیری محبت صادق
اور الفت واثق ہم پر اس طرح خوب ثبوت ہو کہ جو تو فلانے مکان عالیشان کی بلندی سے
کود کر جانبر رہے اور تیرے کسی عضو جسمانی کو مضرت نہ پہنچی تو البتہ تیری عروس امید آغوش حسرت
سے بغلگیر بعد توقیر ہو جائیگی المدعا وہ عاشق شیدا یہ مژدہ روح افزا سنکر اس مکان عالیشان
کی بلندی رشکِ چرخ برین سے کودا لیکن یہ کہتا ہوا قطعہ جانان مرا بمن بیارید + این مردہ تنم
باو سپارید + گر بوسہ زند برین لبانم + یہ تیسرا مصرع غم افزا زبان سے ادا ہوتے ہی چوتھے
مصرع کے کہنے کی باری نہ پہنچی تھی کہ وہ عاشق زار جگر افگار ایک بار زمین پر گرکے بستر فنا پر
غلطیدہ ہوا یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی مسموع کرکے جو اس کے لاشۂ پاش پاش کے
قریب تشریف فرما ہوئے تو باعجاز مسیحائی و دانائی یہ مصرع چوتہا موزون کیا +
مصرع چون زندہ شوم عجب مدارید + یہ قصہ حیرت افزا اس شہنشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک
پہنچا کہ وہ کشتۂ جفا مردہ خاکبندی سے تا زمین یہ مصرعہ خریں آنکہ ہمردیف تھا ہوا سے جانان مرا
بمن بیارید + این مردہ تنم باو سپارید + گر بوسہ زند برین لبانم + لیکن ایک فقیر روشن ضمیر محرم راز
نہانی اس کشتہ کی زبانی یون کہتا ہے مصرع چون زندہ شوم عجب مدارید + یہ کلام حیرت التیام
سنکر بادشاہ جمجاہ حضرت شیخ سعدی کو طلب فرمایا اور عندلیب زبان کو گلشن تقریر مین یون نعرہ زن کرکے کہا

درویش خیر اندیش تو اس جان دادہ و در افتادہ کی زبانی کہتا ہے اگر وہ میری لب پہ بوسہ دوے عجب نہ رکہہ کہ زندہ ہون مین اسکے جواب مین شیخ سعدی نے کہا اے بادشاہ عالم پناہ یہ کلام صدق نظام عاشق صادق کا ہے کیا مذکور جو دروغ ہو بقول شخصے مثل ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے + اپنے دختر رشک قمر کو طلب کیجئے اور اس مردہ بیجان کے لب سے وہ لعل لب ملوائیے غالب ہے کہ اس کا کاشتہ بیت آب زندگانی سے لبالب ہوجائے یہ گفتگو و بدو شیخ نیک خو کی گوش زد کر کے بادشاہ کہنے لگا اے فقیر روشن ضمیر اگر اس بات مین کچہہ جہوٹ ہوگا تو واللہ باللہ تجکو بہی اسکے برابر بستر فنا پر لگاؤن گا یہہ سخن دلشکن زبان پہ لا کے بادشاہ نے اپنی دختر رشک قمر کو خلوت فرما کے وہان طلب کیا کہ جس جا وہ کشتہ جفا بستر فنا پر پڑا تہا زبان فصاحت پر بلاغت بیٹی سے کہا حسین ملیح اے رشک اپنے مردہ بیجان اور کشتہ ناوک مژگان کو باعجاز مسیحائی بصد رعنائی بوسہ لیکر دیکہہ تو زندگی سے کیونکر سرخرو ہوتا ہے کمال اس پریزاد ستم ایجاد نے جو نہین اس مردہ بیجان اور کشتہ لب و دہان کے لب سے اپنے لب کو چسپان کیا و ہین وہ دلبستہ قضا کشتہ جفا ایک چشم زدن مین اٹہہ بیٹہا یہ تماشائے عجیب و غریب ملاحظہ فرما کر اس فقیر روشن ضمیر سے بادشاہ کہنے لگا اے عزیز باتمیز معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے مثنوی کہہ کے اس بادشاہ نے یہ بات + اپنی بیٹی کا پہر پکڑ کر ہاتہہ + شیخ سعدی کے ہاتہہ مین دیکر + کہا ہر خدا و پیغمبر + اس کے عاشق کے ساتہہ پڑہ کے نکاح + کیجئے سرفراز ہے یہ صلاح + الغرض بادشاہ نے عجوز + عاشق زار کو کیا مسرور + شیخ سعدی کو پہر بصد اعزاز + ہمدمون مین بنایا محرم راز +

نقل ہے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی ایک شاہزادہ خوش جمال مہر تمثال کے ملازمان کم روین نوکر تہے اتفاقاً ایک روز فرحت اندوز وہ گل رعنا خوش زیبا نو نہال باغ خوبی نو رستہ گلشن محبوبی اسپ باد رفتار پر سوار ایک گلزار پر بہار کی طرف ہو کر گذرا الغرض گلگشت چمن مین اس رشک شمشاد طبع آزاد نے ایک سرو سہی کو دیکہکر یہ مصرع موزون کیا + مصرع سرو در باغ بیک پائے ستادست نگر + اس جواب مین شیخ سعدی شیرازی نے کہا اے نونہال حدیقہ جہانبانی واے گلستان کامرانی فی الحقیقت ہے مصرع سرو در باغ بیک پائے ستادست نگر + لیکن کیا عجب مصرع ثانی بر کاب تو دو دگر بودش پائے دگر + یہ مصرعہ بے بہا سنکر شاہزادہ شیخ موصوف سے یون کہنے لگا اے فخر شاعران واے رہبر کاملان معلوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے ابیات یہ کہکر شاہزادہ قاش زین سے + اُتر کر دست بستہ ہو یقین سے + قدم مخدوم کے لیکر کہا یون + چہپایا آپ نے تہا آپ کو یون + مرے سب خاندان کا فخر ہوتا + جو حضرت

آپ سے مین پانون دہوتا + غرض مجبور اُس شہ نے بتکرار + کیا مخدوم کو گھوڑے پہ اسوار نقل ہے کہ
ایک شہزادے خوزادے خوش جمال مہر تمثال فنون شعر مین نہایت موزون الطبع تھی چنانچہ ایک روز
وہ دل افروز برائے تفریح طبع اپنے باغ رشک ارم مین قدم رنجہ فرماکر بعد شگفتگی خاطر وہ رشک چمن غیرت
گلشن متصل خیابان نظارہ کنان گل خندان تھی لیکن شیخ سعدی شیرازی اُس شاہزادے لالہ
سو کا شہرۂ حسن وجمال سنکر ایک نظر دیکھنے کا دل پر داغ رکھتے تھے المدعا اُس روز مخبران
صادق اور مخبران واثق سے معلوم ہوا کہ آج وہ سرتاج گلرویان اور افسر لالہ رخان اپنی
گلزار بہار مین رونق افزا ہے یہ نوید سراسر امید مسموع کرکے شیخ سعدی شیرازی نے قریب
باغ آکر ہرچند اندرون باغ جانے کی تدبیر بہتیرے تشویر کی لیکن کوئی راہ راست ہاتھہ نہ آئی آخر
کار ناچار ایک ناودان کی راہ سے شیخ صاحب سر نکال کے جو دیکھنے لگے تو قضائے کار شاہزادی
غیرت گلزار کی آنکہہ سے آنکہہ دو چار ہوگئی وہین شاہزادی نے فی البدیہہ یہ مصرعہ کہا +
مصرعہ زمین ترقید پیدا شد سر خر + اُس کے جواب مین شیخ صاحب نے کہا مصرعہ شنیدۂ دراز
بادہ آمدہ نر + یہ مصرع برجستہ سنکر شاہزادی ماہرو بیکونے شیخ صاحب کو طلب فرماکے بعد تعظیم و
تکریم صدر نشین کیا مثنوی اور کہا خوش نصیب میرے تھے + مین نے دیکھے قدم جو حضرت کے + تم
سا کمال دنیا مین + تم سا شیرین مقال دنیا مین + نہ ہوا ہے ہوئیگا پیدا + جانتے ہین تمام شاہ وگدا
سچ ہے مجبور شیخ سعدی کا + شاعرون مین ہے مرتبہ اعلی + نقل ہے کہ ایک عزیز باتمیز موزون الطبع
خوش لہجہ حسن پرست دلدادہ ولخت سرشار مۓ محبت ایسا تہا کہ بقول میر تقی مثنوی سر مین تہا شور شوق
دل مین تہا + عشق ہی اُسکے آب وگل مین تہا + عشق رکہتا تہا اُوسکی چہاتی گرم + دل وہ رکھتا تہا موم
سے بھی نرم + الحاصل اُس شہر کے بادشاہ عالم پناہ کے پسر رشک قمر پر وہ دلدادہ عاشق زار ہوگیا
لیکن مرزا علی لطف کے بقول شعر مہر اُسپر کیونکہ ہو اُس ماہ کو + کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو + الغرض بسعی
بسیار اُس جگر افگار نے بناچاری خدمتگاری مین اُسکی نوکری بہم پہنچائی مگر برائے نظارہ آن ماہ پیکر وہ خستہ
جگر آٹھہ پہر حاضر رہنے لگا چنانچہ ایک روز وہ شاہزادہ شمع شب افروز خواب سے بیدار ہوکر آئینہ ہاتھہ
مین لیکر اپنے حسن کی بہار کا جو نظارہ کنان ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ زلف پیچان رشک سنبل بستان سر
سے بل کہا کر میرے گوش ہوش سے سرگوش کر رہی ہے یہ عالم زلف پرخم کا ملاحظہ فرماکر یہ مصرع موزون
کیا مصرعہ زلف من خم شدہ در گوش سخن میگوید + اسکے ہرچند بعد اُس شاہزادہ خود پسند نے بغور غوطہ
کیا لیکن مصرعہ ثانی دلکش نقش ثانی آئینہ طبیعت مین جلوہ گر نہ ہوا آخر کار ہر ایک انیس و جلیس سے

فرمایا کہ اُس کا دوسرا مصرع برجستہ بہم پہنچا ہو لیکن کسی نیک خصلت کے خیال مین نہ آیا تب وہ خدمتگار
دلفگار دست بستہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت وہ کون سا مصرع ہی کہ جس کا مصرع ثانی بآسانی
بہم نہین پہنچ سکتا ہے اُس شاہزادہ والا تبار عالیمقدار نے کاکل معشوقہ سخن کو شانہ کاری زبان جادو
طراز سے آراستہ کرکے کہا اے خدمتگار دل افگار مصرع زلفِ من خم شدہ در گوش سخن میگوید +
یہ مصرع گوش زد کرکے وہ تیرہ بخت سیہ رخت کہنے لگا اے تیز حشمت و اقبال و اے ماہ رفعت و
اجلال سچ تو یون ہے مصرع ثانی مو بمو حال پریشانی من میگوید نظم یہ مصرع شاہزادہ سُنکے
فی الحال + لگا کہنے زہے میرا یہ اقبال + کہ ایسا بے بہا و نیک آساس + رہے یون روز و شب
حاضر میرے پاس + یو بس معلوم ہوتا ہے کہ میرا + یہ جان و دل سے ہی مفتون و شیدا + غرض مجبور شہزادے
نے اوسکو۔ رکھا اپنی رفاقت مین خوشی ہو + نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ کے محل خاص کے سرو قد لالہ
رویان + اور افسر گلرخان غسل فرماکے برہنہ ایک چوکی طلائی مرصع پر زینت بخش تھی کہ یکایک بادشاہ جو اندرون
محل در آمد ہوئے تو بیساختہ اُس پری بے نقاب پر حجاب بے چشم دو چار ہوگئی لیکن خواصان خاص نے جو نہین
بادشاہ عالم پناہ کو محل مین در آمد ہوتے دیکھا وہین سفید کھیس اُس مہ جبین لعبت چین پر سر اُپر ڈالدیا
اُسوقت بادشاہِ عالیجاہ نے اپنے ماہ تابان مہر درخشان کو ہلکے ابر مین پنہان دیکھکر یہ مصرع برجستہ
کہا مصرع آن پری برجستہ شد محو تماشایم ہنوز + اس مصرعہ پر حیرت آمادہ حسرت کو پڑہتا ہوا وہ
بادشاہ محلسرائے دلکشا سے برآمد ہوا اور شاعران قدیم اور صاحبان صمیم سے فرمایا کہ اس کا دوسرا مصرعہ
کو بہم پہنچاؤ الحاصل سب شاعرون نے مثقب خیال سے گوہرہائے سخن کو سوراخ کرکے رشتہ الفاظ مین پرولیا
مین مصرعہ اول کے تسلسل معانی اور مسلسل بیانی سے کوئی منسلک نہوا تب تو بادشاہِ عالیجاہ نے بادل
شاد ارشاد کیا + کہ کوئی اور بھی شاعر ہمارے شہر آباد مینو سواد مین ایسا ہی جو ہمارے مصرعہ سے اپنا
مصرعہ چسپان کروے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سُنکر ایک ندیم قدیم کہنے لگا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت
ایک شاگرد ناصر علی نہایت موزون طبع ہے اگر وہ وحشی رشک انوری حضور پُر نور مین حاضر ہو تو
البتہ آپکے مصرعہ حیرت افزا کا مطلع آفتاب جہانتاب ہوجائے یہ سخن حیرت افگن بادشاہ عالیجاہ نے استماع فرما
کے کہا کہ اُس شاگرد یگانہ اُستاد زمانہ کو بارگاہِ شاہی مین حاضر کرو اُس ندیم قدیم نے جواب دیا پیر و مرشد
بر حق اُس کا حضور پُر نور مین حاضر ہونا نہایت محال اور اشکال ہے کیونکہ اُسکی ایک جہت ہی اول تو وہ کسی
اہل اذ دنے کے گھر نہین جاتا اور اگر کہین رونق افزائے بزم ہوتا ہی اسطرح کہ ایک کشمیری بچہ پروردہ ملک الشعرا فریفتہ
و شیدا ہی جو اس کشمیری بچہ کو کوئی برائے رقص اپنے محفل مین طلب کرتا ہے تو وہ بھی پروانہ وار

پروانہ وار اُس شمع رو کے ساتھ جاکر صاحب خانہ کے پاس بیٹھا ہے اسمین کوئی بیوقوفی نہو جاوے یہ ہمت وہ سودائی واہی حضور پرنور کے قابل نہین ہے یہ سخن دلشکن بادشاہ عالیجاہ مُسکر فرمانے لگے کیا مضائقہ اُس کشمیری بچہ کو طلب کرو بقول شخصے مثل ہم فعل او ہم تماشا یعنے ناچ کا ناچ دیکھینگے اور مطلب کا مطلب حاصل ہوگا وہ مثل ہے ایک پنتھ دو کاج الحاصل بادشاہ عالیجاہ نے اُس کشمیری بچہ کو برائے رقص محفل شاہی مین طلب فرمایا جو نہین وہ کشمیری غیرت پری بزم رشک پرستان مین حاضر ہوا برائے رقص گہنگرو باندہ کر معہ سازندہائے خوش نوا کہڑا ہوا تہا مین وہ شاگرد ناصر علی جلد ایک طرف سے نکلکر بادشاہ عالیجاہ کے قریب جا بیٹھا اور شان کبریائی کا تماشائی ہوا لیکن بادشاہ عالم پناہ سے سلام علیک تک بہی نکی وہ بادشاہ جمجاہ اُسکی حرکات واہیات کا مانع نہوا ایک گہڑی کے بعد بادشاہ گیتی پناہ نے وزیر صاحب تدبیر سے کہا کہ اس کا مصرعہ اُسکے روبرو پڑہ کر جواب طلب کرو الغرض وزیر صاحب توقیر نے مکرر سہ کرر بادشاہ کا مصرع اُس محو جانان کے روبرو پڑہا لیکن وہ حیرت ایسا عالم محویت مین تہا کہ مطلق جواب وہ نہوا آخر کار خود بادشاہ نامدار نے اُس خود غلط کا بازو ہلا کر کہا کہ میرے مصرع کا جواب باصواب دیکر سرفراز کیجئے غرض وہ حیرت زدہ کسیطرح جواب دہ نہوا اتفاقاً اس عرصہ مین اُس کشمیری بچہ کے پاؤن کا گھنگرو رقص کرنے مین جو ٹوٹ گیا تو وہ قدر شناس پاس آداب شاہی سے سازندون کے پیچھے گہنگرو باندہنے کو بیٹہ گیا اُس وقت اُس وحشی نے اپنی پری رو دلجو کو نظر سے پنہان دیکہکر بادشاہ عالیجاہ سے کہا کہ تمہارا مصرع بیبہا کیا خوب دل مرغوب ہے مصرع آن پری در پردہ شد محو تماشایم ہنوز + لیکن اس کا جواب حسب حال اے فرخندہ فال یون ہے مصرع رفتہ ام از خویشتن چندانکہ می آیم ہنوز + اشعار ساتھ نے برجستہ مصرعہ جو یہ + لگا کہنے باصد خوشی تب تو یہ + جو مصرع مرے دلکو مرغوب تہا + وہی آپ نے فی البدیہ کہا + غرض شہ نے اُس شعر گو کو وقار + دیا شاعرون مین معبد افتخار + سمجھدار سخن گو کے مجبور سب + کرین قدر کیونکر نہ یون روز و شب + بقول میر حسن شعر سخن سکے طلبگار رہین عقلمند + سخن سے ہے نام نکویان بلند + نقل ہے کہ شاہ جہان بادشاہ گیتی پناہ کسی حور محل بے بدل مین جو پیہر استراحت فرما ہوئے تھے وقت سحر وہ شاہ خوش منظر دیوان خاص مین برآمد ہوا دو چار گہڑی کے بعد کمند اشتیاق حور محل نے پہر بادشاہ عالیجاہ کو اپنی طرف کہنچا قضائی کار وہ بیگم بے غم عالم شب سرور مین اس شکل سے بیٹہی تہی مثنوی کہ بکہرے ہوے زلف بکہری ہوئی + اور کرتی کچہہ اوپر کو اُٹہی ہوئی + دوپٹہ بہی سر پر سے سرکا ہوا + نزاکت سے مونڈہے کے نیچے پڑا + اور آنکہین خماری وہ نرگس سے آہ + کیسی ہر سمت تکتی تہی راہ + کہ یکایک شاہجہان شہنشاہ زمان سامنے سے جو نمودار اور آشکار ہوئے اور باہم دونون کی آنکہین جو دو چار ہو گئین تو وہ آئینہ رو

بادشاہ نیکخو کو دیکھکر بحالت ششدر انگشت حیرت دانتون مین رکھکر مثل تصویر دلگیر عالم سکوت مین آگئی
شاہجہان اُس زمانہ مین وہ انگشت حیرت بدندان دیکھکر یہ نیم مصرع برجستہ فرماتے ہوئے محل سے بر
آمد ہوئے مصرعہ نصف نیمے درون نیمے برون + الحاصل بادشاہ عالم پناہ نے ہرایک شاعر
قدیم اور مصاحب ستمیم سے کہا کہ اس نیم مصرع کا سارا مصرع ہو جاوے تو بہتر ہے غرض ہراک نے بقدر
حوصلہ میدان شاعری مین قدم مارا لیکن کسی کا مصرع اُس کے ہمردیف ہوا آخرکار ناصر علی رشک انوری
کو جو بادشاہ نے طلب فرمایا تو فخر شاعران اور رہبر کاملان بادشاہ عالیمقام کا کلام سُنکر کہنے لگا اے
بادشاہ جمجاہ تیرے سوال کا یہ جواب باصواب ہے شعر از ہیبت شاہجہان لرزد زمین و آسمان +
انگشت حیرت در دہان نیمے درون نیمے برون + نظم سُنکے یہ شعر بادشاہ نے کہا + آفرین باد
تجکو مرد خدا + آگے ناصر علی کے اے مہجور سب پہ روشن ہے کیا کرون مذکور + نقل ہے کہ ایک بار زود
ستم ایجاد وجاد و نگاہ فسون ساز سحر طراز صدف چشم کو کحل الجواہر سے چشم بد دور آلودہ کر رہی تھی لیکن
سرمہ کی تیزی سے اشک گہربار چشم آبدار سے کچھ سیاہی آلودہ گرتے تھے اس ضمن مین بادشاہ عالم
پناہ جو محل بے بدل مین ورد آمد ہوئے تو یہ عالم اُس بادشاہ بیگم کا دیکھکر یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع
در ابلق کسی کم دیدہ موجود + اور اس مصرع کو پڑہتے ہوئے دیوان خاص مین رونق افزا ہوکے شاعران
سے فرمایا کہ اس کا دوسرا مصرعہ کو پڑہتے دیوان خاص مین رونق افزا ہوکے شاعرون سے فرمایا کہ
اس کا دوسرا مصرع جلد بہم پہنچاؤ ہر چند ہراک شناور دریائے معانی نے بحر تفکر مین غواصی کی لیکن در مطلب
کسیکے صدف مین نہ آیا آخرکار ایک بار ناصر علی باوقار کو بادشاہ نے طلب فرماکے بادل شاد ارشاد
کیا اے ناصر علی اُستاد فن شاعری مین یہ مصرعہ تنہا مطلع مثل مطلع آفتاب درخشان جا بجا ہے ناصر علی رشک
انوری نے کہا اے مہر سپہر کرامت واسطے نیر آسمان حشمت وہ کونسا مصرعہ ہے جس کا مصرع ثانی باسانی
نہین بہم پونہچتا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے ناصر علی رشک انوری مصرع در ابلق کم دید موجود + اس کے
جواب مین ناصر علی نے کہا خداوند نعمت فی الحقیقت مگر مصرع ثانی مصرع بغیر از اشک چشم سرمہ آلودہ +
القصہ غرض وہ شاہ مصرع سُنکے مہجور ہوا دلمین نہایت اپنے مسرور + لگا یہ بات کہنے ہر کسی سے +
بصد فرحت ولی و مرشفی سے + بدریائے سخن کہنار وا ہے بدیہ مصرعہ سلک گوہر سے بڑا ہی لعل ہے
شاہجہان بادشاہ در حجرۂ مدان بوسہ کنار مین ایک لالہ روکے لعل گون پر جو لگ گیا تو وہ رشک
گلستان مثل گل خندان ہوئی اُسوقت بادشاہ جمجاہ کی زبان مبارک سے یہ مصرعہ سرزد ہوا مصرع
زیب دیگر داد آن لب خندہ را + یہ مصرع پڑہتے پڑہتے بادشاہ عالیجاہ دیوان خاص مین تشریف

موزون طبع رنگین وغنچہ بلبل زبان کو گلشن نطق مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا اے خداوند نعمت فی الحقیقت
شعر ازگہ بدین زیب ودیگر وادآن لب خندہ را + لیکن مشہور ومعروف ہے مصرع قیمت آرسے بیشتر
باشد عقیق کندہ را + نظم سنکے مصرع یہ بادشاہ نے کہا + آفرین باد تجکو مرد خدا + کیون نہ بازار شاعری
مین تری + ہووے قیمت در سخن کی بڑی + القصہ بادشاہ نے اسے غنی ہر + اوسکو دولت سے کردیا
معمور + نقل ہے کہ زیب النساء حور لقا نے ایک روز کسی غنچہ لب کے خیال مین شگفتگی خاطر سے یہ مصرع
رشک شمشاد موزون کیا مصرع از ہم نمی شود ز حلاوت جدا لبم + لیکن اوس مصرعہ کا مصرعہ ثانی با
معانی گلشن خیال مین کسی روش نہ سرسبز ہوا آخر کار ناچار زیب النساء ماہ لقا نے ایک صفحہ رنگین
و قرطاس نگارین پر بخط گلزار وہ مصرعہ رشک بہار لکھکر ناصر علی رشک انوری کے قریب بھیجا اوس
کے جواب مین ناصر علی رونق باغ شاہزادی نے قلم شاخ نرگس سے بخط ریحان اوس کاغذ زر
افشان پر یہ مصرعہ رقم کرکے زیب النساء کے پاس بلا وسواس بھیجدیا مصرع گویا رسید بر لب زیب
النساء لبم + اس مصرعہ مزرع خشم کو زیب النساء ملاحظہ فرماکر خرمن طیش پر لوٹ کر پیچ وتاب کہانے لگی
اور یہ شعر بران مثل تیغ عریان بنوک قلم رقم کرکے ناصر علی کو بھیجا شعر ناصر علی بنام علی بردہ
پناہ + ورنہ بذو الفقار علی سر بریدمت + نظم ایک شاعر جو ہین سوائے مشہور + ہین ڈرتے کسی سے
تا مقدور + انکی میدان شاعری مین زبان + کرتی ہے کار سیف کا ہر آن + نقل ہے کہ سلیمان فخر
شاعران زمان فصل جوش بہار مین مع فضلا وشعرا برائے تفریح طبع ایک دجلۂ روان کے کنارہ لجۂ
سیر مین غوطہ زن تہا اتفاقاً ناصر بخاری درویش مشرب مائل سیاحت اوس مجمع شعرا مین زینت بخش ہوا
سلیمان اوس آن رطب اللسان یون گویا ہوا کہ اے عزیز باتمیز تو کون ہے اشعر بے خبر ہے ناصر علی بخارے
ایکبارگی طوطی زبان کو میان گلشن بیان یون نطق مین لایا کہ یہ فقیر تن حقیر باغ جہان مین نخلستان شاعری
کی باغبانی کرتا ہے یہ کلام سلیمان شیرین کلام سنکر کہنے لگا اے عزیز فی البدیہہ بھی شعر کہنے کی طاقت
رکھتا ہے اوس نے جواب دیا البتہ سلیمان صاحب بیان نے فی البدیہہ یہ مصرع موزون کیا مصرع سیل انشان دل
رفتارے عجب مستانہ ایست + ناصر بخاری کہنے لگا سچ ہے لیکن مصرعہ پائے در زنجیر وکف بر لب مگر
دیوانہ ایست + یہ مصرعہ برجستہ ناصر بخاری سے سنکر تمام شعرا و فضلا گرداب حیرت مستغرق ہوگئے
و سلیمان خندان اٹھکر بغلگیر ہوا + قطعہ کیون نہ شاعر کی قدر ہے مشہور + شاعران زبان کو ہو منظور
سچ تو یہ ہے نہ گو کوئی مانے + قدر جوہر کی جوہری جانے + نقل ہے کہ ایک شیخ علی حسنین بعد
تمکین اپنے گلستان دلستان مین تن تنہا گلہائے مضمون گلشن خیال سے چن چن کر بہ مستعد فردا کا

گلدستہ بیٹھے بنا رہے تھے لیکن دربانون اور پاسبانون کو حکم تھا کہ اُسوقت ہمارے پاس بلا وسواس کوئی نہ آنے پاوے
قضائے کار ایک شخص زبان طراز اُس گلزار بہار مین جانیکو طیار ہوا اگرچہ کیدارون کے مانع ہونے سے وہ عزیز
باتمیز دروازے کی راہ چھوڑ کر بہر روش ایک ناودان کی راہ سے مثل آب روان اُسجا پہنچا کہ جس جا شیخ موصوف
مصروف سیر گلہائے مضامین تھے اُس عزیز باتمیز کو خار سمجھکر شیخ نے بہ زبان فصاحت بہ بلاغت فرمایا
مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را + وہ عزیز باتمیز اس مصرعہ کو گوش زد فرما کے بچرب زبانی فتیلۂ زبان
کو محفل سخن مین روشن کرکے کہنے لگا کہ اے چراغ خاندان شرافت و اے شمع شبستان نجابت سچ ہی
مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را + لیکن یہ فی الحقیقت ہے مصرع ثانی کہ پروانگی داد پروانہ را
نظم سنکے یہ مصرعہ شیخ جی نے وہین + اُسکو اعزاز سے بٹھایا قرین + سچ ہے مہجور ہر سخندان کی +
قدر کیونکر کرین نہ دل سے سبھی + نقل ہے کہ شیخ علی حزین بصد تمکین مع ہمنشین اپنی محفل عالی
منزل مین رونق بخش تھے جسوقت کہ شب بوالعجب دوپہر کے قریب گئی تب ایک شیخ موصوف نے بزبان
فصیح پر ملیح یہ ارشاد کیا مصرع از شب چہ قدر رسیدہ باشد + یہ جواب باصواب شاگرد رشید صاحب
فہمید نے جواب دیا مصرع ثانی زنقش بکمر رسیدہ باشد + یہ جواب باصواب شاگرد رشید کا سنکر شیخ
موصوف نہایت محظوظ ہوئے مثنوی برجستہ سخن کہے جو مہجور + ذی عقل نہ ہووے کیون وہ مشہور
یہ راست ہے جو کہ ہین سخن سنج + دولت سے سخن کے ہین وہ بیرنج + نقل ہے کہ ایک امیر صاحب توقیر
کہ جس کا نام نیک انجام زبان پر لانا مناسب حال نہین ہے وہ امیر صاحب توقیر شیخ علی حزین عزلت
گزین کی ملاقات کیواسطے جو مکان دلستان مین تشریف فرما ہونے لگا تو شیخ موصوف کا ایک چوبدار نابکار
گویا ہوا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت آپ کے درآمد ہونے کی اس غلام ناکام کو خبر کرنے شرط ہے غرض
وہ امیر اُس کے سخن کا شنوا نہ ہوا مگر بتکدر خاطر شیخ صاحب کے قریب بیٹھکر یہ مصرعہ زبان پر لایا
مصرع در درویش را دربان نباید + اس کے جواب مین شیخ جی نے بزمی زبان فرمایا مصرع
نباید تا سگ دنیا نیاید + اشعار سنکے مہجور یہ جواب حقیر + شرمگین و ملین ہوگیا وہ امیر + کیون نہ وہ
شخص و ملین ہووے خفیف + گوش زد یہ سخن ہو جسکے کثیف + نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ گیتی پناہ گلزار نیک
بہار مین سیر کنان تھا کہ یکبار لالہ داغدار پر نگاہ پڑی تو یہ مصرعہ رشک ثمشاد زبان پہ گذرا + مصرع لالہ در
سینہ داغ چون دارد + اسین امیر خسرو نیکخو نے عندلیب زبان کو قفس سکوت سے پرواز دیکر گلشن تقریر
مین متقرر کیا اے گل حدیقۂ جاودانی و اے سرو باغ کامرانی فی الحقیقت مصرع لالہ در سینہ داغ +
چون دارد + لیکن جواب مصرعہ ثانی عمر کوتاہ غم فزون دارد + نظم سن کے خسرو سے مصرع اے مہجور

ین الیزہوا مسرور + جو سخندان ہین وہ سخن گو کی + قدر کرتے ہین شکے بات بڑی + نقل ہے کہ ایک
بادشاہ عالی پناہ نے عالم سرور مین شراب سخن شیشہ مضامین سے نکالکر ساغر اوزان مین بھر کے
یہ مصرعہ پُر کیفیت کہا + مصرع ساغر نیمۂ دلبریز ندید است کسی + اور اُس کا مصرعہ ثانی با معانی
بادشاہ نے ہر ایک سے طلب کیا اپنے بقدر حوصلہ سب نے میدان شاعری مین توسن طبع کو چمکایا مگر
کسی شخص کا اشہب خیال گوئی سخن مین نہ دوڑا ایک روز بادشاہ عشرت اندوز نے نہایت خفا
ہوکر اپنے ملازم افسر شعرا سے یون کہا کہ اگر مصرعہ کا مصرع ثانی با معانی صبح تک نہ بہم پہنچا دیگا
تو واللہ باللہ تجہہ مردار کو وقت شام دار پر کھینچو نگا الحاصل اُس شاعر بے بدل سے کوئی مصرع
برجستہ ہوا آخر کار اُس شاہ نامدار عالیمقدار نے اپنے سامنے اُس شاعر خستہ جگر کو دار پر کھینچا اِس
حالت پُر ملالت مین اُس نیمجان کا ساغر دہان شراب سخن سے جو لبریز ہوا تو یکایک یہ مصرعہ برجستہ
زبان پر لایا شعر نیمجا نیکہ بمن بود رسیدست بہ لب + ساغر نیمہ دلبریز ندید ست کسے + یہ مصرعہ
برجستہ استماع فرماکر بادشاہ عالیجاہ نے اُس کی جان بخشی کی + مثنوی سچ ہے مہجور جو سخندان ہین
+ قدر دان شعر کے وہ ہر آن ہین + اور جنکو نہین ہے اس مین دخل + اپنے نزدیک ہین وہی بے
عقل + نقل ہے ایکدن نصف النہار کے قریب عمدۃ الملک نے خانہ باغ کی روش پر گلشن اختلاط مین
چاہا کہ گنا بیگم غنچہ دہن کے چمن نائی کو آپ پاشی عشرت سے سیراب کیجئے اِس مین اُس گل نیا در مرو
عنا نے بعید شگفتگی خاطر نواب موصوف سے کہا کہ آپ خیابان خلوت مین رونق افزا ہوجئے مین
بھی استنجی کی حاجت سے فارغ ہوکر حاضر ہوتی ہون غرض نواب موصوف اِس پر پر حسار کے کھٹے سر
پلنگ عشرت گلزار پر غلطیدہ ہوکر یکایک چشم انتظار مین پر خمار مین غنودگی سے نیمخوابی مین آگئی اِس
عرصہ مین گنا بیگم نے جو آکر در کا پردہ اٹھایا تو نواب موصوف کی نیمخوابی کا پردہ فاش ہوگیا یکایک
پردہ کو ہاتھہ سے چھوڑ کر وہ پُر حجاب جو تھی پیچھے کو ہٹی کہ ایک بار نواب نامدار کی آہٹ سے حیث
آنکھہ بیدار ہوئی اُسوقت یہ مصرعہ بیساختہ سرزد ہوا مصرع آکر ہماری خاک یہ کیا یار کر چلے + وہین
وہین گنا بیگم نے جواب دیا مصرع خواب عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے + یہ مصرع برجستہ گنا بیگم نے
پڑہ کے بعید عشوہ گری تیاز پری بخرام کبک دری نواب موصوف کے قریب آکر نسیم عیش و عشرت
سے گل آرزو کو شگفتہ کیا مثنوی کیون نہ مہجور + وہ خوشا اوقات + گل تر کیطرح ہنسین و نرات
جنکو اللہ نے میان جہان + نعمتین سو طرح کی دین ہر آن +

نقلہاے کنیشران

نقل ہے کہ سابق مین راجہ مہاراجہ کی بٹیان رانی زادیان بادشاہ الوالعزم ذوی الاکرام کو ڈولے کے
طریق پر آتی تھی اور اونہین کی اولاد سے شاہزادے خوزادے تخت سلطنت پر جلوس فرماتے تھے
چنانچہ معمول کے موافق ایک رانی گل نوبہار جوانی بقول میر حسن + شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن +
جوانی کی راتین مرادون کے دن + اکبر بادشاہ جمجاہ کی محل سرائے دلکشا مین رونق بخش ہوئی ایک
شب بادشاہ خود مطلب نے اُس نورستۂ باغ جوانی اور سرو چمن محبوبی گل عشرت کو خار سمجھکر خیابان
آغوش بادشاہ سے مثل صبا جو ہوا ہوئی تو بادشاہ جمجاہ نے دوڑکر اُس کا ساعد غیرت شاخ گل اپنے رشک
پنجۂ مرجان مین پکڑا الحاصل اُن دونون کی کشاکش سے رانی مہارانی کے لہنگے کا گرہ بند ٹوٹ گیا چمن
اُس شمع شب افروز چراغ عشرت اندوز نے اپنے دونون ہاتھ ہیہات اس واسطے شمع سوزان
پر رکھدیئے تاکہ چراغ بے ستری صبائے تیرگی سے گل ہوجاوے یہ تماشائے حیرت افزا اُس ماہ رُل
افروز رشک بہار نوروز کا دیکھکر بادشاہ آتش عشق پر سیندآسا تڑپ کر یون کہنے لگا چھچھہ کہ کارن
گلدستہ حدیقہ کامرانی کا غنچہ امید نسیم عشرت سے شگفتہ کرنے کو ارادہ لیکن وہ نونہال گلشن خوبی
سندر ہاتھ جری + غرض یہ چھچھہ کہتے ہوئے بادشاہ عالم پناہ محل سے دیوان خاص مین بر
آمد ہوئے اور کبیشران آور کو طلب فرمایا چنانچہ اس وقت ایک کبیشر خوش منظر جو کی خانہ
مین حاضر تھا حسب ارشاد حضور پُرنور وہ دست بستہ حاضر ہوا اکبر بادشاہ نے فرمایا اے
کبیشر نیک منظر اس ارتھہ کا کبت پُرمضمون موزون کردے یعنے چھچھہ کہ کارن سندر ہاتھ جرے
یہ چھچھہ وہ کبیشران زبان آور سُنکر کہنے لگا۔ دوہرا کہی نہ کاگج ہاتھ لیون + نہ جانون سیاہی
کیسا رنگ + سدا سرستی داہنی حکم سے بھگوان کے سنگ + اے بادشاہ عالم پناہ اِس ارتھہ کا یہ
کبت ہے + کبت نتی ایلا رس بھید نجانت پیچ گئی جیہ پانیہ ڈری + رس بات ٹھی جب چونک
تب داہنی کی + کنتہہ نے بانہ دھری + اِن دونون کی جھجکون مین گنتہہ تاب منغیر ٹوٹ پڑی ہلکر دیکہ
کامن چھانپ لیوتہ کارن سندر ہاتھ جرے + یہ کبت حسب حال اِس کبیشر صدق مقال کا سُنکر
بادشاہ اکبر آتش غضب پر غلطان ہوا اور طیش مین آکر کہنے لگا اس کبیشر گیدی خبر نے یہ کبت
ایسا حسب حال فی الحال کہا گویا یہ خناس میرے پاس کہڑا تہا نظم مقید کرو اُسکو زندان مین اب + مین ہون
غوطہ زن بحر طوفانین اب + غرض اُس کبیشر پر غصہ کیا + اُسیوقت زندان مین بھجوا دیا + وہین ایک کبیشر
نے یہ عرض کی + خدا وند ہم سے نہ ہوگا کبھی + کہ شاہون کے محلون مین بخوف غم + پھرین چوری سے سطح
ہم + یہ گفتگو دو بدو دوسرے کبیشر کی سُنکر بادشاہ نے خاص برداروں سے کہا کہ اُسکو جلد مقید کرو ہم اور چھچھہ

بتلاتے ہین دیکھین تو یہ اس کا جواب باصواب کیونکر دیتا ہے یہ کہکر بادشاہ شہنشاہ محل کے اندر در آمد
ہوئے بعد انفراغ خواب وقت طلوع آفتاب عالمتاب لب دریا جہرو کون ہین جو آکے زینت بخش ہوئے تو
کیا دیکھتے ہین کہ ایک عورت خوبصورت پارہ شب کو اپنے شوہر رشک قمر کے ساتھ ہم بستر ہوکر وقت سحر
بے خوف و خطر برلئے آشنان بصد سامان دریائے جمن مین نازل ہوئی تو اُسوقت کا عالم کیا
بیان کرون اُس مہ جبین کے پانی چیرنے مین یہ بدن کی چمک تا افلاک تھی جس طرح آب صاف مین ماہ
تابان اور مہر درخشان کی پرچھائین دیکھتے ہین اوریکایک وہ پُرفن غوطہ زن ہوکر جو پانی پر اُبھری تو اُسکے
بال وبال عارض ہوکر تمام منہ پہ آرہے اُس ماہ جبین لعبت چین نے جو دونون ہاتھون سے اُن بالون
کو ادہر اودہر پریشان کیا تو اُسکے مکھڑے کا اُن بالون مین یہ نقشہ معلوم ہونے لگا کہ جس طرح آفتاب جہانتاب
کوہ پرشکوہ کے درمیان نکلتا ہے یہ عالم وہ شاہ نیر سپہر اعظم دیکھکر یہ سخن زبان پر لایا چھپہ نکسو رب
پھوٹر پہاڑ کی تائین + الحاصل بادشاہ عالم پناہ یہ چھپہ کہتے ہوئے محل سے باہر آئے اور دوسرے
کبیشر مجوس دل مایوس کو بلواکر فرمایا اے کبیشر نیک اختر اس چھپہ کا کیا کبت کہتا ہے جلد بیان کر چھپہ
نکسو رب پھوٹر پہاڑ کی باتین + اس ارتھ کا جو عالم مین نے دیکھا ہے اگر ویسا ہی نہ کہے گا تو تجھکو ہاتھ
ویانون باندہ کے دریائے سیاست مین ڈبو دونگا یہ سخن دلشکن بادشاہ کا سُنکر وہ کبیشر اپنے دیوتاؤن
کو مناکر کہنے لگا اے خداوند نعمت سپہر کرامت اس کا یہ مطلب ہے کبت رات مین رس کیں کیراولی
چھور بہیو آتھ سخن دھائین + نیر کے چہیر مین دیہ ڈوبلی جمنا جل ہین جیسے چندر کی چھائین ہے بڑکی جل سے
اُبھری اُلجھین الگین کہ اوپر آئین + وہ وہ کر کیس سنوار لیو نکسو رب پھوٹر پہاڑ کی تائین + یہ کبت پُر حیرت
سنکر وہ بادشاہ عالم پناہ دریائے تحیر مین مستغرق ہوکر کہنے لگا یہ کبیشر جادوگر ہین سحر کے زور سے اُنکا
نہجرا وہ ہمارے ساتھہ ساتھہ رہتا ہے کیونکہ جو عالم مجدم مین نے تن تنہا لب دریا دیکھا تھا وہی نقشہ ہو
بہو میرے روبرو اس نے زبان قلم سے قرطاس بیان پر کھینچکر دکھایا شعر بہلا کیونکر نہ میری عقل ہو
دنگ + بیان غیب کرنے سکے یہ ہین ڈہنگ + یہ گفتگو عربدہ جو اکبر بادشاہ گیتی پناہ کی سُنکر کب گنگ
کبیشر نیک محضر کہنے لگا خداوند نعمت ہم لوگون کی کیا قدرت اور جرات ہے کہ زور جادو سے نمکحرامی کرین
ہم لوگون کو سرستی کا بل بر محل القبہ ہوتا ہی یہ بات واہیات کب گنگ خوش آہنگ کی سُنکر بادشاہ چوکیداران
سے فرمانے لگے اس کب گنگ بے ننگ کو تم سب ہاتھہ جکڑے کے پکڑے رہو ہم محل بے بدل مین جاتے
ہین دیکھین اسکا کہنا کیا ظہور پکڑتا ہے الحاصل بادشاہ جمجاہ محل کے اندر رونق افزا ہوئے وہان
ایک حور لقا ماہ سیما اپنا سنگار رشک بہار کرکے منتظر سہاگ مین ڈوبی ہوئی بام دل آرام

کی طرف چلی تھی کہ بادشاہِ جمجاہ کا مشام کام دیوٹے سہاگ سے معطر ہوا تو اُس نازنین مہ جبین کا دست
سیمین بغل مین داب کر کوٹھے کی مراجعت فرما ہوئے لیکن تیسرے زینہ پر قدم جو بے قرینے پڑا تو یکایک
اُس پری رخسار رشکِ بہار کی ساعد سیمین کا کنگن طلائی ڈھیلے پن سے بادشاہ کے بغل مین رہ گیا
اور وہ نازنین کی فرقت مین ہر ایک زینے سے سر ٹکراتا ہوا زمین پر گرا تو عجب آواز خوش آواز خوش
انداز پیدا ہوئی کہ جسپر بادشاہِ جمجاہ کو یہ ارتھہ سوجھا چھچھہ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + اس چھچھہ کو کہتے ہوئے
بادشاہِ عالیجاہ محل سے برآمد ہوئے اور کب گنگ سے فرمایا کہ اے کب گنگ خوش رنگ اس ارتھہ کا
کیا کبت ہے چھچھہ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سُنکر کب گنگ نے اپنی پرستی
کو پہلے یاد کرکے جواب دیا خداوند نعمت یہ کبت یون ہے کبت انکم سار سوگند گاوت + باس
وہین چھوندیس کو جھکو + آلی کرسنگار آٹا کو چلین منہ وکھیت لالن کو لہکو + کنگن ایک گرہ جو کر سون سیڑہن
سیڑہن بہرے وہ بہکو + کب گنگ کہین یہ سبد سٹو ٹہنن ٹہنن ٹہنن ٹہکو + اس کبت پر حیرت
کے سُنتے ہی بادشاہ جمجاہ کا زیور حواس گلوئے عقل سے ٹوٹ کر گر پڑا اور ہوش کی چودانی گوش دماغ
سے پرواز کرکے بالا بالا عالم بالا کو پہنچی اور وہم اور فہم کا نورتن بازوئے ادراک سے کھلکر دست بدست
جاتا رہا اور حیرانی کی ہیکل اور پریشانی کا طوق گردن قیاس سلطانی سے گلوگیر ہوا اور انگشتر حیرت
انگشت خیال مین تنگ ہوکر انگشت نما ہوئی غرض بادشاہ حلقہ تفکر مین ایسی مستغرق ہوئے کہ عقل
کی مچھلی پتال کو گئی تب بادشاہ جمجاہ نے توڑے دار سپاہیون کو یہ حکم کڑا دیا کہ ان کبیشرون کو زنجیر پائی
زیب کرکے چھڑا چھڑا مقید کرو تاکہ آپسمین نادِ علی پڑھ کے کچھہ دعا تعویذ نہ کرنے پائین اور بندی خانہ کے اندر
پیٹ مین بھوا مارکے نہ مرجائین کہ مجکو کلنگ کا ٹیکا نہ لگے الغرض بادشاہ نے سب کبیشرون کو جید مقید
کیا چند روز کے بعد ایک کبیشر ولا در حکمت نامی ولیپ کا شاگرد حضور لامعہ النور مین حاضر ہو کر شاہانہ
اسیس کے بعد کمانچہ زبان کو سرود تقریر پر کھینچکر کہنے لگا پیر و مرشد برحق ہم لوگ اس قدر مورد
عتاب نہین ہین جو آپ عتاب فرماتے ہین یہ سخن اُس شیرین دہن کا استماع کرکے محل
سرائے دلکشا مین بادشاہ برآمد ہوئے اتفاقاً اُس کے صحن مکان مین ایک یاقوت لب عالی
نسب جواہرنامے ادہر ادہر پنجہ رشک مرجان کمر پر دھرے چہل قدمی کررہی تھی بادشاہِ عالم پناہ
اس لعل بے بہا کے قرین آکر دست بدست خوش طبعی کرنے لگے قضائے کار ایکبار شاہِ نامدار
کا ہاتھ اُسکے مالائے مروارید پر جو ہاتھہ پڑ گیا تو وہ رشتہ گلو سے ٹوٹ کر گر پڑا تو وہ نازنین مہ جبین بحالت
غمگین جھک کر زمین سے موتیون کو چننے لگے اسمین بادشاہ جمجاہ کے منہ سے ارتھہ سرزد ہوا

تھور و سیس لیت ہے تارن سے + یہ چھپہ کتنے کتنے بادشاہ دیوان خاص مین تشریف فرما ہوئے
حکمت سے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت میرے حسب حال فی الحال نہ بنائیگا تو واللہ باللہ تازیست
کسی کبیشر کو قید سے رہائی نہ دونگا یہ کلام بادشاہ ذوالکرام کا سُنکر حکمت سے کہنے لگا دوہرا کدہو
نہ کا گنج ہاتھہ لیون نہ جا تو سیاہی کیسا رنگ + سدا مہرستی وا پنے حکم سے بھگوان کے سنگ
یہ دوہرا دیوتا کا پڑہ کے کہنے لگا اے خداوند نعمت تیز حشمت اس ارتھہ کا یہ کبت ہے +
کبت ایک سیئین سنگ سیام ہنسی کر لعل گیو جیو بالن سے + کنتا گلے ٹوٹ گرے بہوین مین تریا
لاگے نین نہارن سے + کٹ سے نہ ہورے کر سون نیتی حکمت بیران بچارن سے + دلیپ کی
نائو سیمبر چرہی تھور و سیس لیت ہے تارن سے + قصہ مختصر اُس کے گہرہائے سخن کی مسلسل
بیانی پر نہایت خوش ہوکر بادشاہِ عالم پناہ نے اُن تینون کبیشرون کو محبوس خانہ سے
طلب فرما کے خلعت پُر زر مع مالائے مروارید عنایت فرمائی **مثنوی** سچ ہے مہجور ہو سخندان
ہین + قدردان گفتگوئے ہر آن ہین + اور جنہین کچہہ نہین سخن کا مزا + خرف و لعل کو وہ جانین
کیا + نقل ہے ایک روز بادشاہِ عالم پناہ اسپ باد رفتار پر سوار ہوکر ایک بار چار سوئے بازار
مین جو نہین پہنچے کہ یکایک بادشاہ کی نگاہ ایک دریچہ کی طرف جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک ماہ پارہ
سرتاپا زیور سے آراستہ دریچہ کے پٹ سے لگی ہوئی ایک پٹ کی اوٹ مین نظارہ کنان ہے جونہین
اُس نازنین مہ جبین کی آنکھہ بادشاہ کی آنکھہ سے دوچار ہوئی تو وہ رشک مہتاب پُر حجاب دوپٹار
رشک سحاب منہ پر ڈال کر دریچہ کے پٹ کو جھٹ پٹ بند کرکے پٹ کی اوٹ مین باز و لگا کر بیٹھہ
گئی یہ عالم پُر فہم کا دیکھکر بادشاہ عالم پناہ نے قفل سکوت کو کلید زبان سے جھٹ سے کھول کر یہ چھپہ
موزون فرمائی چھپہ سولہ ر وار کنارے کنواری پٹ دے گئے + الحاصل بادشاہ نے دیوان
خاص مین رونق افزا ہوکر کب گنگ سے خوش آہنگ کو ارشاد فرمایا کہ اس کا کبت اسے
پُر فراست جلد کہدے یہ ارشاد حضور پر نور سُن کر کب گنگ کہنے لگا کہ اے خداوند نعمت
مہر عظمت میرے خیال کثیر الاختلال مین یہ آتا ہے کبت بادر سے نکس دامنی سے
دمک کوندہا سی لپک جیون مین چہتے گئی + کہین کنواری اَنک کام ہاری بہون سے مرور
کردر کہون کی گئی + کانن سومین کرن بہول اور دیکھے جاتنے سدہ بہول + دہرت کی چران
پیاری جیو کے گئی + کہان لو کہا نین گنگ آلی رہی تہارے وار کہہ نارے کنوارے پٹ
دے گئی **مثنوی** کہا یہ کبت اس نے جب حسب حال +

تو شنہ نے اسے کر دیا نو نہال + سخنگو کی مہجور + سب اہل صدر + بقول نظامی کرین کیون نہ قدر + ہزار
آفرین بر سخن پرورے + کہ بہ ساز دازہر جوئے جوہرے + نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ عشرت اندوز
سر راہ ایک بارہ دریچی مین بیٹھے نظارہ کنان تھے کہ ایک نازنین ماہ جبین ڈول مین پانی بہرے اُس
طرف سے ہوکر نکلی اور بادشاہ جمجاہ کی نگاہ اُس رشک ماہ کی چہاتی پر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ
کچہہ آنگیا کے مسکنے سے چہاتی یون ادہری ہوئی دکھائی دیتی ہے + پچہہ نکبت کلی گلاب
کی جون نکست للت لکیر + اور اُس کی اٹہیلی کی چال خوش انداز سے ڈول کا پانی ہلتا جاتا تہا اِس
عالم پر بادشاہ کے دلپر یہ مضمون گذرا کہ اُس ڈول کے پانی کا ہلنا بے وجہہ نہین ہے یعنے اُس نازنین
مہ جبین کی چہاتی اُبہری دیکہکر وہ پانی بخوشی زبانی کہتا ہے کہ ہیہات میرے ہاتہہ نہ ہووے جو
مین اِس چہاتی تک دسترس پاکر کچہہ مزا اوٹہاتا اور فی الحقیقت یہ چہاتیان ایسی تہین کہ جس کے وصف
مین مرزا رفیع السودا یون کہتے ہین شعر گنج یہ قصد رکھے ڈال دے تو اُن پر ہاتہہ + تنگ
کے بہی مین یہ آتا ہے کہ دے بہاگ اُچک + الحاصل بادشاہ جمجاہ نے اُس ڈول کی ڈانو
ڈول طبیعت دیکہہ کر اور پانی کے ہلنے پر یہ پچہہ + کہ کارن ڈول مین ہالت پانی + یہ پچہہ کہتے
کہتے بادشاہ نے دیوان خاص مین برآمد ہوکر ہر ایک کبیشر سے ارشاد کیا کہ اِس ارتہہ کا کبت
جلد تیار کرو اِس مین کب سنبت صاحب توت اپنے دیوتاؤن کو یاد کرکے بادشاہ عالم پناہ
سے کہنے لگا کہ خداوند نعمت مہر سپہر کرامت اِس کا کبت یون ہے کبت ایک اس مین
جل آتن گہر سے نکسی البہ بیچ کی رانی + جات سکوت مین ڈول بہرن جل کہینچت ہتی انگیا
مسکانی + دیکہہ سبہا چہتیان اُکہرین کب سنبت کہین منسا للچانی + ہاتہہ بنا پچہتات رہو یہ
کارن ڈول مین ہالت پانی + یہ کبت پُر حیرت سماعت فرماکر وہ ماہ رفعت مہر حشمت نہایت
مسرور و محظوظ ہوا اور کبت کا صلہ ایسا بے بہا دیا کہ پہر اُس کو روپیہ اور پیسون کی چاہ
نہ رہی بلکہ ایک چشمہ فیض اُس کبیشر کے گہر سے جاری رہا + قطعہ کیون نہ مہجور قدر دان
سخن + سمجہین اہل سخن کو کان سخن + کہل گیا جس پر انکا رتبہ ہے + دل سے خدمت وہ خوب کرتا ہی
نقل ہے کہ اکبر بادشاہ عالیجاہ نے ایک روز بقصد شگفتگی دل ایک خواص سبز رنگ
خوش آہنگ لعل لب غنچہ دہن کو پان کا بیڑا رشک لعل بے بہا اپنے ہاتہہ سے کہول کر
کہلا دیا وہ نازنین ماہ جبین اِس گلورے کو درجک دہن مین رکہکر دست بستہ براے
تعظیم و تکریم بادشاہ عالم پناہ کے سامنے سرنگون ہوئی اِس مین اُس ...

معدن عشرت اور کان حلاوت نے اُس نازنین مہ جبین کو آغوش دلبری مین کہنچکر اُن اُبہری پستان رشک انار پر دست ہوس ڈالا کہ یکایک وہ نازنین مہ جبین اس حالت پر حلاوت مین جو متبسم ہوئی تو پان کی پیک زنخدان رشک سیب گلستان پر گر پڑی تو اس تہوڑی کا یہ عالم نمایان ہوا کہ گویا ماہ تابان کو چیر کے کسم چوایا ہے اس عالم بے بہا پر بادشاہ عالم پناہ نے یہ چہچہہ موزون کی چہچہہ ماہ نو چندر کو چیر کسم چوایو۔ یہ چہچہہ جان باختہ کہتا ہوا بادشاہ عالیجاہ اندرون محل سے برآمد ہوا اور ایک کبیشر خوش منظر کو طلب فرماکر سوال کیا کہ اس ارتہ کا کبت پُر حلاوت جلد موزون کر دے اُس کبیشر زبان آور نے جواب دیا کہ اے بہار سبز بختان گلشن حلاوت واے آبشار خیابان چمن نخوت اس چہچہہ کا یہ کبت ہے کبت ایک سمن پیا نے سُکہہ مین کر کہول کے۔ آپ تنبول کہلایو۔ چندر مکہی مکہ نے اپنے کر جور کے جون ہے سیس نوایو۔ لالن لال لئے ہت سون اکگین چتیان۔ جیورا ہو لسایو مسکاتے پیک گرے مکہ سون مانو چندر کو چیر کسم چوایو۔ قطعہ اُس کبیشر کا گوش کر کے کلام۔ بادشاہ نے بہت دیا انعام۔ قدر دان جو سخن کے ہین مہجور دہ سخن کے سراہتے ہین ضرور ۴

نقل ہے۔ کہ اک روز بادشاہ گیتی پناہ لب دریا بارہ دری مین پیش از آفتاب طلوع عالمتاب اپنے موج مین سیر دریا کر رہا تہا کہ ایک نازنین مہ جبین جادو نگاہ اپنے خاوند کے ہمراہ شب کو ہم بستر ہو کر ناگاہ وقت پگاہ مثل ماہ دریا مین نہانے کو آئی اور غوطہ زن ہو کر اپنے بال رشک سنبل بستان وہ غیرت مہر درخشان کہڑی ہو کے جو نچوڑنے لگی تو بادشاہ عالم پناہ کو قطرات آب دیکہکر یہ مضمون سوجہا کہ اس جعد عنبرین کی چوٹی سے سراسر یہ پانی کی بوندین نہین گرتی ہین مگر مار سیہ نے جو ماہ تابان کو چوسا ہے تو اُس کا امرت دم کی راہ سے یہ نکلا ہے اس عالم پر یہ ارتہ زبان پر گذرا چہچہہ امی نکسو بہہ پونچہہ کی اورن۔ اس ارتہ کو پڑہتے بادشاہ عالم پناہ دیوان خاص مین زینت بخش ہو کر یہ بہت کبیشر خوش منظر سے کہنے لگی اس چہچہہ کا کبت موزون کر دینے چہچہہ امی نکسو بہہ پونچہہ کی اورن۔ اس کا انعام بخواہش تمام تجکو خزانہ راجہ باسک سے ایسا عنایت ہوگا کہ بڑا کوڑیالا ہو جائیگا اور تیرے من کی آرزو سب نکل جائیگی اور اگر یا نا اس ارتہ کا کبت میرے حسب دلخواہ واللہ نہ بنے گا تو اے افعی زمان تجہہ ناتوان کو اس قدر مار پڑے گی کہ تیرے بدن کی کہال کیچلی کی طرح اُتر جائیگی اور قالب کی بانبی سے تیرے روح کی ناگن لہرا کر فرار ہو جائیگی اور اژدہائے جان بے گمان کہسار قضا سے سر پٹک کر بیلے جان ہو جائیگا دنیا تجہہ روسیاہ گمراہ کا منہ کالا کر کے ناگ پور کے اجگر قید خانے مین مقید کر دونگا

یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کچہہ منتر پڑہتا ہوا کہنے لگا اے خداوند جہان و اے قبلۂ زمان اس ارتہ کا یہ کبت ہے کبت ایک سیمین ہر سون رت ماگنے پرات گئی سنتا دیہہ کہورن پہ وسے بڑکی جہین نکسین اور تہاری ہئی کچ لاگ بچوڑین - برہت ہلوکت یا ہیب کو چل کے گنگا جو مین بال کے چھوڑن - چندر کو چوست ہے ماتو ناگ امی نکسو یہہ پوچہہ کی اورن اشعار یہ کبت سنکر بادشاہ نے کہا + کہ صد آفرین مرحبا مرحبا - کہا تو نے ایسا کبت حسب حال - کہ جس سے مزاجی ہوا خوش کمال - غرض شاہ نے ہوکے مسرور خوب - دیا اسکو انعام مجبور خوب نقل ہے کہ ایک نازنین مہ جبین ماہ ثانی رنگ چنپئی رشک زعفرانی غسل کرکے چوکی طلائی مرصع پر زر و غلطی کا تہمد باندہے بیٹہی بال رشک سنبل بستان بیگمان سکہاری تہی کہ یکایک اچانک بادشاہ گیتی پناہ اسکی پشت کیطرف سے محل بے بدل مین جو درآمد ہوئے تو بادشاہ عالم پناہ کو اسکی پشت کندن سے دمکتی ہوئی پر بالون کی سیاہی یون نظر آئی کہ جسپر یہ چہچہہ زبان زد ہوئی چہچہہ سونے کی دیوار پر جوتی پر ناری ہین - یہ ارتہہ پڑہتا وہ بادشاہ عالیجاہ بے بدل محل سے باہر آیا اور ایک کبیشر ہمسر کب گنگ اور افسر ولیپ خوش آہنگ کو طلب کرکے کہا کہ اے اس ارتہ کا کبت ایسا بے بہا بنا وے کہ جسمین سراسر میرا مطلب ہمسر ہو اور اگر اس مین ایک سر مو تفاوت ہوگا تو تیرا سر تیغ ندامت سے سر دست کاٹا جائیگا اور اگر احیاناً مقصد حضور پر نور سے تیرا مضمون سر بر ہوگا تو تجکو سر افراز اور ممتاز بے انداز کرکے سردارون مین سربلند کرونگا نظم اس کبیشر نے سنکے شاہ سے کہا - زہے اقبال اس کبیشر کا - جس کو حضرت سراہین یون دل سے - ہے میسر یہ بات مشکل سے - المدعا اس کبیشر صاحب ذکا بے ہمتا نے فی الحال بحسب حال یہ کبت بنایا کبت چکنے چہر جہاڑ مانون پنکہہ دار کید ہون کی ڈوار کید ہون سوتن کے بچارے ہین - سرسنار کید ہون ناگن کی ڈوار کید ہون بکہول کسی سیج سنوارے ہین - کا جرتے کارے اندہیارے پریم لگت پیارے سوندہاتے سوندہارے ہین - لانبے لہکارے گورے پیٹہہ پر ڈارے سونے کی دیوار پر جوتے پر نارے ہین - ابیات سنکے اس کا کبت سب یکسر مرحبا بول اٹھے وہ خوش ہوکر - اور شاہ نے اسے سر دربار - سر براہون کا کردیا سردار واقعی یہ سخن سکھے فی الحال - اوسکو کرتے ہین قدردان نہال - لیک مجبور اب کہان وہ لوگ کیا سخن سنج تھے یہان وہ لوگ نقل ہے کہ ایک جوہرے رشک پری قدیم اکبرآباد کا متیسم ہیرا لال نامی چنی لال کے بیٹے نے برائے تجارت جواہرات نادرات چننے

پٹنے کو سفر کیا تہا لیکن اُس کے فراق اور اشتیاق مین اُس کی جورو نیک خو کا یہ احوال پُر ملال تہا کہ
آٹھون پہر اپنے شوہر کے در دندان کے خیال مین رو رو کے سلک گہر صدف چشم سے بہایا کرتی تھی
اور کبھی اُس کے لب یاقوت گون کے دھیان مین دیدۂ خونبار سے لخت جگر مثل عقیق امڈ ٹپکاتی
اور کبھی اُس کے رُخ سبز رنگ رشک زمرد رمانی کے تصور مین دست وحشت غیرت پنجہ مرجان سے
اپنے عارض گلفام کو مارے طمانچون کے لعل کے مانند لال کرتی اور اُس کے پشت خیال مین وصل
کی تختی براے دفع خفقان وہ کشتۂ حرمان روز و شب سینے پہ رکھتی اور کبھی اُس کے کاکل مشکین کے
دھیان مین نیلم کی طرح آنکھون مین ایسی تیرگی چھائی تھی کہ مانند سلیمانی تیہرا جاتی تھی الغرض اُس
حالت پر ملالت مین اُس جوہری رشک پری کے رشتۂ حیا ٹوٹ جانیکا جو نادہ قاصد غم آمادہ در پر لایا تو
اُس نازنین اندوہگین کا احوال پُرملال کیا بیان کرون کہ نامہ بر کی آمد سنتے ہی یہ حقیقت ہوئی کہ تنگ حیا
کا احوال لفافہ کھل گیا اور ابر عشق سے چھاتی بہر آئی دونون صدف چشم سے موتیون کی لڑی نکلنے لگی
اس حالت پر صعوبت مین ایکباری بصد بے قراری وہ خود غلط خط لینے کو چلی تو دیکہا یک نام دا
رام بہول کر بہر بہر کر اُٹھی اتنے مین سناٹے کا پیغام ناکام قاصد نے جو دیا تو دل کا یہ احوال
پر ملال ہوا گویا تیل کی بوند آگ پر پڑتی ہے دل دہڑ دہڑ کرنے لگا اور یہ دروازون کے پٹ سے
جو لگی کہڑی تھی تو ایسی عشق آتش بدن پر چھا گئی کہ نامہ لیتے ہی چراغ کی بتی جل اُٹھی
غرض وہ شمع شب افروز باہ جگر سوز آتش اجل سے جلکر وہین رہ گئی یہ خبر وحشت ایکبار اخبار
مین جو اکبر بادشاہ جمجاہ کو پہنچی تو اس اخبار اعجوبہ روزگار کو ملاحظہ کر کے کب گنگ خوش
آہنگ سے فرمایا کہ اے کبیشر زبان اور عجب بات ہے چہچہ پانی کے ہاتھ لیت پانی سے بجہ
اُٹھی + یہ چہچہ جان سوختہ کب گنگ سنکر کہنے لگا خداوند نعمت فی الحقیقۃ مگر اس کا یہ موجب ہے
کبت اود ہوائی پاتی برہن گہر آئی + چہاتی دو آسیب مین کے موتی سے چہڑ چہڑا اُٹھی + بیاکل
ہوئی ناریاتی لین چلین بار ادہو ناؤن گئی بہول ہر کرا اُٹھی + اتنے مین سندیسا دینو ہر بین مین
پانچہہ بسو تیل بوند آگ پڑے دہر دہڑ کرا اُٹھی + ٹہاری تھی پاٹ لاگ چہاکی برہ آگ پاتی
کے لیت لیت پاتی سے جر اُٹھی مثنوی مسلسل کبت یہ جو اُس نے کہا + تو شنہ
نے جواہر صلے مین دیا + حقیقت مین اکبر نے مجبور تو + جلا دے نظامی کے اس
قول کو + بنا سنتہ درے کہ در گنج یافت + ترازوے خود را سخن سنج یافت +

نقل ہے کہ ایک نازنین ماہ جبین وقت

طلوع آفتاب عالمتاب بیساختہ مکان خواب گاہ کو دروازہ کھول کر سر برہنہ نکل آیا جان باختہ چہاتیون پر
آراستہ کر رہی تھی کہ یکایک ناگہان اکبر بادشاہ عالیجاہ وہان رونق افزا ہوئے اور باہم دونون کی چشم
سے چشم دوچار ہو گئی اُس حالت پر حلاوت مین وہ انار پستان مثل گل خندان منہ پھیر کے جو کھلکھلا کر ہنستی
پڑی تو اُس گل حیا آلودہ کے دُر دندان کا یہ عالم نظر آیا کہ جسطرح قطرہ صبا سے ایک بار انار شقق ہو جاتا
ہے اور اُس کے دانے رشک گوہر آبدار نظر آ جاتے ہین یہ عالم دیکھکر بادشاہ عالم پناہ تبسم کنان یہ
چپچہہ زبان پر لائے چپچہہ پھوٹو انار پیار کے مارے + یہ چپچہہ جان باختہ کہتے ہوئے اکبر بادشاہ محل سے
برآمد ہوئے اور ایک کبیشر زبان آور کو یاد فرما کے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت فی الفور بیغور موزون
کر دے چپچہہ یعنی پھوٹو انار پیار کے مارے + یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کہنے
لگا پیر و مرشد برحق اس ارتھہ کا یہ کبت ہے کبت بھور ہین سوت اوٹ گیو اٹھہ بیٹھی کبیشر پیا من بھون
او سارے + کنچن ہین کچ دو واتھن دہر دہار انچرا بیچ سنبھارے + اوسر آن پڑو شاہ اکبر درگ چار
پڑین نار ہین وہ ٹارے + گوری نے مکہہ موڑ ہنسی دہون پھوٹو انار پیار کے مارے ⁂
مثنوی یہہ سنکر کبت شہ نے ہنسکر کہا + ہزار آفرین مرحبا مرحبا + کہا تو نے ایسا کبت حسب حال +
کہ جس سے ہوا جی مرا خوش کمال + غرض شاہ اکبر نے مسرور خوب + کیا اُس کبیشر کو مسرور خوب ⁂

پانچوان باب ظریفون کے لطیفون کے بیان مین

ان دمساز اور ناقلان خوش آواز رباب بیان کو مضراب زبان اس قانون سے چھیڑتے ہین کہ تیمور لنگ بادشاہ خوش آہنگ نے ہندوستان ولستان کے تخت سلطنت پر جلوس فرماکے بادل شاد ارشاد کیا کہ اکثر مردمان صادق اور بزرگان فایق سے استماع مین آیا ہے کہ ہندوستان ولستان مین مطرب بوالعجب خداساز خوش آواز ہین یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر ایک مطرب نابینا خوش لہجہ روشندل اپنے فن کا کامل ایسا اُستاد زمانہ گانے مین یگانہ حضور پر نور مین حاضر ہوا کہ جس کی ہر تان مین تان سین اور ادھونایک کی روح ٹپا ٹوٹی کرتی پھرتی تھی اور تال سُر مین ایسا سُر تاکہ سُرسُتی بھی اُس کے آگے بے سُری تھی اور اپنے فن کا ایسا نٹ کھٹ کہ دیس کا کھٹراگ اُس کے خیال مین تھا اور آواز جادو طراز سوہنی سوہنی ایسی گذارتی کہ جس کی خوش الحانی پر الحان داؤدی سندہ کے جنگلے مین وجد کرتی تھی اور اگر دیپک کیوقت وہ چراغ محفل طرب ایمن کو الاپتا تو اُسکو گوری سُنکر ایسا جوڑہ شاہانہ دیتی کہ اُسکی سنگت والے نہایت ملار کرتے غرض اُس نایک زبان پر یہ راگ چھتیس راگنی کا سراسر پردہ فاش تھا نظم کہان تک کرون اُسکی تعریف عام۔ کہ اُس سے سوا ہے فضول کلام۔ اگر شہر تھا مطربون سے بھرا۔ پر ایسا کلاونت نہ تھا دوسرا۔ الحاصل وہ مطرب دلنواز خوش آواز حضور پر نور مین ایسا خوب گایا کہ تمام محفل بے دل ہوگئی۔ بقول میر حسن اشعار۔ غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے۔ اڑے جس جگہہ تھے اڑے رہ گئے۔ جو پیچھے تھے آگے نہ وہ چل سکے۔ جو بیٹھے سو بیٹھے نہ وہ ہل سکے ؛؛ المطلب اُس مطرب بوالعجب نے جب سب محفل کو بخوبی محظوظ کیا تب تیمور بادشاہ جمجاہ نے ارشاد کیا کہ اے مطرب بوالعجب تیرا نام خاص وعام مین کیا مشہور ہے یہ مطرب بصد ادب عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت شمس سپہر کرامت اس غلام ناکام کا نام دولت کہتے ہین تیمور لنگ شہنشاہ نے متبسم ہوکے فرمایا اے عزیز بے تمیز کیا دولت کور ہے جو تجھہ اندھے نے اپنا نام دولت رکھا ہے وہ کور منہ زور کہنے لگا قربان جاؤن اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو لولے لنگڑون کے کیون ہاتھہ آتی یہ لطیفہ خوش وقیقہ سماعت فرماکر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش ہوا اور خانسامان خاص سے بادل شاد ارشاد کیا کہ اُس دولت کو اس قدر دولت دو کہ ہمارے بدولت دولت دنیا سے نو دولتون مین دولتمند ہوجائے غرض تیمور لنگ شہنشاہ نے اس مطرب کو ایک سخن دل لگن پر زر ریز کردیا غرض قول میر حسن کا سچ ہے ابیات سخن کے طلبگار ہین عقلمند۔ سخن سے ہے نام نکویان بلند۔ سخن کا صلہ یار دیتے رہے ؛؛ ؛؛ ؛؛

یار دیتے رہے۔ جواہر سدا مول بکتے رہے۔ اور ابکے زمانہ کے شاہ و وزیر۔ سخن کو سمجھتے ہین غایت حقیر سخن
کی جہان ہو نہ مہجور قدر۔ وہان کیا کرے جلوۂ نور بدر۔ نقل ہے کہ ایک ماہی گیر خوش تقریر جنکا نام
ہمیشہ دریائے بے پایان مین مچھلیان پکڑتا اور بیچکر اوقات بسر کرتا۔ قضائے کاروہ دام دار ایک روز
برائے شکار ایسی جہیل بے عدیل پر گیا بقول مروث ابیات کرون بات کا اُسکے مین ذکر کیا۔
ہر اک اُسکا سوتا تہا اتنا بڑا۔ کہ گن کہکشان فلک عتی جہان۔ وہان مارتا پہرتا تہا مچھلیان۔ الحاصل اُس
جہیل بیعدیل مین اُس دام کا سلیقہ شعار نے حال فی الحال پہنیک کر ایسی مچھلی کہینچی کہ جسکی تعریف گرداب
بیان سے باہر ہے اُس مچھلی خوش نگار غیرت نگار عنبرت بہار کو وہ ماہی گیر خوش تقریر دیکہکر دل مین کہنے لگا
اگر اس مچھلی رشک گلزار کو بازار مین فروخت کرون گا تو کمال ہے کہ پانچ چار فلوس منحوس ہے کوئی زیادہ نہ
دیگا اس سے بہتر ہے کہ اس مچھلی نایاب کو آب و تاب سے بادشاہ عالیجاہ کے نذر کیجئے شاید اس ماہی
سے کچھہ مراتب زیادہ ہو تو عجب نہین کیونکہ بقول شخصے مثل گہرے مین گٹریال ہے۔ مگر اس
مچھلی کو سزاواری بذات نہنگ ایسے ناکے پر کٹرے جو کر دیجئے کہ کسی جاسوس کو محسوس نہ ہو
الغرض وہ ماہی گیر صاحب تدبیر بادشاہ عالم پناہ کے قریب وہ مچھلی عجیب وغریب
لیگیا وہ شاہنشاہ عالم پناہ اُس مچھلی کو ملاحظہ فرماکے نہایت مسرور ہوا اور وزیر
صاحب توقیر سے ارشاد کیا کہ اس ماہی گیر دلپذیر کو سو روپیہ بلا قصور بے دستور
عنایت کرو وزیر صاحب تدبیر نے گوش مبارک مین گوش زد کیا کہ اے بادشاہ بحر و بر
واسطے اوسپہر برتر ایک ماہی واہی کا انعام و اکرام اس قدر دینا عقلمندون کا کام
نہین ہے بادشاہ عالیجاہ نے فرمایا اے وزیر بے نظیر حکم شاہی مین فرق آنا موجب
ننگ و حیا ہے بقول شخصے قول مردان جان دارد اُس کے جواب مین وزیر خوش تقریر
نے کہا اے شاہنشاہ عالم مثل جو کوئی گڑ دئے مرتا ہو اُسے زہر نہ دیجئے۔ لیکن اُس
ماہی گیر بے پیر سے پوچھئے کہ یہ ماہی گیر ہے یا مادہ ہے اگر وہ کہیگا کہ یہ نر ہے تو ارشاد کیجئے
کہ ہم کو اس شکل کی مچھلی درکار ہے اور اگر وہ کہے کہ یہ مچھلی مادہ ہے تو آپ فرمائیے کہ ہمکو نر
مچھلی چاہئے اُس گفتگوئے پُر فریب سے وہ لاجواب ہوگا اور حضور لامع النور کا انعام و اکرام واپس ہو جائیگا
بادشاہ عالیجاہ نے وزیر خوش تقریر کا سخن پسند فرماکر پوچھا کہ اے دام دار ماہیان دریا
اور اے افتخار مردان دانا سچ بتا کہ یہ ماہی نر ہے یا مادہ اُس کے جواب مین وہ ماہی گیر
خوش تقریر حرف زن ہوا کہ اے بادشاہ بحر و بر والا گہر یہ ماہی واہی خنثی ہے یعنے

نر و مادہ کی درمیان ہے یہ جواب با صواب ماہی گیر خوش تقریر کا بادشاہ کو نہایت پسند
خاطر ہوا اور اس لطیفے کے صلہ مین دوسو روپیے انعام فرمائیے لیکن سچ تو یون ہے ؛
مثنوی عجب تہا زمانہ کہ جس دور مین + صلہ لوگ پاتے تھے ہر طور مین + اور اب کے زمانہ کا یہ
حال ہے + کہ دیکھین جسے گھر سے خوش حال ہے + بلا کر اُسے گھر سے با عز و جاہ + کرین آخرش کو
جہان مین تباہ + غرض اس زمانہ کے جمہور لوگ + سمجھتے ہین کیا آپ کو دور لوگ + ولیکن ملوث بہر
کار ہین + متاع جہان کے خریدار ہین + نقل ہے کہ ایک بادشاہ بدخواہ سپاہ برائے شکار آہوان
عیار سیاہ مرغزار تن تنہا گیا تھا اتفاقاً ایک شخص بصورت نجبا اور بسیرت شرفا تابش آفتاب جلتا
کے سبب سے زیر درخت بیٹھا تھا وہ بادشاہ رو سیاہ بھی اُسی درخت کے سایہ مین آکر کھڑا ہوا اور
اُس عزیز با تمیز سے یون حرف زن ہوا کہ اے ملیح بیان واے فصیح زبان سچ ہے کہ اس شہر
مینو چہر مین بادشاہ خیر خواہ خلق ہے یا ظالم و ستمگر ہے وہ عزیز با تمیز راست گو جواب دہ ہوا کہ
اے شہسوار بادشاہ کچھ نہ پوچھ اس مملکت پر وحشت کا بادشاہ رو سیاہ نہایت ظالم اور لائم
ہے مگر شیخ سعدی شیرازی کے قول کو نہ سمجھا شعر نماند ستمگار بد روزگار + بماند برو لعنت کردگار
یہ سخن دلشکن گوش فرما کے وہ بادشاہ غفلت پناہ کہنے لگا اے عزیز ناچیز تو مجکو بھی پہچانتا ہے کہ مین کون
شخص ہون یہ کلام بادشاہ ناکام کا سنکر وہ ناداںستہ دل خستہ جواب دہ ہوا کہ مین دلدادہ غم آما وہ
کیا جانون کہ تو کون بلا ہے اور کس کھیت کی مولی ہے ناحق بے معنے گفتگو سے منغز پھر آتا ہے تو
یہ سنکر کہا شہ نے اے نابکار + اسی شہر کا مین تو ہون شہریار + مرے ہفت کشور ہین زیر نگین +
مجھے باج دیتا ہے خاقانِ چین + مجھے اپنے جی کا نہ تہا خوف کیا + جو تو نے مجھے اس طرح یہ
کہا + یہ سخن دلشکن سنکر وہ نہایت دل مین ڈرا لیکن دلیری اور رولادری سے یون گویا ہوا
کہ اے بادشاہ عالی جاہ تو بھی مجکو پہچانتا ہے کہ مین کون جنس ہون بادشاہ پُر گناہ نے
کہا کہ اسے عزیز بے تمیز مین تجھکو نہین جانتا ہون کہ تو کون ہے وہ شخص زبان طراز ایکبار یون
گویا ہوا کہ اے بادشاہ دلدادہ سوداگر زادہ ہون لیکن ہر مہینے مین نحوست بشارہ سے مین دل
دو پارہ تین روز کامل شتری وحشی ہو جاتا ہون چنانچہ میرے آزار نابکار کو آج پہلا روز ہے یہ
کلام فطرت آمیز اُس وحشت انگیز کا سنکر بادشاہ ایکبار بے اختیار ہنس پڑا اور بہ تشفی تمام اُس خوش
کلام کو کچھ اشرفیان دیکر اپنے شہر پر مہر مین آیا او ظلم و ستم ملک بے خبری سے بعدل و عدالت

اخراج کیا اور فی الحقیقت بقول نخشبی رباعی نخشبی ظلم خصم مملکت است + تو نہ کزین دقیقہ آگاہی
ظلم عدو مملکت برانداز د + ظلم شاہان است + ظلم شاہان است دشمن شاہی + شعر سچ ہے مہجور ظلم
شاہی سے + نظر آتے ہین لوگ واہی سے نقل ہے کہ ایک شاعر رشک صائب فخر حافظ ایک دولت
مند ہوشمند کی شان مین چند اشعار آبدار رشک بہار موزون کرکے لے گیا وہ دولت مند عقلمند
آن اشعار کو استماع کرکے کہنے لگا کہ اے عزیز شک ظہوری و نظیری وائے خجالت وہ انوری و
ضمیری باہر ہینت تواس بات کو یقین سمجھو کہ تونے یہ قصیدہ دل رمیدہ پر لطف اس قوت کا محنت
سے انشا کیا ہے کہ کسی شاعر زبردست کی کیا قدرت اور جرات ہے جو ایسا قصیدہ موزون
کرکے تجھپر سبقت لیجائے لیکن کیا کرون جائے رقت ہے کہ جی کی حسرت جی ہی مین رہی جاتی
ہے اگر آج یہ فدوی جگر سوز صاحب حشمت اور اہل شوکت ہوتا تو تجکو امام حسن اور حسین علیہ السلام تجھہ
خاطر آشفتہ دل ملول کو برسم زمانہ دولت دنیا سے مسرور کردیتا کیونکہ تجھسا ولی خلیق طبع صاحب درخ
باآبرو شہرت تمرالی اثر ثریات اختر رشک ماہ تابان کہان مخلوق ہوتا ہے اور بقول مصحفی شعر مرزا
و میر سے بھی تجھے کب ہے برابری + انشا تو اُنکے پلے مین ہوتا جو انوری + اور حاتم اور قائم اور مرزا
جان جانان اور کتری اور گدہری اور ناجی اور فغان غرض جملہ شاعران جہان تیری شاعری کے
آگے ناموزون ہین اور ہر ایک کا قافیہ تنگ ہے اور تیرے ہم ردیف کوئی نہین ہو سکتا ہے۔
حاصل کلام وہ دولت مند عقلمند بعد خوشامد بسیار و لجاجت بے شمار یہ گفتگو زبان پر لایا کہ اے استاد
نظامی واسطے افتخار جامی اسوقت میرے پاس زر نقد نہین ہے جو تجکو قصیدہ کے صلہ مین دون مگر
غلہ کی قسم سے میرے خرمن مکان مین بہت کچھ ہے تو وقت سحر باری باربرداری لیکر میرے
پاس بلا وسواس آنا بقدر حوصلہ مین شکرگزاری بجالاونگا وہ شاعر زبان آور تنہ فیلسوفی سے بے
خبر خوش و خرم اپنے مکان ویلتان مین آکر سو رہا وقت سحر بعوذہ آن تونگر کسی یار آشنا سے بار
برداری لیکر اس قطرت اساس کے پاس گیا اور بقول میر حسن شعر کہا میرا مجرا ہے اب
لائیے + جو دیتے کہا تھا سو دلوائیے + وہ تونگر مسکر کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز
تونے سخن آرائی سے جس طرح مجکو خوش کیا اسی طرح مین نے بھی کلام دانائی سے تجکو خوش
حال اور نوبہال کردیا او شاہر دو برابر اند بقول شیخ مثل نہ او ہو کا لین تا
دہو کا دین + جاؤ تم اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش مثنوی سے غرض اس
سخن سے وہ شاعر عجیب + ہوا شرمگین دل مین اپنے غریب + مگر اُس تونگر نے مہجور خوب

سخن سے وہ شاہِ عجیب ۔ ہوا شرمگین دل مین اپنے غریب ۔ مگر اُس توانگر نے مہجور خوب ۔ دیا اُسکو
انعام فرح القلوب + نقل ہے کہ ایک کور منہ زور اندھیری رات رشکِ ظلمات مین چراغ بدست +
ہوش پانی کا گھڑا بالائے دوش اِس شکل سے بازار مین نمودار ہوا ۔ یہ ماجرائے عجیب و غریب ایک عزیز بانمیز
دیکھکر کہنے لگا کہ اے کور کمزور یہ کیا حماقت بے لیاقت اِس وقت تجھے سوجھی کہ شبِ تار ناہنجار مین تو
چراغ ہاتھ مین لیکر نکلا بقول سعدی شعر نور گیتی فروز چشمۂ ہور ۔ خوش نماید بچشم موشک کور ۔ اے احمق
تیرہ بخت زبان سخت تیرے آگے تو لیل و نہار خزان اور بہار ہر زمان یکسان ہے پھر اِس روشنی
چراغ بے فراغ سے تجھے کیا سودا اور بہبود ہے یہ سخن دلشکن سنکر وہ کور منہ زور کہنے لگا اے
اولالغ یہ چراغ مجھ کور ظاہر کے لئے نہین ہے تجھ کور باطن کے لئے ہے کہ اِس اندھیری رات رشکِ ظلمات
مین تو میرا گھڑی پانی کا بھرا نہ توڑے یعنے چراغ کی روشنی سے تجکو روشن ہو کہ اندھا پانی کا گھڑا لئے
آتا ہے تو آپ ہی بچکر چلے گا شعر نہین تو اندھیرے مین کیونکر بھلا + اے اندھے یہ اندھا تجھے
سوجھتا ۔ یہ کلام نیک انجام اُس نابینا روشندل کا سُنکر وہ کور باطن مثلِ چراغِ خاموش خاموش
ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا اشعار اگر تجکو مہجور ہے عقل و ہوش + تو اِس بات کو میری
سُن رکھیکے گوش + جو بینا حقیقت سے ماہر نہ ہو ۔ وہ یا مہرِ حق اُس پہ ظاہر نہ ہو ۔ مثل اُس کے حق
مین یہ سوجھی ہے اور + کہ اُس آنکھ والے سے بہتر ہے کور نقل ہے کہ ایک درویش دلریش سے
کچھ تقصیر حقیر سرزد ہوئی تھی اُس کی تعزیر گریز مین حبشی کوتوال بدافعال نے حکم دیا کہ اِس فقیر بے
پیر کا سارا منہ سیاہ کرکے شہر بدر کرو شعر تا نہ پھر کوئی اِس طرح درویش + ظاہر فقر مین ہو کافر
کیش + یہ کلام اُس ناکام کا سُنکر فقیر خوش تقریر کہنے لگا اے حبشی کوتوال بدخصال اُس فقیر حقیر کا
آدھا منہ سیاہ کرکے تشہیر کر تو بہتر ہے ورنہ جمیع مشاہیر شہر و جماہیر دہر سمجھینگے کہ بادشاہ عالم پناہ
حبشی کوتوال کو شہر بدر کردیا ہی یہ لطیفہ خوش و قیقہ سُنکر وہ کوتوال نیک خصال نہایت خوش ہوا اور یہ
کلام فرحت التیام زبان پر لایا کہ فقیر روشن ضمیر اِس روسیاہ پُرگناہ نے تیری تقصیر باگریز معاف کی اشعار +
غرض وہ گدا اپنی تقصیر سے + ہوا فارغ البال تقصیر سے + عجب شے ہے مہجور یعنی سخن + شہادشہ
مین آ سکے ہے قول حسن + سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام + جنہین چاہئے ساتھ نیکی کے نام +
سخن کا سدا گرم بازار ہے ۔ سخن سنج اِس کا خریدار ہے + نقل ہے کہ ایک فقیر خوش تقریر بصورت آزاد
اور قراول برائے سوال مال دکان بقال سخت مقال پر جاکر یہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ اے لنگوری صورت
تم جیسے کی صورت اپنے تلہ مکاری اور کینہ و دغابازی سے من چاہے تو کچھ فقیر کے پلہ مین انصاف سے

کہ جس سے نفس حریص کا کتا سیر ہو جائے یہ بات و ابیات سنکر وہ بقال بدخصال کہنے لگا اے بریدہ دم دراز واے چند بدآواز چل میرے آگے سے دم دبا کر اُڑ جا نہین تو مارے ڈنڈون کے تیرے ہاتھہ پانون ہتیلا کر دونگا غرض اُس گفتگوئے دو بدو نے یہانتک سر بلند کیا کہ اس درویش گم کردہ خویش نے ایک جوتی پانون سے نکال کے بقال بدخصال کے سر پر تڑاق ویسی سے جڑی القصہ وہ بقال پیش کوتوال اُس فقیر تن حقیر کو لیگیا اور احوال صدق مقال گزشتہ بہ تفصیل ایکبار اظہار کیا کوتوال بدخصال نے اُس درویش دلریش سے کہا اشعار اگر تو نہ ہوتا بشکل گدا + بموجب سیاست تجھے مارنا + دیا قید خانہ کرتا اسیر + پر اسمین ہے تیری رہائی فقیر + کہ کفارہ اک کفش پا کا اسے + میرے سامنے آٹھہ آنہ تو دے + یہ کلام بدانجام کوتوال بدخصال کا سنکر اُس فقیر خوش تقریر نے ایک جوتی کوتوال کے سر پر جڑی اور ایک روپیہ جھولی سے نکالکر آگے رکھدیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اگر یہی منصفی ہے تو یہ فقیر تن حقیر اس روپیہ کو کہان بھناتا پھریگا آٹھہ آنہ آپ لیجئے اور آٹھہ آنہ اس بقال کذب مقال کو دیجئے ابیات یہ کہکر وہان سے وہ راہی ہوا۔ مگر سب نے مجبور باہم کہا۔ فقیرون کو غصہ نہ یہ چاہئے۔ جہان جائے اُس جا صدا یہ کہے۔ فقیرانہ آئے صدا کر چلے۔ میان خوش رہو ہم دعا کر چلے۔ اور شیخ سعدی بھی یون فرماتے ہین اشعار ہرکہ بر خود در سوال کشاد۔ تا بمیرد نیازمند بود + آز بگذار و پادشاہی کن + گردن بے طمع بلند بود + نقل ہے کہ ایک امیر صاحب تقریر اپنے مکان دلستان مین تیر سے بزور شانہ منج پر نشانہ لگا رہا تہا ہر چند اور بھی تیر اندازان کمان ابرو اُس محفل عالی منزل مین تیر زنی لیکن کسی کماندار کا تیر مطلب ہدف مقصد پر نہ بیٹہا تہا اُس عرصہ مین ایک فقیر خوش تقریر اُس جلسہ مین آکر حاضر ہوا اور دست سوال صاحب خانہ کے سامنے دراز کیا اُس امیر صاحب توقیر نے بزور کمان اپنے قبضہ سے فقیر خوش تقریر کے ہاتھہ مین دیکر کہا کہ اے فقیر روشن ضمیر اس منج کے بیچ مین تیر کو لب معشوق کرے گا تو تیرا سوال فی الحال بر آئے گا غرض اُس درویش خیر اندیش نے بیبس ہوکر تکے سے اُس منج کا نشانہ بزور شانہ سراسری ایسا مارا کہ ہر گوشہ سے تحسین و آفرین لوگ چلا اوٹھے غرض اُس امیر بے نظیر نے اُسوقت خوشنود خاطر ہوکر سو روپیے اسے عنایت اور کرامت فرمائے وہ فقیر خوش تقریر سو روپیہ جھولی مین ڈالکر کہنے لگا۔ اے بابا اس فقیر تن حقیر کا سوال نہ ملا۔ لیکن شیخ سعدی کا قول سچ ہے شعر کریمان را بدست اندر درم نیست + خداوندان نعمت را کرم نیست + یہ سخن دلشکن سنکر وہ امیر صاحب توقیر کہنے لگا۔ اے گدا دیدہ زر و اے حریص بد گہر تجکو مین نے یکمشت سو روپیے

دیئے اور تیرے خیال بدسگال مین نہ آئی اس بکے کیا معنے اُسکے جواب مین وہ فقیر خوش تقریر بولا اے امیر دلپسندیر اگر تیرے گوشۂ خاطر بتان گرانبار نہ گذرے تو یہ عرض ہے وہ سو روپیے تو مین نے منہ مارنے کے لئے دئے سوال پیر دال کا اس مین کیا ؛ کرے فقیرون پر تو یہ طوفان کیون اوٹھاتا ہے یہ کلام وہ امیر عالیمقام سُنکر نہایت خوش و خرم ہوا اور سو روپے اور انعام باکرام عنایت فرمائیے لیکن سچ تو یون ہے قبول بخشی ابیات بخشی نیست خلق بریک طبع + من ندانم تو در چہ منوالی + از اکرام ولیام زہر برہت + پست عالم زنیک وبدخالی + سب یہ سچ ہے ولیکن اے مھجور + ہم تو ہر دم بھی کو دیتیگے ضرور + آفرین تیرے گفتگو کو فقیر + مرحبا تیری حاضری کو امیر نقل ہے کہ ایک شخص نے اپنے نوکر فتنہ گر سے وقت اختتام شام یون کہا اے نوکر وقت سحر اگر دو زاغ برابر تجکو نظر آئین تو مجکو خبر کرنا کیونکہ دو زاغ صبح کو دیکھنا شگون نیک ہے نظم یہ تو کہکر وہ سو رہا گھر مین + صبح کو اُس نے بیٹھ کر گھر مین + کی نگہ اُس نے جو سر دیوار + تو نظر آئے از زاغ دو اکبار + یہ خبر وحشت اثر نوکر اپنے خاوند سے کہنے گیا اور ادہر ایک زاغ پرواز کر گیا اور ایک زاغ اکیلا بیٹھ رہا قصہ مختصر صاحب خانہ نے جو آکر ایک زاغ ناہنجار سر دیوار دیکھا تو نہایت خفا ہوا اور یہ کہنے لگا اے کوے مین نے دو زاغ دیکھنے کو تجسے کہا تہا یا ایک زاغ منحوس کو کہا تہا غرض تو اپنے شرارت اور فطرت سے باز نہین آتا ہے اے اُلو بد خو تجکو ہیا تک مارونگا کہ تیری تمام بدن مین سن بہری ہو جائیگی چل میرے سامنے سے اُڑ جا مین اور نوکر رکھ لونگا کیا تجھ مین سُرخاب کا پر ہے یا تو عنقا نوکر ہے میر انجت ہمایون چاہئے تجسے ڈہیر لنڈ ورے کاے پینچکے میرے دام مین ہیت اُڑین گے کیا جہان مین کوئی چڑیا کا نوکر ہے نہین کرتا واللہ باللہ اب مین تجکو تو نوکر نہ رکھونگا تجھ سا اگلا ہلت بے مجھے بھی نوکر نہین چاہئے مجھے بل نوکر چاہئے کہ جس سے سب ک اٹھا وین غرض یہ گفتگو و بد و میان اور نوکر مین ہو رہی تھی کہ یکایک کہانے کا خوان بے گمان صاحب خانہ کے واسطے کسی آشنا کے گھر سے آپونہچا اُس خوان ولستان کو دیکھ کر نوکر کہنے لگا خداوند نعمت آپ دو زاغ ناپاک دیکھنے کا ارادہ نہ کیجئے گا نہین تو میرے سے نوبت آپ کی ہوگی کیونکہ آپ نے ایک زاغ دیکھا تہا تو کھانے کو آیا غلام ناکام نے دو زاغ باہم دیکھے تھے تو اُس کے عوض مین گالیان اور جھڑکیان کھائین مثنوے یہ نوکر کی سُنکے میان گفتگو + سگے کہنے یہ راست کہتا ہے تو + ولیکن جب ایسا ہو حاضر جواب + تو مھجور کیونکر اُٹھائے عتاب + نقل ہے کہ ایک شاعر مفلوک دل ملوک سر و پا برہنہ بحالت یاس ایک امیر کے پاس بلا و سوانی

مسند تمیز نگار رشک بہار بیزار ایک بالشت کے فرق سے جا بیٹھا یہ نشست بے موجب اُس بے ادب کی دیکھکر
امیر صاحب تو تیر سے کہنے لگا اے سگ سے ناپاک بیباک تجہ مین اور سگ مین کیا فرق ہے اُسکے جواب مین
اس شاعر مغلوک دل ملوک نے ایک بالشت اپنے اور امیر کے درمیان مین رکھکر کہا اے امیر شکل
پلید تجہ مین اور سگ مین ایک بالشت کا تفاوت ہے یہ گفتگو و بد و سُنکر وہ امیر بے تظیر کہنے لگا اے
مردک گستاخ نکار حماقت شعار تو مجکو نہین پہچانتا ہے یہ شخص گرجی بیگ خان کے سگون مین ہے چل دم
دبا کے تو یہان سے بہاگ جا نہین تو تیرے گلے مین رسوائی کا پٹہ ڈالکر رسوائی خلق کرونگا یہ سخن دل
شکن سُنکر وہ شاعر مفلوک دل ملوک جواب دہ ہوا اے امیر بے پیر بس اب زیادہ نہ بہونک تجہ سے جرأت
لنیڈی بے چہٹی چہٹے حرام کے بیٹے گلچی شکاری ہزاری مین نے بہت درست کئے ہین تو اپنے جیمین یہ غرۃ
نہ کرنا کہ مین ذات کا لعل بے بہا ہون شعر غرض اُسکو شاعر نے مہجور خوب + جہنجہوڑا بہت سا بحرف عیوب
نقل ہے کہ ایک عزیز ناچیز مساعدی روزگار سے مسند دولت اور صدر حشمت پر جلوہ گر ہوا اور روز
وشب بے رنج و تعب عیش و طرب مین رہنے سہنے لگا اُس کا احوال فرخندہ فال سُنکر ایک بار
وفادار برائے مبارکبادی خانہ آبادی جو اُس خوش نصیب کے قریب گیا تو وہ خود غلط یک بیک
بہیانک ہوکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز تو کون ہے جو میرے پاس بلا وسواس آیا شعر مین نہین واقف
ہون تیرے نام سے + کام کیا ہے تجکو میرے کام سے + یہ سخن دلشکن اُس کور باطن کا سُنکر وہ غریب
بے نظیر توسن زبان کو میدان بیان مین جولان کرکے یون گویا ہوا کہ اے یار وفادار ناہنجار تو مجکو
نہین پہچانتا ہے مین تیرا یار قدیم و غمخوار مستقیم ہون مگر اکثر مردان صادق اور دوستان واثق سے میرے
استماع مین آیا تہا کہ تیرا فلانا آشنا ہوگیا ہے سو عیادت اور تعزیت کیواسطے آیا ہون شعر خدا تیری دولت کو
کہو لے کہین + جو روشن تری آنکہہ ہووے کہین + نظم اور تجہسے نہین ہے کچہہ درکار + وقنا ربنا عذاب النار
یہ تو کہکر گیا وہ اپنے گہر + مثل آئینہ وہ ہوا ششدر + گوش دل سے وے سُن لے مہجور + بخشی کا
یہ قول ہے مشہور + قطعہ بخشی اصل زشت زشت بود + بیوفا باکسی وفا نکند + گرچہ گیرد صواب جملہ جہان
اصل بد از خطا خطا نکند + نقل ہے کہ ایک عزیز باتمیز نے ایک طوطی رشک بلبل ہزار داستان اور
غیرت صلصل بوستان پرورش کی اور اُسکو زبان فارسی مین اسقدر آموختہ کیا کہ وہ طوطی ووقتی ہر
بات مین بزبان فارسی یہ کہتی درین چہ شک است القصہ ایکروز وہ شخص دل فروز اُس طوطی ووقتی کو
برائے فروخت ایکبار بازار مین لیگیا اور سو روپیہ قیمت اُس جنس بیش قیمت کی ظاہر کی اتفاقاً ایک مغل
بے وقل گاؤ تہہ کا پورا آنکہون کا اندہا اُس طوطی عجیب کے قریب آکر کہنے لگا اے طوطی پارسی خوان تو غیرت

کے لائق ہے طوطی دوتی نے جواب باصواب دیا درین چہ شک است یہ کلام فرحت التیام تو وہ مغل بچے
وغل سنکر نہایت خوش ہوا اور سو روپیہ نقد کیسۂ حماقت سے فی الحال نکالکر اس طوطی پر فراست کے بہا مین
دیکر خوش و خرم بے اندوہ و غم گھر مین لایا اور جواب نادرات باواہیات اوس مغل نے طوطی بہروپی پوچھی تو وہ
بھی جو ادہ ہوئی درین چہ شک است اس کلام وحشت التیام سے اوس مغل بیدغل کا مرغ دل قفس تن مین
پھڑکنے لگا اور اپنے الوپنے پر شرمندہ او خجالت زدہ ہوکر اوس طوطی دولی سے کہنے لگا اے طوطی لا
یعنی مینے ناحق حماقت بے لیاقت کی جو تجھہ مشت پر کو سو روپیے کو خرید کیا اوسکے جواب مین طوطی دو ولی کہنی
لگی درین چہ شک است اوس مغل بے دغل نے متبسم ہوکر اوس طوطی لعنتی کو بادل شاد آزاد کیا ابیات لیک
مجبور۔ آجکل کے مغل۔ نہین کرتے ہین اس طرح کے عمل۔ پیرو کار نیک وہ ہی ہوا۔ قول یہ بخشی کا جسنے سنا۔
بخشی ناتوان نکوئی کن۔ کس چہ داند چہاست نیکوئی۔ نکوئی را جزا بدی ندہند۔ نیکوئی را جزاست نیکوئی ؛؛
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ مع مرشدزادہ خرادہ برائے شکار فرحت آثار و سیر مرغزار زیر کہسار
سوار ہوگیا اتفاقاً دوپہر کے وقت آفتاب عالمتاب نے حرارت بشدت پیدا کی بادشاہ اور بادشاہ زادہ نے
اپنا اپنا لبادہ ایکبار اوتار کر ایک مسخرے باہوش کے دوش پر ڈالدیا اور متبسم ہوکر بادشاہ عالیجاہ نے کہا اے
مسخرے شش خرے ان دونون لبادونکا بوجہہ تجھپر ایک خر کا بوجہہ ہوگیا یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا
سنکر وہ مسخرا بے بہا کہنے لگا۔ قربان جاؤن ایک خر کا بوجہہ کیا بلکہ دو خر گرانبار کا بار مجھہ نابکار پر ہے یہ جواب
باصواب بادشاہ عالم پناہ مسموع کرکے نہایت محظوظ ہوا اوس لطیفہ خوش دقیقہ کے صلہ مین وہ دونون لبادے
طبوسی بیش قیمتی عنایت اور کرامت فرمائیے ابیات لیک مجبور اب کہان وہ لوگ۔ قدر کرتے تھے
خلق کی جو لوگ۔ اب نہ وہ شاہ اور نہ شاہی ہے۔ جس طرف کو دیکھو ایک تباہی ہے نقل ہے کہ ایک
عزیز صاحب تمیز نے اپنے نوگرفتہ گرسے مرغکا سالن مرغ پکوایا جسوقت وہ سالن خوشگوار طیار ہوا تو
اسکی بو باس سے اوس نوگرفتہ گر کا طائر ہوش قفس دماغ مین پھڑکنے لگا آخرکار اوس نابکار نے مرغ بریان
کی ران بشوق تمام نوش جان کی اور ایک بازو معہ سیخ اپنے آقا کے روبرو لے گیا وہ عزیز صاحب تمیز مرغکی
ایک ران دسترخوان پر دیکھکر کہنے لگا شعر مری عقل اس جا پہ حیران ہی کہ اس مرغکی ایک کیون ران ہے یہ
گفتگو اوس نیکخو کی سنکر وہ نوگرفتہ گر کہنے لگا کہ خداوند نعمت اس مرغ نالائق کی ایک ہی ٹانگ تھی شعر اس مین کچھ نہین
ہے قصور جو تھا گوشت سو آپکے ہے حضور۔ یہ بات واہیات اوسکی گوش کرکے اوس عزیز باتمیز نے کہا اسے
مرغے بے ننگ کہین بھی مرغکی ایک ٹانگ ہوتی ہے جو تو واہی گفتگو و بد و کرتا ہے غرض ہر چند اوس دانشمند
نے تکرار بیشمار کی لیکن وہ مرغا کڑ کڑ اکر یہی کہی گیا خداوند نعمت آپ جتنے چاہین آتی

دست درازی کر لیجئے پر اس مرغکی ایک ہی ٹانگ تھی آخر کار ناچار ہوکر وہ عزیز صاحب تمیز دل
مین کوفت کر کے چپ ہو رہا چند روز کے بعد وہ عزیز صاحب تمیز ایک روز گھوڑے پر سوار کوچہ و بازار
کی سیر کرتا پھرتا تھا اتفاق ایک کوچہ مین کسی کا مرغ بازو مین سر دابے ایک ٹانگ سے کھڑا تھا یہ نوکر
فتنہ گر اس مرغ کو دیکھکر کہنے لگا خداوند نعمت آپ فرماتے تھے کہ ایک ٹانگ کا مرغ نہین ہوتا ملاحظہ
فرمائیے یہ مرغ ایک ٹانگ کا سامنے کھڑا ہے بقول شخصے عیان راچہ بیان یہ بات واہیات اُس
نوکر زبان آور کی سُنکر اُس عزیز صاحب تمیز نے دستک دیکر جو اُس مرغکو ہشت کیا تو وہ دوسری ٹانگ
نکالکر کھڑا ہو گیا وہ عزیز صاحب تمیز کہنے لگا اے اندھے احمق بے بصر مطلق دیکھ لے اس مرغ کی دونون
ٹانگین ہین یہ کلام اپنے آقا عالی مقام کا سُنکر اُس نوکر زبان آور نے جواب دیا خداوند یہ تو خوب
حکمت ہے لیکن حضرت نے سالن کی رکابی پر کیون نہ دستک دی جو دونون ٹانگین مرغ بریان
کی ہو جاتین مثنوی یہ نوکر کا سُنکر لطیفہ عجیب ۔ لگا ہنسکے کہنے زہے خوش نصیب ۔ کہ جھوٹے نے
سچے کو قابل کیا ۔ غرض ہے یہ نوکر بڑا بے حیا ۔ جو مجبور ہوتا نہ حاضر جواب ۔ تو کس طرح بچتا وہ اوسکو کباب
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک امیر خوش تقریر سے کہا اے امیر دلپذیر جس قوم کا نام
بد انجام بان کے لفظ پر ہے وہ نہایت پُر فطرت ہوتی ہے چنانچہ فیلبان باغبان ساربان گاڑی
بان دربان شعر مرے اس سخن کو نہ تو جھوٹ جان ۔ کہ ہر ان سبھون کی عجب آن بان ۔ یہ کلام بادشاہ
عالیمقام کا سُنکر وہ امیر خوش تقریر کہنے لگا مثنوی بجا آپ کہتے ہین ای مہربان ۔ کہ یہ بان والی ہین
سب مدزبان ۔ انہین باندارون کو اس آن مین ۔ مقید کا ہو حکم شعبان مین ۔ غرض سنکے یہ گفتگو
امیر ہوا بادشاہ دلمین اپنے حقیر ۔ ولیکن نظامی کے اس قول کو ۔ نہ سمجھا تھا مجبور وہ راست گو ۔ جو
در خورد گوینده ناید جواب ۔ سخن یاوہ گفتن نباید صواب نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی سپاہ خیر خواہ
نے فوج عدو سے کسی قلعہ پر شکست پائی اور یہ خبر وحشت اثر جو اخبار مین آئی تو صاحب اخبار نے بادشاہ
عالیجاہ کو خبر دی کہ خداوند نعمت کو فتح و نصرت مبارک اور میمون ہو یہ کلام فرحت التیام سماعت فرماکر بادشاہ
عالیجاہ نہایت خوش و خرم ہوا دو روز کے بعد زبانی شتر سوار شاہ نامدار کو دریافت ہوا کہ فوج بلند اوج نے پائیہ
ہزیمت و شکست پایا یہ خبر سُنکر بادشاہ بحر و بر بکمال منغض ہوا اور وزیر صائب تدبیر سے ارشاد کیا کہ اُس عزیز
ناچیز کو بلوا کر چوب سیاست سے تنبیہ کر کہ بادشاہون کے آگے کیون دروغ بولا تھا الحاصل وہ عاقل کامل بادشاہ
عالم پناہ کے قریب آکر کہنے لگا کہ خداوند جہان افسر زمان غلام ناکام آج تعزیر کے قابل نہین ہے خلعت فاخرہ
کے لائق ہے کسواسطے کہ ہزیمت اور ناخوشی کے روز اس غم اندوز نے خداوند نعمت کو خبر خوشنودی سے خوش کیا تھا اچکے

روز بھی ناخوشی کا ہے حضرت کو لازم ہے کہ آج مجھ محتاج کو خداوند خوش و خرم کریں تو بجا ہے ۔ غرض قول ان
سخن ول لگن سے بادشاہ عالیجاہ نے اسکی تقصیر حقیر دل سے معاف کی ابیات ولی سچ ہے ہر چیز کا پیدا ہے
عام ۔ بقول نظامی شیرین کلام ۔ سخن گفتن دیگر جان سفتن است ۔ نہ ہر کس سزا سخن گفتن است ۔
نقل ہے کہ ایک غریب اہل نجیب قاضی کے قریب گیا اور یون گویا ہوا کہ اے قاضی خجستہ نہاد میں آج کئی
روز کے فاقہ سے تیرے پاس بھوکا آیا ہون برائے خدا کچھ ایسا کھانا دے کہ نفس حریص کا کتا سیر ہو جائے
اور تجکو اسکا ثواب بیحساب ہوگا کیونکہ مشہور و معروف ہے عربی قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ اور سچ تو یہی ہے
وہ در دنیا ستر در آخرت اور مثل مشہور ہے جو دیگا سو پائیگا یہ کلام نصائح التیام سنکر قاضی حاجی اسلام کہنے
لگا اے عزیز باتمیز کیا تیرے گوش زد نہیں ہوا کہ قاضی کے گھر کے چوہے بھی پیاسے ہیں سوا جو قاضی کے
گھر مین آتا ہے وہ سوگند کھاتا جاتا ہے تیرا جی چاہے تو تھوڑا پیچ جس مین تیرا پیٹ بھرے ویسی ہی قسم کھا لے
قطعہ الغرض وہ شگفتہ قاضی ۔ ہوگیا دل مین خوب سا راضی ۔ ایک گر عقل مین ہے تو با ہوش ۔ تو نصیحت کو سن لے گوش سے کر

کسی سائل کو در سے اے مہجور
نقل طرفہ ہے ایک یہ مشہور
دودہ ایک کاسہ بھر کے پیتے تھے
پیر نفر کو دکھا کے کاسہ شیر
آگے پاؤنگا ورنہ مین بہ خدا
وہ تو گھر مین گئے یہ کہہ کر بات
اوسکے اوپر سے وہ ملائی لی
الغرض جس نے تھوڑی تھوڑی وان
جب وہ مردود لیکے پی ہی گیا
دل سے بولا کہ اب کوئی تدبیر
حشیم عاشق ہو جس طرح پر آب
بعد انکے جم کے آتے جو آقا
الٹے پہنچے دودہ کی سی صورت ہے
تکنے لگا کہ اے صاحب
امداد سے مشکل سے دہرا ہی جام

نقل ہے

چین سے لیکے اور تھا فقط وہ
ایک دن گھر مین کر کے کسر کو
کہا آنکھون سے دیکھ لے پیر
مارے کفشون کے تیرے سر کا غرور
وہین اٹھنے بڑھ کے دونون ہاتھ
کھا کے کہنے لگا عجب ہے ذرا
کی ملائی تو سب وہ نوش جان
یاد آئی جو بات آقا کے
کہیئے جس سے پھر ہو کاسہ شیر
غرض اسمین سے اس نے لیکر تیر
اپنے کاسہ کو دیکھتے ہین کیا
آکے غصہ مین یون کہا ہے پیر
اسمین سے کچھ نہین ہوا غائب
سنکے یہ بات وہ لگے کہنے

تہہ خالی نہ بھیج تا مقصد دم
تو نہ میل ایک بعد ورزش ہو کے
رفع کرنے گئے وہ حاجت کو
ایسا ہی دودہ سے بھرا کاسا
سب نکالو نگا شرم سے اب دودہ
کھینچ کاسے کو اور اک انگلی
اور بھی کہا اون گا یہ دل سے کہا
دودہ بھی اسمین سے غرض آوہا
خوف سے تب لگا نکلنے جی
وان تہا اک حوض اسطرح اسمین
کر دیا پورا جلد کاسہ شیر
نہ وہ صورت نہ وہ شباہت ہے
ایسا ہی مین دکھا گیا تھا شیر
دیکھئے ویسا ہی بھرا ہے جام
ذرا آنکھون سے دیکھ تو بھر دے

ایسا تیلا مین وے کیا تھا تجھے
مجکو تم نے نہین دکھایا تھا
وہ غرض ہو کے عاقبت ناچار
آگئی تھی جو ایک چھوٹی سے
اسمین یہ چیز کیا ہی دیکھہ ذرا
ابے کہا جا یہ شیر ماہی ہے

اٹھا کرتا ہے قاتل اور مجھے
جیسا دکھلا گئے تھے ویسا اب
دودہ پینے لگے وہین ایک بار
اونکو پینے مین جو نظر آئی
سنکے یہ بات اور ہو کے خفا
اسکی تقریر سنکے یہ مہجور

پھر وہ بولا کہ تیلا اور گاڑھا
دیکھہ لیجئے بھرا وہ کاسہ سب
کہین پانی مین حوض کی مچھلی
تو لگے کہنے او بے سودائے
یون لگا کہنے سخت واہی ہے
ہو گیا چپ غرض وہ اہل شعور

نقل دیگر

نقل ہے طرفہ ایک ہگوڑی کی
ایک صاحب کے جا کے بالین پر
ایکدن اسنے ہگانی ملین بات
رات کو ہگنا روز جو یان ہے
اسمین معمول سے وہین اپنے
یون لگا کہنے تو ہے کون لشبر
سنکے کہنے لگا کہ اے مردک
کیون سر پہ ترے ہمیشہ ہگون
باپ کا تو تمہارے یہ گھر ہے
بول نہین ہگتے پھرتے ہین بیٹا
سچ ہے مہجور یہ پرایا گھر
نقل ہے اک عزیز وقت پگاہ
اتفاقا کہ وہ نہ تھا گھر مین
گھر سے کچھہ کہا کے آیا ہے بیٹا
یا نہین کچھہ تو کہہ تمہاری مان
یون لگا ہنسکے کہنے وہ بدذات
پیرزن سنکے اسکی یہ تقریر
نہین کرتا ہے کوئی ایسی بات

سنکے آوے جس سے سبھو نکو ہنسی
بیٹھ سے بیٹھ کر ہگ آتا تھا
سو ٹیسے بھی ذرا نہ آجکی رات
الغرض ملین بات ٹھانکی یہ
شو مسے آگئے وہ لگا ہگنے
یون سرہانے مری جوابی بدخو
مجھکو پہچانتا نہین اب تک
سنکے یہ اسنے جھٹ پکڑ کر ہاتھ
روز ہگتے یہان تو بہتر ہے
غرض اس نے زبان کو کھولدیا

نقل دیگر

اسکی مادر نے آن کر گھر مین
جب تلک گھر مین آئے تیرا یار
دون منگا چوکسی تجھے ابر آن
آپکے سر کی سون کہ یہ بیباک
لگی کہنے تو سخت ہے بے پیر
آخرش کو وہ پیرزن مہجور

رات کو اپنا چھوڑ کر بستر
پر وہ اسکو کبھی نہ پاتا تھا
دیکھون تو کون سا وہ انسان ہے
سو رہا جب ڈوپٹہ تان کے یہ
یہ تو تھا جاگتا وہین اوٹھ کر
آکے ہگ جاتا ہے ہمیشہ تو
سن بے شیطان کا مین بیٹا ہون
جا کے پاخانہ مین کہی یہ بات
باپ کے گھر کو چھوڑ کر ہر جا
خوب سا انکا گوز بند کیا
تھوک کا ڈر ہے اپنا گھر ہگ بھر
گیا ایک آشنا کے گھر ناگاہ
جوش شفقت سے اس سے یون پوچھا
جو کھے تو ابھی وہ ہوشیار
سنکے یہ اس سلیقہ دار کی بات
کہا کے آیا ہے آج تو اساک
ٹرسے بھوڑون سے اپنے کیسی بات
گئی گھر مین یہ کہہ کے چل ہو دور

چھٹا باب خردمندون کی نقلو مین

عاقلان صاحب ہوش اور ناقلان عیب پوش قرطاس اور کہ پر کلک چالاک سے یون تحریر و تسطیر کرتے
ہین کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے قریب ایک غریب پُر فریب جاکر یون حرف زن ہوا کہ اے درویش تیری خدمت
فیضدرجت مین تین سوال و وراز خیال رکہتا ہون اِس کا جواب با صواب عنایت کر پہلے سوال کا احوال
یہ ہے کہ سب صاحب یہ کہتے ہین کہ خدا ہر جا حاضر و ناظر ہے یہ بندہ کمترین کسی جا نہین دیکہتا چشم ظاہر بین سے
دکہلا دیجئے دوسرے یہ کہ انسان ضعیف البیان کو تقصیر کی تعزیر کیون دیتے ہین جو کچھہ کرتا ہے خدا کرتا
ہے انسان ناتوان کو کچہہ قدرت اور طاقت نہین اور بے ارادت قدرت حق تعالی کے کچہہ نہین ہوتا چنانچہ مثل
مشہور ہے مصرعہ بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت * پس اگر انسان ضعیف البیان کو قدرت یا طاقت
ہوتی تو تمام کام اپنے واسطے خوشتر اور بہتر کرتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالے نے شیطان بے ایمان کو
برائے عذاب دوزخ مین ڈالے گا پس آتش دوزخ اُس سرکش کو کیونکر عذاب کریگا اور
اُسکی دہشت آتش کی ہے بہلا آتش کو آتش کیا صدمہ دیگی یہ گفتگو وہ بد و سُنکر وہ فقیر روشن ضمیر ایک
ڈہیلا بڑا سا اُسکے سر پہ مارکر خاموش ہو گیا وہ شخص نبالہ وزاری بعد بیقراری قریب قاضی جاکر مستغاث
ہوا کہ فلانے درویش جفاکیش سے تین سوال بمثال کئے تہے سو اُس کا جواب با صواب اِس عذاب کا
دیا کہ مارنے ورد سر کے میرا سر حال ابتر ہے القصہ قاضی مرد یا ضی نے اُس درویش

خیر اندیش کو بلوا کر کہا اے فقیر روشن ضمیر تو نے اِس بے تقصیر تن حقیر کو کیون ڈھیلا مارا کہ جس سے یہ دلتنگ جان سے تنگ ہے اِسکے جواب مین وہ درویش دلریش کہنے لگا کہ وہ ڈھیلا اُس کے سوال فرخندہ فال کا جواب با صواب ہے لیکن نہ سمجھا ہنین تو پتھر کا ہو جاتا یعنے اُسکے چوٹ اثر نہ کرتی اور مانند خاموش و بیہوش رہتا ہے اے قاضی مرد ریاضی اول سوال کا جواب یہ ہے کہ اِس سے پوچھیے درد سر کی کیا صورت ہے اور کہان سے آتا ہے کہ یہ جو کہتا ہے کہ درد سر سے میرا ناک مین دم ہے جو یہ اپنے درد سر کی مجھکو شکل دکھاوے تو مین بھی اُوسکو خدا کو دکھلاؤن اور دوسرے جو یہ کہتا ہے کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے اِسکے بے ارادت کچھ ہنین ہوتا تو پھر یہ میری نالش تمہارے پاس کیون لایا وہ تو جو کچھ کیا اللہ تعالے نے کیا مجھ مجبور کا کیا قصور اور تیسرے یہ جو کہتا ہے کہ شیطان بے ایمان کو آتش غضب نہ عذاب دکھائیگی کیونکہ دونون کی ایک سرشت ہے بقول شخصے **مثل** ٹھٹیرے ٹھٹیرے بدلائی ہنین ہوتی ہے پس اگر یہی سمجھا تھا پھر خاک سے اُسکی خاک ناپاک کو کیون رنج والم پہنچا کیونکہ ڈھیلے کی سرشت اور اُسکی ایک ہے یہ تقریر پرتاثیر اُس فقیر روشن ضمیر کی قاضی مرد ریاضی سُنکر لاجواب ہوا **ابیات** مرد دانا تھا کہ سُنکر یہ جواب + پھر زبان پر وہ نہ لایا کچھ خطاب + لیکن اے مہجور اِس کا مدعا + فی الحقیقت خوب رنگین نے کہا + وہ جو احمق ہے ہنین اُس کا علاج + وہ نہ کل سمجھا ہے سمجھیگا نہ آج + چنانچہ حضرت عیسے علیہ السلام ارشاد کرتے ہین کہ مشیت ربانی اور ارادت یزدانی سے لاکھ مردہ بیجان کو زندہ کر سکتا ہون اور ہزار نابینا کو طرفۃ العین مین بینا کرتا ہون لیکن ایک احمق مطلق کو دانا ہنین کر سکتا ہون اور ہندی مثل بھی مشہور اور معروف ہے **مثل** گدہے پیٹنے سے گھوڑا ہنین ہوتا چنانچہ شیخ سعدی شیرازی کہتے ہین **شعر** خر عیسے اگر بمکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد **نقل** ہے کہ ایک عزیز باتمیز دانائی و ہر یکتائی عصر ایک امیر صاحب توقیر کے مکان دلستان مین وقت اختتام شام وارد و صادر ہوا چنانچہ صاحب خانہ نے اُسکو دیوانخانہ عالیشان رشک گلستان مین صدر نشین ہوا بعد یکپاس شب پرطرب اُس عالیمقدار و الاتبار نے بہ تکلف تمام اقسام اقسام طرح طرح کے کہانے ذائقہ دار معہ مربعہ و اچار دسترخوان محمودی پر اُس شیرین زبان رطب اللسان کے سامنے حاضر کئے چنانچہ حسب اتفاق اُس دسترخوان پر الوان پر نقرئی کباب عزیمین ہفت عدد بیضۂ مرغ نیمبرشت انجم سرشت ایسے جلوہ گر تھے کہ اُنکی آبداری کے آگے درّیتیم بھی نیم معلوم ہوتے تھے لیکن اُس دسترخوان پر الوان پر ایک تو صاحب خانہ اور دوسری اُسکی منکوحہ معہ دو فرزند ارجمند یہ چار + اشخاص خاص ایک گھر کے اور پانچوان وہ مہمان عالیشان یہ سب شگفتہ لب اُس دسترخوان گلستان پر جلوہ کنان تھی اور مرغ بیضۂ شکل انجم سات عدد جو تھے اسواسطے صاحب خانہ نے سادگی سے مہمان ذیشان سے کہا اے عزیز باتمیزان بیضون کی

اور ساتون بیضہ پانچ آدمی مین برابر تقسیم ہو جاوین غرض اُس عزیز باتمیز نے الامر فوق الادب کہکر ایک بیضہ تو صاحب خانہ کے آگے رکھدیا اور ایک بیضہ آپ لیا اور دو بیضہ دونون بیٹیون کو عنایت کئے اور تین بیضہ اُسکی زن رشک چمن کے حوالہ کر دئیے یہ ماجرا حیرت افزا اُس مرد خدا کا صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز یہ حصہ پُر قصہ تو نے کس منصفی سے کیا یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر وہ مہمان بے خانمان یون حرف زن ہوا کہ اے بندہ نواز ریش و راز بچشم انصاف صاف صاف ملاحظہ کر کہ ایک بیضہ مُرغ کا اور دو بیضہ خفیہ خصیہ کے یہ تین بیضہ تیرے پاس بلا وسواس ہوئے یا نہین اور اسی قبیل پُر دلیل سے تیرے بیٹون کے اور میرے پاس تین تین بیضہ موجود ہین مگر تیری جورو مہر و کے پاس کوئی بیضہ خفیہ نہ تہا اسواسطے اُسکو کڑک مرغی سمجھکر بنوہ مرغ کی تین بیضہ دئیے تاکہ یہ بھی ہم سبب کے ہو جاوے غرض اُس تقسیم دل دو نیم کی تفصیل بے بدیل سنکر وہ مرد بے دلیل کمال نادم ہوا اخیر وہ شب تو گذری پہر وقت نصف النہار ایکبار وہ پانچون اشخاص خاص بے تشویش و پیچ برائے تناول طعام لذت التیام جو مستعد ہوئے تو اس وقت دستر خوان عنبر گلستان پر چار مُرغ بریان خجالت دہ گل ارغوان ایسے طیار خوشگوار ہو کر آئی کہ جسکی بوباس سے مشام قلب سے طائر گرسنگی پرواز کرنے لگا اُس صاحب خانہ حفت خوردہ نے پہر بپاس خاطر عاطر مہمان کہا کہ اے مجمع الکرامات وائے منبع الکمالات کبابون کی بھی تقسیم بطرز قدیم تیری رائے پر موقوف ہے غرض اُس باتمیز نے کہا کیا مضایقہ تو مصرع اگر یون ہی مرضی تو کیا ہے خلل + یہ مصرعہ پڑھ کے مُرغ بریان اُس مہمان یگان نے صاحب خانہ اور اُسکی منکوحہ کے آگے رکھکر کہا یہ ایک مُرغ تم دونون کے حصہ مین ہے اور ایک مُرغ اُس کے دونون بیٹون کے آگے رکھدیا اور دو مُرغ بریان و لخت وابستہ اپنے سامنے رکھے یہ تقسیم ذمیم صاحب خانہ دیکھ کر کہنے لگا اے نامعقول بے عقول قطعہ منصفی اپنے دل مین آپ تو کر + ایسی تقسیم ہے کہین بہتر + غیر کو کیا غضب ہے کم دیجئے ہاتہ سے اپنے خود بخود لیجئے + یہ گفتگو اُس نیک خو کی سنکر مہمان تیز زبان کہنے لگا کہ اے نافہم و بےعقل سمجھہ تو دل مین اک مُرغ اور تم دونون جورو خاوند یہ تین پورے ہوئے یا نہین اسی طرح ایک مُرغ اور تیرے دونون بیٹے یہ بھی تین دلنشین کر لے اور دو مُرغ ایک مین تنہا یہ بھی حساب ہے اے بے حجاب + درست اور حست کچھہ اِس مین مطلق کم و زیادہ نہین جی مین سمجھہ تو تو نے کونسی تقصیر اور ناانصافی کی بات واہیات میرے طرف عاید کی یہ گفتگو اُس بدخو کی سنکر صاحب خانہ نہایت کڑکڑایا اور اپنے خادمون سے کہنے لگا کہ اِس مُرغ بے ہنگم دل بے دم سے کہدو کہ میرے غریب خانہ سے نکل جاوے ورنہ مجکو کمال کوفت ہوگی کیونکہ اِس کی ہر ایک نوک جھوک دل کو خار لگاتے ہے یہ کیسا غضب ہے کہ حسیس کا دانہ پانی کہائے اور اُوسکو یون ڈنکے کی چوٹ لام کاف سناتے

اوسکی وہ مثل ہے کہ جس رکابی مین کہاتا ہے اُسی مین چہید کرتا ہے یہ باتین اصیل زادہ اور نجیب الطرفین سے نہایت معیوب ہے آج کوئی محتاج بے زر بے پر کو اس طرح حقیر اور بے توقیر نہین کرتا ہے جسطرح یہ مرغا مجہکو اڑا اڑا کے دباتا ہے سچ تو یون ہے شعر اس سے کسطرح کوئی بر آئیے + جس کو عزت نہ کچہہ نظر آئیے + یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سُنکر مہمان پر طوفان کہنے لگا اے یارو ابیات کیون نہ عالم تمام ہووے تباہ + منصفی اڑ گئی جہان سے آہ + یہ زمانہ بہی ہے عجب ڈہب کا + سچ جو بولے ہے وہی ہے دیوانہ + یہ اشعار وہ مہمان زبان طرار سے بڑہ کے اپنے گہر کو روانہ ہوا اور صاحب خانہ اُس کی گفتگو عربدہ جو سے نہایت خشمگین ہوا نظم سچ ہے مہجور مردمان عقیل + سچ کرتے ہین ہر سخن کی دلیل + نہین ہوتے ہین وہ کسی جا بند + لاکہہ ڈہب کی کرے کوئی گرچند + نقل ہے کہ ایک دانشمند افلاس کا دردمند دست بخت سیاہ سے بحال تباہ اپنے شہر سے جو کسی اور شہر مین مینوچہر وارد وصادر ہوا تو وہان لوگون نے اُس کے احوال پر ملال کو دریافت کر کے کہا کہ اے عزیز صاحب تمیز اس شہر مین اک شخص رشک حاتم طائی مولائی رہتا ہے اگر تو اُس کے پاس بلا وسواس جائے تو غالب ہے کہ تیرا دست تہی اُس کے جود و سخا سے پُر ہو جاوے وہ دانشمند حال کثیف اور صورت نحیف سے اُس امیر صاحب توقیر کے قریب گیا لیکن وہ ظاہر پرست عقل پست عزّہ کبر و استغنا سے اُس غریب بے نصیب کو مطلق خیال مین نہ لایا بلکہ اُس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب بیٹہنے کا بہی روادار نہ ہوا وہ دانشمند دردمند شرمندہ ہوکر بصد ندامت و خجالت کسی مسجد مین جاکر سو رہا چند روز کے بعد لباس پاکیزہ بہ کرایہ لیکر اپنے تن پر آراستہ و پیراستہ اور اُس ظاہر پرست نو دولت کے قریب بصد تہذیب جاکر ہمزانو ہوا اور وہ دنیا دار ایکبار بے اختیار تعظیم و تکریم عمیم بجا لایا اور کہانے کو طعام خوش گوار بہ تکلف بسیار معہ مربا و اچار حاضر کیا وہ دانشمند عقلمند دستر خوان پر الوان پر بیٹہکر لقمہائے طعام مقوی مشام اپنے دامن و آستین مین رکہنے لگا یہ واردات واہیات دیکہکر صاحب خانہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز اپنا لباس کہانے سے ستیاناس کیون کرتا ہے یہ طعام اے ناکام کہانے کے واسطے ہے مگر کپڑے خراب کرنیکو نہین ہے کلام نافرجام اُس ناکام کا سُنکر وہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز اول روز یہ جگر سوز تیرے پاس بلا وسواس حالت کثیف سے تو نے مطلق التفات نہین کیا اور آج یہ محتاج پوشاک نفیس سے جو تیرے قریب آیا تو تو نے اس قدر تکلف کیا جس کا بیان بیان سے باہر ہے تو یہ طعام اے ناکام میرے لائق نہین ہے جس کے واسطے ہے اُسکو مین کہلاتا ہون ابیات + اگر میرے خاطر یہ ہوتا طعام + تو پہلے ہی دیتا مجہے

دیتیا ہے مجھے لاکلام + یہ بات اُسکی سُنکر وہ نادان امیر + ہوا اپنے دل مین بہت سا حقیر جو چھوڑ دنیا مین دلِ دان
ہین + وہ باتون سے اپنے پشیمان ہین + جو دانا ہین اُنکا ہمیشہ سخن + دل و جان سے سنتے ہین سب
مرد و زن نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ قصر بلند پر بیٹھا مردمانِ رہروان کا نظارہ کرتا تھا کہ یکایک
طائر نظر قفسِ چشم سے پرواز کرکے ایکطرف کو جا پڑا تو کیا نظر آیا کہ ایک شخص ہاتھ مین مرغ لئے مثل طعمہ دہر
دوڑا جاتا ہے اُس بادشاہ جمجاہ نے اُسکو قریب بلواکر کہا اے عزیز بے تمیز یہ مرغ تو گرفتار تیر سے جنگل
نابکار مین کیسا ہے وہ ذو فنون فیلسوف یہ سخن محرف زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اس غلام
ناکام کا مرغ کشتی چڑھا اس مہینہ کے درمیان کٹے پالیان گھٹ گیا آخرکار ناچار اپنی نا
اقبالی سمجھکر اس تیرہ بخت نے آج وہ مرغ آپ کی طرف سے بازی لگاکر لڑایا سو آپ کے
اقبال فرخندہ فال سے وہ مرغ بڑھ گیا اسواسطے آپ کی خدمت فیضدرجت مین یہ مرغ بازی
کی جیت کر لایا ہون اُسکو قبول بے عدول کیجئے بادشاہ نے وہ مرغ اُس مرغی سے یہ سمجھکر
لے لیا بقول شخصے مثل مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے + اور اُسکے سوا مفت راچہ گفت
الحاصل وہ مرد عاقل دو چار روز کا وقفہ دے کے ایک گوسفند دل پسند بادشاہ کے قریب لاکر
یون گویا ہوا کہ یہ گوسپند دلپسند بھی آپ کے نام نیک انجام سے بازی مین جیتی تھی اُسکو بھی باورچی
خانہ مین بھجوا دیجئے بادشاہ نے وہ بھی مال مفت سمجھکر لے لیا چندروز کے بعد وہ دانشمند خود پسند ایک
شخص روسیاہ ہمراہ لیکر آیا اور بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا اے حضرت سپہر کرامت مین بدخصلت آپ
کی طرف سے دو ہزار روپیہ اس شخص سے بازی لگاکر چوسر کھیلا تھا سو ہار گیا دو ہزار روپئے خزانہ عالی
متعالی سے عنایت کیجئے تاکہ غلام اس بازی جانبازی سے نجات پاوے یہ سخن واہیات اُس
سخت دہن سے سُنکر بادشاہ متبسم ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ سو سنار کی نہ ایک لہار کی لیکن اس نے ضرب
لگائی غرض بادشاہ عالیجاہ نے دو ہزار روپئے دلواکر کہا کہ اے عزیز بے تمیز اب جو کچھ ہوا سو ہوا الماضی
لا یذکر لیکن میرے نام نیک انجام کی پھر کسی سے بازی نہ لگانا قطعہ نہ اب تجھسے بازی مین لونگا کبھی
نہ اس طرحکی ہار دونگا کبھی۔ غرض دل مین چھوڑ وہ بادشاہ + نہایت ہوا شرمگین بے گناہ +
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک منجم تیزفہم سے پوچھا۔ کہ اے اخترشناس نیک
اساس دیکھ تو میرا گل زندگی باغ جہان مین کب تک شگفتہ رہیگا اور خزان اجل میری بہار زندگی
کو کب پت جھر کرے گی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ منجم بے علم یون حرف زن
رونق بوستان حشمت وا سے زینت گلستان دولت علم نجوم سے یون معلوم ہوتا

ہے کہ آپکا گل زیست گلشن ہستی مین تیس برس کے بعد صرصر اجل سے مرجہائیگا شعر اگر جہوٹ ہو اسمین اے
شہریار + تو اس برہمن کو سمجہنا چمار + یہ سخن دلشکن اس برہمن کا سنکر بادشاہ عالم پناہ نہایت ملول بہم
غم مشمول ہوا یہانتک کہ دو چار روز مین وہ دلفگار اس قدر نحیف و زار ہوگیا جیسا کہ مہینون کا بیمار ہوتا
ہے یہ احوال پُرملال بادشاہ فرخندہ فال کا وزیر نیک خصال دیکھکر یون گویا ہوا کہ اے شہنشاہ گیتی
پناہ بقول میر حسن شعر رہے جاہ و حشمت یہ تیرا مدام + بحق محمد علیہ السلام + اس غلام ناکام نے
خداوند نعمت سپہر کرامت کو کئی روز سے زار و نحیف دیکھا ہے اس کا موجب اور سبب کیا ہے خانہ
زاد موروثی کو دریافت ہو تا کہ اُسکی تدبیر پُرتاثیر کیجائے یہ گفتگو وزیر نیکخو کی گوش زد کرکے بادشاہ
کہنے لگا اے وزیر صاحب توقیر کچہہ نہ پوچہہ شعر مین پُرغم اس لئے بلبل صفت وزار نالان ہون
کہ باغ دہر مین گل کی روش کچہہ دنکا مہمان ہون + المدعا وزیر دلپذیر احوال پُرملال کے اظہار و
انکشاف پر جب نہایت درپے ہوا تو بادشاہ جمجاہ نے بدیدۂ گریان بدل بریان یون زبان نطق سے
آشنا کیا کہ اے وزیر دلپذیر اس شخص کی زیست مین تیس برس باقی ہین اس سبب سے میرا دل حزین
اجل کے قرین نظر آتا ہے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا مسموع کرکے وزیر کہنے لگا خداوند نعمت آپ کو
یقین ہوا اُسکے جواب مین بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ فلانا نجومی قدیم روئے علم نجوم سے کہتا ہے وزیر دلپذیر
کہنے لگا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اُس برہمن سخت دہن کو غلام کے روبرو تو بلوائیے تاکہ صاف صاف دریافت
ہو کہ وہ کس رو سے کہتا ہے حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نے اُس نجومی کو بارگاہ شاہی مین یاد فرمایا
وزیر صاحب تدبیر نے اُس سے پوچہا اے اہل تنجیم قدیم بادشاہ عالیجاہ کی تعداد زیست تو نے بتائی ہے
اُسکے جواب مین وہ اجل گرفتار ایکبار کہنے لگا مین کیا کہتا ہون علوم نجوم سے یون ہی معلوم و مفہوم
ہوتا ہے یہ گفتگو سُنکر وزیر نیک خو کہنے لگا اے برہمن تیرا بچن ٹہیک ہے لیکن سچ کہ تیری زیست
مین اے پُرہوس کتنے برس باقی ہین وہ نجومی شامت زدہ کچہہ حساب و شمار کرکے کہنے لگا اے وزیر
دلپذیر میری زندگانی اس دار فانی مین دس برس و بہی ہے اسمین اگر کوئی مجہکو تہر سے ماریگا تو بہی
نہ مرونگا یہ سخن اُس برہمن کا سُنکر وزیر نے ایک تلوار آبدار ایسی جڑی کہ سر کٹکر دہڑ سے قدم پر آرہا
اور قضا اُسکی مہین اُسکی لاش پر گریہ کنان ہوئی غرض نجومی ہاروتی کو جہنم واصل کرکے وزیر صاحب تدبیر
بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا دیکہئے خداوند نعمت سپہر کرامت اس اجل گرفتہ کو اپنے قضا تو دریافت
نہ تہی پہر بہلا اور کی قضا کیا معلوم ہوگی یہ تماشائے عجیب و غریب دیکہکر بادشاہ نہایت خوشحال ہوا
اور اُسی دن سے آثار توہم علاج خوشی سے دفع ہوگیا مثنوی غرض عقلمند و کہ ہم عقل ہے کہین آفرین

شام وسحر + جو جیجو رکچھ بھی ہے باہوش تو + تو میری نصیحت کو کر گوش تو + بھی ظاہر ہوت انسان کی + ز روئے
نجوم وطبابت سے بھی + جو دریافت ہو پر نہ یہ چاہئے + کہ صاف اس خفاکش کو تبلائے نقل ہے کہ ایک عرد
صاحب درد کی جورو بد خو پلید نہایت جنگجو تھی چنانچہ یہ قطعہ نخشبی کا اُسی کے حق مین موزون ہوا تھا قطعہ نخشبی
زن کہ جنگجو باشد + طاقت جنگ او ندارد گیو + ہمہ عالم ز و بو بگریزد + از زن جنگجو گریزد دیو + الحاصل وہ زن پُر
فن ایک روز شوہر غم اندوز سے جنگ وجدال کرکے معہ دو طفل صغیر صحرائے کبیر مین چلی گئے بیان شب
اس عرصے مین جسوقت شہربانان شب نے تن فلک پر ستارون کے گُل نمایان کرکے چھینٹے کی صورت
منودکی + اُسوقت وہ زن پُرفن ایک درخت کے نیچے دونون لڑکون کو لیکر بیٹھہ رہی لیکن صحرائے ہولناک
کی دہشت پر وحشت دل پر اسقدر غالب ہوئی کہ خواب آنکھون سے خیال ہوگیا اس حالت پر ملالت
مین آپ کو لعنت ملامت کرکے کہتے تھی کہ مجھہ کمبخت ناشدنی نے بیٹھے بٹھائے کیسا طوفان اوٹھایا
جو اس مصیبت پر صعوبت مین ایک بار گرفتار ہوئی لیکن یہ شب پُر غضب صبح زیست کی سحر دکھائی
تو اپنے گھر جاکے پھر ایسی حرکت ناشایستہ کبھی نہ کرون گی اور شوہر خوش منظر کی پرستاری و فرمانبرداری
سے تا بہ زندگی سر نہ اوٹھاؤن گی فی الحقیقت بقول نخشبی قطعہ نخشبی جہل بائے تبد تو بیست + می ندانم
تو در چہ سودائی + ہر چہ داند کند کند نادان + لیک بعد از قبول رسوائی + الغرض وہ زن پُرفن یہ گفتگو
دل مین کر رہی تھی کہ ایک پلنگ ومنگ پُرہیبت شیر صورت سامنے سے نمودار و آشکارہ ہوا
دیکھتے ہی اُس پلنگ قضا کے خدنگ کو عورت بدخصلت کی روباہ عقل طیا نچہ وحشت پلنگ سے فرار ہوئے
کہ یکایک سدیاس نے پنجہ فراست مین داب کر یہ کہا شعر منہ کو اب پھیر نہ ذی عقل تو مرجانے
سے + شدنی جو ہے وہ ٹلتی نہین گھبرانے سے + المدعا وہ زن پُرفن اُس پلنگ بانیرنگ کو پکار کے کہنے لگی ای پلنگ
خوش رنگ علد آ + اور میرے سخن دل لگن کو اپنے گوش ہوش مین راہ دے جو تیرے من کا چیتا ہوگا وہ
خاطر خواہ بر آئیگا یہ بات واہیات سُنکر وہ پلنگ بکمال متعجب ہوکر کہنے لگا اے عورت بے دہشت وہ کونسی
بات نادرات ہے کہ جسکے استماع کو تو طلب کرتی ہے وہ زن پُرفن بولی اے پلنگ کچھہ نہ پوچھہ یقنے میرے
شہر مینوچہر کو اس بیشے کے شیر دلیر نے پنجۂ اجل سے تاخت وتاراج کر دیا تھا آخرکار تمام ساکنان شہر
اور والیان وہر نے باہم بیٹھکر یہ مشورہ کیا کہ یہ شیر دلیر کو کھانے کو تو دو تین آدمی کھتا ہے
لیکن تمام شہر کو ہلاک و بے جان کرتا ہے اس سے تو یہ بات بہتر ہے کہ اس شیر دلیر کے تین آدمی روز
مقرر کر دیجئے تاکہ زیادہ کسی در پر آفت پر صعوبت نہ آئے سو آج کے روز مجھہ غم اندوز کی باری ہے

اس واسطے اس بیشہ ہولناک مین مین غمناک کہ معہ دو طفل صغیر آئی ہون
نیستان دل بریان درد شیون کی آل سے ہون مجھسے کوئی محروم نہین جاتا اگر تو میرے
گوشت سے اپنی زبان اس آن سیر کیا چاہتا ہے تو کیا مضایقہ مین بھی چاہتی ہون مگر ایک طفل
آدھا میرا وجود موجود ہے اُسکو تو بخوشی تمام نوشجان کر اور آدہا میرا وجود اور ایک لڑکا شیر
دلیر کے واسطے رہنے دے کیونکہ مین اجل گرفتہ اُس کے واسطے اس مرغزار مین آئی ہون
یہ کلام خیریت التیام اس زن پُرفن کا سنکر وہ پلنگ غولہ غولہ دنگ ہوا اور یون کہنے
لگا اے عورت نیک خصلت تجھسے صاحب سخاوت ہمنے کوئی عورت نہین دیکھی کہ اسباب
معاش اپنے دشمن کو دے اور اپنے کشندے سے مراعات کرے شعر یہ سخاوت کہین نہین
دیکھی + تجھمین اے نیکبخت ہے جیسی + وہ زن یہ سخن پلنگ سے سنکر کہنے لگی اے پلنگ خوش رنگ
یہ بات ارباب سلوک اور احباب دل ملوک سے عجب نہین اگر اس کا قصہ بیان کردن تو
نہایت طول رکھتا ہے مگر اے پلنگ خوش منظر مین تو آج مقرر کشتہ ہونگی اور میرا گوشت معہ پوست
برباد جائیگا اگر شیر دلیر نے کہایا تو کیا اور تونے کہایا تو کیا بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی
مصرع چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک + لیکن اے پلنگ بانیرنگ تو مجکو کہا کر یہان سے چلا
جلد سے فرار ہو جا کس واسطے کہ شیر دلیر کیسا جھوٹا شکار زنہار زنہار نہین کہاتا اور اُس کا مارا
ہوا شکار ہر کوئی جانور اور پرند کہاتا ہے اس واسطے کہتی ہون کہ جو وہ جانیگا کہ میرا طعمہ
پلنگ کہا گیا ہے تو تیرے جان اس بیابان مین معہ عیال و اطفال نہ بچیگی یہ سخن دلشکن
سنکر وہ پلنگ ایسا وہان سے فرار ہوا کہ کئی کوس تک منہ پھر ادھر نہ کیا حسب اتفاق ایک
روسیاہ آگے سے آکر یون گویا ہوئی کہ اے پلنگ خوش رنگ اس قدر مضطر تو کدہر بہاگا جاتا ہے اس
پلنگ دلتنگ نے اُس زن پُرفن اور شیر کا قصہ روباہ روسیاہ کے گوش زن کیا اس احوال
پُرملال کے سنتے ہی روباہ روسیاہ نے زبان ملامت کو تقریر نصیحت مین کہولکر کہا کہ اے پلنگ تیری شجاعت
اور غرور کا کیا مذکور لیکن عقل سے خالی دماغ ہے اور ادراک حق تعالے نے انسان ضعیف البنیان کو دیا ہے یعنی
ایک زن پُرفن کے حیلہ و مکر مین تو ایسا آگیا کہ تیرے توسن حواس کی عنان دست ہوش سے جاتی رہی
اے پلنگ دلتنگ اگاڑی سے منہ موڑکر پچھاڑی پھر چل اپنا شکار خستہ و خوار نہ کر ایسے لقمۂ لذیذ
اور طعمۂ عزیز کو کوئی ہاتھ سے یون مفت کہوتا ہے آج تیرے صدقہ سے مین بھی سیر ہوکر
دعائے خیر کردن گی مثل ہے جس کا کہائیے اُس کا گائیے یہ گفتگو روباہ روسیاہ

کی سنکر پلنگ کہنے لگا اے روباہ دلخواہ یہ تو ہو سکتا ہے مگر شیر دلیر کا نہایت خوف و خطر ہے مبادا وہ بلا
جو میرے پیچھے پڑیگا تو اُسکے پنجۂ غضب سے رہائی مشکل ہے اور تو اپنے بل مین چھپکر بچ رہیگی کہنے والون کا
تو کچھہ نجائیگا میری جان مفت جائیگی یہ بات واہیات سنکر روباہ روسیاہ جوابدہ ہوئی اے پلنگ لنگ
اگر میری فراست و دراست کا تجکو اعتماد اور اعتقاد نہین ہے تو میرا پانون اپنے پانون سے مستحکم باندہ کر اُس
زن پُرفن کے پاس بلا وسواس چل اگر شیر نیستان اُس آن آجائیگا تو تجکو اُسکے روبرو پھینک کر تو بہاگ
جانا الغرض وہ پلنگ بے ننگ اُس روباہ روسیاہ کو پانون مین باندہ کر جونہین اُس عورت پُرفطرت کے
قریب آگیا وہین وہ مکار ایکبار پکار کر کہنے لگی اے پلنگ ولنگ مرحبا شو دبیا سچ ہے کہ اُسکو رزق
کہتے ہین کہ پہر آپ سے آپ میرے پاس آیا ورنہ مین حکایت پُرشکایت شیر کی تیرے سامنے کہکر سخت
نادم تھی کہ اپنے ہاتھہ سے آیا ہوا رزق کہو دیا لیکن یہ مثل سچ ہے مثل مصرع رزق را روزی رسان
پر میدہد + اے پلنگ بے ننگ مین عورت پُرفطرت جادوگر داین اور گفتار جگر افگار کی قسم سے ہون ہر ایک
صحرا مین جاکر کباب پُرانتخاب پلنگ اور شیر کی کہاتی ہون اور ریچ اور گینڈون کا شوربا جبتک نہین پیتی
ہون تب تک متعلیہ کچھہ نہین معلوم ہوتا اور تو جو آیا ہے کہ ایک مضغہ ذرا سا روباہ روسیاہ کا لایا ہے اس
سے میری ڈاڑہ بھی گرم نہ ہوگی بقول شخصے مثل اونٹ کے منہ مین زیرہ + یہ گفتگو عربدہ جو و بدو اُس
پُرفن کی سنکر روباہ بصد آہ کہنے لگی اے پلنگ یہ عورت بدہیبت فی الحقیقت کوئی بلائے آسمانی یا بلائی
ناگہانی ہے اگر اپنے جان کی امان چاہتا ہے تو یہان سے سر پر پانون رکھکر فرار ہو جا غرض وہ پلنگ +
ولنگ جو بہاگا تو وہ روباہ روسیاہ پلنگ کے پانون سے جو بندہی تھی اُوسکی لتاڑ مین اسقدر مجروح
ہوئی کہ تمام بدن پارہ پارہ ہوگیا اس حالت پُرملالت مین روباہ روسیاہ خندہ زن ہوئی تو وہ پلنگ
ولنگ کہنے لگا اے روباہ یہ کیا غضب ہے کہ تو نے آپ کو میرے پانون سے بندہوایا اور مین تیرے
باعث سے بہاگ نہین سکتا ہون اگر اس حالت پُرملالت مین وہ عورت بدخصلت آجائے تو مجکو
اور تجکو بخوبی نوش جان کرے الغرض وہ روباہ روسیاہ پلنگ کے پاؤن سے چہوٹ کر اپنے بل مین
بہاگ گئی اور وہ پلنگ ولنگ وہان سے ایسا فرار ہوا کہ کہین ٹہکانا نہ لگا مثنوی اُس مین جب صبح
کا ہوا تڑکا + تب تو اُس ذنکا مٹ گیا دہڑکا + اپنے لڑکون کو لیکے بے دہشت + گہر مین آئی وہ کرکے
یہ فطرت + سبکو جہجوڑکر یہ آئے - وہ درندون سے جان بچا لائے نقل ہے کہ ایک مرغزار خوش بہار
دلکش مین شیر دلیر سکونت رکہتا تہا لیکن اُسکے بکان و لستان کا میمون دو قنون نگہبان ہر زمان
تہا حسب الاتفاق وہ شیر شہرۂ آفاق برائے سیر کسی اور اطراف و اکناف کو راہی ہوا ایک دو روز

روز کے بعد ایک سیاہ گوش باہوش معہ زن وفرزند باول خرسند مسکین شیر دلیر پر جو وارد ہوا تو وہ مکان دلستان نہایت مرغوب الطبع خوش وضع دیکھ کر اپنی مادۂ دل دادہ سے کہنے لگی کہ ایسا صحرائے روح افزا تو کبھی دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا تہا شعر آؤ اس جا پہ بود وباش کرین + اور گھر کس نئے تلاش کرین + یہ بات وہ بد ذات کہکر اُس جائے دل فزا پر نازل ہوا مگر اس سیاہ گوش باہوش کے کے وہان مقیم ومستقیم ہونے سے وہ بندر بچندر کہنے لگا اے سیاہ گوش بے ہوش یہ مکان دلستان شیرون کا ہے یہان سے دُم دبا کے بہاگ نہین تو اے ناہنجار تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہوگا یہ گفتگو عربدہ جو میمون بدخو کی سُنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے میمون ذوفنون کیا جہک مارتا ہے بقول شخصے مصرع درویش کہ شب آمد سرائے اوست + اور اُسکے سوا یہ زمین مثل نگین میرے باپ دادے کی میراث ہے یہ بات واہیات وہ میمون ذوفنون گوش زد کرکے دلمین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیاہ گوش باہوش کوئی بلائے بد ہے جو اس دلیری اور تہوری سے باتین کرتا ہے ورنہ شیر ژنگاہ وہ نام کہ جسکے سُننے سے انسان اور حیوان زہرہ آب ہوجاتا ہے وہ بندر خیرہ سر یہ بات دل مین سوچکر چپ ہو رہا لیکن اُسکی مادۂ دل دادہ نے کہا اے سیاہ گوش باہوش یہ مکان دلستان شیر نیستان کا ہے یہان سے اٹھ چل کسی اور مکان دلستان مین استقامت بافراغت سے کر بے فائدہ قصہ کرنے سے کیا حصول شیر بکری کی کیا لڑائی اور اُسکے سوا جو سنیگا وہ زبان طعن دراز کرکے یہ مثل کہیگا مثل شیرون سے جہگڑتی ہو گئی خال کی مادہ + یہ گفتگو جورو بدخو کی سُنکر کہنے لگا اے بی بی جسوقت وہ شیر دلیر یہان آئیگا مین ایک حیلہ ایسا کرونگا کہ جسکو وہ سُنکر یہان سے فرار ہوجائیگا یہ سخن حیرت افگن سُنکر اُس کی مادہ دل دادہ کہنے لگی اے سیاہ گوش بدہوش تیرا حیلہ گرگ وشغال کا سا کہین نہ ہوجائے وہ سیاہ گوش با باہوش بولا اے بی بی حیلۂ گیدڑ اور بہیڑیئے کا کسطرح تیرے گوش ہوش مین پہنچا ہے وہ جواب دہ ہوئی کہ اے سیاہ گوش بیہوش نقل ہے کہ ایک گرگ ناہموار برائے شکار شغال بداعمال کے پیچھے دوڑا لیکن وہ شغال تیز پا اُسکے روبرو سے مثل کافور کافور ہوگیا تب تو وہ گرگ ضعیف دل نحیف اپنے دلسے یون مشورہ کرنے لگا کہ اُس گیدڑ کے گھر کے اندر چلکر بیٹھ رہئے جسوقت وہ آئے بفراغت نوش جان کیجئے یہ مصلحت وہ گرگ بدفطرت دلمین ٹھیرا کر اس شغال بدخصال کے گھر مین جا بیٹھا اس عرصہ مین وہ پھر کر وہ گیدڑ نحیف اپنے گھر بیخطر مین جو آنے لگا تو در پر نشان انجان پاؤن کے پائے یہ ماجرا حیرت بیجا دیکھکر اپنے در پر کھڑا ہوگیا شغال ادبار دلمین لگا یہ کہنے بات + گھر مین بیٹھا ہے اب کوئی بدذات ہے کیجئے اس سے ایسی اب حرفت جسمین اُسکی چلے نہ ایک فطرت + یہ خیال وہ شغال دلمین کر کے یون گویا ہوا کہ اے میرے گھر بے در مین پنجہ تجھمین اُسوقت

آؤن یا نہین یہ سخن حیرت افگن سُنکر وہ گرگ کہن خاموش بدہوش ہٹیارہا ایک دم کے بعد پہر وہ شغال بدافعال بولا کہ کیون تیرے گہربے درمین بیخبر آؤن یا نہ آؤن کیونکہ میرے اور تیرے ہمیشہ رسم سوال وجواب کی ہے یعنے کسواسطے کہ بنیاد سنگ کی مٹی ہے اور سنگ پر نیرنگ کی بنیاد کوہ پر شکوہ کی ہے اور اور کوہ کی رسم سوال وجواب کی ہے یعنے جوکوئی دامن کوہ مین آواز ہمراز دیتاہی وہ بھی آواز خوش آواز سے جواب دیتاہے بقول بخشی قطعہ بخشی ردمکن سوال کسی + فلزمی را چہ کم شود زندہ + تاکہ آزادوے سخن گوید + او ہم آوازمے دہد بصد + یہ گفتگو دبدو سنکر گرگ کہن پُرفن دل مین کہنے لگا معلوم ومفہوم ہوتا ہے کہ اِس گیدڑ کے گہر کی بھی رسم ہے کہ جب یہ آنے کو کہتا ہے تو آتا ہے اور نہین تو نہین آتا ہے اگر اب کی بار اِس گہر نابکار سے آواز سُنے گا تو وہ میرے ہاتھ سے ہیہات مفت جائیگا اِس سے تو بہتر یون ہے کہ اب جو وہ آواز ناساز دے تو جواب دیجئے یہ بات وہ گرگ بدذات دل مین سوچکر بیٹھا تہا کہ اِس عرصہ مین وہ شغال بدخصال پہر آوازدہ ہوا کہ اے خانۂ من واے کاشانۂ من آج تو مجکو جواب باصواب کیون نہین دیتا ہے یہ سخن پُرفن سُنکر گرگ کہن کہنے لگا مصرع کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + یہ آوازناساز سُنکر وہ شغال بدخصال رقص کنان چرواہی کے پاس گیا کہ جو اُس گرگ کا دشمن جان تہا غرض وہ شبان خندہ زنان کچہ پارہ سنگ لاکر خانۂ شغال کو سنگسار کرنے لگا آخرالامر وہ گرگ کہن پُرفن اُس گہربے درمین مرگیا اے سیاہ گوش باہوش مجکوبھی یہی خوف وخطر کہ اس کا سا حیلہ تیرے وبال گردن نہ ہو یہ گفتگو دبدو ماوۂ دل دادہ سے سُنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے نیک بخت وہ بہیڑیا گدہا یہ اُس کی فہمید مین نہ آیا کہ کہین بھی مٹی کا گہر بولتا ہے جو اُس کو جواب دیتا یہ جس طرح اِس مین بیٹہا تہا وہ شغال بدخصال دوچار بار اور بولتا آخرش اُس کے پانو کا نشان کا وسوسہ اُس کے دل سے مٹ جاتا فراغت سے اپنے گہر مین چلا جاتا اور یہ ممکن نہ تہا کہ وہ اپنا گہر بے پر کردیتا یہ گفتگو دبدوماوہ اور نرمین ہو رہی تہی کہ ایک طرف سے وہ شیر نیستان بصد شور وفغان نمود ہوا پہر اُس کی مادہ دل دادہ کہنے لگی کہ اے سیاہ گوش اب بھی کچہ نہین گیاہے یہان سے فرار ہو چل ناحق جان دینے سے کیا حاصل وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے جورو نیک خو جانے خوف وخطر نہین۔
بقول شیخ سعدی شیرازی مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + لیکن تو ایک کام کہ جسوقت یہ شیر دلیر میری آواز کے برابر آجائے تو اپنے بچون کو رولا دینا پہر آگے مین سمجہ لونگا اِس عرصے مین وہ شیر دلیر حالت غصہ مین کچہ قریب آپونچا تہا کہ اُس مادہ دل دادہ نے بچون کو

رُلا دیا اُسمین وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا ارے لڑکے آج بیوقت کیون روتے ہین اُس کی مادہ
دل دادہ بولی کہ ان کمبختون کو تونے شیر کے گوشت کی جو چاٹ لگادی ہے سو یہ شیر کی بو دریافت
کرکے اپنی غذا طلب کرتے ہین اگرچہ تیرے پنجۂ شیر افگنی سے گہر مین گوشت ہاتھی گینڈے کا بہت موجود
ہے مگر انکی یہ باہ گرسنگی بے شیر کا گوشت کہائے نہین سیر ہوئی یہ کلام فطرت التیام مادہ سے سنکر
سیاہ گوش کہنے لگا کیا مضایقہ انکو دلاسا دے خدا رزاق مطلق ہے بقول شخصے مثل مشہور ہے
شتل خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے یعنے اُنکے واسطے کباب لذیذ اور غذائے لطیف آپ سے
آپ موجود ہوئی انشا اللہ تعالے کوئی پل مین شیر کا گوشت تازہ کہلاتا ہون یہ کلام نافرجام سنکر
وہ شیر دلیر نہایت سہمناک ہوا اور دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بلائیات پرآفات ہے
یہ سوچ کر وہ شیر نیستان اپنے جان وہان سے لے کر بہاگا لیکن وہ میمون ذو فنون اُس کے
پیچہے پیچہے کہتا جاتا تہا اے شیر دلیر تو اس قدر بے حواس اور پُرہراس کیون بہاگا جاتا ہے ایک
جانور ضعیف اور حیوان نحیف سے امیر سباع کو مخوف ہونا نہین چاہئے یعنے بیل کو پشے سے
بہ تمام ہراس نہین یہ بات میمون بد ذات کی سنکر وہ شیر کچہہ دلیر ہوکر اپنے مکان دلستان
کی طرف پہرا جب سیاہ گوش باہوش نے دیکہا کہ دشمن نے پہرا دہر منہ پہیرا اپنے مادہ دلدادہ
سے کہنے لگا کہ ذرا لڑکون کو پہر اُسی شکل سے رُلا دینا دیکہہ قدرت الٰہی کا تماشا کیا نظر آتا ہے الغرض
جب وہ بچے چہوٹے چہوٹے رونے لگے تو وہ سیاہ گوش کہنے لگا اے بی بی اپنے بچون کو
تشفی اور تسلی نہین کرتی اتنا کیون گہبراتے ہین یہ میمون ذو فنون میرا بڑا یار غار ہے دیکہہ
تو بہاگے ہوئے شیر کو کس طرح لگائے لاتا ہے ذرا میرے سامنے آجائیے پہر میرے جنگل -
غضب سے کہان بچ کے جائیگا انشا اللہ تعالے ایک پل مین شکار تازہ گوشت کہلاتا ہون یہ بات
واہیات سنکر اُس شیر دلیر نے کہا چہ خوش چرا نباشد بقول شخصے مثل دشمن کہان بغل مین -
یہ میمون ذو فنون پس اسی واسطے مجکو سمجہا کے لایا ہے کہ پنجۂ اجل مین کرکے آپ بچ رہے یہ کہہ
کر وہ شیر ایک تہپیڑا قضا کا بندر مچہندر کو جڑکے بعد اضطرار کسی کوہسار کو فرار ہوگیا ؛ مثنوی
واہ رے تیری عقل واہ شعور + کیون نہ تحسین کرین ہمہ حضور یعنے ایک شیر سے بدانائی + اپنے بچون
کی جان بچوائی + اور گہر بار جہین کرافسوس + کردیا اُوسکو دربدر افسوس نقل ہے کہ ایک شیر
دلیر اپنے بچون کو یہ نصیحت اور وصیت کرتا تہا کہ بیٹا جانور صحرائی اور حیوان دریائی سے نہ خوف کہ
آدمی نژاد حیلہ ساز کے پاس ہرگز ہرگز نہ جانا کیونکہ وہ نہایت پُر فطرت ہوتے ہین شعر ؛

ایک ادنے ہے اُنکی یہ تقریر + جسکو چاہین کرین سخن مین اسیر + الحاصل وہ شیر بچہ جب سن تمیز کو پہنچا تو ایک
روز برائے سیر دل افروز ایک مرغزار رشک بہار مین گیا تو وہان ایک فیل طویل نظر آیا یہ شیر بچہ اُس کو دیکھہ
کر نہایت سہمناک ہوا اور وہ او ہر وہ فیل بے عدیل آپ کو خوف زدہ ہوا یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر شیر بچہ
کہنے لگا کہ معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ یہ آدمی زاد جلاد نہین ہے کوئی جانور صحرائی ہے یہ سوچکر وہ شیر بچہ
آگے بڑہ کے فیل طویل سے کہنے لگا اے عزیز با تمیز تو آدمی کی قسم سے ہے یا کوئی اور جانور شاطر ہے
وہ فیل طویل جواب دہ ہوا اے شیر دلیر آدمی زاد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنے ہم بھی اس قد و
قامت پر اُنسے قیامت ڈرتے ہین بہر تقدیر جو ہم اُنکے ہاتہہ آتے ہین تو وہ ہم پر سواری ہر باری
کرتے ہین اور سر کو آنکس آبدار سے فگار کرکے ہمکو سر خرد کرتے ہین شعر کسی کا خدا اُنسے ڈالے نہ کام
+ وہ ہین الغرض سب کے سب نیک نام + یہ تقریر ناگزیر اُس پیل طویل کی سنکر وہ شیر بچہ آگے بڑھا
تو ایک شتر بے مہار نظر آیا اُوسکو دیکھکر خوف سے پہلوتہی کرکے دلمین کہنے لگا یہ مقرر آدمی زاد ہوگا
کیونکہ اسکے ہاتہہ پانون بہت دراز و ممتاز ہین یہ خیال پُر ملال جی مین کرکے کہڑا ہوا اور وہ شتر بے خبر
خوف و خطر سے بیکل ہونے لگا المدعا شیر بچہ نے اُس شتر بیخبر سے پوچھا اے عزیز با تمیز تو آدم معظم کی قسم
سے ہی وہ شتر بیخبر جواب دہ ہوا کہ اے یار غمخوار آدمی زاد ناشاد ایسے جلاد ہوتے ہین کہ جو ہمکو پاتے ہین تو
ہماری ناک غمناک مین نکیل ڈال دیتے ہین اور پیٹہہ پر بوجہہ لادکر جہان چاہتے ہین وہان لئے پہرتے ہین
شعر کوئی اُنسے ہر گز بر آتا نہین + کوئی آنکہہ اُنسے ملاتا نہین + یہ کلام اُس نافرجام کی سنکر وہ شیر بچہ آگے
بڑہا تہا کہ ایک نرگاؤ زیر کوہ پر شکوہ نظر پڑا اُس کو بھی دیکھکر دلمین کہنے لگا کہ شاید یہ آدمی زاد جلاد ہون
یہ دلمین سوچکر بصد خوف و خطر کہڑا ہو رہا اور وہ بیل بھی شیر بچہ کو دیکھکر نہایت مخوف ہوا اسمین اُس شیر
بچہ نے دریافت کیا کہ یہ بھی آدمی کی قسم سے نہین ہی کیا یک اُس بیل غریب کے قریب جاکر کہنے لگا اے یار
غمخوار تو آدمی زاد بیداد ہے یا کوئی اور جنس ہے یہ بات واہیات سنکر وہ بیل جواب دہ ہوا اے
عزیز با تمیز آدمی زاد خانہ آباد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنے ہمکو جو پاتے ہین تو وہ ہماری ناک مین رسی
ڈالتے ہین اور گاڑی مین لگا کر باندہتے ہین اور اُسکے سوا کتنے کام نیک انجام اور بھی بہت لیتے ہین
اُسکے بعد جو ہم لوگ اس محنت اور مشقت مین مرجاتے ہین تو ہمارے پوست کی جوتیان پیر و جوان بنا کر
پہنتے ہین شعر غرض کیا کرون اُنکے بیان + عزازیل بھی کہتا ہی الامان + یہ گفتگو اُس بیل کی دو بدو
سنکر شیر بچہ آگے بڑہا قضاے کار ایک نجار ہوشیار اپنے ہتہیار لئے ہوئے کسی گانون کو جاتا تہا کہ
اس شیر بچہ کی ناگاہ نگاہ جو پڑی تو اُوسکو بھی دیکھکر خوف زدہ ہوا اور نجار مکار نے جو دیکھا کہ شیر بچہ مجہسے بیحد خوف

دم دیتا ہے کشادہ پیشانی وہ نجار لاثانی آگے بڑھا تب تو شیر کا بچہ دل مین کہنے لگا کہ یہ آدمی زاد جلاد معلوم
ہوتا ہے لیکن یہ بے حیثیت کچھہ حقیقت نہین کہتا ہو چالاکی سے آگے بڑھ کے اُس نجار مکار سے پوچھنے لگے
کہ اے عزیز باتمیز تو آدمی زاد کی قسم سے ہے وہ نجار مکار جوابدہ ہوا شعر آدمی ہم تو ہین یہ تجکو کیا + اس
طرح سے جو پوچھتا ہے بھلا + شیر دلیر کہنے لگا اے آدمی زاد ناشاد میرا پدر اکثر کہا کرتا تہا کہ بٹیا تو کسی
سے نہ ڈرنا لیکن آدمی زاد کو اپنا جلاد سمجھنا سو تجھکو دیکھکر باپ کی نصیحت بھول گئی کیونکہ تیری ایسی
لیاقت با شجاعت نہین ہے جو تجھہ سے ڈرون یہ بات واہیات شیر بچہ کی سُنکر نجار مکار کہنے لگا
اے شیر دلیر فی الحقیقت ہماری کچھہ حقیقت اور حیثیت نہین ہے لیکن اپنی آدمیت ہے نہایت بڑی
ہے وہ شیر بچہ خوف زدہ بولا + اشعار تیری تو کچھہ نہین حقیقت ہے + لیک کیسی وہ آدمیت ہے + جس
سے پیل و پلنگ شیر دلیر + اس شجاعت پہ لیتے ہین منہ پھیر + یہ گفتگو و بدو شیر بچہ کی سُنکر نجار مکار کہنے
کیا مضایقہ ذرا ٹھیر جا ہم اپنی آدمیت پر فطرت تمکو اُسوقت دکھا دیتے ہین یہ کہکر نجار مکار نے ایک درخت
سخت کا بڑا سا ٹہنا کاٹکر ایک کاٹھہ استوار طیار کیا اور اُس شیر بچہ کو کہا کہ اے شیر دلیر تو اس چھید مین سر
کو ڈالکر ہماری آدمیت دیکھہ اور ملاحظہ کر کہ کیا نظر آتا ہے اُس شیر بچہ کی کمبختی جو آئی تو اُس کاٹھہ مین سر
ڈالکر دیکھنے لگا ادہر سے اُس مکار نجار نے میخ ٹھونک دی شعر اور کہا تو تو بے حقیقت ہے + آدمی
کی یہ آدمیت ہے + غرض ہر چند اُس شیر دلیر نے سر مارا لیکن اُس کاٹھہ کے اندر سے سر نہ نکلا آخر کار وہ
شیر نابکار اُس کاٹھہ سے سر پٹک پٹک کر مر گیا اور وہ نجار مکار اپنے گھر کو راہی ہوا اشعار فی الحقیقہ
یہ سچ ہے اے مہجور + سب سے افضل ہے آدمی کا شعور + لیک ایک موت سے تو ہین لاچار + سب خدائی
کے ورنہ کرتے ہین کار + نقل ہے کہ ایک کبابی ہرابی ایک بکری ساری با مصالح بریان اور نختہ کر کے
ہمیشہ فروخت کرتا تہا حسب اتفاق ایک روز وہ بکری لاغر ہیزم تر کے باعث سے کچھہ بریانی مین خام رہ گئی
جس سے وہ اپنے کام کا پکا ہمیشہ پیچ آتا تہا نیم بریانی کے سبب سے کسی نے آدہی قیمت کو بھی نہ لیا تب وہ کبابی
ہرابی اپنے دلمین نہایت جلا اور بھنا بلکہ آہ پر میخ دل بریان کو چڑہا کے آتش رشک سے سوخت کرنے لگا
آخر کار ناچار ایک مردہ شو بد خو کے قریب جا کر کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ فقیر تن حقیر نہایت ضعیف ہو سو
اب اپنی بیکسی اور بے بسی پر یہ خوف و خطر در پیش ہے کہ اس شخص کا دم جو کسی دم نکلجائیگا تو کوئی وسا
ایسا نہین ہے کہ مجکو تجہیز و تکفین اس سرزمین مین کریگا اسواسطے یہ بکری بریان اس زمان تیرے
پاس بلا وسواس لایا ہون کہ تو اُس کو نوشجان کر اور جسروز اس شخص کا مرغ روح قفس تن سے
پرواز کر جائے تو بخوبی غسل دیکر شہر خموشان مین دفن کر دینا کیونکہ مرزا علی فہم کے بقول شعر

دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے + زیست نظر آتی ہے کم جو دم ہے سو غنیمت ہے +
یہ کلام سنکر مردہ شو نا فرجام کہنے لگا اے فقیر تن حقیر کا تیرا کہنا بسر و چشم بجا لاؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ وہ بکرے لاغر
اُس فربہ ابلہ کو دیکھکر کبابی ہر بابی وہان سے روانہ ہوا اور اُس مردہ شو بدخو نے وہ مال مفت مفت
سمجھکر معہ زن و فرزند زہر مار کیا ایک ہفتہ کے بعد وہ کبابی ہر بابی لباس سفر تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے
اُس مردہ شو پُر فریب کے قریب گیا اور یون حرف زن ہوا کہ اے یار غمگسار میرا عزم سفر مصر کی طرف
اُس نہج پر ہے کہ میرے اقربا مین سے ایک شخص وہان رحلت کر گیا ہے اور اُس کا مال و اسباب
بیحساب اُس شہر مین امانت رکھا ہے لیکن میرے سوا اُس والی وارث کوئی نہین ہے اسباعث سے
مجکو وہان جانا نہایت ضرور ہے چنانچہ میرے ہمراہ دلخواہ سربراہ معہ بار برداری استادہ ہین
اے عزیز با تمیز سو تو بھی میرے ہمراہ چل کسواسطے نہین معلوم مین مظلوم پر مغموم استادہ ہین اے
عزیز با تمیز سو تو بھی میرے ہوگا تو مجکو تجہیز و تکفین سے خاطر جمع ہوگی پس مین نے تجکو اے مردہ شو
اسی روز غم اندوز کے واسطے گوسفند بریان نوشجان کروائی تھی مثل مشہور ہے کہ دیا لیا آگے
آتا ہے اور یہ کسی طرح نہین ہوئیگا کہ مین شہر مصر کو جاؤن اور تو یہان بیٹھا رہے نظم اب
اسی مین ہے خیریت تیری + کہ بدل کر تو ہمرہی میری + ورنہ مین دل کباب وہ بکری + جسطرح دیگا
تجسے لون گا ابھی + اہل ہمسایہ نے غرض آکر + بساجت ہزار سمجھا کر + ایک بکری کے مول سے دو چند
دے کے قیمت اُسے کیا خرسند + بفراست ولیکن اے مجبور + دیکھ تو اُس نے کیسا کیا ہے شعور +
یعنے کس طرح کی دے کے بکری خام + مردہ شو سے لئے ہین پکے دام + نقل ہے کہ ایک
گوسفند عقلمند ضعیفی اور ناتوانی سے اپنے گروہ سے پیچھے رہ گئی تھی قضائے کار ایک گرگ
خونخوار سے دوچار ہوئی سو وہ گوسفند خردمند دل مین کہنے لگی کہ ہائے یہ بڑا غضب پر تعب
ہوا کہ اسدم شیر قضا سے میری روباہ جان کا سامنا ہے اگر اسوقت مین اجل گرفتار مثل غزال
فرار ہوجاتی ہون سو وہ جو اُسکے من کا چیتا ہے سو بشتۂ قضا مین بر آئیگا اور اگر اسوقت اپنی چیرہ دلی
پلنگ خصال کو پکارتی ہون تو یہ قریب آپہنچا ہے جبتک وہ مجھ دور افتادہ غم آمادہ کے پاس جلدی سے ہر نفس آئیگا ۔
تب تک تو یہ جیتا نہ چھوڑے گا بہت کیا کرون ہائے کوئی بات نہین بن آتی + مفت مین جان عزیز آ
ستم ہے جاتی + آخرکار وہ گوسفند ناچار دانائی اور عقل آرائی سے فرحان اور شادان سامنے بھیڑیے
کے چلی اور قریب اُس غریب کے جا کر یون گویا ہوئی کہ اے گرگ خوش باش خوش باش مین بھیجی ہوئی ہون اُس
تیرے گلۂ شمار ہین اس بیابان مین سرگردان و حیران ہون یہ بات عجائبات سنکر وہ دلیر یاسنگ لگا کہنے

گوسپند درومند تیری جستجو یا ین آرزو کس جہت سے ہے کوئی بھی اپنے دشمن کو دوستی سے تلاش کرتا ہے
یا کوئی بھی آپ سے آپ اپنے چاہ سے کوئین مین گرتا ہے ایسی باولی باتون سے دل کو ڈانوڈول
نہ کر یہ گفتگو گرگ تندخو کی سنکر وہ گوسپند کہنے لگی اے گرگ شیر صولت پلنگ ہیبت تیرے تلاش بے
قیاس کا یہ سبب ہے کہ میر گلہ بان میان بحر جہان ایسا منبع سخا اور موج عطا ہے کہ اس کی ذات فائض
البرکات سے ہمیشہ چشمۂ فیض جاری رہتا ہے سو آج اُس خوش مزاج نے مجھہ ناکام نافرجام
سے کہا کہ اے گوسپند کسلمند اس جنگل کے گرگ سے مین بہت راضی ہون یعنے اُس نے
میرے گلے کو کبھی اذیت پر صعوبت نہین دے اس واسطے مین نے تجکو اُس کی ضیافت
مین تجویز کیا تو اُس کے پاس جا اور اپنے جان کو نثار کر کے لقمۂ لذیذ اور غذائے لطیف ہو
اے گرگ اس واسطے یہ نیمجان اس بیابان کے درمیان تجکو ڈھونڈتی ہے میری بات واہیات
اور چاپلوسی کی نہ سمجھنا بقول شیخ سعدی شیرازی شعر در برابر چو گوسپند سلیم + از قفا ہمچو
گرگ مردم در + لیکن اے گرگ مجھہ مین گانے کا وصف نہایت پر حلاوت ہے تو نوشجان اُس آن
بے گمان کرے گا لیکن وہ بات کر کہ جس مین حلاوت مزے سے حاصل ہو یعنے پہلے تو میرے گانے
کا وصف دیکھہ اور مسرور ہو پھر اُس عالم سرور مین جو مجکو کھائیے گا تو نہایت لذت پائیگا اس مثل
کے بقول مثل ایک تو کریلا کڑوا اور دوسرے نیم چڑھا یعنے ایک تو عالم سرور اور دوسرے گوشت
لذیذ یہ بات نادرات سے ہے یہ تقریر پرتزویر اُس گوسپند درومند اِس بھیڑیئے گدہے کو ایک ٹیلے
پہ لیے گئے اور اُس نادان کو اگ بٹھا کر آواز بلند سے جو اُس سُرتی رشک سرستی نے ایک بہ
تو اُس کا چسہ وایا زمانے کا نٹ کھٹ ہر دیس کا کھڑاگ بوجھنے والا اپنے بکری کا خیال کر
کے بالا کی سے پٹہ ٹوئی کرتا اُس ٹیلے پہ آیا اور لٹھہ کو ایسا زور سے پھینک مارا کہ اُس بھیڑیے
کا پاؤن ٹوٹ گیا غرض وہ بھیڑیا لنگڑاتا بھاگ کر جنگل مین رو پوش ہو گیا اور وہ
گلہ بان شادان و فرحان مثل گل خندان اس گوسپند عقلمند کو بغل مین داب
اپنے گلے مین لایا مثنوی ایک بکرے نے کیا ہے چھند کیا + گرگ کو مثل شیر
بند کیا + گر نہ ہوتی وہ گوسپند عقیل + جان بچنے کی کونسی تھی دلیل + فی الحقیقہ
شعور ہے وہ چیز جس سے آتی ہے آدمی کو تمیز + اور جسے کچھہ نہین ہے عقل و شعور
خر سے بدتر اُسے سمجھہ مجبور + فی المثل یہ کسی نے خوب کہا + صاحب عقل کی ہے دور بلا

ساتوان باب احمقون کی نقلون مین

محرران معصوم صفت اور کاتبان محروم فطرت کاغذ سادہ لوح پر قلم خام سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک قصباتی دہاتی برائے تعیناتی اپنے گہر ایک منزل کامل پر سفر کر گیا اور کئی دن کے بعد ایک روز اُسکی جورو نتہہ ناک سے اُتار کر دالان کے سائبان مین بیٹہی دہو رہی تہی اتفاقاً نائن جو باہر سے آئی تو وہ بے شعور دور سے کیا دیکہتی ہے کہ بی بی کی ناک سے نتہہ کی بیسر نظر آتی ہے یہ احوال پر ملال دیکہکر دلمین کہنے لگی کہ شاید ہماری بی بی رانڈ ہوگئین ہین جو ناک غمناک مین نتہہ نظر نہین آتی یہ خیال بیکار دلمین کرکے وہ نائن گہر مین آئی اور اپنے خاوند دانشمند سے کہنے لگی اے غفلت شعار نا ہنجار بیٹہا کیا کرتا ہے جلد خبر لے فلانی بی بی رانڈ ہوگئین ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکر وہ گیدی خر جلد کمر باندہ کر وہان سے روانہ ہوا الحاصل منزل مقصود پر پہنچکر وہ گیدی خر میان سے کہنے لگا اے میان صاحب یہان کس فکر مین بیٹہے ہو وہان تمہاری بی بی عصمت والی رانڈ ہوگئی یہ واقعہ غم افزا سُنکر وہ بدخصال فی الحال بے اختیار دہاڑین مار کر رونے لگا اور یہ سخن زبان پر لایا اشعار افسوس مری خجستہ پیکر + جبہہ بن ہوئی رانڈ اور بے سر + کیونکر ہو مجہے قرار افسوس + افسوس ہے صد ہزار افسوس + یہ سخن حیرت افگن اُس

سادہ لوح کا سُنکر سب مرد وزن کہنے لگے کہ اے بیوقوف ذہن سے خالی کہین بہی سنا ہے کہ میان جیتا
رہے اور بی بی رانڈ ہو جاوے یہ گفتگو سراپا نیکو کی سُنکر جواب وہ ہواس کیا کہون تم سے مین اے بہائی
+ گہر سے آیا ہے معتبر نائی + پہر بہلا اوسکو کیا کرون مین آہ + ہوا جاتا ہے حال میرا تباہ + سُنکے اُسکی
گفتگو سب یار + قہقہہ مار کر ہنسے یکبار + واہ رے تیری عقل واہ شعور + آگے اب اس کے کیا
کہے مہجور + نقل ہے کہ ایک احمق کا گدھا رستے مین گم ہو گیا تہا لیکن وہ خر ناہموار بار گدہے
کے فراق مین آہ جانکاہ کہینچتا اور شکر کرتا یہ احوال کثیر الاختلال ایک شخص دیکہکر یون کہنے لگا اے سادہ
لوح تیرا گدہا گم ہو گیا ہے اور تو آہ جانسوز وغم اندوز شکر کرتا ہے اس کا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ کلام سنکر
وہ ناکام کہنے لگا اے عزیز بے تمیز مین اسواسطے شکر کرتا ہون کہ خوب ہوا کہ یہ شخص اُس گدہے ناہموار پر
سوار نہ تہا نہین تو اُس کے ساتہ ہاتہ ہی ہاتہ مین گم ہو جاتا لیکن وہ خر ناہموار بدکردار یہ نہ سمجہا کہ اگر اسپر آپ
سوار ہوتا تو وہ گدہا بوجہ لدا کیونکر گم ہوتا شعر جس گدہے کو نہ ہووے اتنا شعور + اوسکو سمجہائے کیا کوئی
مہجور + نقل ہے کہ ایک احمق مطلق بحالت بیماری ایک باری طبیب خوش نصیب کے قریب گیا اس حکیم
فہیم نے فرمایا اے سقیم الم واثیم الغم تو مجہکو قارورہ لیکر حاضر ہوتا تیری بیماری تشخیص مین آجائیگی +
انشاء اللہ تعالے اس قانون کا نسخہ مفرح القلوب تجکو لکہدیا جائیگا کہ تیرے اسباب علامات واہیات کے
جلد رفع ہو جائینگے القصہ وہ رنجور دل ملول مین گہر مین آیا قضائے کار اُس نابکار کی جورو بدخو شب کو خود
بخود بیمار ہو گئی وقت سحر بحالت مضطر اُس سادہ لوح نے اپنا اور اپنی جورو کا قارورہ ایک ہی شیشی
مین بہرا اور اُس طبیب عجیب کے قریب گیا اور قارورہ کو دکہا کر یون گویا ہوا کہ اے حکیم فہیم مجہہ سقیم اور میری
جورو دل دو نیم کا باہم قارورہ ہی اُوسکو ملاحظہ کر کے دیکہہ کہ میرے رسوب اور اُسکے قوام مین کیا فرق ہے
یہ بات واہیات سُنکر ایک شخص اُس مطب مین بول اوٹہا اے سادہ لوح اگر دونون قارورہ باہم لایا تہا
تو ایک ڈورہ سادہ اپنے اور اپنی جورو کے قارورہ مین کیون نہ باندہ لایا قطعہ یہ سُنکر لطیفہ سبہی یار غار
ہنسے قہقہہ مار کر ایکبار + جو مہجور ہوتا نہ وہ بے شعور + تو کیونکر اُسی خلق ہاتہی ضرور + نقل ہے کہ ایک
قاضی تعصباتی نے شب کو کتاب انتخاب مین نہ نکتہ لکہا دیکہا کہ جس شخص کا سر چہوٹا + اور ریش دراز ہے
اور ہو وہ شخص احمق مطلق ہوتا ہے چنانچہ قاضی صاحب اُن دونون علامات مین گرفتار تہے اس نکتہ
کو دیکہکر دل مین کہنے لگے کہ سر خورد کو بزرگ نہین کر سکتا ہون لیکن ڈاڑہی کم کرنے مین البتہ ہاتہہ پہنچتا
ہے یہ بات واہیات وہ نیک صفات سوچکر تلاش مقراض مین اوٹہا اتفاقا اُس وقت کندی
مین سے مقراض کا عذر تراش نہ ہاتہہ آئی آخر کار چار و ناچار آدہی ڈاڑہی ہاتہہ مین پکڑ کر

فتیل سوز کے قریب جاکر اپنے ریش کو سر چراغ سے جو ہمسر کیا تو آتش چراغ نے سر بلندی کر کے سر دست قاضی
کے ہاتھ تک پہنچی بے اختیار قاضی دلفگار نے ایک بار ریش دراز ہاتھ سے چھوڑ دی الحاصل تمام ڈاڑھی
قاضی جی کی آتش نادانی سے جل گئی اور صورت پُر کدورت بھونی سری کی شکل نکل آئی غرض قاضی صاحب
اپنی نادانی پر کمال نادم ہو کر کہنے لگے کتاب انتخاب کا نکتہ خوب ثبوت ہوا کیونکہ اپنے بے وقوفی اور بے شعوری
ریش کے زیر و زبر ہونے سے پیش آئی بقول میر تقی مصرع گھر جلا سامنے اور ہم سے بجھایا نہ گیا + لیکن شدنی
کوئی کیا کرے فی الحقیقت ہے مثل پیش آتا ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے اشعار آدمی کو ولیکن ہے
مجبور + چاہئے اس قدر تو عقل و شعور + کہ جو دیکھو کہین نشیب و فراز + وان سمجھکر چلے وہ بندہ نواز +
اور کہین سے خورش جو ہاتھ آئے + بال مکھی کو دیکھکر کھائیے نقل ہے کہ ایک سادہ لوح نے خواب
پریشان کے درمیان مین شیطان بے ایمان کی ریش دراز پکڑکر طمانچہ تڑاق سے جڑا اور یہ سخن
تلخ دہن سے کہا کہ اے ملعون ذوفنون تو نے یہ ریش اس واسطے دراز کی ہے کہ مردمان راہ راست
رو کو فریب سے بہکا کر بے راہ کرون یہ کہہ کر ایک طمانچہ دوسرا ایسے زور سے جڑا کہ اُس کے صدمے
سے جو آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنی ریش اپنے ہاتھ مین ہے اور طمانچون کے صدمون سے دونون
رخسار بے اختیار جھلا رہے ہین یہ احوال پُر ملال دیکھکر وہ شخص کہنے لگا مثل کردنی خویش مثل بست ک
ے آید پیش + شعر سچ ہے مجبور آجتک انسان + ہے گرفتار فطرتِ شیطان + نقل ہے کہ ایک
سوار اسپ بادرفتار کا کاروان سرائے مین نزول ہوا بعد انفراغ تمام وقت شام وہ سوار خوش کلام
اپنے نفر نافرجام سے یون حرف زن ہوا کہ اے عزیز با تمیز سننے مین آیا ہے کہ اس شہر پر قہر کے دزد بے درد دیر
مین جوان مرد ہین ایک کام کر تو شوق سے بستر غفلت پر پاؤن پھیلا کر سو رہ مین ہی گھوڑے کی آپ خبرداری
کرون گا بقول شخصے مثل بال عرب پیش عرب یہ بات اُس نیک صفات کی سُنکر نفر کہنے لگا اے خداوند
نعمت یہ کونسی بات واہیات ہے کہ خداوند دولت مند تمام رات پہرے جاگے اور دو پیسے کا نفر گیدی تمام
بہ فراغت تمام آرام کرے نہ صاحب یہ نہین ہونے کا آپ بہ فراغت تمام استراحت فرمائیے اور یہ
نالائق روخلائق گھوڑے کی نگہبانی اور پاسبانی کرے گا اس بات سے اپنے خاطر جمع رکھئے
شعر اگر نوکری مین ہو مجھ سے قصور + تو یہ جانیو ہے بہت بے شعور + القصہ وہ سوار
غفلت شعار اُس روسیاہ کے کہنے سے سو رہا پہر رات کے بعد ایکبار بیدار ہو کر
کہنے لگا اے نفر باخبر کیا کرتا ہے وہ اُس کے جواب مین کہنے لگا خداوند نعمت اس
وقت غلام ناکام اس فکر مین ہے کہ اللہ تعالے نے زمین کو کیا قدرت دی ہے

پانی پر کیونکر فرش کیا ہے یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا کہ اے نفر بیخبر مجکو خوف وخطر ہے کہ تیرے فکر مین وزوبے دردآنکر اسباب بے خبری کو وزدی نکرجائے اُسنے جواب دیا کہ اے خداوند کیا مقدور اور مذکور ہے آپ اپنے خاطر جمع رکھئے الحاصل وہ سوار نیک شعار پھر سو رہا نصف شب مضطرب وار چشم واکرکے یون گویا ہوا اے نفر باخبر کس فکر مین ہے اُسنے جواب دیا اے خداوند اُس فکر مین ہون کہ خدائے عزوجل نے آسمان بے پایان کو بے ستون کیونکر استادہ کیا ہے اور زمین کی مٹی میخ گاڑنے مین کہان غائب ہوجاتی ہے یہ فکر بے موجب سُنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا ای نفر بیخبر اس فکر مین میرا گھوڑا کوئی کوڑانہ کرلیجائے اے نفر بے خبر اگر تیرا جی سونے کو چاہے تو سو رہ کہنے لگا خداوند نعمت آپ خاطر جمع رکھئے مین خبردار اور ہوشیار ہون وہ سوار ناچار پھر سو رہا تین پہر رات کے بعد وہ سوار پھر بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر لخت جگر کیا خبر ہے وہ جواب دہ ہوا کہ خداوند اب مین اس تشویش مین ہون کہ اونٹ کے پیٹ مین گولیان کون بناتا ہے اور کیلے کے پتون پر اُتو خود بخود دیکیونکر ہوتا ہے غرض وہ سوار پھر ایکبار اُس بے فکر کے فکر سے غافل ہوکر سو رہا اور جسوقت چار گھڑی شب پُرتعب باقی رہی ایکبار سوار بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر بے خبر کیا خبر ہے وہ جواب دہ ہوا اے خداوند نعمت اب غلام ناکام اس فکر مین ہے کہ گھوڑا تو کوئی چور منہ زور سرنگ لگاکر لیگیا اب یہ زین اور خوگیر بے نظیر آپ کو سر پہ رکھنا پڑیگا یا مجکو بے چلنا پڑیگا یہ نکتہ واہیات اُس نفر ستمگر کا سنکر وہ نیک صفات ایک بار بصد اضطرار خفا ہوکر کہنے لگا اے احمق مخنس نفرون کی آخور کمزور حشری کمری چل اٹر کر جا میرے سامنے سے مین اب اور کوئے نفر خنگ وبنگ آٹھون گانٹھ کمیت نوکر رکھلون گا جو زبان عربی مین اور ترکی مین گفتگو دو بدو کرے اے ٹٹوئے طاق کسی دل مین سمجھہ تو جس کا ایسا اسپ بادرفتار رشک بہار دست سے نکلجائے تو اُس کی آنکھون مین کیونکر نہ پھلواری کا سبزہ خار نظر آئے ہائے اس چال کا گھوڑا نفر سے کی طول کا پھر کہان سے میرے ہاتھہ چڑھے کا جو عیال واطفال کو تا زیست خوراک مشکی کہلاؤنگا اشعار غرض اُس نفر کو سبھون نے گدہا + اگاڑی بچھاڑی سے آکر کہا + وہ لے خر کے بیٹے سے جیجو رکب + سنا ہے کہ بنتا ہے گھوڑا عجب + نقل ہے کہ ایک خرنا ہموار گھوڑے پر سوار اور گھاس کا گٹھا اپنے سر پر رکھے ٹمک ٹمک کرتا چلا جاتا تہا اس صورت پر حماقت سے اُس خر کو دیکھہ کر + ایک شخص نے کہا اے احمق مطلق تو اس گھوڑے رہوار برق رفتار پر سوار ہی مگر گھاس کا گٹھا تو نے اپنے سر پر کیون رکھا ہے شعر عجب تو بھی احمق ہے او گاؤدی + کہ یہ گھاس گھوڑے پہ

کیون رکھہ نہ لی + یہ بات وہ کم ذات سنکر کہنے لگی اے عزیز نا چیز مین احمق نہین ہون توہی احمق ہے ارے
اس گھوڑے گیا بہن پر ایک تو مین چڑہا تہا اور دوسری گہاس کا گٹھا اسپر لادتا تو اسپر بہلا اس کا
بار کہان سے ٹہیرتا ابیات یہ سنکر کہا اسنے ہان واقعی + تو دانا سہی مین ہی نادان سہی + جہان ایسے
احمق ہون جہجہور لوگ + وہان عقل ہے کیا کہون سسرور لوگ نقل ہے کہ ایک سائیس اپنے رئیس
کا گھوڑا دور کا بہ دریا پر نہانے کو لیگیا اتفاقاً اس گھوڑے کا پانون شور کنڈ مین جو جا پڑا تو ایکبار بے
اختیار غوطہ کہانے لگا اس گیدی خر نے آپ کو بچا کر اس گھوڑے کو دریائے حماقت مین ڈبو دیا +
شعر جب نفر ایسا بے حقیقت ہو + کیون نہ گھوڑا غریق رحمت ہو + الحاصل وہ نفر بحالت مضطر میان
کے پاس آنکر کہنے لگا میان صاحب آپ کا اسپ باد رفتار دریا مین فرار ہوگیا یہ واردات واہیات
سنکر وہ بحال مضطر اٹھ کہڑا ہوا اور اس نفر سے کہنے لگا اے خر نا ہموار میری تلوار باڑہ دار او ٹہالے
دیکہون تو سہی تونے میرا گھوڑا کیونکر ڈبو دیا الحاصل جب وہ عزیز با تمیز دریا کے کنارہ پوہنچا تو اس نفر
گیدی خر سے کہنے لگا اے احمق مطلق وہ میرا گھوڑا بادپا کہان ڈوبا یہ کلام نا فرجام سنکر تلوار باڑہ
دار دریا مین پہینک کر کہنے لگا میانصاحب دیکھئے اسیجا پر آپ کا گھوڑا ڈوب گیا یہ واردات واہیات
وہ نیک صفات دیکہکر کہنے لگا یک نشد دو شد گھوڑا تو ڈوب چکا تہا اور میری تلوار باڑہ دار جہازی بہی
بیوقوفی کی لہر مین ڈبوئی اے بہڑوے جی مین آتا ہے کہ تیرے گلے مین ہنوز کلی ڈالکر ایسی تہپیڑے مارے
کہ تیرا روئے حماقت پہر جائے یا تیری دستار اتار کر قینچی پر چڑہا کر ایسی مار دیجئے کہ تیرا جی ڈوب گیا اے بہڑوے کنگا
رامی کوئی بہی ایسا گہاٹ کا کام کرتا ہے کہ جیسے تونے طوفان اس آن برپا کیا ہے غرض دریافت ہوا ہے کہ سیدہا
سپاٹ احمق بے اٹک ہے ابیات چل کہین سامنے سے ہٹ جا تو + نہین مار ڈالونگا تجکو اے بدخو + اسی
دریا مین یا ڈبو دونگا + اسپ و شمشیر کا عوض لونگا + آخرش اس نفر کو اسنے مہجور کر دیا اس نے نوکری سے دور
نقل چار احمقون کی + نقل ہے کہ ایک پیرزال نیک خصال خجستہ پیکر خوش منظر چارسو بازار
رشک بہار مین کچھہ کام نیک انجام کو نکلی تہی اتفاقاً وہ افسر نیک بختان اور ہمسر خاتون پادشاہان سہرا
دست بلند کرکے سر کو جو کہجانے لگی اس عرصہ مین چار اشخاص سامنے سے نمودار ہوئے اور جو قضائے
ان چارون کی نگاہ ناگاہ اس پیرزال نیک افعال کے ہاتھ پر جو پڑی تو ایک جوان نادان کہنے لگا
کہ اس پیرزال نیک خصال نے لاکلام مجکو سلام کیا ہے اسمین دوسرا بول اوٹھا کہ ارے بے حیثیت
تجہہ مین کیا حقیقت ہے اس پیرزن کم سخن نے مجکو سلام کیا ہے حاصل کلام وہ چارون ناکام اتنی ہی
بات پر جنگ و جدل کرتے تھے القصہ اس قصہ نے یہانتک سر کہینچا کہ اس جا پر اکثر لوگ آ کے

کھڑے ہوگئے غرض ایک عقلمند دانشمند نے کہا اے عزیزو تم آپسمین عبث لڑتے ہو وہ پیرزال صدق
مقال آگے جاتی ہوگی اُس سے جاکر دریافت کرلو ایک ذراسی بات کو اتنا طول دیتے ہو یہ بات معقول سُنکر
وہ نامعقول پیرزال عزیز کے قریب گئے اور یون گویا ہوئے کہ اے بڑی بی صاحب ہم چارون مین سے
تم نے کس ناکام کو سلام کیا یہ بات واہیات سُنکر پیرزال نیک خصال ملین کہنے لگی معلوم ہوتا ہے کہ یہ چارون
احمق ہین تبسم ہوکر کہنے لگی اے میان جو تمہارے درمیان زیادہ احمق ہوگا مین نے اوسکو بصد نیاز سلام
کیا ہے نقل اول اُسکے جواب مین ایک احمق مطلق اُسمین سے بول اوٹھا بڑی بی صاحب میرا تو حمق یہ ہے
کہ ایک روز غم اندوز سسرال فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تھا اور وہان لوگون نے کھانے کے وقت مجھہ
سے کہا کچھہ کھانا نوشجان کرلو تو آرام فرماؤ مجھہ حریص طبع کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ مین اپنے غریبخانہ
سے کھانا کھاکے آیا ہون شعر کچھہ نہین احتیاج کھانے کی + بات میری نہین بہانہ کی + آخر کار منت بسیار
اور لجاجت بیشمار سے ہر ایک نے مجھسے کہا مگر مین نے کسیکو اسبات کا لقمہ نہ دیا + کہ بہت خاصہ تھوڑا سا کھانا
کھالونگا غرض ایک پہر شب کے بعد مجکو بہوک نے اس قدر عاجز کیا کہ میرا مُرغ روح آتش گرسنگی سے بریان
ہونے لگا اور شدت العطش سے جگر کباب ہوگیا اُسوقت مین نے چپکے سے دروازہ کھولکر اور کپڑے اتار
کر گدائی کا ارادہ کیا اتفاقاً ہر ایک گھر سے ٹکڑے مانگتا مانگتا اپنے سُسرال فرخندہ فال کے در پہ
آپونہچا اور دستِ سوال دراز کیا کہ اندر سے چنبیلی لونڈی بختاور طبع ٹکڑا لے کر باہر نکلی مین نے اسے
پہچانا کہ یہ لونڈی ہماری ہے اور یہ دروازہ بھی سسرال کا ہے وہان سے مین نے پچھلے پانون
ہٹنا شروع کیا اور وہ کنیز بے تمیز روٹی دینے کو آگے بڑھی غرض جون جون مین پیچھے ہٹتا جاتا تھا وہ
آگے بڑھتی چلی آتی تھی اور یہ کہتی تھی اے فقیر ن حقیر تو روٹی کا ٹکڑا کیون نہین لیتا ہے قضائے کار
اُس ناہموار کے پیچھے کوان جو آگیا تو ایکبار بے اختیار اُسمین دھڑام سے گر پڑا غرض میرے کوئین مین
گرنے سے بلا تامل ایک غل پیدا ہوا کہ کوئی فقیر بے نصیب گردش کا ڈانوان ڈول کوئین مین گر پڑا
آخر کار مجھہ بادلی صورت کو ہر ایک نے آہ چاہ کرکے نکالا اور سبھون نے پہچانا کہ یہ تو فلانے کا داماد
اُستاد ہے ارے اُسکی کیا کمبختی تھی جو یہ اس حالت پُر ملامت مین ایک بار گرفتار ہوگیا
غرض اس ذلت اور ندامت سے اب تک مین نے پھر کبھی سسرال فرخندہ فال کا نام نہین
لیا میرا تو احمق پن اے پیرزن اس قدر ہے جو بیان آیا شعر غرض پیرزن سُنکے سب ماجرا ۔ لگی کہنے صد آفرین

نقل دوسرے احمق کی ذ

نہ یہ گفتگو اُس الو کی سنکر ایک لٹورا بول اٹھا کہ بڑی بی صاحب اب میری حماقت کی شکایت گوش دل
دل لگا کر استماع کیجئے یعنے ایک روز مجہہ طالع افروز کو سسرال فرخندہ فال سے پیغام سلام بلوانی
کا آیا اتفاقاً اُس سادہ لوح کو پگڑے نہ باندہ آتی ہے آشنا آگے کے مرے گھر کے پیچھے استقامت رکہتی
تھے آخرکار منت بسیار اور سماجت بیشمار سے باتون کی لپیٹ مین اُن سے دستار بندہوا کے اور پوشاک
نفیس تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے سسرال مین فرخندہ فال کی طرف روانہ ہوا اثنائے
راہ مین ماندگی اور نیند نے نہایت غلبہ کیا تو یہ خیال اُس حال مین دل پر گذرا کہ کسی ایسی
جا پہ سوئیے کہ جہان پگڑی سر سے نہ آتارنی پڑے غرض ایک کوان بختہ جو وہان نظر آیا تو اُس پہ
یہ بندہ اسطرح سویا کہ سر کوئین کے اندر رکہا اور جگت پہ پانون کو پہیلا کر سو رہا لیکن کروٹین لینے
سے دستار کوئین مین قرار ہو گئی اور ایک پہر کے بعد جو اِس تیرہ روز کی آنکہہ کہلی تو نہایت گھبرایا کہ
دن تہوڑا باقی رہگیا بقول سرور شعر مسرور پہنچ منزل مقصد پر سویرے + رستہ مین ٹہرنا نہین اچھا منظر کا
الحاصل گہبراہٹ مین مجکو پگڑی کی کچہہ خبر نہ رہی بہاگا بھاگ یہ چل وہ چل سسرال کے قریب جو پہنچا تو وہان
سے گھر کی لونڈی چلی آتی تھی اُس نے جو دیکہا کہ میان سر برہنہ بدحواس بھاگے آتے ہین شاید کہ بی بی
ماہ تمثال کا انتقال ہو گیا ہے یہ بات واہیات سوچکر وہ لونڈی روتی ہوئی گھر مین گئی اور واقعہ حیرت افزا
خوشدامن سے بیان کیا تو سب گھر کے لوگ بحالت عجیب وندان تاسف زیر لب ہو کر ایکبار زار زار رونے
لگے غرض مین انجان اُس مکان وحشت نشان مین جو داخل ہوا تو سب کو گریان با دل بریان دیکہا نا چار
مین دل فگار بہی زار زار رونے لگا اِس عرصے مین ہمسایہ کے لوگون نے آنکر ہر ایک تو یہہ گر مضطر کا
منہ چڑا کے مجھسے پوچھا کہ میان یہ واقعہ کیونکر گذرا مین نے بچشم پرنم و بحالت غم اُنسے پوچھا کہ میان تم تو
بیان کرو یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر درپیش آیا آخرکار سب خویش و تبار کو دریافت ہوا کہ یہ اشکبار سے
و بیقراری ناحق کی ہے اے پیرزال صدق مقال اِس دن سے جو مین بداعمال بہاگا تو آج تک
اودہر نہین گیا شعر غرض پیرزن نے اسے بہی کہا + ہزار آفرین مرحبا مرحبا ؎

نقل تیسری احمق کی ؎

کہ جب یہ الو بدخواہ اپنی کہانی لاثانی بیان کر چکا تو تیسرا مسخرا یون بولا کہ بڑی بی صاحبہ یہ سادہ لوح
بہی سسرال فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تو وہان خوشدامن صاحبہ نے بہ تکلف بسیار اس نابکار
کے واسطے کہانا طیار کروایا اتفاقاً میرے ذہن سے یہ سخن برآیا کہ مین اِس وقت نہایت سیر ہون

غرض تمام گھر کے لوگ مجبور ہوئے مگر میرے منہ سے جو ناہ باکرہ نکلی تو پھر مطلق اقرار نہ ہوا بقول شخصے ؎
مثل جاتے لاکھہ رہے ساکھہ آخر کار سب خویش و تبار ناچار ہو کے چپ ہو رہے اور مین مکان خوابگاہ
مین اپنے ولخواہ کے ہمراہ غلطیدہ ہوا لیکن غلبہ گرسنگی سے خواب آنکھون سے کافور ہو گیا اس مین وہ
نیکبخت جسوقت سو گئی تو اس ناپاک جان ہلاک نے وہان کھانے کی تلاش آس پاس کی کہین سے کچھہ ہاتھہ
نہ لگا لیکن ایک چھینکے مین ہانڈی کوری دیکھی بندہ نے جو اسے دیکھا تو انڈا مرغی کا ہاتھہ لگا اس عرصہ مین
یکایک مری بی بی کی آنکھہ کھل گئی تو مین نے پاس سوائی سے وہ انڈا مرغی کا جھپ منہ مین رکھ لیا اور
پلنگ پر لیٹ رہا اس حالت پر حیرت مین وہ مجکو دیکھکر کہنے لگی اے میان تمکو کیا چیز ہوئی ہے جو اسطرح
گھبرا کے لیٹ گئے غرض اس نیکبخت نے ہزار سر مارا مگر مین نے اس کو ایک جواب نہ دیا اور اس کے
سوا اس کمبخت جان کر خست کے منہ مین انڈا تھا جواب باصواب کس منہ سے دیتا آخر کار ہر ایک غمخوار
خویش و تبار نے کہا کہ کچھہ اس کو آزار نا بکار ہو گیا ہے یا کوئی اسرار پر آزار ہو گیا غرض گھر مین
ایک تہلکہ عظیم اور صدمۂ صمیم برپا ہوا آخر کو اس وقت جراح کو جو دکھایا گیا تو وہ کہنے لگا اس کے
گال ورم تمثال پر مواد کا زور ہے نشتر کے سوا کوئی چیز فائدہ نہ کریگی الحاصل اس جراح نے سب
سے اجازت لیکر اس شخص کے گال پر نشتر جو دیا تو مین نے وہ انڈا اس گال سے اس گال مین رکھہ
لیا یہ ماجرا حیرت افزا جراح دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھئے صاحب اودہر کا مواد ادہر جاتا رہا غرض اس جراح
بدراہ نے دوسرے گال کو جو چاک کیا تو وہ انڈا اس بندہ گندہ کے منہ سے نکل پڑا اس انڈے کو گھر
والے سب دیکھکر نہایت کڑ کڑائے غرض اس دن سے وہ شور باجل گیا **شعر** کہو اب منصفی

سے تم بڑی بی ✦ کہ مجھسا دیکھا ہے احمق کہین بھی ؎

نقل چوتھے بڑے احمق کی ؎

کہ جسوقت وہ سادہ لوح اپنی حماقت بیان کر چکا تو وہ چوتھا الو کا پٹھا بولا کہ بڑی بی صاحب **شعر** شرح
این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے ✦ سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے ✦ اس کم کردہ از خود رفتہ کو ایک
میر صاحب توقیر نے کسی علاقہ کا عامل کر کے بھیجا تھا بندہ نے وہان جا کر ایسا لوہین کیا کہ سرکار عالیقدر
کی تمام آمدنی صرف بیجا مین تصرف کی اور ایک خرمہرہ یا ایک پیسہ کبھی ارسال نہین کیا غرض لشتم پشتم گذری
جاتی تھی اس کیفیت بے حقیقت مین یہ سوجھی کہ شادی برائے خانہ آبادی کیا چاہئے یہ احوال کثیر الاختلال
منکر قانون گو اور متصدی کہنے لگے اے صاحب یہ آپ کیا غضب پر تعجب کرتے ہین غرض حالت

حماقت مین کسیکا کھنا خیال مین نہ آیا آخر کار ایک پیرزن مکار کو بلایا اور اُس سے شادی کا پیغام دیا اُس پیرزال
کذب مقال نے اُس شخص کو احمق مطلق جانکر کہا ازین چہ بہتر غرض وہ پیرزن پُرفن دیکھکر اپنے گھر کو گئے ایک
روز کے بعد آنکر کہنے لگی میان صاحب آپ کی شادی ایک صاحب زادی سے مین نے ٹھیرائی ہے ایک پانچ
چھہ روز مین ظہور مین آجاویگی لیکن پانسو روپے چڑھاوے کیواسطے عنایت کیجئے تو آپ کی بات اُس کے
ساتھہ مضبوط و مربوط کر آؤن بندے نے پانسو روپے اپنے صندوقچۂ حماقت بے لیاقت سے نکالکر اُس کے
حرۂ فطرت مین بھر دے چند روز کے بعد آکے کہنے لگی کہ میانصاحب دو ہزار روپے برائے طیاری اور
دیجئے تو شادیکا سامان بے پایان شروع ہو جاوے غرض وہ بھی دلوائے دو وچار روز کے بعد آکر کہنے لگی کہ میان
صاحب تم جو بیاہنے چڑھوگے تو تمہارا روپیہ آرائش و رناچ اور رنگ مین نہایت صرف ہوگا اس سے بہتر ہے کہ
فقط نکاح بعید انشراح پڑھا لیجئے مثل ہے آم کھانے سے کام یا پیڑ گننے سے غرض بندہ سمجھا کہ یہ پیرزال
نیک اعمال میرے بھلے کو کہتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا مصرعہ کہ ہین اس بھلے مین بُرے طور بھی + بقول شخصے
ع چہ داند گدائے بہائے برنج + آخر کار اس مکار کو مین نے مختار کار کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اسے
بی بی شعر جو چاہے کرے تو سفید و سیاہ + دے مجکو ہر طرح کرنا ہے بیاہ + اُس کے جواب مین کہنے لگے
خیر اچھا مگر نکاح کے اخراجات ضروریات کیواسطے کچھہ عنایت کیجئے تو اجرائے کار ہو بندے نے دو ہزار روپیہ
اور بھی دے ئیے اس کے بعد آکر کہنے لگی کہ میانصاحب آپکے دلہن رشک چمن کے آنے کا شگون نہین بتاہی
جب ساعد سعید مثل عید جلا پذیر ہوگی تو وہ ماہرو تمہارے گھر مین جلابخش ہوگی لیکن کچھہ اخراجات ضروری اور
رسومات مشہوری کو دیجئے تو تنبول اور پنجیری کی بھی طیاری ہو جاوے اور کچھہ کھانے کو دو وچار مہینے کے سیر کیجئے
غرض بندے نے دو ہزار روپیہ دلوا دئیے اس عرصہ مین چند روز کے بعد آکر کہنے لگے میانصاحب مبارک
و میمون ہو کہ تمہارے گھر مین ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہے کچھہ چھٹی چلے اور روائی جنائی کیواسطے دلوائیے تو
زچا خانہ کا کام اجرا ہو غرض اُس سادہ لوح نے اور بھی کچھہ دلوایا حاصل کلام وہ ناکام کبھی لڑکون کے ٹوپی
کرتہ اور کبھی کھانے پینے کو اور کبھی پارچہ پوشیدنے کو غرض ہر طرح سے لاکھون روپیہ لیگئے اور جب مین نے سوال
کیا کہ ذرا میری بی بی کو تو دکھلاؤ تو وہ بھی کھلکر چلی گئی کہ میانصاحب ابھی تک دن گڑوے کیلئے ہین اس عرصہ مین
اس شخص کی حمق کی خبر حکلہ دار عالیمقدار کو پہونچی کہ فلانے مکان ویران کی آمدنے ایک کوڑی نہین آتی تو اُس
چکلہ دار نے مجکو ناکردہ کار سمجھکر تغیری کا تتمہ بھیجا اُسوقت حالت یاس مین لڑکے بالون کا خیال نیک
خصال آیا کہ کسیطرح اپنے بے بے کے پاس بلا وسواس چلئے کہ اس ضمن مین وہ پیرزن پرفن
جو آئے تو مین نے کہا تُرنے بی تمہارا بڑا احسن ہے کہ میرے یاد کرتے ہے تم سوچو

موجود ہوئین بڑی بی صاحب ہمارے کام مین تو خلل آگیا لیکن میرے گھبرا نگی
ہو میری تقاوی کی واصل باقی ہے تم بے محاسبہ ہو جاؤ یہ سخن سنکر وہ پیرزن پُرفن کہنے لگی بہت خوب
لیکن کچھ اشرفیان لڑکون کی شیرینی کیواسطے منگوائیے ہین آپ کو خانہ مطلب ہوا تعجب پر پہنچا دونگے
الغرض وہ پیر دغا مجھکو ایک بھلے آدمی کے مکان دلستان کے دروازہ پر لیجا کر کہنے لگے میان صاحب
تمہارے سسرال فرخندہ یہی ہے آپ یہان دستک دیجئے تمہارے صاحبزادہ نکل آئینگے تم دوچار
گھڑی ڈیوڑھی مین بیٹھنا تمہارا سالہ جب دربار سے آئیگا تو تمکو تشنک گلستان مکان مین بہروش لیجائیگا
مجھسے آپ کی بی بی کل سے خفا ہین نہین تو مین ہی آپکو لے چلتی یہ بات واہیات کہکر وہ بدذات تو وہان
سے فرار ہوگئی اور بندہ نے جو ایک دستک دی تو دو لڑکے پانچ چھہ برس کے چھوٹے چھوٹے اندر سے نکل
آئے وہ مٹھائی اُن شیرین دہنونکو دیکر مجھ تلخکام نے کہا بیٹیا اوسکو نقل کرو دلمین کچھ شک نہ کرنا غرض وہ
لڑکے مٹھائی کا دونا جو اندر لیگئے تو گھروالو نے جانا کہ کوئی میان کا یار وفادار ہے کہ لڑکون کے تئے مٹھائی
بصد صفائی لایا ہے اس نیک بخت نے اندر سے پاندان اور عطردان برائے معطرے مشام فرحت انجام
بھجوایا اُسکے بعد بتکلف بسیار طعام خوشگوار بھیجکر کہلا بھیجا کہ وہ تو خدا جانے دربار سے کب آئین آپ
اسے بخوشی تمام نوشجان کیجئے آخر کار رینا ہموار کھانا زہر مار کرکے لڑکونکو لئے بیٹھا تھا کہ اس عرصے مین صاحب
خانہ نے آکر مجھسے صاحب سلامت کی اور گھر مین جاکر بی بی سے پوچھا کہ اے بی بی یہ مرد اجنبی ڈیوڑھی
مین کون بیٹھا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین کیا جانون یہ کون ہے مین تو یہ جانتی تھی کہ کوئی تمہارے
اقربا سے ہے یا کوئی لنگوٹیا آشنا باوفا ہے کہ جو مٹھائی لیکر آیا ہے یہ بات واہیات سُنکر صاحب خانہ
باہر آکے کہنے لگے کہ اے حضرت آپ اس وقت کہان سے تشریف لائے ہین اس سادہ
لوح نے سادگی سے کہا اے بھائی اقربائی تم مجھکو نہین پہچانتے مین تمہارا رشتہ کا بھائی ہون تمہارے
بہن رشک چمن مجھسے پیوند ہوئین ہین اور یہ دونون لڑکے نونہال خوش جمال تمہارے بھانجے
یہ سخن دلشکن سنکر صاحب خانہ تیوری چڑھا کر بولا اے مردک اُزبک واہی تباہی کیا گو کھاتا ہے چل
دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسی جوتیان مارونگا کہ بازار مین ہگ ہگ دیگا اے ناپاک
تجھکو ادب کی صورت یہ گفتگو پھر جو کریگا تو تیرے اس طرح آگو آئیگا جس طرح دریا کا ہگا منہ کو
آدمیت غیرمین کچھ نہین کہتا لیکن اور جا ضرور مار کھائیگا تمہارے کا ٹکا ہے یہان نہ ملا اور جاہل
رہیگا اس نے اس نحوست کو بیچ سے بندے کو اپنے گھر سے نکالا کہ گویا لاکھ ٹوکرے گو کے سرپر
پڑگئے سوائے پیرزال نیک خصال اُسکے ندامت اور خجالت اس شخص کو آج تک ہے

مثنوی غرض اُس کی بھی جب سنی داستان + تو وین اُس ٹیری بی نے شاباشیان + دلی پیچ تو یون ہے کہ تم سب کے سب + مری عقل مین ہو عجیب بو العجب + کیا تھا جو مین نے سلام نیاز + وہ مقبول دل کیجئے بندہ نواز + یہ چارون سے مجبور رکھکر سخن + وہان سے وہ راہی ہوئی پیرزن نقل اسی عہد کی ہے کہ ایک شخص مرزا جیون نامی شاہجہان آبادی لکھنؤ مین حضور پُرنور کی سوارون مین نوکر تھے اور انکے پاس ایک سائیس احمق گاؤدن کاریس چاکر تھا اتفاقاً ایک روز مرزا مذکور حضور پرنور کی سواری کے ساتھ نشاط باغ کو سوار ہوگئے لیکن اُس نفر گیدی خر سے کہ گئے تھے کہ ہمارے واسطے بھونی کھچڑی ستھری با مصالح طیار رکھکے نشاط باغ مین لے آنا غرض مرزا مذکور صاحب شعور تو کھچڑی اور گھی کے معہ مصالح دام دیکر اُدھر سدھارے اور اُدھر اِس کمبخت ناشدنی نے آدہ سیر مونگ کی کھچڑی لیکر ہڑبونگا سے بھنوا کے اور ایک ہانڈی مین رکھکر اسپر گھی داغ کرکے ڈالا + اور اُس کے اوپر گرم مصالح جھڑک کر دسترخوان مین لپیٹ کر اپنے مرزا کے پاس لیگیا آپس مین اور لوگون نے جو دیکھا کہ آج الٰہی بخش سب سے جلد کھانا لیکر آیا سب متعجب ہوکر مرزا سے کہنے لگے کہ نہین معلوم کیا پہرتی جلدی کر لایا کہ ہمارے نوکرون مین سے ابھی تک کوئی نہین پہنچا شعر غرض آج اُس نے کیا ہے وہ کام + کہ انعام دیجئے اُسے لا کلام + الحاصل وہ کھچڑی جو مرزا نے کھولی تو عجب صورت پر کدورت نظر آئی کہ گھی کھچڑے سے نیچے بیٹھی ہے اور گھی پر گرم مصالح تالاب کی کائی کی طرح تیر رہا ہے یہ کھچڑی کا تماشا دیکھکر مرزا کہنے لگے اے الٰہی بخش یہ کھچڑی کیسی پکی ہے یہ تمام خام نظر آتی ہے یہ سخن دلشکن سُنکر خفگی سے جلکر کہنے لگا میا نصاحب وہ بالو سے تو بھنوائی ہے سنسری کچی کہان سے رہی ہوگی شعر سُنکے مجبور اُس کی واہی بات ہنس پڑے وہان کے اہل صفات اور اسی کی نقل ہے کہ ایک روز اُس دل سوز نے دال روٹی مرزا کے واسطے بہ تکلف بسیار طیار کی لیکن اِس بدخصال نے دال کو بگھار کر ایک بار کفگیر سے تمام دال کو گھونٹ دیا اور اوپر سے اُسمین کفگیر کو خوب جھاڑ جھوڑکر چپ ہو رہا المطلب وقت شب کھانا جو نکالکر لے گیا تو مرزا صاحب مذکور صاحب شعور کی نگاہ ناگاہ دال پر جو پڑی تو کچھ دال مین کالا نظر آیا یہ ماجرائے عجیب و غریب دیکھکر مرزا نے کہا اے روسیاہ پرگناہ اِس دال کے اعتدال مین یہ سیاہی واہی کیسی ہے کہ جس سے تمام دال اے بدافعال خراب خستہ نظر آتی ہے میان کی یہ گفتگو و بدو سُنکر کہنے لگا میانصاحب شوق سے کھائیے کچھ نہین ہے تنک کفگیر کی جھاڑن جھوڑن کیسی ہے اُس نے جواب دیا کہ دال بگھار کر تنک کفگیر سے دال کو اِس لئے چلائے دیون تھا کہ کفگیر کا گھیو کہیں اب نہ جائے شعر یہ مرزا نے سُنکر کہا بے شعور + بھلا کوئی کب تک

بتجے وے شعور غرض للمیان خاطر ہو کر عقلیہ ہو کر چکا کہ تو نہایت کچا ہے لیکن جو ایسا جی پکائیگا تو مین
بھی مارے ٹکیون کے تراپلیتین نکالون گا کیونکہ تونے میری طبیعت نہایت ناخوش کی ہے واللہ تجسے تو کیہو
اس گردے مین مجکو چپ آتی ہے اور تیری وہ مثل ہے مثل کہ منہ کی گئی لوٹی کیا کرے گا کوئی نظم غرض
دو تہپیڑے لگا کر اسے + کہا تو ہی کہانا یہ کہاے اہبے + کہان ایسے ہوتے ہین مجہور لوگ + جو اگلا سا کرتے
تھے وستور لوگ + اور اسی نفر گیدی خر کی نقل ہے کہ ایک روز اس کے مرزا ہمدان ولسوز
کے ساتہہ کوٹھے پر بیٹھے چوسر کہیلتے تھے اتفاقاً اس مکان ولستان مین گنڈیری اور نارنگیون کے
بہت سے چھلکے پڑے تھے ایک عزیز باتمیز نے کہا مرزا جی تم سے پر نفاست اور یہ غلاظت جائے نفرت
ہے اس مین مرزا مذکور باشعور نے اس گیدی خر کو بلا کر کہا ارے یہ کوڑا بے محابا جہاڑ کر کوٹھے کے نیچے
پہینکدے لیکن ذرا بہلی آدمی کو دیکہہ بال کے پہیکنا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا بہت نیک صاحب
الحاصل اس آخور بے طور کو وہ ناپاک جہاڑ جہوڑ کر ایک ٹوکرے مین بہر کر سر راہ کوٹھے کے
کنارے آبیٹہا اور اس بات واہیات کا منتظر رہا کہ کوئی بہلا آدمی آئے تو پہینکون کیونکہ میان
صاحب نے کہا ہے کہ بہلے آدمی کو دیکہہ کر پہینکنا اتفاقاً ایک لمحہ کے بعد ایک مقطع صورت
نجبا سیرت اس راہ سے ہو کر جو گذرے تو اس کمبخت ناشدنی نے وہ ٹوکرا کوڑے کا ان پر ایک
لخت پہینک دیا وہ بیچارے آفت کے مارے بہیانک ہو کر کہنے لگے اے بہڑوے مسخرے
تو اندہا ہے کہ جو بہلے آدمی پر کوڑا پہینکتا ہے یہ گفتگو و برو سنکر وہ نفر کہنے لگا بڑے صاحب
مین کیا کرون مرزا صاحب کے کہنے سے پہینکون تہا تم پر وہ مثل ہے مثل وہ ہوبے
سے جیتنے بہنین گدہے کے کان ضرورت ہو + اس کلام وحشت انجام سے وہ باحیا
درخفا ہو کے کہنے لگا ابے تیرا کونسا مرزا ہے بلا تو سہی کیا وہ ایسا سر ہنگ خانہ جنگ
ہے کہ جو بہلے آدمیون پر کوڑا پہکواتا ہے یہ بات اس نیک ذات کی سنکر وہ بے شعور
باتصور کہنے لگا مرزا صاحب تنک یہ تیر آؤ تم کا کوئی بہلا آدمی بلاوت ہے وہ
مرزا بے ریا جو آنکر دیکہین تو ایک بہلے آدمی نہایت خشمگین کوٹھے کے نیچے کہڑے ہین
اور دو چار چہلکے گنڈیرے کے سر پر پڑے ہین غرض مرزا کو وہ دیکہہ کر بولے او
مرد آدمی یہ کونسی آدمیت اور شرافت ہے کہ بہلے آدمی پر کوڑا پہکواتا ہے یہ
کلام وحشت التیام ان کا سنکر مرزا نفر سے کہنے لگے اے بہڑوے مسخرے مین
نے تجکو کب کہا تہا کہ کوڑا کسی اشراف پر پہینکنا

اُسکے جواب مین کہنے لگا میان تم نے یہ نہ کہا تھا کہ بھلے آدمی کو دیکھ کر پھینکنا سو ایسا اور کون بھلا آدمی ہوگا یہ گفتگوئے واہی تباہی وہ نیک خو راہی سُنکر تبسم کنان کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا اور مرزا صاحب نے اُن سے دست بستہ عرض کی کہ حضرت سلامت اس وقت غلام ناکام کو جو چاہیے سو کہہ لیجئے کہ یہ بیوقوف عقل سے معذور ہے اشعار کوئی بات اس سے نہین بد ہوئی + مجھی ہی یہ تقصیر سرزد ہوئی + غرض سُنکے یہ گفتگو عذر کی + گیا اپنے گہر وہ بھلا آدمی + جو مجبور ہوتا کوئے ذوفنون + تو بیوے واسطے کا تہا یہ کشت وخون نقل ہے ایک قاضی قصباتے کو احتلام ناکام ہوگیا تہا پاجامہ اُتار کے کرتہ صحن کا پہنے ہوئے گہر کے صحن مین غسل کرنے کے فکر مین ٹہل رہا تہا لونڈی نے قضائے کار اُسوقت ہمسایہ کی کوئی عورت نیک بخت قاضی جی کے گہر مین آنے لگے لونڈی نے کہا قاضی صاحب ذرا منہہ ڈہانپ لو تو فلانے بی بی ہمارے بی بی پاس بلا و سو اس نکل جائین قاضی جی نے سادہ لوحی سے وہ کرتا بے تحاشا الٹ کر منہہ ڈہانپ لیا اور کہا نکل جاؤ ہم منہہ ڈہانپے کہڑے ہین وہ نیک بخت صاحب عصمت جو دیکھے تو عجب ماجرہ ہے کہ قاضی جی منہہ تو ڈہانپے کہڑے ہین پر نیچے کے بدن سے صاف برہنہ ہین یہ پردہ قاضی البلہ کا دیکہکر وہ عورت نیکبخت کہنے لگے مثنوی خدا ایسے قاضی کو غارت کرے + ویا بے اجل ہے موا یہ مرے + مجھے صاف اپنا دکھانے بدن دکھایا گدہے نے باین سادہ پن + جو ایسا یہ احمق تھا الو گدہا + تو مجبور کیون اُسکو قاضی کیا ؛

نقل ہے اک طبیب کی مشہور
اک بیٹا تھا اُس کا ایسا اہل
دیکہنے نبض جاتا تھا اکثر
یون کہا تو نے کیا گندیری آج
کیا ہی پہچانا آپ نے واللہ
میرے دلمین بھی کچھ جو آئی ہوس
آیا جسدم تو اُس نے اُسکا پسر
کسطرح سے گنڈیری کا کہانا !!
یون کہا اپنے بیٹے سے یکبار
پاس اُسکے پلنگ کے چہلکا

نقل نظم مین

دلمین حکمت تو جانتا تھا سہل
آپ نے اُسکے ایک دن بار د
کوئی کہائی ہی جو بُرا ہے مزاج
گہر مین گنے بہت سے آئے تھے
ایک گنڈیری کا مینے چوسا رس
یون لگا پوچھنے کہ بابا جان
اُسکا بیسا ختہ تھا پہچانا
بیٹے اس طرح اُسکو اے بیٹا
تھا گنڈیری کا ایک طرف کو پڑا

کیا کرون اُسکا مین بہلا مذکور
ساتھ اپنے پدر کے ہر جا پر
دیکہکر نبض ایک روز گے کو
کہا بیمار نے طبیب سے واہ
لڑکے نے سمجھ کے کہائے تھی
الغرض وہ طبیب اپنے گہر
سچ تو فرمائیے کہ آپنے وان
سُنکے یہ اُس طبیب نے گفتار
سامنے تھا سبھون کے پہچانا
اس علاقہ سے بیٹے ایجانے

نبض اُسکی تھی صاف پہچانے
سنکے وہ کم شعور یون بولا
مرگیا یہ ہوا یتیم غرض
ایک دن اک مریض کو وہ طبیب
باپ کی بات یاد آئے جو وہ
چار جامے تھے اُسکے گہر مین بنے
بڑی ہندو کے جا کے ٹکڑون پر
سنکے سب اُس طبیب کی گفتار
نیم حکمت ہی ساری خطرۂ جان
فی الحقیقت کہ آجکل کے طبیب
الٹی کرتے ہین ہر مرض کے دوا
یعنے اہل عقل کے مرغوب ہے
لیکن احمق اس قدر تھا وہ ستو
آشنا اک آئے جو با کروفر
لیکے دو پیسے غرض وہ سادہ دل
دونون پیسون کی پکا لیجئے نان
سو چکے جی مین غرض اسبات کو
صاحب خانہ نے اُس نادان کو
ایک روٹی کھو لکر بے قیل وقال
ہاتھ پڑا تو دیکھتا کیا ہے کہ نان
دیکھا غصے سے نفر کو تو یہ بات
اور بھی موجود ہین دو روٹیان
نقل اک شخص کے عجائب ہے
ایک صاحب نے اک نفر نوکر
جب اضافہ کو کہیو تو مجھ سے

اور کیا اُسکا ہیر کرون مین نقل
واہ کیا خوب آپ نے یہ کہا
اُسکے جا پہ لگا مطب کرنے
دیکھنے کو گیا تھا وائے نصیب
ہر طرف دیکھنے لگا یکبار
ٹکڑے ہر جا پڑے تھے ہندی کے
لگا کہنے مریض سے اُس آن
ہنس کے کہنے لگے وہین اک بار
جبکہ ایسے طبیب ہون مجبور
یوہین درمان مین کرتے وائے نصیب

نقل دیگر

ایک صاحب کا جو خدمتگار تھا
نقل نادانے کے اُسکی یہ سنو
اُسکو بلوا کر اُنہونے یون کہا
پہنچا جا کر چوک کے جب متصل
جسمین وہ مہمان مسکین پیٹ بھر
لے گیا پکوا کے روٹی دو ستو
یون کہا اُسوقت جو لایا ہے تو
رکھدے اُسکے آگے خوش ہو کر اُسے
سامنے مہمان کے رکھی ہے ایک
بولا جھنجھلا کر کہ تو اے بدذات
سنکے یہ مجبور اُس نے گفتگو

نقل ہے

رکھا تھا لیکن ایسی شرطون پر
اب تو جو کچھ مجھے میسر ہے

ایک من علم پر ہو دس من عقل
قصہ کوتاہ وہ حکیم غرض
لگے اُس کا علاج سب کرتے
الغرض نبض دیکھکر یار وہ
جائے خندہ ہے دوستو گفتار
یکبیک اُس طبیب کے جو نظر
تونے ہندا کیا ہے نوش جان
سچ یہ مشہور ہے میان جہان
کیون نہ مرجائین بے اجل رنجور
اُنکے دلمین نہین ہے خوف خدا
نقل یہ بھی دوستو کیا خوب ہے
آپ کو گنتا بہت ہشیار تھا
ایک دن اُس صاحب خانہ کے گھر
جا کے دو پیسے کے پیڑے جلد لا
تب لگا کرنے یہ اپنے دلمین بیان
کھا کے روٹی اور جائے اپنے گھر
پہنچا جب گھر مین اپنے وہ نان کو
رکھدے جا کر آپ کے وہ روبرو
صاحب خانہ کا اک باری جو دھیان
اور ہے سر کو جھکائے جب وہ نیک
گھورتا ہے کیون مجھے اب بدزبان
ہو گیا چپ آخرش وہ نیک خو
ہے عجائب تو کیا غرائب ہے
خوش جو ہوگا کبھی ذرا تجھسے
سو تو یہ سبھی ہرا تو نوکر ہے

دهه کوتاه آں خدمت مین
تب اضافه کو اپنے کیجئے بیان
ہر طرف ڈھونڈھنے لگا یکبار
وہین جاکر کہا بدیدۂ تر
سنکے اُس بد شعور کی گفتار
گڑگڑا کے لگا یہ کہنے وہین
اور بے اختیار اسے مجبور

تھا یہ حاضر وے یہ طینت ١٠٤
الدن شب کو اُنکے گھوڑے کو
جب نہ ہاتھہ آیا ہو سکے تب ناچار
گھوڑا صاحب کا بھاگ کر وہ اشی
بیچ تھا شاوہ منحس ٹھیر یکبار
اب اضافے کو میرے کہد یجئیو
اُس سے افزون منہساوہ اہل شعور

تھا جب بھی خوشی آ میان
لے گیا چور تب یہ حیران ہو
بیٹھے جس جا میاں ٹٹو کوٹھی پر
یان تو آیا ہئین یہ کہد یجئے
ہنستے دیکھا نفر نے انکو جو یہین
بعد پھر جا بیٹھے سو کچھ د یجئے

آٹھوان باب افیونی کی نقلون مین ؤ

دبیران مبتلائے نشہ تریاک و محرران مستانہ و بیباک پوست غزال خوش قماش پہ کلک شاخ تخل خشخاش سے یہ نقل پر کیفیت یون نقل کرتے ہین کہ ایک افیونی باتونی حالت نشہ ایک اہیر بے پیر کے گھر وقت شب دودہ پینے کو گیا اُس کی عورت نیک خصلت نے کہا میان صاحب اِس وقت تھن سے کا دودہ جو چاہو تو ایک گھڑی ٹھہر جاؤ مین تمکو شیر بے شیر اچھی سے اچھا دونگی یہ کلام فرحت التیام سنکر وہ افیونی کھڑا ہو رہا اسمین پینک نے جو زور کیا تو وہ دودہ پینے کے خیال مین ایسا جما کہ اگر سر کی پگڑی کوئی اچھال اُٹھی کر لیجاتے تو بھی خبردار نہ ہوا اور اُس اہیر نے تارے کی شب کے باعث

یہ خیال نہ کیا کہ دودھ کا خرید لانا ضرور ہے یا نہیں اپنے گھر کی ٹٹی دیکر بفراغت سو رہی تقضائے کار اس
رستہ سے ایک جھگڑا بار لدا ہوا گذرا اُس کا گاڑیبان ہر آن پوشش پوشش کرتا چلا آتا تھا اس وقت خدا
ساز یہ آواز جو اُس کے گوش ہوش میں پڑی تو اُس امیر کے دروازے کی ٹٹی سے لگ کر کھڑا ہو رہا
وہ جھگڑا دو برو جاتو اپنے راہ سے لگا لیکن پھر اُس افیونی کو ایسی پینک آئی کہ تریاک شب کی سیاہی
شیر سحر کی سپیدی سے مبدل ہو گئی الغرض شعر صبح کا جس گھڑی ہوا تڑکا + اس گھڑی سکو
یہ ہوا کھڑکا + یعنے وہ امیری اپنے دروازے کے قریب بعد انفراغ پیشاب کرنے کو جو بیٹھی تو آوازنا
نساز چھل چھل کی اک بار جو آئی تو وہ افیونی جنونی پینک سے چونک کر بے اختیار ہو کر بولا ارے او
کمبخت ناشدنی میرے دودھ میں پانی نہ ملانا نہیں تو مارے جوتیوں کے تیرے سر کا غدود
نکال ڈالونگا یہ بات واہیات وہ امیرنے جو سنکر ٹٹی لگی کھولنے تو وہ افیونی جو اُس سے لگا ہوا کھڑا تھا
دھم سے گر پڑا ایک بار بے اختیار جھنجھلا کر کہنے لگا اے بھڑوے اندھے جھگڑے والے میں اس قدر
الگ ہو کر کھڑا تھا لیکن تونے یہاں بھی مجھکو دھکا دیکر گرا دیا اشعار خدا تیرے جھگڑے کو غارت کرے
اکاڑی کا یا بیل تیرا مرے + کہ جس سے تیرے باپ دادے کی لیکھ مٹے اور تو دربدر مانگے بھیک
+ یہ گفتگو عجیبہ جو اُس افیونی کی سنکر وہ امیرنے کہنے لگی اے عزیز باتمیز تو شام سے اب تک
یہیں کھڑا تھا رحمت خدا کی قطعہ جو افیون ایسی ہی تو کھائیگا + تو اک روز پینک میں مرجائیگا +
غرض دودھ والے نے مہجور خوب + اسے کرکے نفرین کھوئے عیوب + نقل ہے کہ ایک افیونی
جنونی خوش معاش یار باش تھا چند مدت کے بعد جب اُسکو نشہ تریاک دولت کا اُترنے لگا اور
تنگی اخراجات لاحق ہوئی سے پوست اور استخوان باقی رہ گیا تب ایک روز اُس کی جورو دلسوز نے کہا اے
عزیز صاحب تمیز مردوں کو اس قدر خانہ نشینی نہیں چاہئے یہ بھی نحوست کا سبب ہے ؛ اس حالت
پرملالت میں تو سفر کر چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے حدیث السفر وسیلۃ الظفر
یہ کلام نیک انجام اپنے جورو نیک خو کا سنکر افیونے کہنے لگا شعر ؛ بہت خوب
اے جان والا گہر + مقرر کروں گا میں فردا سفر + المدعا وہ سخن پرور
وقت سحر سفر کا ارادہ کرکے گھر سے راہی ہوا جس وقت وہ تریاکی شہر کے باہر پہنچا تو
وہاں اک تکیہ نہایت جانفزا نظر آیا اُس وقت یہ اُس کے دل میں سوجھی کہ اس
جا پہ نشہ پانی سے بہ کیفیت کرکے ذرا آرام فرحت انجام کیجئے اس کے بعد
منزل مقصد کی راہ لیجئے بقول شخصے شعر طبع کی اپنے ہم ؛

خوشی خوان ہین + جہان بیٹھے وہین کے مہمان ہین الحاصل وہ افیونی باتونی وہان بیٹھکر نشہ پانی مین
مشغول و مصروف ہوا بعد انفراغ افیون و گزک وہ مردک سو رہا اس عرصہ مین سوتے سوتے جو آنکھہ
کہلگئی تو دن گہڑی چار اک نظر آیا یکایک گہبراکے کہنے لگا شعر تہک گئے میرے پاؤن تو افسوس
ابہی منزل پڑی ہے کالے کوس + الغرض جلد جلد کمر کو باندہ کر ہاتہہ مین حقہ کی کلی لیکر بہ شکل گل خندان
حالت نشے مین خوش و خرم چل نکلا رفتہ رفتہ اپنے شہر منوچہر کے دروازے پر آکے لوگون سے پوچہنے
لگا کہ اس شہر عالی قدر کا کیا نام ہے نیک انجام ایک شخص نے کہا اس شہر منوچہر کو ہندوستان رشک
جنان کہتے ہین اس کلام نیک فرجام کو سنکر کہنے لگا سبحان اللہ عجب قدرت ہے الٰہی پہ کہ اس
شہر کا نام ہمارے شہر کے ہمنام ہے رفتہ رفتہ شہر کے درمیان آکر ایک دوکاندار خوش اطوار
سے کہنے لگا اے برادر بجان برابر اس شہر مین کوئی افیونی خوش معاش یار باش بہی بود و باش
رکہتا ہے کہ جس کے گہر مین صبح شام اپنے نشے پانی کا آرام بخوشی تمام ہو اُس نے کہا اے عزیز باتمیز
فلانے محلہ مین فلانا افیونی رہتا ہے جو تو اُسکے گہر مین صبح و شام جائیگا تو تجکو البتہ آرام تمام ملیگا +
شتہر ہے نزدیک یہان سے نہ کچھہ دور ہے + وہ اس شہر مین خوب مشہور ہے + یہ خبر فرحت اثر سنکر
افیونی کہنے لگا یہ بہی عجیب و غریب بات ہے کہ یہ افیونی بہی ہمارا ہمنام تہا اور محلہ کا نام بہی ہمارے محلہ کا ساہی
یہ حسن اتفاق اس آفاق مین کم دیکہنے مین آیا ہے المطلب وہ بو العجب اپنے محلہ کو پوچہتا پوچہتا اپنے گہر کے
دروازہ پر جا پونہچا اور دستک دیکر کہنے لگا دروازہ کہولدو ایک مسافر غریب بے نصیب تمہارے گہر
مین مہمان ہے اس عرصہ مین وقت شب کا ہوگیا تہا اُسکی لونڈی جہٹ پٹ دروازہ کہول کر کہنے لگی
میان صاحب ہمارے گہر کا مالک تو آج سفر کو گیا ہے لیکن آپ بکشادہ پیشانی مکان دلستان مین
رونق افزا ہو جئے کسی طرح کی بے چینی نہ ہوگی یہ گفتگو اس کنیز نیک خو کی سنکر کہنے لگا یہ بہی عجب
اتفاق بے سیاق ہے کہ ہماری اور اُس افیونی کی ہر جگہہ برابری چلی آتی ہے یعنے ہم آج سفر کو نکلے تو وہ
بہی آج ہی مسافری کو گیا اس کے سوا ہمارے مکان کی اس مکان عالیشان کی قطع ہے یہ
خیال کثیر الاختلال دل مین کرکے دیوان خانہ مین جا بیٹہا اور اُس کی کنیز باتمیز جو چراغ روشن کرکے لائی
تو کیا دکہائی دیا کہ مسافر تو نہین ہے میان صاحب خود آپ ہی اپنے مکان مین جلوہ گر ہین یہ ماجرا
حیرت افزا دیکہکر بی بی سے جاکر کہنے لگی کہ اے خاتون زمان مہمان تو کوئی نہین میان صاحب خود
آپ ہی تشریف لائے ہین یہ کلام نافرجام اُس کنیز باوفا کا سنکر بی بی کہنے لگی اسنے مردار
نابکار کیا جہک مارتی ہے اگر وہ ہوتا تو باہر کیون بیٹہتا اپنے گہر مین نہ آتا وہ بیچارہ مصیبت کا مارا

خدا جانے آج کس مکان ویران مین بیٹھا ہوگا تو مجھپر ناحق گالی چڑہاتی ہے یہ سخن دلشکن سنکر لونڈی چپ
ہو رہی لیکن صاحب خانہ کی بی بی نے دلمین کہا کہ میرے گھر مہمان انجان آج وارد و صادر ہوا ہے اور
مالک گھر کا نہین ہے بھلا اور زیادہ تکلیف نہ ہوسکے تو لائی اور میٹھے چانول تو اُوسکے واسطے بھیجئے تاکہ
یہ بھی جانے کہ ہان کسی افیونی صاحب ظرافت کے گھر مین شب باش ہوئے تھے الغرض اُس خاتون
خجستہ پیکر نے کھانا خوش ذائقہ اِس افیونی کیواسطے بھیجا اُس طعام خوشگوار کو دیکھکر افیونی دل مین
کہنے لگا واہ واہ زہے قسمت کہ آج کھانا بھی ہمکو ہمارے گھر کا سا ہاتھ آیا بقول شخصے مصرع حق شکر
خورے کو دیتا ہے شکر + اور سچ بھی یہی ہے + مصرع بینوا یا ترا خدا رزق ہوائی میدہد + الغرض
الکنیز نے بغور جو دیکھا تو صاف صاف میان صاحب نظر آئے اُسوقت کنیز باتمیز بی بی سے آنکر کہنے
لگی کہ اے خاتونِ جہان وائے بانوئے زمان تو مجکو مارکے پُرزے پُرزے کیون نہ کر ڈال لیکن مین تو
یہی کہون گی کہ میانصاحب ہی ہین یہ گفتگو دو بدو کنیز نیکخو کی سُنکر بی بی جواب دہ ہوئی خیر کیا مضائقہ
معلوم ہوجائیگا الحاصل وہ بی بی دروازہ کی درز سے جو نظارہ کنان ہوئین تو کیا دیکھتی ہین کہ فی الحقیقت
میانصاحب ہی کی نشست کھانا کھانے کی ہے یکایک وہ بی بی دبے دبے پاؤن اُس کے پیچھے کھڑے ہو
کے بغور دیکھنے لگی تو بالمشابہ آپ روپ نظر آئے یکایک اُس بی بی نے خفا ہوکر پیٹھہ پر ایک دوہتڑ مارا اور
یون کہا کہ اے بھڑوے اچھا مسافری کو نکلا تھا تونے وہ مثل کی مثل کہ صبح کا بھولا جو شام کو آوے اسی
بھولا نہین کہتے ہین + یہ سخن دلشکن اپنے بی بی سے سُنکر او بغور دیکھکر کہنے لگا اے بی بی اگر یون ہی تم
ہمارے ساتھ ساتھ پھروگے تو ہم سے مسافری نہ ہوسکے گی مثنوی یہ سُنکر سخن وہ زنِ پارسا + لگی کہنے تو
سخت ہے بیحیا + سفر تو کرے گا نہ ہرگز کہین + رہیگا تو قبلہ نما سا یہین + جو مجبور ہوتا نہ ایسا وہ خیر + تو جو وہ
نہ کہتی اسے بے تمیز + نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی کا نوکر بھی افیونی تھا اتفاقاً وہ افیونی بھی اپنی ہڑ
پر سوار ہوکر عازم سفر ہوا اثنائے راہ مین ایک چوکی پر نشہ پانی کرنیکو ٹھیر گیا اور گھوڑے کو قائزہ کرکے ایک
درخت سے باندہ کے کھڑا کر دیا نشہ پانی سے فارغ ہوکر وہ لا یعنی اُٹھکر طیار اور استوار ہوا اور نفر سے
یون کہنے لگا کہ اے نفر بیخبر خبردار کچھہ بھولنا نہین کیونکہ یہ مسافری ہے اس کے جواب مین وہ نفر گیدی خر
بولا کہ صاحب بھولنے کا کیا ذکر ہے علی ہذا القیاس آپ کے پاس افیون کا ڈبہ اور میرے پاس حقہ کی نلی اور
کوٹلون کی تھیلی ہے ظاہر مین تو کوئی چیز بھولے نہین باطن کی خدا جانے شعر کچھہ ابھی ایسا نشہ بھی تو
نہین + بھول جائین چیز کو جو ہر کہین + الحاصل وہ دونون غافل منزل کو چل نکلے اور گھوڑا لنگوڑا وہین رہا
پھر چند قدم کے بعد وہ افیونی نفر باتونی سے پوچھنے لگا کہ اے نفر گیدی خر کچھہ بھولے تو نہین

دیکھہ تو مجکو شبہہ نظر آتا ہے ٹہیر جا پہر وہ نفر بے خبر بول اٹہا کہ صاحب آپ کو کچہہ وہم ہو گیا ہے میرا اسباب میرے پاس اور آپ کا اسباب آپ کے پاس ہونے کا کیا ذکر ہے آخر کار یہ دونون نابکار اِسی گفتگو مین سرائے مین پہنچکر ایک بھٹیاری دولاری نام سے کہنے لگے کہ اے بھٹیاری کہانے اور دانہ گہاس کی جلد طیاری کر ہمارا مارے بہوک کے کلیجہ ٹوٹا جاتا ہے کیونکہ ہم لوگ افیونی ہین ہمکو بہوک اور پیاس کی برداشت نہین ہے یہ کلام نیک انجام بھٹیاری ایک باری سُنکر دانے گہاس کی فکر کرکے کہانا پکانے مین مشغول و مصروف ہوئی ایک گھڑی کے بعد بھٹیاری دل مین کہنے لگی کہ میان صاحب نے دانہ تو منگوایا اور بہگوایا لیکن گہوڑا نگوڑا ابہی تک نہین آیا شاید کہ ان کا گہوڑا ماندگی سے پیچہے رہ گیا ہے اس سبب سے نہین پہنچا اس عرصے مین جب شام سیاہ فام کا وقت قریب آیا تو بھٹیاری ایک باری نفر سے پوچہنے لگی کہ اے عزیز باتمیز دانہ گہاس میرے پاس طیار رکہا ہے اور گہوڑا تیرا ابہی تک نہین آیا اس کے کیا معنے آیا کچہہ لوگ پیچہے رہ گئے ہین یا گہوڑا ماندگی سے میان کی سواری کے قابل نہین تہا شعر

عقل میرے اس جگہہ حیران ہے + کس طرح کا یہ سامان ہے + یہ کلام وحشت التیام سُنکر نفر کہنے لگا فی الواقع میان سچ کہتے تھے کہ کچہہ بہولے تو نہین معلوم ہوا کہ شاید گہوڑا ہی بہول آئے ایک بار وہ ناہنجار میان سے آنکر کہنے لگا کہ میانصاحب بھٹیاری کہتی ہے کہ تمہارا گہوڑا نگوڑا کہان ہے دانہ گہاس خراب ہوا جاتا ہے یہ گفتگو نفر بدخوکی دوبدو سُنکر میان بولے کیون بے گدہے مین نہ کہتا تہا کہ کچہہ بہولے ہین آخر کو میرا کہا سچ ہوا ابیات یہ سخن سُنکے وہ نفر بولا + ہان میان آپنے تہا سچ ہی کہا + دونون بیہوش الغرض وان سے + گہوڑا اپنے کو ایک دم دوڑے + لیک مجبور ہو ٹرئی کہ کدو + نس ہم تو نہین سگے بر ہرد و +

نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی بام دلارام پر سوتا تہا حالت نشہ مین برلنے حاجت پیشاب وہ بیتاب جو اٹہا تو یکایک کوٹھے کے نیچے گر پڑا اور بے اختیار خدمتگار سے پکار کر کہنے لگا اے فلانے یہ دہاکا بڑا سا کیسا ہوا دیکہہ تو سہی کیا ہے یہ بات واہیات سُنکر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا میان صاحب مین اسوقت اپنا کہانا پکاتا ہون ناحق ناحق کہان اوٹہون کوئی بلی ولی کودی ہوگی اور تو کچہہ یہان نظر نہین آتا اس مین پہر افیونی بیرزئی نے کہا اے عزیز بے تمیز اوٹہکر دیکہہ تو سہی میرے گوش ہوش مین ٹہبے دہاکی کی آواز آئی ہے وہ خدمتگار ایک بار خفا ہو کر بولا میان تم کہان ہو مجہہ کو تمہارے آواز بے انداز نیچے کی سنائی دیتی ہے اور آپ میرے روبرو کوٹھے پر گئے تھے یہ گفتگو و بدو خدمتگار ناہنجار کی گوش زد کرکے وہ افیونی بولا کہ تو اٹہہ تو سہی مین ہی تو نہ

رہا متعجب مین ہون **شعر** مجھے بھی تو یہی اب خوف و غم ہے + کہ یہ وہما کا پر ہا مین
یلبار خدمتگار چراغ لیکر جو اُٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ میان عالیشان تابدان مین پڑے ہین وہ خدمتگار
غمخوار کہنے لگا کہ میان صاحب تم اسوقت تابدان مین خار پریشان مین پڑے ہو یہ سخن دل شکن سنکر
وہ افیونی بیہودہ کہنے لگا پس یہ ہمارے ہی گرنے کا وہما کا بے تحاشا تھا ہائے ہائے بڑی چوٹ کھائی
مثنوی یہ کہہ کر لگا رونے وہ زار زار + ہوئے خندہ زن اور سب اُس کے یار + ہوا ایسا ہوتا
وہ بے ہوش آہ + تو یون لوگ ہنسنے نہ شام و پگاہ + حقیقت مین غافل جو مہجور ہو + وہ بہتر ہے ہستی
سے در گور ہو + **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنون نے لب بام والا مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک حالت نشہ مین
یہ خیال کثیر الاختلال دل مین آیا کہ ہمارے کوٹھے کے سامنے دریائے بے پایان لہرا رہا ہے خدانخواستہ
جو یہ پانی طغیانی کر کے میرے کوٹھے پر آ جائے تو بڑا غضب ہو اس خیال کثیر الاختلال مین
آخر شکوا ہی امواج توہم نے آ کر گھیرا اور دریائے دہشت بڑھنے لگا آخرکار وہ دریائے ناپیدا کنار
توہم کا اُنکے کوٹھے سے آ کے ہمکنار ہوا تب تو یہ افیونی دریائے حماقت مین مستغرق ہو کر ایک منڈیر
پر چڑھ بیٹھا اور یہ مطلع دلہن بیگم صاحبہ کا زبان پہ لایا **شعر** دیکھ دریا کو مرے دل پہ لہر آتی
ہے + کشتی عمر صد افسوس بہی جاتی ہے + اس وہمی کو موندھے پہ یہ خیال پُر ملال آیا کہ یہان بھی پانی
بہ طغیانی آن پہنچا یہ سوچکر دل مین کہنے لگا کہ آخر تو ڈوبتے ہین اس سے تو دریا مین کود کر پیر نکالئے ہر
چہ بادا باد و بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا یہ سوچکر وہ افیونی مجنونی کوٹھے پر سے گر کر زمین پر ہاتھہ مار مار کر کہنے
لگا بیڑا پار ہے بھائی بیڑا پار ہے بھائی یہ ماجرا حیرت افزا ایک شخص دیکھکر جو اس اُس کے پاس آیا اور
بغلین ہاتھہ دیکر اُٹھا کر کے کہنے لگا میان خبردار ہو آپ کو سنبھالو یہ کیا واہی تباہی بکتے ہو یہ سخن دلشکن
سنکر وہ افیونی جنونی بعد خفگی بولا میرے پانون تو تہ کو لگ گئے تو مجکو ناحق پکڑتا ہے **مثنوی** یہ واہی
سخن اُس کے سُن وہ عزیز + لگا کہنے بکتا ہے کیا بے تمیز + کدہر کو ہے دریا کنارہ کہان + جو تو پیرتا ہے یہان
ہر زمان + یہ سنکر وہ افیونی کہنے لگا + مین پینک کے دریا مین تھا پیرتا + مجھے اب نشہ کچھہ جو کم ہو گیا
تو تیرا سخن صاف کانون سنا + غرض ہو کے نادم وہ مہجور خوب + گیا ہائے دریائے غیرت مین
ڈوب **نقل** ہے کہ ایک افیونی نے مجنونی حالت نشہ مین بے حجاب پیشاب کرنے کو جو بیٹھا اتفاقاً
وہ مکان پریشان نشیب ہی تھا یہ افیونی بالتوفی نشیب کی طرف بیٹھکر حاجت رفع کرنے لگا یکایک وہ پیشاب لہراتا ہوا
اُدہر کی طرف جو جو ہوا اُسکو نشہ مین دریافت ہوا کہ یہ مار سیاہ آہ مجھہ بیگناہ کے کاٹنے کو آتا ہے اس خیال پُر ملال مین یہ جون

بے اختیار لہراتی اُس کی طرف آتی تھی الغرض جب وہ موت کی لکیر اس بے پیر کے پانون سے لگ گئی ایکبار
بے اختیار آہ مار کے لیٹ گیا اور یون کہنے لگا اے موذی نے کاٹ کہا مین بے کس بے بس ہون نظم
بس نہین چلتا ہے کچہ اب تو میرا + کاٹ جیسا پر کہجی چاہے ترا + سُنکے یہ تقریر اُس کی راہ گیر + بولا احمق
موت کی ہے یہ لکیر + اس سے کیون ڈرتا ہے تو اندوہگین + زہر اُس کے کاٹنے مین کچہ نہین + سُنکے یہ
گفتار اُس راہ گیر کی + لوٹنے مین اُسنے کچہ تاخیر کی + اور تشنہ کی لہر جب کچہ کم ہوئی + تب اُسے مجبور
عزیزت سُم ہوئی + نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی ہشیاری سرا مین ایک مکان دلستان مین ایک پیک کے
ساتہ مقیم ہوا بعد انفراغ طعام وہ بدانجام ایکباری ہشیاری سے وقت آرام کہنے لگا اے ہشیاری پیاری
تو مجکو وقت سحر مقرر سب سے پہلے جگا دینا شعر تا سویرے مین ٹہنڈی آہ + ایسا جاؤن تہو کوئی آگاہ
اور پیک بھی اس سے یون ہی کہنے لگا کہ مجکو بھی صبح کے تڑکے بے کہٹکے اُٹہا دینا شعر تا کہ مین بہی
بمنزل مقصود + اک سیانے مین سب سے پہنچون زود + الغرض وہ دونون آشنا ہم ایکجا سو رہے قضا سے
کار ایکبار افیونی باتونی کی آنکہ جو کہل گئی تو کیا دیکہتا ہے کہ ساری خلقت اور ہشیاری خواب غفلت مین
بیہوش ہے جلدی سے کمر باندہ کر اور پیک کی پگڑی گہبراہٹ مین سر پر رکہکر چل نکلا بیان صبح اس عرصہ
مین جب شاہ خاور شعاع کی کلغی سر پر رکہکر مشرق سے نمودار ہوا یکایک اس افیونی جنونی کو اپنی پرچہائین
کی پگڑی پر جو کلغی نظر آئی تو ایکبار ہاتہ زانو پر مار کے کہنے لگا لاحول ولا قوة الا باللہ ہشیاری غیبانے
نے پہلے اپنے پیک یار غمخوار کو جگا دیا اور ہمکو نہ جگایا شعر ہائے افسوس ہم رہے پیچہے + اور وہ پیک بہ
گیا آگے + اس خیال پر ملال مین وہ افیونی جنونی چلا جاتا تہا کہ وہ پیک بھی آپہنچا اور پیچہے سے اُسکے
سر پر دوہول جڑ کے کہنے لگا اور دغاباز ناساز میری پگڑی لیکے کیون بہاگا مجکو اپنا آگاہ پیچہا نہ سوجہا
تہا سچ تہا نہین تو اس لپیٹ مین تیری مشیخت بگڑ جائیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی کہنے لگا اے عزیز
بے تمیز کیا تو میرے پیچہے تہا مین تو تیری پگڑی سے سمجہا کہ ہشیاری غیبانی نے پہلے تجکو جگا دیا اور مجکو نہ
جگایا اے یار الحمد للہ کہ تجسے مین ہی آگے پہنچا مثنوی تیرے آنے سے ہوا معلوم اب + ہوگئی تقصیر یہ
مجہ سے کڈہب + واسطے حق کے اسے کر دے معاف + گرچہ تیرا دل ہوا ہے برخلاف + سُنکے افیونی
کی یہ تقریر کو + ہوگیا مجبور جب وہ نیکخو + نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی اپنی خدمتگار مرد دوسے ایک
ٹکہ کا دودہ منگوا کے روز پیتا لیکن اُسکو لذت اور حلاوت نہ ملتی تھی اتنی بات واہیات کے واسطے
اس افیونی نے ایک خدمتگار ہوشیار مکار اور نوکر رکہہ کے حکم دیا کہ اے دلسوز تو ہر روز اس خدمتگار
نابکار کے ساتہ جا کر شیر بے نظیر لے آیا کر یہ فرمان اس نادان کا سُنکر ملازم تو کہنے لگا شعر

بہت خوب جو آپنے ہے کہا + مین آنکھون سے لاؤنگا اُوسکو بجا + الغرض جب وہ پہلا خدمتگار ناہنجار
ایکبار دودہ لینے کوچلا تو وہ دوسرا کمر باندہ کر اُس کے ہمراہ ہوا اور اثنائے راہ مین اُس سے پوچھنے
لگا کہ اے غمخوار یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر ہے تو وہ جوان بے ایمان بولا کہ اے بہائی مین سودائی اس
افیونی سے ایک ٹکا دودہ کا روز لیتا تہا لیکن ڈیڑہ پیسے کا شیر پانی ملا کے اِس افیونی کو پلاتا تہا اب تو جس
طرح سکھے اُسکو بجالاؤن یہ تقریر وہ بے پیر گوش زد کر کے کہنے لگا خیر کیا مضایقہ لیکن اب ایک پیسے کا دودہ
اُس مردود کے واسطے لیجائے اور دہیلا تو لے اور دہیلا مجکو دے شعر کہا پہلے نوکر نے کیا خوب ہے
یہی بات مجکو بھی مرغوب ہے + الحاصل اُس افیونی کو شیر بااین تدبیر آدہا پانی ملکر آنے لگا آخرکار ناچار
اُس افیونی مجنونی نے تیسرا نوکر فتنہ گر اور رکہا اُسکو بھی یہی حکم دیا کہ میان مجکو بازار کے دودہ مین کچہہ فی
معلوم ہوتی ہے اور یہ دونون نوکر فتنہ گر ایسے غبن کرتے ہین کہ میرا پیسے کا پیسا برباد ہوجاتا ہے اور
دودہ کا مزا نہین معلوم ہوتا یہ کلام وہ نافرجام سُنکر بولا اے خداوند نعمت سپہر کرامت ابیات ہمین
کام جو کچہہ کہ فرماؤ گے + ذرا بھی نہ اسمین فرق پاؤگے + وہ نوکر نہین ہم جو آقا کا کام + کرین بے تمیزی سے ہر
صبح و شام + حاصل کلام وہ دونون اگلے نوکر بدانجام جب دودہ لینے کو چلے تو افیونی نے تیسرے نوکر
فتنہ گر سے کہا میان اِن دونون جوان بے ایمان کے ساتہ جاکر شیر بے نظیر لے آؤ لیکن خبردار یہ دونون
ناہنجار کچہہ غبن نہ کرنے پائین + شعر نہین تو مین تمسی بھی ہونگا خفا + اگر دودہ آئیگا ویسا بُرا + الغرض وہ
تینون نوکر کمر در کمر ایک ٹکہ کے دودہ کو خریدنے لگے لیکن ملازم سوم نے دونون سے پوچھا اے بہائیو
یہ واردات واہیات کیا ہے سچ کہو بہرصورت ہم تمہارے شریک حال ہین نوکر اول نے کہا میان
سچ تو یون ہے ہمارا آقا ٹکہ کا دودہ منگواتا تہا لیکن یہ فقیر ڈیڑہ پیسے کا شیر بلا تاخیر لیجاتا اور دہیلا آپ
رکہتا تہا لیکن جسوقت یہ دوسرے صاحب اُسکی تقلید کو آئے تو اُنہون نے کہا کہ ایک پیسہ کا دودہ
اُس مردود کو بہت ہے باقی ایک پیسہ ہم تم سمجہہ لینگی سو اِس صورت پر کدورت سے ہم اوقات بسر کرتے
ہین شعر اب جو تو کہ کرین وہی ہم بھی + نہ زیادہ ہو کچہہ نہ ہو کم بھی + یہ سخن حیرت افگن سُنکر وہ تیسرا
نوکر نجتاور کہنے لگا کہ ایک پیسہ تم دونون لو اور ایک پیسہ مجکو دو مین سمجہہ لونگا دیکہو تو یہ کہوٹا نوکر اِس
کچہہ افیونی کے کیسے کوڑے کرتا ہے کہ دمڑی کے دودہ مین خوش رہتے اور فرزانہ جلے بہنے المطلب
اُس پچکے نوکر نے کیا فعل کیا کہ ایک دمڑی کے لائی لیکر گہر مین آیا اور اُس کو طاق مین رکہکر چپ ہورہا
جس وقت اُس افیونی کو پینک آئی اُس نوکر فتنہ گر نے دونون موچہون پر تہوڑے تہوڑے ملائی
رکہدی اور آپ الگ ہوگیا اِس عرصے مین پینک سے جو اُس افیونی کی آنکہہ کھلی

تو کیا بار خدمتگار سے کہنے لگا کہ اسے نوکر نمکخوار شیر بے نظیر لایا یا نہین وہ ملازم یون بولا اے صاحب مین شیر بے نظیر لایا تہا اور آپ نوشجان بھی کر چکے اُوسکو بڑی دیر ہوئی بلکہ آپ نے نشے کی حالت مین کلی تک بھی نہین ذرا موچھون کو ملاحظہ فرمائیے اور وہ افیونی شیر خوار ایک بار موچھون کو جو تاؤ دینے لگا تو دو نون ٹکڑے ملائی بالائی کے ہاتھ مین آگئے اور وہ فتنہ گر کہنے لگا کہ خداوند دیکھئے کیسا ملائی وار خوشگوار دودھ تھا کہ جسکی چہلی آپ کی موچھون پر جم گئی مثنوی یہ سنکر کہا اُس نے ہان میرے یار + بہت خوب یہ دودھ تھا خوش گوار + ہمیشہ جو لاویگا ایسا مجھے + تو مین بھی بہت خوش کرونگا تجھے + غرض اُس سنے آدمی نے اُسے کیا ایک دمڑی مین خوش واہ رے + مثل سچ ہے مچھورے جا بجا ملے ہے بہت چبانے سے کرکرا

نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی بہم بیٹھکر یہ مشورہ کنان ہوئے کہ کوئی بات ایسی تلاش برائے معاش کیجئے کہ جس سے بخوبی اوقات بسر ہوا اور گزک بیدہڑک افیون کی بہم پہنچی اس مین دوسرا افیونی اردنی بولا کہ آؤ ہم تم شرکت مین آتشائی مٹھائی کی دوکان عالیشان کرین تاکہ معاش بکر خراش خوشی اور خرمی سے گذرے اور افیون کی چاٹ ہر رات آیا کرے پہر وہ پہلا افیونی باتونی کہنے لگا واقعی اے یار غمخوار یہ تدبیر دلپذیر نہایت خوب اور مرغوب ہے لیکن بازار شہر غدار مین مٹھائی اے بہائی بیچنا کمال عزت اور حرمت کا زوال ہے اس سے تو یون بہتر ہے کہ گنون کا کہیت کسی ریت مین بوئیے اور جسوقت گنے ایک بار طیار ہون اُنکو بیچئے اور چہریان اور قرولیان لیکر بیٹھین مثلاً ایک گنا ہمنے تڑاق سے توڑا چھیلا نوشجان کیا اُسی طرح تم نے بھی گنا توڑا چھیلا اور کہایا دوسرا افیونی اردنی بولا نہ بہائی مین تو دو گنے تڑاق تڑاق توڑون گا اور کہاؤن گا تب وہ افیونے جنونی اُس کے سر پر دہول مار کر کہنے لگا اے فساد کی لگا نہہ حرام زادے کی جہانٹ تو ایسا کہان کا زبردست عرش کا تازہ ہے جو مجھ سے ایک گنا زیادہ کہائے کا غرض اتنے سی بات واہیات کا آخر یہ قصہ پر آزار کوتوال نیک خصال کے روبرو رجوع ہوا یہ ماجرا حیرت افزا سنکر کوتوال نیک خصال کہنے لگا تمہارا یہ قصہ پر غصہ ہم سے نہ فیصل ہوگا حاصل کلام وہ دونون نا فرجام ایک بار فوجدار معاملہ شعار کے قریب جاکر اپنا احوال پر ملال بنوک زبان بیان کرنے لگے اُس فوجدار سلیقہ شعار نے پوچھا کہ تم نے گنے کا کہیت کس مقام دلارام پر بویا تھا جو یہ قصہ پیدا ہوا وہ دونوا افیونی بیرونی بولے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت نظیر ہمارے اور اُسکے یہ ٹھیری تہی بات + کہ گنو کہین بوئیے نادرات + سو مین نے کہا تہا کہ اک نیشکر + زمین کہیت مین کہاونگا چھیلکر + یہ کہنے لگا مین تو کہاؤنگا دو + خوشی اسمین ہو یا خفا کیون نہ ہو + سو اس بات پر بیٹھے اے فوجدار + اسے دہول مارے تہی بے اختیار یہ ایسا کہاتا کہا جو مجھسے بڑا + جو دونا شراکت مین کہائے بھلا + یہ واردات واہیات سنکر فوجدار سلیقہ شعار

کہنے لگا تمہارا قصہ برابر حصہ چاہتا ہے لیکن تم نے وہ گنے جو کھیت مین نے بوئے ہین اُس کا محصول بیدخل
داخل کرو والحاصل وہ دونون از خود غافل ہار واڑسے جرمانہ معقول معہ محصول دیکر مالک محمد جایسی کے بقول
کہنے لگے **نظم** نناؤنہ کین کین ٹھکرائی سبن کینے لکہہ لین برائی + اب کا ہوئے ہمرے روئے + کوت لین بن
جوتے بوئے + **ابیات** یہ سخن ماجرا سب صغیر و کبیر + لگے کہنے قصہ یہ ہی بے نظیر + نہ دیکھا کہیں نہ ایسا سنا + اب آگی
اب آگے کہے اس سے مجبور کیا + **نقل** ہے کہ ایک افیونی باتونی کی جورو نیک خو شیرین دہن کا نام
دلارام مصری تہا اتفاقاً ایک روز وہ افیونی پینک کے عالم مین بیٹہا اونگہ رہا تہا ہمسایہ کی ایک عورت
نیکبخت نے اُس کی جورو نیک خو کو بزبان شیرین پکار کے کہا بی بی مصری ذرا ادہر آنا یہ سمجہا کہ کوئی کہتا
ہے مصری ادہر لانا اس آواز خوش انداز کو گوش زد کر کے حالت نشے مین اپنی بی بی سے کہنے لگا *
نظم مائی مصری صاحب جو مصری تم لینا - میرے بہی منہ مین ڈلی دینا - آج پینک سین تا یہ افیونی + پائی
ترے اسیب دونی + سنکے اس بہیا کی یہ گفتار - کہا بی بی نے بگڑ کے ناہموار + یہ سخن واہی تو نہ منہ
سے نکال + نہ بہک اس طرح زبان کو سنبہال + کہول کر دیکہہ آنکہہ اے بدخو - مین ہون تیری بیاہتا
جورو + سنکے اس گفتگو کو وہ مجبور + دل مین نادم ہوا بہت مہجور + **نقل** ہے کہ ایک افیونی باتونی پیالہ
بہر کے افیون گہولتا اور اسمین سے تہوڑی باقی چارپائی کے نیچے رکہدیتا جب توت سرور کا اشہب تیز گام
میدان نشہ مین ماندگی لاتا تو چسکی کا ایک کوڑا اور دیتا المدعا وہ ہمیشہ یون ہی عمل مین لاتا تہا قضائے کار
ایک دو بلد کوئی چوہا تا پکار اُس کی افیون پی گیا اس بات واہیات کو دریافت کر کے کہنے لگا ہمارا ہی افیون
چوہا ملعون پیجاتے یہ نہایت پر غضب در پے تعجب ہو دیکہو تو آج اُس چور لگور کو مین کیونکر پکڑتا ہون یہ خیال
محال ولمین کر کے بدانائی کہٹی چارپائی پر لنگی باندہی الٹا لیٹ گیا اور سر کو سرہانے کیطرف نکالکر اپنے
افیون کی نگہبانی کرنے لگا اتفاقاً بیضوؤن کے پانون کے جہنڈ سے نکلکر کہین پیالہ کے قریب آپہنچے یہہ
ذوفنون نشے کی حالت مین سمجہا کہ یہی چور لگور ہے چپکے سے ہاتہہ کوٹہی کی طرف سے دراز بے انداز کر کے
حبث اپنے بیضون کو پنجہ حماقت مین دبوچ لیا اس مین پک بیک درد بے اختیار ہونے لگا تو یہ سخن زبان
پر لایا کہ اے تو نے بہی خوب جگہہ تاک کر پکڑی ہے غرض جون جون وہ اسکو چوہا جان کے دباتا تہا دون
دون اُس کے بیضون مین درد ہوتا تہا کہ یہ بہرد ہوا جاتا تہا تب تو یہ احمق مطلق کہنے لگا کہ ابے جب
تک تو مجہوڑیگا مین بہی تجکو ہرگز نہ چہوڑونگا اسمین کچہہ کیون نہ ہو تو میرے ہاتہہ اے بدذات آج مدت
کے بعد چڑہا ہے **شعر** بے ترے جان مارے اے بدذات + نہ اٹہا ڈنگا تا قیامت ہاتہہ + یہ ماجرا
حیرت افزا اُس کا دیکہہ کر ایک یار غمخوار کہنے لگا کہ واقعی اے بہائی تم نے اپنا چور لگور خوب پکڑا لیکن

اُس نے بھی خوب جگہہ پکڑی ہے کہ جس سے تمہاری جان تجھکا چھوڑی مین ہے اِس سے بہتر یون ہے
کہ تم اُسکو چھوڑ دو نہین تو تمہاری جان مفت جائیگی یہ سخن دلشکن سُنکر وہ افیونی جنونی بولا
کہ اے یار غمگسار مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ تو چھوڑیگا تو مین بھی چھوڑ دونگا سو یہ موذی بھیا نہین
مانتا ہے اُس یار غمخوار نے کہا پہلے اے بھائی سودائی تو اُسکو چھوڑ دے پھر اگر وہ بدخو تجکو نہ
چھوڑیگا سو چاہنا سو مجکو کرنا اِس بات واہیات کا میرا ذمہ ہے القصہ اُس افیونی جنونی نے جو اپنے
بیضون کو چھوڑ دیا تو وہ درد گُردہ ہوگیا یہ تماشائے عجیب و غریب دیکھکر اپنے یار غمخوار سے کہنے لگا
کہ بھائی جان اگر تو اِس آن نہ ہوتا تو میرا قصہ پُر غصہ کبھی فیصل نہ ہوتا نظم میرے سر پہ ترا تو یہ احسان +
تا قیامت رہیگا میری جان + حمق سے اپنے ناحق اے مہجور + مفت مین یار کو کیا مشکور + نقل ہے
ایک افیونی مجنونی کا چور سینہ زور جا ضرور کا لوٹا حالت نشہ مین آگے سے لیگیا اور بعد فراغت حاجت
افیونی باتونی نے جو آبدست کو لوٹا تلاش کیا تو ہاتھ نہ آیا خیر جبرا اور کرہا وہان سے اُٹھکر مکان عالیشان
مین آیا اور ایک لوٹا منگوا کے خبرداری اور ہوشیاری سے پاس رکھا چند روز کے بعد وہ دزد بدخصلت
بعادت دیکر دوسرا لوٹا بھی لیگیا یہ احوال پُر ملال افیونی جنونی دیکھکر بہت گھبرایا آخر کار اُس نابکار کو یہ سوجھی
کہ اب کسی فطرت پُر فراست سے چور لنگور کو پکڑنے یہ خیال وہ بدخصال ملعون کرکے جا ضرور پُر قصور مین لوٹے
کی جا پر چادر سر سے پاؤن تک اوڑھکر آگے چھاتی کے خم کرکے آفتابہ کی صورت بنکر بیٹھہ گیا اور دل مین کہنے
لگا کہ وہ چور لنگور مجکو آفتابہ سمجھکر لینے آئیگا تو مین اُسکو پکڑ لونگا شعر غل مچا دونگا اور کرونگا یہ شور + آج پکڑا
ہے مین نے اپنا چور + غرض یہ خیال وہ بدخصال جی مین کرکے یون ہی عمل مین لایا قضائے کار وہ چور
اپنی چاٹ پر آلگا تو جا ضرور غلاظت معمور مین کیا دیکھتا ہے کہ لوٹا تو نہین ہے مگر اُسکی جا پر کوئی آدمی منہ
چادر سے لپیٹ لپاٹ کر بیٹھا ہے یہ ماجرا حیرت افزا بغور وہ چور دیکھکر کہنے لگا کہ آج کچھ دال مین کالا ہے
غرض اُس چور لنگور نے برائے آزمایش ایک کنکری پتھر سے اِس آفتابہ تعلبی پر ماری افیونی مجنونی کنکر سے
کہا کر کہنے لگا کہ آفتابہ پر جو کنکری لگتی ہے تو وہ ٹن سے بولتا ہے اچھا تا اگر لوٹا نہ بولیگا تو یہ چور لنگور بھڑک
جائیگا یہ سوچکر وہ ٹن ٹن ٹن کرنے لگا یہ آواز ناساز سُنکر چور منہ زور کہنے لگا چہ خوش چرا نباشد آج
آپ روپ لاتے ہین کہ آفتابہ بنکر بیٹھے ہین ایک لات اُسکی پیٹھہ پر جڑکر فرار ہوگیا اور افیونی جنونی
جا ضرور مین گر کر گھہ گھہ کرنے لگا یعنے جسطرح آفتابہ لنڈہ جاتا ہے اور پانی گھہ گھہ کرتا ہے مثنوی
اس فراست پہ تجکو افیونی + کیون نہ ہر اک کہے گا مجنونی + اِس طرح سے بھلا کہین اپنے کور + ہاتھہ
آیا بھی ہے کسی کے چور + الغرض اُس کی عقل پہ مہجور + کیون نہ لعنت کرین سب اہل شعور + نقل ہے

ایک افیونی بیرونی کے جاضرور کا لوٹا ایسا ٹوٹا تھا کہ جب وہ ناپاک برائے احتیاج جاتا تو ذرا ذرا
اُسکا پانی سب بہ جاتا تھا کہ وقت آبدست اتنا نہ رہتا تھا کہ وہ افیونی باتونی آپ کو پاک کرتا غرض ایک
روز خفا ہو کے جاضرور مین کہنے لگا کہ ٹوٹے لوٹے کا پانی رس کر بہ جائیگا اور مین آبدست کی خاطر گران خاطر
ہونگا اس سے تو یہ بہتر ہے کہ آج پہلے ہی آب دست لے لیجئے اسکے بعد جاضرور باشعور پھر سے پھر اس
ٹوٹے لوٹے کا پانی بآسانی بہ جائیگا تو بلا سے **نظم** آخرش اُس لعین نے یون ہی کیا + قبل استنجا آبدست لیا

واہ رے تیری عقل واہ شعور + ایسی گھبل بہ لعن کرہ مہجور نو

نقل در نظم

ایک افیونی کی ہے مشہور نقل
قاعدہ افیون کا ہے اے دوستو
پایخانہ مین گیا وہ بد مزاج
بعد ایک لحظہ کے لینڈی خشک سے
کیون نہین آتی نکل اسے بیجیا
قبض کرتی ہے اُسے کہتا ہے جو
خوب کونکھا اور کانکھا بیٹھکر
سفرہ سے باہر جو نہین ظاہر ہوئی
کیا مین مُوا ہون جو کھاؤنگا تجھے
تم سے یارو کیا کرے مہجور نقل
ایک دن جو رفع کرنے احتیاج
ایک بھی لینڈی نہ نکلی اُسکی پر
دیکھکر لینڈی کو بولا طیش کہا
اس طرح عاجز جو کرتی ہے مجھے

نوان باب بخیلون کی نقلون مین نو

منشیان دولت زمان اور سخنیان نعمت جہان کلک ذی ہمت سے بیاض تقریر پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک بخیل بے عدیل کے گھر مین ایک کلانوت پُرفطرت وارد ہوا ایک پہر کامل اُس محفل ناقابل مین وہ نایک زمان سرود کنان رہا لیکن اِس بخیل بے عدیل نے ایک خرمہرہ بھی اُس کے دستِ تہی مین نہ دیا وقت برخاستن اپنے گھر کے بکاول بے بدل کو حکم دیا کہ میان اِس مہمان کو کچھہ کہانا کھلا دینا یہ بات واہیات وہ بد ذات کہہ کر اپنے محل میرا ثُروغا مین جاکر سو رہا اور یہ کلانوت پُرفراست بکاول کے پاس بلا وسواس جا کر کہنے لگا کہ بلاؤن اِس شخص کا دم مارے بہوک کے دیگ قالب مین دم بخت ہوا جاتا ہے اس قدم رنجہ فرماکر دم پخت کا لقمہ دمڑی بہر مجھہ بے دم کو کھلا دیجئے تو میرا دم عدم کو نہ رخصت ہو یہ گفتار اُس دم بازکی ناچار سنکر کہنے لگا اے عزیز باتمیز اگر اِس گھر مین تو انجان مہمان آیا ہے تو ذرا ذرا غم کہا یہان کے کھانے پینے کا احوال پُرملال تجھہ پر افشان ہو جائیگا اور بقول مرزا سودا مین جگر کباب پر اضطراب کیا کہون

نظم

ان کے باورچیخانہ کا احوال + چولھے پر گھر کے جب کرین ہین خیال + ڈالے ہین سر پہ خاک ماتم سے + لکڑی جلتی ہے آتش غم سے + سینے دیگون کے مارتے ہین جوش + روتے ہین ڈھانپ ڈھانپ منہ پہ سرپوش + اس خجالت سے دیگچہ یک سر + سرنگون ہی پڑے ہین چولھے پر + دور ہی سے دیگون کے ہین یہ حال + سینہ کفگیر کا ہوا غربال + کی زمانہ مین لاکھہ ہی تدبیر + نہ ملا دیگچوں سے پر کفگیر + کرکے سو عید گنبد گردان + نہ ملے اُنکے گہر ستی رمضان + سرد ی آب یخ مین ایسی رہتی ہے + ناک باورچیون کی بہتی ہے + سنا اُس گھر کا یار تو نے حال + مجھہ سے کہانے کا پھر نہ کیجو سوال + یہ سخن دلشکن بکاول بے بدل کا سنکر کلانوت نیک خصلت چپ ہو رہا پر دل مین یون کہنے لگا

شعر

ہائے کہانے کے عوض اب ہمکو غم کہانا پڑا + دم زدن کی جا نہین واسطے دم کہانا پڑا +

الحاصل وہ بے دل بہوک کا بسمل دم بخود بیٹھہ رہا جب کاسہ آفتاب عالم تاب دستر خوان فلک پر نمودار ہوا اُسوقت وہ بخیل کم اصیل محلسرا سے برآمد ہو کر کلانوت نیک خصلت سے کہنے لگا کہ تیرے مدارات بکاول نے رات کو کیسی کی یہ کلام نافرجام اِس بد انجام کا گوش زد کرکے وہ کلانوت بولا خداوند نعمت رات کی مدارات کی بات پُرکرامات تو سبحان اللہ لیکن شب کو آپ کے مکان عالیشان مین غلام ناکام کو عجیب و غریب بارت میسر آئے کہ جس کا بیان بیان سے باہر ہے وہ بخیل بے عدیل خندہ زن ہو کر کہنے لگا اے کلانوت نیک خصلت زیارت پُرکرامت تجکو یہان کیا حصول بعد و ل ہوئی وہ کلانوت پُرفراست بولا قربان جاؤن غلام ناکام آپکے الطاف و عنایات سے سیر ہو کر دیوانخانہ مین سوتا تہا کہ یکا یک کیا

دیکھتا ہون کہ اس مکان عالیشان کے صحن مین ایک سبزپوش روابرو وش اوبہراودبہر ٹہل رہا ہے یہ غلام ناکام انکے روبرو بعد آرزو جاکر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے حضرت سلامت آپ کون بزرگ ہین شعر جو اس جا پہ تشریف فرما ہوئے + یہ سنکر وہ حضرت یہ گویا ہوئے + اے عزیز باتمیز تو مجھے نہین پہچانتا ہے مین حضرت رمضان المبارک ہون یعنے ایک مہینہ کامل تمام خاص وعام مملکت مین رہتا ہون اور گیارہ مہینے اسی قرینے سے کہ جس طرح تجھ پر آج گذری ہے اسیطرح اس مکان ویران مین رہتا ہون انکا یہ کلام سنکر غلام ناکام قدمون پر سر رکھکر چاہتا تھا کہ کچھ اپنے حالت پرملالت عرض کرے کہ یکایک بخت خفتہ کی بدولت اس بدبخت کی آنکھ کھل گئی ابیات نظر آئے پھر وہ نہ حضرت مجھے + گئی بھوک کی بھول شدت مجھے + کلانوت کی یہ بات سنکر بخیل + ہوا اپنے دل مین نہایت ذلیل + کلانوت کو مہجور صد آفرین + کیا ایسے عمدہ کو جو شرمگین + جہان نیک وبد سے معمور ہے + سخن شیخ سعدی کا مشہور ہے + بخیل ار بود زاہد بحروبر + بہشتی نباشد بحکم خبر + نقل ہے کہ ایک کلانوت صاحب فطرت ایک بخیل بے عدیل قریب بعد تہذیب گیا ایک پہر کے بعد وہ بخیل بے عدیل پلنگ پر جاکر سو رہا یہ کلانوت صاحب فراست بھی برائے طعام انعام واکرام بیٹھا رہا اس عرصے مین جب سب خدمتگار اور چوکیدار سو رہے اور کچھ اپنے اپنے گھرون کو کھانا کھانے گئے یہ کلانوت پرفطرت وقت فرصت غنیمت جان کر کچھ مٹھائی خوان مین کسی رکابی جو رکھی تھی اُس کو کھول کر نوشجان کیا جب خوب مرغوب طبع سیر ہوا تو ایک طرف کو جاکر چپکے سے سو رہا بعد انفراغ خواب وہ بخیل ذلیل جو منہ ہاتھ دھو کے مسند نشین ہوا ایک بار وہ کلانوت دلفگار سامنے آکر دوزانو بیٹھ گیا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت آپ تو بفراغت استراحت فرما ہوئے یہ غلام ناکام بھی شدت گرما سے یہین سو رہا یہ سخن سنکر وہ پُرفن کہنے لگا اے عزیز باتمیز تو نے بہت خوب کیا لیکن مجھ بیدار بخت نے آج عجب ڈھب کا خواب دیکھا ہے یعنے اپنے رہوار پر سوار ہون اور گاہے مغرب مین میرے گھوڑے کا قدم ومبدم پڑتا تھا اور گاہے مشرق کا عالم بے خوف وغم دیکھتا تھا یہ کلام اُس نا فرجام کا سنکر کلانوت پُرفراست یون بولا خداوند نعمت غلام ناکام بھی عجب واردات واہیات مین تھا کہ جس کا بیان کیا کرون بقول محمد قائم شعر درد دل کچھ کہا نہین جاتا + آہ چپ بھی رہا نہین جاتا + یعنے اس مکان دلستان مین حضرت سلامت غلام ناکام بفراغت سو رہا تھا کہ یکایک دو شخص بشکل عجیب بصورت عجیب آنکر کہنے لگے اے جوان اس خوان پُرالوان کی مٹھائی کھا جا نہین تو مارے تھپڑون کے تجھ بدقوام کو مرگ کے چاشنی چکھا دینگے غلام ناکام نے ہر چند عذر کیا لیکن اُنہون نے بصد ہزار پیٹنے

بعد پیر اُسی وہ مٹھائی رکھی رکھائی مجکو کھلوائی یہ سخن دلشکن سُنکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے بدذات تو نے اُسوقت
مجکو کیون نہ جگایا اُس نے جواب دیا غلام ناکام ضعیف النسیان خداوند آپ کو کہان پاتا جو عرض حال فی
الحال کرتا آپ تو کبھی مشرق مین رونق افروز ہوئے تھے اور کبھی مغرب کو تشریف لیجاتے
تھے نظم بھلا اس مین بندہ کا کیا ہے قصور + مین نزدیک تھا آپ تھے دور دور + غرض اُس کلانوت
سے مہجور خوب + ہوا شرمگین دل مین وہ پُر عیوب نقل ہے کہ ایک کلانوت بامروت ایک بخیل بے
عدیل کے گھر مین وارد و صادر ہوا پہر بہر تو اشتغال خیال اور وحریت کے خیال مین وہ بدخصال
بد افعال مصروف رہا اس کے بعد بقول مرزا سودا ابیات وقت آیا جو اُس کے کہانے کا + مرتکب ہوئے
اِس بہانے کا + لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر + بولا اسوقت ڈیوڑہی کا ناظر + بولا اُس سے کہ بہر کے آفتابہ
محل کے جا ضرور مین رکھو + المدعاوہ بیچارا محلسرا مین پائخانہ کے بہانے طعام نافرجام زہر مار کرکے باہر
آیا اتفاقاً پلاؤ کا چاول اُس بخیل ذلیل کی موچھون مین لگا تہا یہ کلانوت چالاک دست بسر انگشت دست
سے اشارہ کرکے کہنے لگا قربان جاؤن آپ کی موچھہ مین پائخانہ لگا ہے دست مبارک سے جہڑا ڈالئے
اور اِس غلام ناکام کو معاف کیجئے کیونکہ یہ میراثی خاکروب نہین ہے جو آپکے آگے سے پائخانہ جہڑالیتا +
اشعار کلانوت کا سُنکر یہ کہنا بخیل + ہوا شرمگین اور دل مین ذلیل + جو مجبور ہوتا نہ ایسا کثیف + تو
کیون اپنی باتون سے ہوتا خفیف + نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل واہی حالت تباہی مین گہر سے کسی طرف
کو راہی ہوگیا تہا اور اُسکے بعد اُسکی جورو بیکس چرخہ زنی کرتے تھے اوقات دن رات بسر کرتی تھی قضائے
کار بقدرت پروردگار ایک فقیر روشن ضمیر خوش تقریر اُس بیدل کے پاس سائل ہوا اُس زن نیک خصال
بے مال و منال نے اپنے آذوقہ کا آٹا اُس کو اُٹھا دیا یہ احوال پُر ملال اُس نیکخصال کا دریافت کرکے وہ
فقیر صاحب کمال کہنے لگا اے زن پارسا باحیا تیرا کار دنیوی کیونکر جاری ہے یہ بات اُس صاحب
کرامات والاصفات کی سُنکر کہنے لگی اے حضرت سلامت اِس شخص کا شوہر شکستہ کمر بحالت تباہی
کہین کو راہی ہوگیا ہے یہ روسیاہ پُر گناہ شام و بیگاہ چرخہ زنی کرکے دن رات اوقات بسر کرتی
ہے شعر اور کیا تم سے مین کہون حضرت + تم پہ روشن ہے سب مری حالت + یہ سخن دلشکن
اُس عورت نیکبخت کا سُنکر درویش خیراندیش نے ایک کشتی بے مثال فی الحال جھولی سے نکالکر حوالہ
کی اور کشتی زبان کو دریائے بیان مین یون روان کیا کہ ہنگام افلاس بقیاس جسوقت تیرے
بیر الُٹنے پر فکر اخراجات ضروری کی طغیانی ناگہانی موجزن ہوا اُسوقت یہ کشتی چوبی دریائے سے
آب مین زمین پر رکھکر یہ دعا مانگنا کہ اے صانع کون و مکان واسطے مالک دو جہان بحق

حضرت خواجہ حضرت علیہ السلام مجھکو ایک ہزار دینار خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کرا ے زن پارسا
باخدا باحیا اُس کشتی بے بہا کے خواص سے تجکو ایک ہزار دینار ملینگے تو تیرے ہمسایون کو دو ہزار دینار
بے تکرار پہنچینگے یہ مژدہ جان بخش وہ نیک بخت سُنکر کہنے لگی ازین چہ بہتر کہ میرے ساتھ اہل محلہ بھی
خوش و خرم بے اندوہ غم ہون تا کہ مجھپر کوئی رشک و حسد نہ لیجائی غرض وہ فقیر روشن ضمیر کشتی بے نظیر
اوسکو دیکر اپنی راہ لگا اور اُسکے بعد اُس زن پارسا باخدا نے زمین کو لیپ لاپ کر اُس کشتی بے بہا
کو رکھا اور یہ دعا جناب باری سے طلب کی کہ اے خالق اکبر بحق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اس دل
مضطر کو ایک ہزار دینار بلا تکرار خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کر غرض حق تعالی نے اُسکو دعا با
صفا مستجاب کی یعنی ایک ہزار دینار تو اُوسکو ملے اور دو ہزار سب اہل محلہ کو حصول بطور معقول ہو پہونچے
الحاصل اُس دولت غیر مترقب کے حاصل ہونے سے سب اہل محلہ نے اپنے اپنے پختہ مکان عالیشان
تیار کئے اور اُس زن نیک خصال حور تمثال نے اپنی عمارت رشک جنت ایسی ایکبار تیار کی کہ
اگر فرشتہ بھی دیکھے تو یہ کہے شعر اگر فردوس بر روئے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است
اس عرصہ مین اس زن باخدا کا شوہر بحالت زار تباہی کا مارا سرگشتہ و آوارہ اپنے گھر کی طرف جو
آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام محلہ جگ جگ کر رہا ہے یہ عالم وہ قرم دیکھکر ایک شخص سے پوچھنے لگا
اے بھائی فلانے سیاہی کا ویران مکان کہان ہے بارہ ایک آدہ آدمی کے پتہ بتانے سے اُس
مکان عالیشان کے پاس آیا اور کچھہ مکان کے نشان کی علامت دریافت کرکے جو گھر کے اندر جانے
لگا تو ایکبار اُسکے چوکیدار کہنے لگے کہ اے کنگال بد خصال کہان جاتا ہے تو بھیک مانگنے آیا ہے
تو باہر سے سوال کر تیری جھولی تمنا کی یہان کی دستِ سخاوت سے پر ہو جاویگی یہ سخن دلشکن چوکی
دارون کا سُنکر کہنے لگا کہ اے مردک مین اس مکان کا مالک ہون یہ احوال اُسکی جورو نیک خصال
کے گوش ہوش تک پہنچا تو چقین اور پردہ چھوڑ واکے مکان عالیشان مین بلوایا الحاصل اُس کی نشست
و برخاست کی علامتون سے پہچانکر اس زن پارسا باحیا نے غسل دلواکے بہ لباس نفیس آراستہ و
پیراستہ کیا لیکن وہ بخیل ذلیل اپنے دلمین کہنے لگا کہ خداوند یہ خواب ہے یا بیداری کہ کبھی ایسی دیکھنے
کا اتفاق اس آفاق مین ہوا تھا آخر الامر اپنی جورو نیکو سے پوچھنے لگا اے زن باوفا بہ خدا سچ بتا کہ
تمام مکان عالیشان اہل محلہ کے تیری عمارت سے کیونکر بلند دوچند ہین اور تجکو اے نیک خوبہ
دولت اور حشمت کہان سے ہاتھہ آئی یہ کلام اُس فرجام کا سُنکر اس زن پارسا باخدا نے کشتی دریا
نژاد کا مال احوال اُس سے مشروعاً نوکِ زبان سے بیان کیا اسابت پر کرامات کے سنتے ہی ایک

وہ ہاتھ جورو کو مار کر کہنے لگا اے ملعونہ تجھکو قباحت سے رخصت نہیں تھا لیکن اس قدر محلہ لوٹا لالم

کرتا تھا نظم جو کچھ کہ اب ہوا سو ہوا + لیک کشتی کو میرے پاس تو لا + دیکھون کیسی وہ پر کرامت ہی + کشتہ

ہی کیہ یخ دولت سے + الغرض اس کشتی بے بہا کو زمین پاک پر رکھکر وہ ناپاک کہنے لگا اے خالق کبریائی

حضرت خواجہ خضر میرے دو مکان مع ساکنان دریائے لامکان مین ڈوب جائین غرض اس بوم شوم

کے دو مکان ویران ہوئے اور اہل محلہ کے چار چار مکان بے نشان ہو گئے دوسرے روز وہ جگر سوز

کشتی کو آگے رکھہ کے کہنے لگا اے ذات باری بحق خواجہ خضر اس شخص کے گھر مین آس پاس پچاس کوئین ہو

جائین علی ہذا القیاس اس کے گھر مین پچاس کوئین ہو گئے اوروں کو گھرون کے گرد سو سو کوئین بے چاہ اور

بے خواہش کھد گئے غرض تیسرے روز وہ غم اندوز یون کہنے لگا کہ اے صانع جن و بشر برائے حضرت خواجہ

خضر اس شخص کی ایک آنکہہ اور ایک کان دور ہو جاوے غرض تمام اہل محلہ اندہے اور بوچے ہو گئے آخرش سب

اہل محلہ زچ ہو کر کہنے لگے کہ یارو یہ بڑا غضب پر تعجب ہی کہ اس ملعون ذوفنون کا تو ایک نقصان ہوتا ہے

اور ہمارے دوہرے زیان ہر زمان ہوتے ہین القصہ سب اہل محلہ مجتمع ہو کر اس بخیل ذلیل کے پاس آ کر کہنے

لگے اے عزیز با تمیز اس حرکت ناشایستہ سے باز آ کیونکہ ہم ناحق پامال الم ہوئے جاتے ہین تب تو وہ بخیل ذلیل

کہ اے بہائیو یہ کیا غضب پر تعجب ہے کہ مجکو ایک ہزار دینار ملین اور تمکو دو ہزار دینار ملین شعر ہائے اس

رشک سے نہ کیونکر آہ + حال مجہہ خستہ حال کا ہو تباہ + یہ سخن دلشکن سنکر اہل محلہ کہنے لگے اے عزیز با تمیز وہ

جو دولت غیر مترقب ہم لوگون کے پاس ہی تجہہ خناس سے دوچند سہ چند ہے اُسکو بخوشی و خرمی ہم سے

لے اور اس کشتی دریائے بہشتی کو تو حضرت خواجہ خضر کے نام نا و بنا کے چہڑا دے الغرض اس بخیل ذلیل نے

طمع زر نقد اور رشک اہل محلہ سے کہ مال بیزوال اس سے دوچند پاتے سہتے اس کشتی بے بہا کو ایک دریائے

ناپیدا کنار مین بہادیا اشعار روحے شیخ سعدی کا مجہور یہ + سخن سب جہان مین ہے مشہور یہ + بخیلان

ز اموال برمے خورند + بخیلان غم سیم و زرمے خورند + نقل ہے کہ ایک بخیل بے عدیل سے ایک

عزیز با تمیز نہایت موانست رکہتا تہا اتفاقاً اس عزیز با تمیز کو سفر در پیش ہوا اس بخیل ذلیل کے

قریب آ کر کہنے لگا اے یار وفادار یہ گنہگار و لفگار بر سر سفر وسیلہ الظفر تجہہ سے رخصت اس

وقت ہونے آیا ہے مگر بقول بختی قطعہ بخشتی تو فراق مرگ بدان + شاخ ما را نہ بیست برگ و گرہ

گرچہ یک مرگ بر ہمہ دانند + فرقت دوستان ست مرگ دگر + اے دوست دلنواز واسطے محرم راز

اپنی انگشتر سے طلائی مینائی کی مجکو عنایت بعید بشاشت کر تو مین اُس کو بجائے نشانی تا بہ زندگانی

اپنے پاس رکہون اور جس وقت اُس کو دیکہون تجکو دل سے یاد کرون تاکہ تشفی خاطر فاتر مجہہ

و تجرا فتادہ غم آمادہ کی ہو اُسکے جواب مین وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے دوست صادق وائے یار واثق کچھ
اِس انگشتری کی احتیاج نہین ہے اگر تجھکو مجھکو یاد دل شاد یاد کرنا منظور ہوگا تو جسوقت تو اپنی اونگلی کو خالی دیکھنا
تو یہ کہنا کہ فلانے غمخوار سے مینے انگوٹھی طلب کی تھی اُسنے نہ دی مثل برائے یاد کردن یاران ہمین نکتہ بس
است + مگر وہ بخیل ناقص الدلیل قول بخشی کا نہ سمجھا قطعہ بخشی یار خوش کجا باشد + خدمت یار کن وے از حد +
اہل تحقیق خود چنین گویند + یار نیکو بہ از قرابت بد + شعر آشنائی کے حق کو اے مہجور + یہ سمجھنا نہین کوئی
معذور + نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل جسوقت کھانا زہر مار کرنے کو بیٹھتا تو یہ بات واہیات کہتا کہ میرے
سامنے سے ہٹیر بہاڑ چھوڑ دو شعر غرض طرفہ تر سنئے یہ ماجرا + کہ ایک آدمی پر یہ کہتا سدا + القصہ ایک روز
نوکر حیرت اندوز نے کھانا کھانے کے وقت ایک ڈھیلا بڑا سا قاب رشک آفتاب مین مارا اور اُس طرف سے
منہ پہیر کے چپ کھڑا ہو رہا یہ ماجرائے طرفہ برملا دیکھکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے ملعون ذوفنون تو نے میری
چینی کی رکابی خاصی کیون سنگ شرارت سے توڑی یہ کلام با دشنام سنکر وہ خدمتگار زبان دراز کہنے لگا؛
نظم مین کیا جانون کسی دن از دحام + شکستہ کیا ہے یہ ظرف طعام + جو ہوتی نہ ہر روز یہ ہٹیر بہاڑ + تو کرتا
بکڑ کر ادسے مار دہاڑ + سخن اپنے نوکر کا سنکے بخیل + لگا کہنے نوکر سے یہ پُر ذلیل + اسے نوکری سے چھڑا دیجئے
اور اسکے عوض اور رکھ لیجئے + غرض اُسنے مہجور یون ہی کیا + عوض اُس کے اور آدمی رکھ لیا +
نقل ہے کہ ایک بخیل ابن عزرائیل پاؤ سیر آٹا لیکر دو روٹیان ایسی پکواتا کہ ایک روٹی چپوتی روغنی اور
دوسری سادی ان دونون کو پکواکے ایک رکابی سفالی مین رکھکر روکھی سوکھی دونون زہر مار کرکے خدمتگار
کا منگار کو اسمین سے ذرا بھی نہ دیتا اور کھانا کھانے کے بعد کہتا اے خدمتگار غمخوار یہ رکابی شتابی دھو کر طاق
براق مین رکھدے یہ کلام نا فرجام سنکر خدمتگار زبان طراز جبین کہنے لگا کہ خشک رکابی کے دہونے سے کیا
حصول جو یہ نا معقول دہلوتا ہے غرض ناچار وہ خدمتگار الامر فوق الادب کے موافق کہنے لگا کہ سچ بھی ہے خاوند جو
کا بھی برا ہوتا ہے شعر یہی جان کر دل مین وہ آدمی + نہ کرتا کوئی بیدلی کبھی + غرض اُس بخیل ذلیل کا
تو یہ کلام مدام تہا کہ کھانے کے بعد اُس رکابی سفالی کو دہلوا تا اتفاقاً ایک روز نوکر غم اندوز کچھ بھوکا اور پیاسا
بیٹھا تھا کہ اسمین اس بخیل ذلیل نے کہا اے خدمتگار اس رکابی عنابی کو طاق براق مین رکھدے یہ بات واہیات
اس بدذات کی سنکر خدمتگار زبان طراز کہنے لگا اے صاحب کیا اس رکابی خالی مین پائخانہ بھرا ہے جو اسے
دہو کر رکھدون ابیات وہ ممسک یہ نوکر کا سنکر جواب + نہایت ہوا دل مین جلکر کباب + جو مہجور
ایسا نہ تہا وہ بخیل + وہ باتون سے اپنے ہوا کیون ذلیل نقل ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس اپنی اوقات
دن رات ایک پیسہ مین بسر کرتا تھا لیکن اس شہر مین ایک خبیث حریص اس سے بھی زیادہ سکونت رکھتا تھا

اتفاقاً وہ خسیس حریص اُس منحوس مکھی چوس کی نحوست کا شہرہ سُنکر بعد مسافت اُس منحوس مکھی چوس کے
پاس آیا اور صرف اوقات کا پرسان ہوا وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے عزیز باتمیز سچ تو یون ہے کہ اللہ
تعالےٰ نے اپنی عنایت بے غایت سے دولت پُرنعمت بزرگون کی میرے صندوق نحوست مین اسقدر دی
ہے کہ ایک ہزار برس بیٹھا کھاؤن تو بھی کم نہو لیکن مین نے اپنی اوقات دن رات کی ایک پیسے پر اسطور
سے رکھی ہے کہ یون پیسے کا آٹا آدھی پکوائی آدھی کا شوربا یا گڑہ سے کر کھاتا اور بخوبی چین سے سو رہتا یہ کلام
اُس نافرجام کا سُنکر وہ بد انجام بولا ابے تو نہایت فضول خرچ ہے **شعر** سُنیے ہر روز کہ وے ایک پیسا +
کہین دیکھا ہے بد معاش ایسا + یہ سخن دلشکن سُنکر وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے غمخوار تو اپنے اوقات
واہیات کا بیان کر + کہ تو کسطرح شب و روز بسر کرتا ہے وہ خسیس طبع حریص جواب دہ ہوا اے بد معاش
نا ہنجار اپنا یہ چلن پُرفن ہے کہ ایک پیسا اور ایک رومال بے مال لیکر نکلتا ہون اور بقال کوٹھی وال سے
اُس پیسا کا آٹا رومال بے مال مین لیکر ایک لحہ کے بعد وہ آٹا خاصہ واپس کر دیتا ہون لیکن اُس رومال
بے مال مین جسقدر آٹا لگ رہتا ہے اُس کو الگ گوشہ مین بیٹھکر جھاڑتا ہون پھر اُس رومال مین اور بقال
نیک اعمال کی دوکان سے آٹا لیتا ہون ایک دم کے بعد اُس کو بھی پھیر دیتا ہون اور اُس رومال مین
پیسا ڈال کر بخوشی جھاڑ لیتا ہون غرض اس شکل سے دو پہر تین پہر پھرتا ہون اور ایک سے آٹا لیتا ہون
اور واپس کر دیتا ہون اس عرصہ مین جب میرے رازق کے موافق آٹا خاصہ جمع ہو جاتا ہے تو ایک بقال
سے نمک بے دھڑک ذرا سا مانگ کر دریا کے کنارے جاتا ہون لیکن اس عرصہ مین جب تک مین آٹا
لیتا دیتا ہون تب تک راہ باٹ کی لکڑیان بھی چھپٹیان چن چن کر جمع کرتا جاتا ہون الحاصل لب ساحل
اُس آٹے کو دریا کے پانی سے گوندھکر اِن لکڑیون کی آنچ مین موٹی چھوٹی روٹی پکا کر بغل مین داب
کر ہر ایک گلی کوچہ مین پھرتا ہون جسوقت کہین دال کے بگھار یا گوشت بھوننے کی بو باس میری ناک
ہوس ناک مین آتی ہے وہین بیٹھکر بہ لذت تمام اپنا طعام کھا لیتا ہون **مثنوی** میری تو اسطرح
سے ہے اوقات + ایک بد معاش ہے ہیہات + سُنکے منحوس بولا یہ تقریر + بولا میرے معاش
ہے تو تقیر + سچ تو یون ہے کہ تجھ سا دنیا دار + مین نے دیکھا نہین کوئی اے یار + بسکہ مجبور کو کہو سو ہو
کہیئے لعنت ہے بر ترنی و کدو + **نقل** ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس اور خسیس حریص سے جو ملاقات
جو ہوئی تو آپس مین اپنے اپنے اوقات واہیات کا احوال وہ بد اعمال بیان کرنے لگے پہلے منحوس
مکھی چوس بعد فخر یہ بولا کہ اے یار غمخوار مین ناکام ایک چھ دام کا گھی چھوٹی شیشی مین بھر رکھتا ہون
ایک برس کے بعد پھر لیتا ہون اور اُسکو اس طرح صرف کرتا ہون کہ جسوقت کھانے کا وقت آتا ہے

تو اس گھی کی شیشے کو کچہری مین گاڑ دیتا ہون اور اُسکی بو باس بتیاس سے کچہری بشوق تمام نوشجان کرتا ہون مگر لقمہ آخیر مین بلا ناچیز ایک رتی وہ گھی ماشاء اللہ البتہ لگا کر کھاتا ہون غرض ایک سال کے بعد وہ گھی خرچ ہوجاتا ہے پھر شروع سال مین یہ بدخصال ادروہیلے کا گھی مخفی خرید تا ہے **ابیات** یہ سنکر چلین اُس بد اعمال کا + لگا کہنے تو ہے برے چال کا + چلن والون کی اسطرح سے معاش + نہین ہمنے دیکھی کہین فاش فاش + اے عزیز بے تمیز اپنا تو چلن پر فن یہ ہے یعنے کھانا کھانے کی وقت لقمہ بناتا ہون اور گھی کے منڈوی کی طرف دکھا کر کھا جاتا ہون اے یار غمخوار اس شہر غدار مین ایسے بڑے بڑے لوندے گھی کی ہر لقمہ کے ساتھ بے آفات کھانے مین آتے ہین کہ جس کے بیان مین چرب زبانی نہین ہوسکتی **نظم** یہ سنکر وہ منحوس کہنے لگا + چلن و الا تجسا نہین دوسرا + ترے سامنے واقعی اے عزیز + چلن مین نہایت ہون مین بے تمیز + ہمارا تو مشہور ہے یہ مقال + سگ زر رو دہ ہے تو یہ ہے شغال **نقل ہے** کہ ایک عورت خسیس حریص ایک زن پارسا باحیا کو رشتہ داری قریب کے باعث سے اپنے گھر مین وہ غیبانی برائے مہربانی لائی دو چار گھڑے کے بعد کہنے لگی اے بی بی کچھہ کھانا کھا تو تیرے واسطے پکواؤن اور مجکو تو ابھی بہوک نہین ہے وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی اے بی بی ابھی کیا جلدی ہے جو کچھہ گھر مین پکے گا مین بھی وہی کھالونگا یہ سنکر وہ عورت پر فطرت چپ ہو رہی بعد گفتگو بسیار پھر وہ زن مکار بولی اے بی بی دوپہر تو ہونے آئے اب تیرے واسطے کہ تو گوشت وغیرہ منگوا کر پکوالون اس مین وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی کیا مضائقہ ہے یہ کلام وہ نافرجام سنکر کہنے لگی تو نہ کچھہ کھائیگی نہ پئیگی میرا کھانا ناحق پکا پکایا خراب ہوجاویگا یہ کہکر وہ عورت پُر فطرت ادہر اودہر کی باتین کرنے لگی اسمین وقت اختتام شام کا ہونے لگا تو وہ عورت بدخصلت کہنے لگی اے بی بی اب بھی کچھہ نہین گیا مگر گوشت تو اسوقت نہ بہم پہنچیگا اگر کہہ تو بہونی کہچڑی تھوڑی مین دل بریان تیرے واسطے پکوالون اس زن پارسا باحیا نے کہا کیا مضائقہ پھر یون جواب دہ ہوئی کہ بی بی تو نہ کچھہ کھائیگی نہ پئیگی یون ہی بے دلی سے کہتی ہے میرا کھانا خاصہ ناحق خراب جاویگا قصہ مختصر اُس بیچاری آفت کی ماری کو وہ زور کال وسی لیت ولعل مین رکھا لیکن کھانا ذرا بھی نہ پکوایا تیسرے روز اُس زن جگر سوز سے کہنے لگی کہ اے بی بی آج تین دن ہوگئے ہین کہ تو نے پان اور پانی کے سوا کھانا نہین کھایا اگر آج کہو تو روکھی روٹے کے چپڑی تنکر سے طیار کرون بھلا اسی کو ذرا منہ مین ڈال لینا اتنا تملق اسے رشک حور کیا ضرور یہ بات واہیات سُنکر وہ نیک صفات کہنے لگی اے ناپاک زبان چالاک **ابیات** نہ پکاتی ہے نہ کھلاتی ہے + بات ناحق کو کیون بناتی ہے + تو وہ عورت خسیس ہے بے پیر طفل کو سکے جو سدا بے تمیز + یہ سخن دل شکن اُس زن پارسا باحیا کا سنکر کہنے لگی اے بی بی تو

بھی اپنا پرایا کتنا سمجھتے ہے کب تونے کہا اور کب مجھ ناشدنی سنے تیرے واسطے کھانا نہ پکوایا تب وہ زن پارسا با خدا خفا ہو کر بولی اے کمبخت زبان سخت کہین یہ بھی سنا ہے کہ انسان یا حیوان بے کھانا کھائے رہتا ہے کیا تجکو نہین سوجھتا تھا و یا آنکھون سے اندھی ہے اور اُس کے سوا جب تونے کھانا پکوا اُسے کو کھا مین نے کہا کیا مضایقہ تو وہین زبان سخت دراز کرکے بولتی تھی کہ کچھ نہ کھانیگی نہ پیئیگی تو یہ نہین بیدلی سے کہتی ہے اُس کے جواب مین پھر وہ عورت پر فطرت بولی کہ اے بی بی مین نگوڑی نہ جانتی تھی کہ تو سچ مچ کہتی ہے لیکن خیر اب تیرے واسطے کھانا معقول معقول پکواتی ہون دیکھون تو کہا تک کھاتی ہے یہ کلام اُس نافرجام کا سنکر وہ زن پارسا دل صفا کہنے لگی کہ اب کچھ احتیاج اس بد مزاج کو کھانا کھلانے کی نہین ہے کیونکہ سطے روزہ طے ہو چکا اب مین اپنے گھر جا کر افطار کر لونگی اُس کے جواب مین کہنے لگی خیر بی بی جس طرح تیرا جی چاہے تو وہی کر کیونکہ تو نہایت تنک مزاج ہے تیری خفگی بیدلی مجھکو منظور نہین لیکن برائے خدا ذرا یہان پھر تشریف فرما ہونا کیونکہ مین تیری خدمتگاری بدلداری نہین بجا لائی یہ بات سنکر وہ زن کہنے لگی اے بی بی نظم جو ترے گھر مین مہمان آئے + کھانے کی جا وہ آہ غم کہائے + آخر شب کو وہ زن خفا ہو کر + بھوکی پیاسی گئی بس اپنے گھر + پھر نہ جیو پروہ کسی کے یہان + اپنے بیگانون گئے مہمان ؤ

تمام شد

بفضل ملک الوہاب یہ کتاب انتخاب مرتب بہ نہ باب پر از حکایات نایاب مسمی بہ انشائی نورتن نمکین جبین مہجور دل رنجور پر قصور بے شعور نے اختتام کی لیکن دوستان صادق او محبان واثق کی خدمت فیضد رجت مین عرض ہے کہ اس انشائے لیلی نژاد کو ناقہ قرطاس پر محمل نشین کرکے جانب دشت نوردی وادی عبارت پر فصاحت مین مجنون صفت ساربانی باہمار معانی کے ہو جس جا گام ناکام اشتر الفاظ کا غلطی سے بے پہلو پڑے تو اوسکو دست شفقت سے بحد صحت پر پہنچا دین اور اگر اُس گلدستہ نورتن کی سیر بہار سے دل کو فرحت ہو تو اُس روسیاہ پر گناہ کے حق مین دعا خیر کرین تاکہ بوسیلہ نجات عالی درجات سے یہ دل افسردہ مثل گل پژمردہ باغ جنان مین سایہ طوبی کے ہمسایہ مین مستقر ہو بقول جامی علیہ الرحمۃ کے ابیات ہر کہ خواند دعا طمع دارم + زانکہ من بندۂ گنہگارم آنکہ مارا کند بہ نیکی یاد + نام او در جہان بہ نیکی باد ؤ